READING SECTION
Online Library For Pakistan
WWW.PAKSOCIETY.COM
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

ردا ڈائجسٹ

چیف ایڈیٹر
صالحہ محمود

ایڈیٹرز
سعدی محمود جعفری، بلال جعفری
نمائندہ امریکہ، فراز جعفری
E-Mail: frazjafri@aol.com
نمائندہ UAE، عمیر علی جعفری
E-Mail: [illegible]@emirates.net.ae
نمائندہ لندن، شبانہ آصف خان
[illegible]: جنید الصار

خط و کتابت کا پتہ
ردا ڈائجسٹ
۱۳۲ ڈی، بلاک ۲
پی ای سی ایچ ایس
کراچی

www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

آپ کی آپا صالحہ محمود ۶

انٹرویو

نوین وقار عاطبہ نور ۹

... نہیں نایاب ہیں ہم ادارہ ۱۲

سلسلے وار ناول

صحراؤں کی گلیوں میں عشق قمروش شہک ۱۴

زندگی، پھول، محبت، خوشبو شازیہ مصطفیٰ ۱۱۴

دیدہ عبرت نگاہ وشانے عبدالقیوم ۲۲۰

مکمل ناول

تیرے ہو کے رہیں گے ریحانہ آفتاب ۳۰۶

محبت کی وادی عائشہ الیاس ۱۳۰

ناولٹ

محبت، عزت اور دہلیز ثناء کنول ۶۶

تاوان مریم شیراز ۱۵۰

افسانے

ماں شازیہ مصطفیٰ ۸۲

خوابوں کا بسیرا قمروش شہک ۹۰

خوشبو تیری باقی رابعہ ولی ۱۰۰

محبت کے انداز مہرین کنول ۱۱۲

نیا سال نئی خوشیاں حنا اشرف ۱۶۸

آ اب لوٹ چلیں ثوبیہ ملک ۱۷۲

کروبیاں زتیرہ ۱۸۴

حسین شرارت فرح ناز رفیق ۱۸۸

نئی رت نیا سال شہلا گل سحر ۱۹۴

محبت جو تم سے ہوئی صبا سعید ۱۹۸

من وال عائشہ مری ۲۰۱

بہو بیگم افسانہ کاوش ۲۰۷

عورت کا مقام تہمینہ بانو ۲۱۴

www.facebook.com/rida.digest

جنوری 2017ء

جلد نمبر 20 شمارہ نمبر 1

قیمت 60 روپے

زرِ سالانہ بذریعہ رجسٹری

720 روپے

34535726

پبلشر و ایڈیٹر صالحہ محمود نے ابن حسن پرنٹنگ پریس سے چھپوا کر شائع کیا۔

مقام اشاعت: ۱۲۹/ڈی بلاک۔2۔پی۔ای۔سی۔ایچ۔سوسائٹی کراچی

انتباہ:-

ماہنامہ "ردا" ڈائجسٹ میں شائع ہونے والی ہر تحریر کے حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں اس کے کسی بھی حصے کی اشاعت یا کسی بھی ٹی وی چینل پہ ڈرامہ، ڈرامائی تشکیل اور سلسلے وار کسی بھی ناول کی اشاعت پر ادارہ چوری کی ایف آئی آر درج کرا دے گا اس لئے پبلشر سے اجازت لینا ضروری ہے ادارہ "ردا پبلیکیشن"۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.paksociety.com

مستقل سلسلے

ردائے جنت	صالحہ محمود	۷	سندیسے	صالحہ محمود	۲۴۸
ردا کی ڈائری	صدف سعد	۲۳۳	کچن	ثریا اقبال	۲۵۴
ذرا پھر سے کہنا	شہلا مشائق	۲۴۴	سنگھار	شہلا مشائق	۲۵۷
خوشبو	نورین ملک	۲۴۱	اشعار	نورین ملک	۲۳۵
اس ماہ میں	نورین ملک	۲۳۷	دوستوں کے نام پیغام	ادارہ	۲۵۲

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

صبح نو سب کو مبارک ہو، آنے والے کل کی موسم رُت نئے سال کی صبح بہاراں ثابت ہو۔ وطن عزیز پر جب سورج کی پہلی کرن اترے تو یارب سرسبز و شاداب کردے، زمین پر بسنے والے انسانوں کو ایسا اذن دے کہ وہ وطن کی مٹی سے پیار کریں۔ محبت اور جانفشانی کا ایسا دور ہو کہ خلق خدا سجدہ ریز ہو، زندگی کے سارے مراحل بخوبی عزم سفر ہوں، زندگی اتنی آسان ہو جائے کہ دکھ کا ایک ٹانکا بھی نہ ہو۔ 2016ء کا سورج ڈوب گیا۔ انہی بارہ مہینوں سال میں زندگی نے کئی ادوار دیکھے، دکھ بھری وہ شام جب عبدالستار ایدھی ہم سے جدا ہو گئے۔ جب عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم امجد صابری اور جنید جمشید ہم سے جدا ہو گئے۔ اللہ کرے ایسے سانحات دوبارہ نہ گزریں۔

سب کے لب دعا دعا رہیں، یارب خلق خدا شاد رہے، ہماری دھرتی پر یونہی چراغاں ہوتے رہیں اور صبح نو اترتی رہے اور ہمیشہ سب شاد و آباد رہیں، اپنے وطن عزیز کے لیے ہمیشہ دعا کرتے رہیے۔

دعا ایک اچھا عمل ہے یوں سمجھ لیجیے ایک طویل نیکی کا وہ عمل ہے جس کی مسافت میں تھکن نہیں، ورنہ زندگی میں اداس رستوں کی تھکن خار خار کر دیتی ہے۔ وجود مٹ جاتا ہے۔ ہم خالی ہاتھ ہوتے ہیں زادِ سفر کچھ بھی ہاتھ نہیں آتا۔ ہمیں زادِ سفر کے ساتھ جینا ہے تو اللہ کے بتائے ہوئے رستوں پر دین کے احکامات پر عمل کرنا ہے جن کی شریعت میں اہمیت ہے۔ ہر وہ بات اہم ہے جو اللہ کے نبیؐ نے دنیا میں ہمیں بتائی اور ہم ان پر عمل کرتے ہیں اور عمل پر کوئی اضافی عمل شرک میں ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا شرک سے بچنے کا سب سے اچھا عمل یہ ہے کہ کیا ہمارے نبیؐ نے یہ عمل کیا ہے اور اگر نہیں کیا تو وہ شرک ہے۔ نئے سال پر آپ کے لیے میرا یہ پیغام ہے جس پر آپ سوچیے اور غور کیجیے۔

نئے لکھنے والے ردا گائیڈ کارنر سے رابطے میں رہیں، ان کو ضرور موقع دیا جائے گا۔

آپی

سانحۂ ارتحال

مشہور، معروف شاعر نصیر کوٹی زندگی کی مسافت طے کر کے ابد کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان کا شمار ممتاز شعراء میں ہوتا تھا، ادبی محفلوں کی وہ جان تھے، استاد محترم کا اپنا ایک منفرد انداز اور مقام تھا۔ ان کا ایک جملہ تمام عمر میری گرہ میں ساتھ ساتھ رہا "لکھنے کے شوق میں خودنمائی کا جذبہ نہیں ہونا چاہیے۔" اور یہی وجہ ہے کہ میں ادبی محفلوں سے ہمیشہ دور رہی اس میں میرے استاد محترم کا یہ جملہ کہ خودنمائی بالکل نہیں کرنا۔ ہمیشہ میرے لیے مشعل راہ بنا رہا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ استاد محترم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔ قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

صالحہ محمود

ردائے نور

مومن، کافر اور منافق کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا چار باتیں ایسی ہیں کہ جس میں وہ پائی جائیں گی۔ وہ پکا منافق ہوگا اور جس میں ان میں سے کوئی ایک بات پائی جائے گی۔ اس میں نفاق کی صرف ایک ہی شق ہوگی تا آنکہ وہ اسے ترک کردے۔ وہ چار باتیں یہ ہیں جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے، کسی سے کوئی معاہدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے، جب وہ کسی سے کوئی وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے جب اس کا کسی سے جھگڑا ہو جائے تو وہ گالی گلوچ پر اتر آئے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ انصارؓ سے محبت رکھنا ایمان کی علامت ہے اور ان سے بغض رکھنا نفاق کی نشانی ہے۔

حضرت زید بن خالد جہنیؓ کا بیان ہے کہ ابھی رات کی تاریکی باقی تھی کہ آنحضرتؐ نے ہمیں مقام حدیبیہ میں صبح کی نماز پڑھائی اور سلام کے بعد مقتدیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا تمہیں کچھ خبر ہے حق تعالیٰ نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا حق تعالیٰ نے ابھی فرمایا ہے کہ میرے بندے اس حال میں صبح کرتے ہیں کہ ان میں سے بعض مجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور بعض میرا انکار کرتے ہیں۔ بس جو یہ کہتا ہے کہ ہم پر اللہ کے فضل و کرم سے بارش ہوئی وہ مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور نجوم کا منکر ہے اور جو یہ کہتا ہے کہ فلاں فلاں ستاروں کے اثرات کے نتیجے میں بارش ہوئی وہ میرا منکر اور نجوم پر ایمان رکھنے والا ہے۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرتؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایمان اور کفر و شرک کے درمیان دانستہ ترک نماز حدِ فاصل ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا بیان ہے کہ میں نے آنحضرتؐ سے سوال کیا کہ کون سا عمل بہتر ہے؟ فرمایا، نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد کون سا عمل بہتر ہے؟ فرمایا، والدین سے بہتر سلوک کرنا۔ میں نے پھر عرض کیا اس کے بعد کون سا عمل بہتر ہے؟ فرمایا، راہِ خدا میں جہاد کرنا۔

حضرت عمرو بن شرجیلؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہؓ نے آنحضرتؐ سے سوال کیا کہ خدا کے نزدیک کون سا گناہ بہت بڑا ہے؟ فرمایا یہ کہ تو کسی کو خدا کا شریک قرار دے۔ حالانکہ خدا ہی نے تجھے پیدا کیا ہے۔ نے عرض کیا بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ پھر اس کے بعد کون سا گناہ بڑا ہے؟ فرمایا یہ کہ تو اس خوف سے اپنی اولاد کو ہلاک کر ڈالے کہ وہ تیرے رزق میں حصہ دار ہوگی۔ میں نے پھر عرض کیا اس کے بعد کون سا گناہ بڑا ہے؟ فرمایا یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے ہم سے دھوکہ کیا وہ ہم میں سے نہیں۔

حضرت عائشہؓ نے بروایت حضرت عبداللہؓ بیان

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کیا ہے کہ جب ذیل کی آیت نازل ہوئی۔(ترجمہ) ''وہ لوگ جو ایمان لائے پھر انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے ملوث نہیں کیا۔''

تو صحابہؓ پر یہ امر شاق گزرا اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے کون ایسا ہے جو اپنے نفس پر ظلم نہیں کرتا۔ اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا بات وہ نہیں ہے جو تم سمجھتے ہو بلکہ اس بات کو اس مثال سے سمجھا جائے کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی تھی اے میرے پیارے بیٹے تو خدا کا کسی دوسرے کو شریک نہ بنانا کیوں کہ شرک ظلم عظیم ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تم میں سے کسی کے پاس شیطان آکر پوچھتا ہے کہ فلاں فلاں شے کو کس نے پیدا کیا یہاں تک کہ آخر میں یہ سوال کر بیٹھتا ہے کہ تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب وہ اس حد تک پہنچے تو انسان کو اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے اور آگے بات کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جس نے اپنے کسی مسلمان بھائی کا حق غصب کیا اللہ اس کے لیے دوزخ لازم اور اس پر جنت حرام کر دے گا۔ اس پر ایک صحابیؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ اگرچہ کوئی معمولی چیز ہی غصب کی ہو؟ فرمایا اگرچہ پیلو کے درخت کی ایک شاخ ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ اگر کوئی شخص مجھ سے میرا مال چھینا چاہے تو مجھے کیا کرنا چاہیے؟ فرمایا اسے اپنا مال نہ دو۔ عرض کیا اگر میرے انکار کرنے پر وہ مجھے قتل کر ڈالے، فرمایا تب تو شہید کا مرتبہ پائے گا۔ عرض کیا اگر میں اس کی بدنیتی پر اسے قتل کر ڈالوں، فرمایا وہ دوزخ میں جائے گا۔

انہی راوی سے ایک روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اسلام کی ابتدا کسمپرسی و غریب الوطنی میں ہوئی اور وہ اپنی ابتداء کی طرح آخر میں بھی اسی طرح بے یار و مددگار رہ جائے گا۔ پس اس مناسبت کی بنا پر بے یار و مددگار بیکسوں کے لیے خوش خبری اور مبارک باد کا موقع ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کسی مرد کو کسی مرد کی اور کسی عورت کو کسی عورت کی ستر کی جگہ کو نہ دیکھنا چاہیے۔ علیٰ ہذا کسی مرد کو دوسرے مرد کے ساتھ اور کسی عورت کو دوسری عورت کے ساتھ ایک چادر میں لپٹ کر نہ لیٹنا چاہیے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ دو لعنتیوں سے بچتے رہو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ دو لعنتی کون کون ہیں؟ فرمایا ایک وہ ہے جو لوگوں کی گزرگاہ میں رفع حاجت کرتا ہو دوسرا وہ جو لوگوں کی سایہ دار آرام گاہ میں غلاظت ڈالتا ہو۔

حضرت جابرؓ نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ہے کہ تم میں سے جب کوئی دھونی لے تو تین مرتبہ دھونی لے اور جب کوئی وضو کرے تو ناک میں پانی ڈال کر ناک کو جھاڑ دے۔

حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ کے نبی نے تو آپ کو ہر شے کے طور طریقے حتیٰ کہ بیت الخلا کے آداب تک سکھا دیے ہیں۔

آپ نے فرمایا۔ بے شک آنحضرتؐ نے رفع حاجت کے وقت قبلہ رخ بیٹھنے دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے۔ تین ڈھیلوں سے کم استنجا کرنے اور ہڈی اور گوبر سے استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Downloaded From
Paksociety.com

ملاقات

نوین وقار

علشبہ نور

خوب صورت چہروں میں خوب صورت چہرے اور آواز کی مالک نوین وقار ایک پیاری آرٹسٹ اور پیاری شخصیت آج ردا قارئین کے درمیان ہیں۔ آیئے ان سے ملاقات کرتے ہیں۔

☆ نوین کیسی ہیں؟

◈ الحمدللہ! بالکل ٹھیک۔

☆ آج کل کیا مصروفیت ہے؟

◈ کافی بزی ہوں آپ میرے دو پروجیکٹ ''ہم'' چینل سے دیکھ ہی رہے ہیں۔ ''کچھ نہ کچھ'' اور ''سایہ دیوار بھی نہیں''۔

☆ ''کوئی سایہ دیوار بھی نہیں'' میں آپ کا کردار کافی شیڈز لیے ہے؟

◈ آپ نے بالکل ٹھیک کہا، میرا کردر رینگ ٹو ادلڈ ہے اور پھر اس کردار میں کرنے کو بہت کچھ تھا مجھے کر کے بہت اچھا لگا۔

☆ آپ کو نہیں لگتا کہ شہلا کا کردار کچھ زیادہ ہی مظلوم دکھایا گیا ہے؟

◈ دیکھیں جی! اگر آپ نے شروع سے ڈرامے کی اقساط دیکھیں ہوں تو میرا خیال ہے کہ آپ کو بھی پتا ہوگا کہ شہلا کیوں اتنی ڈرپوک اور مظلوم ہے۔

☆ آپ کو لگتا ہے کہ آج کی عورت اتنی مظلوم ہے جو کچھ ملک منصور نے شہلا کے ساتھ کیا اتنے مضبوط بیک گراؤنڈ کی لڑکی اتنا سب کچھ سہے گی؟

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ہم جس معاشرے کا حصہ ہیں یہاں عورت کسی بھی بیک گراؤنڈ سے ہو میرے خیال میں وہ مظلوم ہوتی ہے اور شہلا صرف ایک بیوی اور بیٹی ہی نہیں ماں بھی تھی جو اپنے بچوں کے لیے اپنے شوہر کے ظلم برداشت کرتی رہی اور جب تھک گئی تو الگ ہوگئی۔ مگر پھر بھی وہ ہمسایہ دیوار ہی تلاش کرتی رہی تمام عمر۔

☆ آپ کے خیال میں کیا عورت کو اتنا ظلم سہنا چاہیے؟

میرے خیال ظلم سہنے والا بھی ظالم ہوتا ہے اپنے حق کے لیے آواز ضرور اٹھانی چاہیے۔ تمام عمر کے رونے سے تھوڑی دیر کا رونا اچھا ہے۔ باقی ہر ایک کی اپنی سوچ اپنی رائے ہوتی ہے۔

☆ اور "کچھ نہ کہو" کے بارے میں کیا کہیں گی؟

وہ ڈرامہ ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔ زیادہ بتا کر میں سسپنس ختم نہیں کرنا چاہتی مگر ہاں اتنا ضرور کہوں گی کہ اس میں میرا کردار بالکل ڈیفرنٹ ہے۔

چلیں اب کچھ لائٹ سی باتیں ہوجائیں۔

☆ کھانے میں کیا پسند ہے؟

مجھے دیسی بدیسی سب پسند ہے۔ بس کھانا مزے کا بنا ہونا چاہیے۔ ویسے میں اتنی کھانے کی شوقین نہیں (مسکراتے ہوئے)۔

☆ اپنی ڈائیٹ کا کتنا خیال رکھتی ہیں؟

میں بس کم اور اچھا کھانا ہی پسند کرتی ہوں اور یہی میری اسمارٹنس کا راز ہے۔

☆ پسندیدہ تہوار؟

مجھے عید کا تہوار اچھا لگتا ہے۔ سب رشتے داروں سے ملنا جلنا ہوجاتا ہے۔

☆ اپنی اچھی اور بری عادت؟

میں بہت نرم دل ہوں اور بری عادت غصہ جلدی آجاتا ہے۔

☆ غصے میں ردعمل؟

بس چپ کر جاتی ہوں تو سب کو پتا لگ جاتا ہے کہ میں غصے میں ہوں۔

☆ مردوں میں پسندیدہ عادت؟

جو عورت کی عزت کرے۔

☆ خواتین میں پسندیدہ عادت؟

صبر و تحمل جو مجھ میں ذرا کم ہے (ہنستے ہوئے)۔

☆ چھٹی کا دن کہاں گزارنا پسند کرتی ہیں؟

اپنے گھر میں اپنی فیملی کے ساتھ۔

☆ کس قسم کے کردار کرنا چاہتی ہیں؟

ہر وہ کردار جس میں زندگی کا سچا روپ نظر آتا ہو۔

☆ انٹرنیٹ سے دلچسپی؟

ہاں! اپ ڈیٹ رہتی ہوں اس سے زیادہ نہیں۔

☆ اگر لائٹ اچانک چلی جائے تو؟

کچھ نہیں کہتی اب تو عادت ہی ہوگئی ہے لوڈشیڈنگ کی۔

☆ تنقید کیسی لگتی ہے؟

اگر مثبت ہو تو اچھی لگتی ہے اور اگر طنزیہ ہو تو ظاہر ہے ناگوار گزرتی ہے ویسے اب تک میں نے جتنے بھی پروجیکٹ کیے ہیں مجھے تعریف ہی سننے کو ملی ہے۔

☆ چاند دیکھ کر کیا خیال آتا ہے؟

اللہ کی قدرت پر پیار آتا ہے اور ابھی پچھلے دنوں "سپر مون" کے بڑے چرچے تھے تو میں نے بھی بہت شوق سے دیکھا اور دعا کی۔

☆ تقدیر پر یقین ہے یا تدبیر پر؟

دونوں پر۔

☆ کوئی نیند سے اٹھادے تو؟

ظاہر ہے غصہ ہی آئے گا ناں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

☆ کیسے کردار کرنے مشکل لگتے ہیں؟
✤ مجھے طنز مزاح پر مبنی کردار کرنا مشکل لگتا ہے یا آپ یوں سمجھ لیں کہ میری شخصیت ایسے کرداروں میں ڈھل کر اتنی اچھی نہیں لگتی جتنی کہ سنجیدہ کرداروں میں لگتی ہے۔
☆ سیل فون رحمت یا زحمت؟
✤ دونوں ہی ہے۔ رحمت اپنوں سے کانٹیکٹ کا ذریعہ بعد اور زحمت کے اکثر لوگ خوامخواہ آپ سے پرسنل ہو کر پریشان کرتے ہیں تو برا لگتا ہے۔
☆ کس کے میسج کا ریپلائی فوراً کرتی ہیں؟
✤ فیملی ممبرز کے۔
☆ لوگ پہچان لیتے ہیں تو کیسا لگتا ہے؟
✤ مجھے تو بڑا اچھا لگتا ہے جب کوئی پہچان کر میرے کردار کے حوالے سے بات کرتا ہے جیسے میں آج کل جہاں بھی جاؤں سب شہلا کے حوالے سے بات کرتے ہیں۔
☆ زندگی کیسی لگتی ہے؟
✤ بہت خوب صورت اور اللہ کی نعمت ہے۔
☆ کون سے جانور سے خوف آتا ہے؟
✤ لال بیگ سے۔
☆ زندگی کا مشکل دور؟
✤ میری شادی کے بعد کا۔
☆ زندگی سے کیا سیکھا؟
✤ یہی کہ تلخی وخوشی دونوں اس کے روپ ہیں اب یہ ہم پر منحصر ہے کہ ہم کیا روپ اختیار کرتے ہیں۔
☆ آپ کا چہرہ بہت معصوم ہے اگر نیگیٹو رول کرنا پڑے؟
✤ دیکھیں جی! مجھے ایسا چیلنجنگ کردار کر کے مزا آئے گا اور پھر وہ بھی تو زندگی کی ایک حقیقت ہے اچھے برے لوگ تو ہیں ناں اس دنیا میں۔
☆ خوش لباس ہیں؟
✤ گھر سے باہر بہت زیادہ اپنے لباس کا خیال رکھتی ہوں گھر میں سادہ اور سمپل رہتی ہوں۔
☆ غلطی کر کے احساس ہوتا ہے یا شرمندگی ہوتی ہے؟
✤ میں پوری کوشش کرتی ہوں کہ میں کوئی ایسی غلطی نہ کروں کہ جس کی وجہ سے مجھے بعد میں شرمندگی ہو۔ اللہ کا شکر ہے کہ میں نے ابھی تک نہ کسی کو کوئی ایسا دکھ پہنچایا کہ مجھے شرمندگی ہو یا احساس ہو کہ میں نے برا کیا ہے۔
☆ اپنے فیوچر کے بارے میں کیا امیدیں ہیں؟
✤ بہت سی امیدیں ہیں، ویسے تو جو اللہ کو منظور ہوگا وہی ہوگا۔ انسان کے اختیار میں تو کچھ بھی نہیں۔
☆ فضول خرچ ہیں؟
✤ اگر خرچ بھی کرتی ہوں تو اپنی فیملی پر خرچ کرتی ہوں اور اپنی فیملی پر خرچ کرنا کبھی فضول خرچی نہیں ہوسکتا۔
☆ ملک سے باہر جاتی ہیں تو اپنے ملک کے بارے میں کیا سوچتی ہیں؟
✤ باہر جا کر دنیا کی ترقی دیکھ کر بہت رشک آتا ہے اپنا ملک پاکستان بہت پیارا ہے تو سوچتی ہوں کہ کاش ہمارے ملک میں بھی اتنی ترقی ہو جائے۔
☆ کیا زندگی کسی ایک شخص کی وجہ سے بدل سکتی ہے؟
✤ نہیں، میرا نہیں خیال کیونکہ آپ زندگی میں بہت سے لوگوں سے ملتے ہیں اور بہت سے لوگوں کا مشاہدہ کرتے ہیں تو مختلف لوگوں سے آپ بہت کچھ سیکھتے ہیں۔ انسانی زندگی تغیر کا مظہر ہے۔
☆ قارئین کے نام پیغام؟
✤ اپنی اور دوسروں کی عزت اور قدر کیجیے خود سے پیار کریں اور دوسروں سے بھی خود بخود زندگی بیلنس ہو جائے گی۔

......☆......

WWW.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

گزرا بس یوں تو بہت کچھ دے کر اور لے کر گیا مگر کچھ واقعات اور شخصیات ایسی نا قابل فراموش ہوتی ہیں جو کبھی بھی بھلائی نہیں جاسکتیں۔

عبدالستار ایدھی

یوں تو ہم سماجی بہبود اور انسانی حقوق کے حوالے سے بہت سے لوگوں کو جانتے ہیں لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کی فلاح یا سماجی دائرہ کسی مخصوص قوم رنگ و نسل تک محدود ہے، رنگ و نسل، مذہب اور جغرافیائی حدود سے بالاتر ہو کر انسانیت کی خدمت سے سرشار اگر کوئی شخصیت تھی تو وہ بلاشبہ عبدالستار ایدھی صاحب کی تھی۔ فلاحی خدمت کے حوالے سے جو مقام ایدھی صاحب کو حاصل ہے وہ کسی کو حاصل نہ ہو سکا۔ آخری عمر میں جب وہ اپنی بیماری کی وجہ سے اپنی ذمے داریاں اپنے بچوں کو منتقل کر چکے تھے مگر پھر بھی وہ اپنے ادارے کے لاوارث بے سہارا بچوں سے ملنے کے لیے جاتے تھے۔ یہ بچے بھی اپنے ایدھی ابو کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے بے چین رہتے تھے۔ یوں لگتا تھا کالے کپڑے پہنے سر پر کالی ٹوپی رکھے یہ شخص دنیا میں انسانی خدمت کے جذبے سے سرشار دکھی اور بے سہارا لوگوں کی خدمت کے لیے دنیا میں آیا تھا۔ جو اپنی ذات سے بے نیاز بس لوگوں کی خدمت کے لیے آیا تھا۔ دنیا میں سب سے بڑی ایمبولینس سروس کا اعزاز بھی ایدھی صاحب کے ادارے کو حاصل ہے۔ ہنگامی صورت حال اندرون ملک ہو یا بیرون ملک ان کا دل سب کے لیے ایک ہی طرح دھڑکتا تھا۔ ان کا جذبہ خدمت سرحدوں سے بالاتر تھا۔ 1951ء سے ایدھی صاحب نے اپنے اس فلاحی سفر کا آغاز کیا۔

عبدالستار ایدھی صاحب 1928ء کو بھارت کے صوبے بانٹوا کاٹھیاوار میں عبدالشکور نامی تاجر کے گھر پیدا ہوئے۔ ان کے والد بزنس مین تھے ابتدائی بچپن شرارتوں میں گزرا۔

انسانی فلاح کا یہ جذبہ دراصل ان کو ورثے میں ملا تھا۔ ان ماں ان کو جو پیسے دیتی تھیں آدھے خود خرچ کرتے آدھے کسی غریب کو دے دیتے۔ یہ تربیت اور نصیحت ان کی ماں کی تھی، وہ اکثر کہتے تھے انسانیت سے بڑا کوئی مذہب نہیں۔ پاکستان بننے کے بعد جب وہ پاکستان آئے تو انہوں نے فوراً محسوس کرلیا تھا کہ یہاں فلاحی کاموں کی اشد ضرورت ہے انہوں نے سب سے پہلے ایک ڈسپنسری قائم کی اور وہیں سے اپنی سماجی سرگرمیوں کا آغاز کیا اور آہستہ آہستہ اس کا دائرہ اتنا وسیع ہو گیا کہ پوری دنیا میں ایدھی صاحب کو ایک فلاحی اور سماجی شخصیت کے طور پر جانا جاتا۔ 8 جولائی 2016ء کو یہ عظیم سماجی رہنما رضائے الٰہی سے ہم میں نہ رہا۔

امجد صابری

امجد صابری 23 دسمبر 1976ء کو پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام غلام فرید صابری تھا۔ امجد صابری 12 سال کی عمر میں ہی اپنے والد کے ساتھ ہی اسٹیج پر فارم کرتے آئے تھے۔ اس دوران وہ برصغیر کے

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

معروف قوال بن کر ابھرے جو اکثر اپنے والد اور چچا کے گائی ہوئی قوالی پڑھتے۔ امجد صابری نے فن قوالی اپنے والد سے 9 سال کی عمر میں سیکھنا شروع کیا اور 1988ء میں 12 سال کی عمر میں پہلی بار اسٹیج پر پرفارمنس دی۔ انہوں نے بہت سے ممالک میں اپنے فن کا مظاہرہ کیا۔ امجد صابری اپنی بہترین آواز اور انفرادیت کی وجہ سے دنیا بھر میں مقبولیت حاصل کرنے میں کامیاب رہے اور ہندوستان میں بھی لوگ ان کے دیوانے رہے۔ امجد صابری نے قوالی کے شعبے کو عوام میں مقبول بنانے کے لیے اس میں نت نئے تجربات کیے اور اسے جدت کے ساتھ پیش کیا۔ ان کی چند مشہور قوالیوں میں سے ایک تو ان کے والد اور چچا چچا مقبول صابری کی قوالی ''تاجدار حرم'' کو دوبارہ نئے انداز میں پیش کرنا تھا جسے بہت

مقبولیت حاصل ہوئی۔ ان کی ایک اور مشہور قوالی ''بھر دو جھولی'' بھی جو ان سے پہلے ان کے والد اور چچا چچا نے ہی گائی تھی۔ امجد صابری کی ایک اور مشہور قوالی ''میرا کوئی نہیں ہے تیرا سوا'' تھی۔ اسی طرح ''خواجہ کی دیوانی'' بھی لوگوں میں بہت مقبول ہے۔ سفر آخرت سے قبل امجد صابری کی آخری دعا اور کلام یہ تھا: ''میں قبر اندھیری میں گھبراؤں گا جب تنہا۔ امداد میری کرنے آجانا رسول اللہؐ''۔ ان کے قتل کی خبر پر شدید عوامی ردعمل دیکھا گیا۔ ان کی تدفین پاپوش نگر قبرستان میں ان کے والد کے پہلو میں ہوئی۔

جنید جمشید

جنید جمشید 3 ستمبر 1964ء کو پیدا ہوئے۔ انہوں نے پاپ موسیقی گروپ وائٹل سائنز کے نمائندہ گلوکار کی

حیثیت سے شہرت حاصل کی۔ وہ یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور کے فارغ التحصیل تھے۔ 1987ء میں دل دل پاکستان کی ریلیز کے ساتھ ہی وہ شہرت کی بلندیوں تک پہنچ گئے۔ ان کی پاپ گلوکاری کے دور میں جو البمز ریلیز ہوئے ان میں جنید آف وائٹل سائن 1994ء، اس راہ پر 1999 اور دل کی بات 2002ء۔ اس کے ساتھ ہی ان کا رجحان اسلامی تعلیمات کی طرف بڑھ گیا اور آہستہ آہستہ انہوں نے موسیقی کو خیرآباد کہہ دیا۔ پھر وہ نعت خواں اور تاجر کے طور پر جانے جاتے رہے۔ ان کی بوتیک کی شاخیں پورے ملک میں ہیں۔ 7 دسمبر 2016ء کو ایئر کریش حادثے میں وفات پا گئے۔ ان کی خواہش کے مطابق ان کی تدفین دارالعلوم کراچی میں ہوئی۔

2016ء ہم سے بہت عظیم شخصیات کو اپنے ساتھ لے گیا اور نمی اور اداسی دے گیا۔ ان میں یہ تینوں شخصیات اپنی فیلڈ میں درخشاں ستارے تھیں اور یہ ایسا خلا ہے جو کبھی پُر نہیں ہو پائے گا۔ ☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

قمروش مہک

سلسلے وار ناول

صحرائوں کی گلیوں میں عشق

سبرینہ نے امبرین کو دیکھا تھا، وہ جھوٹ بول کر ان کی امید کو بڑھانا نہیں چاہتی تھیں انہیں جھوٹا دلاسا بھی نہیں دینا چاہتی تھیں۔

Downloaded From paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''نہیں!'' سبرینہ نے نفی میں اِدھر اُدھر گردن ہلائی تھی اور ایک سرد سانس لی تھی۔
''اور نہ ہی میں نے ایسی کوئی کوشش کی تھی عنوی کو کچھ بتانے کی۔'' امبرین نے اپنا چھوٹا سا دل ٹٹولا تو وہاں سے جواب آیا کہ انہوں نے شاید صحیح ہی کیا ہے۔
''سبرینہ آپا!''
''ہوں۔'' انہوں نے کہا۔
''کیا میں عنوی سے مل سکتی ہوں اگر آپ کی اجازت ہو تو۔''
''ارے کیوں نہیں بلکہ جب اسے پتا چلے گا کہ اس کی چھوٹی ماما اس سے ملنے آئی ہیں تو وہ بہت خوش ہوگی۔''
سبرینہ نے اپنی چھوٹی بہن کو پیار سے دیکھا تھا۔ اسی اثناء میں ان کا فون بجنے لگا تھا۔ انہوں نے فون اٹھایا

قسط نمبر 5

Downloaded From Paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جہاں اسکرین پر رشنا کا لنگ جگمگا رہا تھا۔
''جی رشنا بھابی! السلام علیکم کیسے کیسے یاد کیا؟'' سبرینہ نے اپنی آنکھوں کی نمی صاف کر کے خوشگوار انداز میں کہا تھا مگر چہرہ پھر بھی اداس ہونے کی چغلی کھا رہا تھا۔
''اچھا یہ تو بہت اچھی بات ہے بلکہ خوشی کی بات ہے۔'' وہاں سے رشنا قیصر نے سبرینہ کو بھی ساتھ چلنے کی دعوت دی تھی۔
''جی جی ضرور رشنا بھابی میں آجاؤں گی۔ نہیں غنویٰ کا تو میں نہیں کہہ سکتی مگر ہاں اگر وہ چلنا چاہے گی تو میں لے آؤں گی ویسے بہت مشکل ہے غنویٰ بھی ہمارے ساتھ چلے، چلیں ٹھیک ہے۔ ہم زنیرہ پر یہ ذمہ داری ڈال دیتے ہیں۔'' وہ ہولے سے ہنستے ہوئے بولی تھیں۔
''غنویٰ کے رشتے کا کیا بنا رافع آگئے آبراوڈ سے۔''
''نہیں رافع ثانی ابھی آئے تو نہیں مگر غنویٰ اس رشتے کے لیے اپنی رضامندی دے چکی ہیں۔'' اب اس سارے وقت میں سبکتگین حیدر ترمذی نے اپنی شرمندہ شرمندہ نگاہیں اوپر اٹھائی تھیں۔
''غنویٰ کا رشتہ۔'' وہ صرف سوچ کر ہی رہ گیا تھا۔
''رشنا بھابی غنویٰ نے رافع ثانی کے لیے جب شادی کی رضامندی دے ہی دی ہے تو ہم بھی زیادہ دیر نہیں کریں گے، بلکہ میں تو خاقان سے کہہ رہی تھی اسی ماہ ہم منگنی کر دیں گے اور سال کے اندر ہی شادی.....''
''ماما! مجھے ذرا کہیں جانا ہے آپ یہاں رکیے میں ایک اہم میٹنگ نمٹا کے آتا ہوں۔'' سبکتگین حیدر ترمذی میں مزید کچھ سننے کی تاب نہیں تھی۔
''پر بیٹا.....!''
امبرین اچھی طرح سمجھ گئی تھیں کہ وہ کیوں جانا چاہتا ہے۔ نہایت دکھ سے انہوں نے سبکتگین حیدر ترمذی کو جاتا ہوا دیکھا تھا۔ پھر فون پر بات کرتی ہوئیں سبرینہ کو دیکھنے لگی تھیں۔ پورچ میں گاڑی رکی تھی۔ ڈرائیور نے جلدی سے اتر کے پیچھے کا دروازہ کھولا، غنویٰ اپنا ہینڈ بیگ تھامے باہر نکلی تھی۔
''شرفو ایک کام کرو، یہ سارے بیگز اٹھا کے میرے روم میں رکھ دو۔'' وہ کہہ کر اندر جانے لگی۔
''اور ہاں احتیاط سے اٹھانا سب کانچ کے کچھ شوپیسز ہیں۔'' وہ جاتے جاتے مڑ کے کہنے لگی کہ اسی دھن میں بہت زبردست کسی پہاڑ جیسے مضبوط وجود سے ٹکرائی تھی۔ بروقت مقابل اسے اپنے مضبوط بازو میں تھام نہ لیتا تو یقیناً اس کی اگر آنکھ کھلتی تو شاید اسپتال میں ہی کھلتی۔
''احتیاط سے بہت قیمتی جان ہو کسی کے لیے۔'' نظروں کا تصادم بہت پاور فل تھا، غنویٰ کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ آئی گلاسز کے پیچھے چھپی ان ذہین آنکھوں کے سحر میں کہیں جکڑ کے رہ گئی ہو۔
گھمبیر تالب و لہجے میں کہتے ہوئے سبکتگین حیدر ترمذی نے نہایت آہستہ سے اسے خود سے الگ کیا تھا اور پھر وہ رکا نہیں، وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔ غنویٰ نے دور تک اس اجنبی شخص کو جاتے ہوئے دیکھا تھا۔
''پتا نہیں کون ہے مگر ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میرے درد کا حصہ ہے۔'' منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی وہ ان قدموں کے نشان کو دیکھنے جہاں وہ کچھ دیر پہلے تھے۔
''اف.....!'' غنویٰ نے جھرجھری سی لی۔
''یہ میں کیا سوچ رہی ہوں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''مما.....!'' وہ اندر داخل ہوئی، اس کی نظر ایکدم سے امبرین پر پڑی۔ سلک کی گرے ساڑی میں وہ خاتون نہایت معتبر، پروقار لگ رہی تھیں مگر انہیں بہت پہلے کہیں دیکھا تھا، یہ چہرہ وہ بہت قریب سے جانتی ہے مگر یاد کیوں نہیں آرہا۔

''آ گئیں غنویٰ۔'' سبرینہ نے فون ٹیبل پر رکھا اور غنویٰ کو دیکھ کر کھڑی ہو گئیں۔

''جی مما..... مما یہ.....'' اس کا اشارہ امبرین کی سمت تھا۔

''یہ آپ کی چھوٹی ماما ہیں۔''

''ماما۔'' غنویٰ نے زیرِ لب دہرایا، امبرین کھڑی ہو گئیں۔ ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ سات سال کی تھی غنویٰ جب اسے دیکھا تھا اور جب آخری دفعہ دیکھا وہ پل وہ لمحہ تو جیسے آج بھی ان کی آنکھوں میں ٹھہرا ہوا تھا۔

''میری گڑیا میری جان!'' امبرین کا دل بھر آیا۔ آواز میں روہانسا پن تھا انہوں نے اپنی دونوں بانہیں پھیلا دیں۔ غنویٰ ان میں آسمائی۔

''کیسی ہو بہت یاد آتی تھی تمہاری۔'' انہوں نے اس کی پیشانی پر بوسہ لیا تھا۔

''تم دونوں یہاں بیٹھو میں کچھ کھانے کا انتظام کرتی ہوں۔'' سبرینہ نے دونوں کو مسکراتے ہوئے دیکھا اور وہاں سے کچن کی جانب چل دیں۔

''بیٹھو میرے پاس پہلے مجھے تم کو دل بھر کے دیکھ لینے دو۔'' امبرین نے اسے اپنے پاس بٹھایا اور دونوں ہاتھوں میں اس کا معصوم سا چہرہ بھر لیا تھا۔

''ماشاء اللہ بڑی ہو گئی ہو اور بہت پیاری بھی۔'' غنویٰ اپنی تعریف پر جھینپ گئی اور پلکوں کی گھنیری باڑ رخسار پر گرالی۔

☆.....☆

''میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم اتنی گری ہوئی اور گھٹیا حرکت کرو گی تف ہے تم پر۔'' بلقیس آرا اس قدر غصے میں تھیں کہ خود اجیارہ کا دل بھی اندر سے سہما جا رہا تھا۔ حالانکہ اس نے بہت منع کیا تھا کہ غصہ مت ہوں، بھول جائیے تقدیر کا لکھا سمجھ کر قبول کر لیں مگر نہیں یہ دو دن کا غصہ و بھڑاس تھی جواب دعا کو دیکھ کر دوچند ہو گئی تھی۔

''کیوں ایسا میں نے کیا کر دیا جو آپ مجھے ایسے القابات سے نواز رہی ہیں۔'' دعا کی تو وہ حالت تھی کہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔

''کیا کیا ہے؟ یہ تم مجھ سے پوچھ رہی ہو۔ شرم نہیں آتی تم کو میری بیٹی کا نصیب چھین کر اپنی بہن کی جھولی میں ڈال دیا۔''

''دیکھیں اماں! یہ سب نصیبوں کے کھیل ہوتے ہیں، یقیناً کچھ تو ایسے گنس ہوں گے نا جو میری بہن میں ہیں آپ کی بیٹی اجیارہ میں نہیں۔''

''دعا! بکواس مت کرو مجھے سب پتا چل گیا ہے کہ تم نے کیسے میری پھولوں سی نازک بیٹی پر واہیات الزام لگا کر اسے بدنام کر دیا کہ وہ لوگ بہتان لگا کر رشتہ توڑ کر تمہاری بہن سے رشتہ جوڑ بیٹھے۔'' بلقیس آرا کا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ دعا کا وجود تہس نہس کر دیں اس کو زندہ زمین میں ہی اتار دیں۔

''اماں! اب یہ آپ زیادتی کر رہی ہیں۔'' دعا کے تو تلوؤں پر لگی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''کیا بات ہے یہ اتنا شور و ہنگامہ کیوں ہو رہا ہے۔ پتا ہے کچھ باہر آپ دونوں کی آوازیں جا رہی ہیں۔ میرا صدیقی صاحب سے بات کرنا مشکل ہو گیا۔'' شہیر اندر داخل ہو کر بگڑنے لگا تھا۔ اس نے باری باری دونوں کو دیکھا تھا اور پھر تخت پر آنسو بہاتی اجیارہ کو دیکھنے لگا۔

''اور یہ تم کیوں رو رہی ہو کوئی بات ہوئی ہے کیا؟''

''پوچھو اپنی اس فتنی بیوی سے۔''

''اماں! یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا۔'' شہیر کو بلقیس آراء کا انداز سخت ناگوار گزرا تھا۔

''دیکھ لیں آپ، آدھا گھنٹہ ہوا ہے ابھی مجھے گھر آئے اور اماں تو جیسے تیار ہی بیٹھی تھیں۔ مستقل مجھ سے اسی لب و لہجے میں نا صرف بات کر رہی ہیں بلکہ ایسے رکیک الزام بھی لگا رہی ہیں کہ دل تو کرتا ہے ابھی یہیں خود پر مٹی کا تیل ڈال کر خود کو آگ لگا لوں۔'' دعا نے تو رونا دھونا مچا دیا تھا۔

اور یہی رونا آنسو بہانا تو شہیر حسن کی کمزوری تھی جس سے دعا کی جیت ممکن تھی۔

''یہ کیا واہیات بات ہے دماغ تو درست ہے تمہارا۔'' شہیر نے فوراً سے دعا کو ڈپٹا تھا۔

''اب یہ رونا بند کرو، جانتی ہو نا کہ مجھے تمہارا رونا تمہارے آنسو بہانا پسند نہیں۔''

''ہاں تمہیں بیوی کے آنسو اس کا رونا تو نظر آ گیا، ماں کے خون کے آنسو نظر نہیں آئے بہن کی آنکھوں میں آنسو نظر نہیں آئے جو تمہاری اسی ڈرامے باز بیوی کی بدولت ہیں۔''

''دیکھ لیں پچھلے آدھے گھنٹے سے اماں مجھ سے اس انداز میں بات کر رہی ہیں۔'' اس نے جھٹ سے شہیر کا بازو پکڑ لیا آنسو تھے جو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

''اماں! آخر وجہ کیا ہے آپ کیوں اس طرح دعا کی بے عزتی کر رہی ہیں؟''

''وجہ یہ ہے کہ اس نے تمہاری باکردار بہن پر الزام لگایا ہے اور جو آج تم اپنے سسرال سے اپنی سالی کی شادی نمٹا کے آرہے ہو، یہ رشتہ تمہاری اپنی سگی بہن کے لیے آیا تھا جو تمہاری بیوی نے بڑی ہوشیاری اور چالاکی سے اس جگہ اپنی بہن کی شادی کرا دی۔'' بلقیس آراء نہایت بری طرح گھور رہی تھیں دعا کو جیسے ابھی ثابت سالم ہی نگل جائیں گی۔

''اماں! یہ تو سب نصیبوں کی بات ہے جوڑ تو آسمانوں پہ بنتے ہیں اور اجیارہ کا رشتہ یہاں نہیں ہوا سو ہا کا ہو گیا تو یہ اس کا نصیب۔ اللہ اجیارہ کا بھی نصیب کھول دے گا اس میں اتنا واویلا کرنے کی کیا بات ہے۔''

جتنے سکون اور اطمینان سے اس نے کہا تھا اجیارہ نے نظر اٹھا کے دیکھا تھا اپنے بھائی کو آج اسے مزید یقین ہو گیا تھا کہ وہ اب اس کا بھائی، اماں کا بیٹا نہیں بلکہ دعا کا شوہر ہے صرف دعا کا شوہر، جس کی اسے ماں، بہن سے زیادہ فکر ہے۔

''شاباش ہے بیٹا! جیتے رہو، بہت اچھی بات کی ہے تم نے تو۔'' بلقیس آراء کا ٹوٹا اعتماد مزید کرچی کرچی ہو گیا۔ انہوں نے ناراضی سے اپنے اکلوتے بیٹے کو دیکھا تھا۔

''اماں! اس میں ناراض ہونے والی کوئی بات نہیں ہے۔''

''اچھا تو اس میں ڈھول، شادیانے بجانے والی بات ہے کہ تمہاری بیوی نے میری اجیارہ پر الزام لگایا ہے۔'' انہوں نے طنزیہ مگر چبھتی نظروں سے دونوں کو دیکھا تھا۔

''یہ بات آپ سے کس نے کی ہے؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''خود زینت نے۔''

''تو یہ سارا فساد سارا فتنہ یہ لڑائی جھگڑا زینت خالہ کا کرایا ہوا ہے۔ اماں آپ میں کچھ عقل ہے باہر کے لوگ ہمارے گھر آجاتے ہیں آگ لگانے اور آپ فوراً ان کی باتوں میں آجاتی ہیں اور اصل بات تو یہ ہے کہ زینت خالہ کو دعا پسند ہی نہیں ہے اسی لیے تو وہ ہر روز آآ کے گھنٹوں بیٹھ کے آپ کے دعا کے خلاف کان بھرتی ہیں۔''

''شہیر بھایا!'' اجیارہ نے کچھ بولنا چاہا۔

''تم خاموش رہو اگر میں چپ ہوں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں کچھ دیکھ نہیں رہا۔ محسوس نہیں کر رہا۔ میں سب جانتا ہوں گھنٹوں تم دونوں زینت خالہ سے باتیں تو کر سکتی ہو مگر دعا سے بات کرنا تو درکنار اس کو اپنے پاس بٹھانا بھی پسند نہیں کرتی ہو، گھنٹوں وہ اپنے کمرے میں اکیلی روہی ہوتی ہے، مگر آج تک شکوہ کا ایک لفظ زبان پر نہیں لائی۔'' شہیر نے آج وہ سب کہہ دیا جو دل میں تھا۔

''یہ سب میں آج بھی نہیں کہتا۔ مجھے تو دعا نے روک رکھا تھا، منع کر دیا تھا کہ تم دونوں سے کوئی جرح نہ کروں مگر آج میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔''

''خوب اچھی طرح دماغ بنایا ہے تمہاری بیوی نے تمہارا۔''

''اب بھی آپ زیادتی ہی کر رہی ہیں جب سے صرف تمہاری بیوی، تمہاری بیوی ہی کہے جا رہی ہیں مگر ایک دفعہ بھی دعا کے نام سے نہیں پکارا اور پھر کہتی ہیں کہ میرا دماغ خراب ہے۔'' شہیر آج سارا اگلا پچھلا حساب کھول کے بیٹھا تھا۔

''واہ میرے بچے واہ تم کو تو سوتوپوں کی سلامی کا خراج تحسین ملنا چاہیے تھا۔ تمہاری بیوی جو کہے وہ سچ ہے اور جو ہم کہیں وہ جھوٹ لڑائی جھگڑا۔ آج ماں سے منہ زوری کر رہے ہو نا کل کو اپنی بیوی کے کہنے میں آکر ماں کو ڈنڈے بھی مارنا۔'' بلقیس آراء نے شہیر کو خوب سنائی۔

''اماں! یہ آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں میں تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتی۔ آپ میری ماں جیسی ہیں۔'' دعا، بلقیس آراء کے پاس بڑھی، شہیر حسن کو دکھانا بھی تو تھا کہ وہ صحیح ہے۔

''ارے پرے ہٹو تم مجھے کتنا اپنی ماں سمجھتی ہو، سب جانتی ہوں میں۔'' انہوں نے بری طرح دعا کو دھتکار دیا۔ دعا نے منہ بسور کے شہیر کو دیکھا۔

''اب بھی آپ کو لگتا ہے دعا غلط ہے۔'' شہیر کو بلقیس آراء کا رویہ دعا کے ساتھ سخت ناگوار گزرا تھا اور جس طرح انہوں نے دعا کو دھکا دیا تھا وہ تو اور برا لگا تھا۔

''نہیں تمہاری بیوی سچی ہے، صحیح ہے، تمہاری ماں بہن ہی جھوٹی ہیں، غلط ہیں، تمہاری بیوی پر ظلم کے پہاڑ توڑتی ہیں۔'' بلقیس آراء نے بھی کچھ نہیں رکھا اور نہ ہی دعا کو اس کے نام سے پکارا تھا۔

''دعا بھابی! اماں اور شہیر بھایا دونوں ہی اس وقت بہت غصے میں ہیں آپ ہی شہیر بھایا کو سمجھائیے۔'' اجیارہ بات بڑھتے دیکھ کے دعا سے عاجزی سے کہنے لگی۔

''ارے میں کیا سمجھاؤں شہیر کوئی اندھے تو ہیں نہیں، دیکھ رہے ہیں، سن رہے ہیں کہ کیسے ان کی ماں بہن ان کی بیوی سے بدسلوکی کرتی ہیں۔'' دعا نے بری طرح اجیارہ کو جھاڑ دیا تھا۔

''یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں دعا بھابی ایسا تو میں اور اماں سوچ بھی نہیں سکتے۔''

''ہاں سوچ نہیں سکتے مگر کرتے تو ہو۔'' دعا نے تڑختے ہوئے جواب دیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''بس، بس اماں اب خاموش ہو جائیے میں آپ سے زیادہ بحث نہیں کرنا چاہتا۔ آپ صاف صاف کہیے کہ آپ کو اس گھر میں دعا کا وجود ہی پسند نہیں ہے تو میں اپنی معصوم بیوی کو لے کر ہی یہاں سے چلا جاتا ہوں۔''

''شہیر بھایا! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں اگر اماں غصے میں ہیں تو پلیز آپ ہی تھوڑا صبر سے کام لیں۔'' اجیارہ تیزی سے بولی۔ اس کے بھائی بھابی یہ گھر چھوڑ جائیں ایسے کیسے ممکن تھا۔

''بس ہو گیا فیصلہ اس سے آگے میں ایک لفظ نہیں کہوں گا چلو دعا اندر چلو۔'' دعا کے دل کی تو جیسے مراد پوری ہو رہی ہو، دل میں سو سو لڈو پھوٹ رہے ہوں، اس نے فتح یاب نظروں سے بلقیس آراء کو دیکھا جو بس شہیر کو دیکھ کے ہی رہ گئی تھیں۔

''بہت اچھا صلہ دے رہے ہو، تم اپنی ماں کو یہ بات کہہ کر تمہاری پرورش کی، نو ماہ کی تکلیفیں اٹھائیں باپ کے مر جانے کے بعد خود محنت کر کے تمہیں پڑھایا لکھایا' اس قابل بنایا اور تم میری محنتوں کا ریاضتوں کا بہت بہترین اجر دے رہے ہو کہ اپنی ماں بہن کو اکیلا چھوڑ کے اس گھر کو چھوڑ کے جا رہے ہو''۔ بلقیس آراء بھلے ہی بہت غصے میں تھیں مگر کچھ بھی تھا شہیر حسن ان کا اکلوتا بیٹا تھا وہ کیسے انہیں چھوڑ کے جا سکتا تھا۔

''اماں! ہر ماں اپنے بچوں کو پیدا کرتی ہے پالتی پوستی ہے اس کو پروان چڑھاتی ہے کوئی احسان نہیں کرتی کیونکہ یہ اس کا فرض ہے''۔ اس سے پہلے کہ شہیر نرم پڑتا دعا جھٹ سے بولی تھی۔

''اور ہر ماہ آپ کے ہاتھ میں دس بارہ ہزار رکھ تو رہے ہیں شہیر یہاں سے چلے جائیں گے تو بھی آپ کو پیسے مل جایا کریں گے''۔

''تھوکتی ہوں میں ان پیسوں پر جس کی وجہ سے میرا بیٹا مجھ سے الگ ہو''۔ بلقیس آراء نے دعا کو گھورا۔

''دعا بھابی.....''

''بس بھئی اب اور تم لوگوں کی کڑوی کسیلی باتیں مجھ سے برداشت نہیں ہوتیں اور آج تو آپ لوگوں نے حد ہی کر دی ہے میں اور اس گھر میں مزید نہیں رہنا چاہتی ہوں''۔ دعا منہ پر دوپٹہ رکھے وہاں سے بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں جا بند ہوئی تھی۔ شہیر حسن کا دل بری طرح دکھا وہ اپنی ماں بہن کے آنسوان کا ٹوٹا دل نظر انداز کیے دعا کے پیچھے تیزی سے گیا' کیونکہ اس سے دعا کی آنکھوں میں آنسو برداشت نہیں ہوئے تھے۔

''شہیر بھایا.....!'' اجیارہ ان کے پیچھے جانا چاہتی تھی۔

''اجیارہ''۔ بلقیس آراء نے سختی سے اس کو روک دیا' وہ ان کے پاس آئی۔

''اماں!''

''جانے دو اسے آج وہ نہیں سنے گا کیونکہ آج وہ اندھا' بہرا ہو گیا ہے اسے اپنی ماں' بہن کی سچائی ان کے آنسو نظر نہیں آئیں گے''۔ وہ ایک ہاری ہوئی کھلاڑی کی طرح تخت پر بیٹھ گئی تھیں اجیارہ بھی ان کے پاس ہی بیٹھ گئی۔

''چپ ہو جاؤ دعا اور کتنا روؤ گی''۔ شہیر اس کے قریب بیٹھا اس کے شانے پر اپنا بازو ٹکائے اسے کب سے چپ کرا رہا تھا۔

''آپ نے دیکھا نہیں کیسا سلوک ہوتا ہے میرے ساتھ اب آپ خود سوچیے جب آج آپ کی نظروں کے سامنے میرے ساتھ ایسا سلوک ایسا برتاؤ ہوا ہے تو آپ کے پیچھے کیسا ہوتا ہوگا''۔ اس نے ناک کو دوپٹے سے رگڑا۔

''ٹھیک کہتی ہو جب میرے سامنے ہی تمہارے ساتھ ایسا ہوا ہے تو میرے پیچھے کیا ہوتا ہوگا اگر تمہاری جگہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کوئی اور لڑکی ہوتی تو یقیناً سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے چلی گئی ہوتی"۔
"مگر میں نے ایسا کچھ نہیں کیا اس گھر کو ان لوگوں کو اپنا سمجھا شوہر کی ماں بہن اپنی ماں بہن کی طرح ہوتی ہیں مگر نہ تو اماں نے مجھے اپنی بیٹی سمجھا اور نہ ہی اجیارہ نے اپنی بھابی"۔ وہ کن اکھیوں سے شہیر کو دیکھنے لگی۔
"اماں! تو چلو کوئی بات نہیں مگر مجھے اجیارہ سے ہرگز اس بات کی امید نہیں تھی"۔
"ایک نمبر کی گھنی میسنی ہے وہ میرے خلاف مزید بھڑکاتی رہی ہے اماں کو"۔
"خیر چھوڑو اس بات کو اور زیادہ اسٹریس بھی مت لو ڈاکٹر نے منع کیا ہے ہمارے بچے پر اس کا بہت اثر پڑے گا' ہم اسی ہفتے اپنے فلیٹ میں شفٹ ہو جائیں گے جو مجھے کمپنی کی طرف سے ملا ہے"۔
"سچ"۔ اس کا دل تو خوشی کے مارے اچھلنے لگا اس کا سپنا پورا ہونے جا رہا تھا اپنا الگ گھر کا سپنا' جہاں وہ ہو شہیر ہو اس کا بچہ اور ڈھیر ساری خوشیاں۔
"بالکل سچ"۔ شہیر نے اس کے سر سے اپنا سر ٹکایا۔
"سچ شہیر! آپ بہت اچھے ہیں' جبھی اس گھٹن زدہ ماحول میں' میں رہ گئی ورنہ کب کی چلی گئی ہوتی"۔ دعا نے شہیر کے کندھے پر اپنا سر ٹکا دیا۔
"بہت مہربانی ہے میری جان کی"۔ اس نے مزید خود سے اسے قریب کیا تھا۔
"اچھا چھوڑیں مجھے' مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے' آپ کو پتہ ہے پریگننسی کے دوران ماں جتنا اچھا کھائے گی بچہ اتنا ہی گول مٹول پیارا سا ہوگا"۔
"اچھا ایسی بات ہے تو تم جلدی سے فریش ہو جاؤ میں باہر سے زنگر برگر اور تکہ لے کر آتا ہوں"۔
"ٹھیک ہے اور ہاں کولڈ ڈرنک بھی لائیے گا"۔
"اوکے"۔ وہ ہنس دیا۔
بلقیس آراء اور اجیارہ کے ساتھ تو جیسے بدسلوکی ان کو دکھ دینا رلانا سب بھول گیا تھا۔
"اب ہوگا میرا سپنا پورا آج میں اپنے مقصد اپنے ارادے میں کامیاب ہوگئی ہوں"۔ دعا نے شیشے میں خود کو دیکھا اور اپنے نقلی آنسو انگلی سے ہوا میں اڑائے تھے۔
"تھوڑا بہت تو ڈرامہ کرنا ہی پڑتا ہے"۔ وہ خود کو دیکھ کر مسکرا دی چہرے پر اس قدر مکاری' خود غرضی تھی اگر شہیر حسن دیکھ لے تو مر ہی جائے۔

☆☆☆☆

"اب آگے کا کام تمہارا ہے اس کام کو تمہیں انجام دینا ہے"۔ سید اذکار علوی نے اس سے کہا۔
"صاحب جی تم فکر ہی نہ کرو تمہارا کام ہو جائے گا"۔ سحر بانو نے لال دوپٹے کو کان کے پیچھے اڑسا تھا۔
"مجھے یقین تم پر بھروسہ ہے آگے پتہ ہے نا کیا کرنا ہے"۔
"ہاں جی پتہ ہے تم نے ایک خواجہ سرا پر اعتماد کیا ہے اور یہ خواجہ سرا اپنا وعدہ نبھائے گا تم سے"۔
"آل رائٹ میں اس جگہ کے تھوڑے ہی فاصلے پر اپنی گاڑی لے کر کھڑا ہوں گا تم بریزے کو وہیں گاڑی میں ڈال دینا اور ہاں وہ بے ہوشی والا ڈوز دینا مت بھولنا"۔
"جی صاحب جی اب میں چلوں؟" سحر بانو کھڑا ہو گیا تھا۔
"ہاں تم جاؤ"۔ سحر بانو لٹکتا مٹکتا وہاں سے اٹھا اور لہراتی چال چلتا ہوا جانے لگا کہ راہ میں انسپکٹر ذاکر حیات سے ٹکرا گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

ہائی کوالٹی پی ڈی ایف

ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ

کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ

ایڈ فری لنکس

ڈاؤنلوڈ اور آن لائن ریڈنگ ایک پیج پر

ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

Click on http://paksociety.com to Visit Us

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety

پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1

پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براؤزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بُک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بُک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-

http://paksociety.com

''ہائے ہائے کیا کر دیا کندھا ہی توڑ دیا ظالم میرا''۔ کھنکتے ہوئے لب و لہجے میں کہتا ہوا وہ انسپکٹر ذاکر حیات کے شانے پر ہاتھ مارنے لگا۔

''کیا بکواس ہے اور یہ کیا بے ہودگی ہے''۔ انسپکٹر ذاکر حیات بری طرح تپ گیا ایک تو اس کی فضول بات اوپر سے اس کا ہاتھ مارنا۔

''ہائے میری جان ابھی تو میں نے کوئی بے ہودگی نہیں کی''۔ اس نے اپنی کاجل سے بھری بھری آنکھوں سے انسپکٹر ذاکر حیات کے چہرے کو دیکھا۔

''جسٹ شٹ اپ''۔ وہ زور سے چیخا تھا۔

''ذاکر!'' سید اذکار علوی کو انسپکٹر ذاکر حیات کی آواز آئی تو وہ باہر آئے۔

''سر!''

''اور تم ابھی تک یہیں ہو گئے نہیں''۔ سید اذکار علوی نے سحر بانو کو دیکھا۔

''جی صاحب جی بس جا ہی رہی تھی راستے میں یہ پیارا سا بندہ ٹکرا گیا''۔ دونوں ہاتھوں کو ہوا میں لہرا کے آنکھوں کو مٹکاتے ہوئے سحر بانو نے انسپکٹر ذاکر حیات کو دیکھا تھا اس کے اس انداز سے دیکھنے پر انسپکٹر کی صحیح معنوں میں سلگ کر رہ گئی' اس کا سلگنا' تپنا سید اذکار علوی کی نظروں سے پوشیدہ نہیں رہ سکا۔

''تو جاؤ تم یہاں ٹائم ضائع مت کرو''۔

''ہوں''۔ وہ پھر رکا نہیں ذاکر حیات کو جاتے جاتے آنکھ دبا کر گیا تھا۔

''اسٹوپڈ''۔ منہ ہی منہ میں گالی سے نوازتا وہ سید اذکار علوی کی سمت بڑھا تھا۔

''سر یہ یہاں کیا کر رہا ہے اس سے ہم کیا کام لے سکتے ہیں''۔ ذاکر حیات کو سحر بانو کا وجود یہاں ہضم نہیں ہو رہا تھا۔

''اس کو جو کام دیا ہے وہ فی الحال ابھی ہم نہیں کر سکتے' اچھا اس کو چھوڑو آگے کی کیا رپورٹ ہے''۔ سید اذکار علوی نے اسے سامنے رکھی چیئر کی طرف بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔

''سر! وہ ساری لڑکیاں جن جن گھروں کی تھیں سب کو ان کے گھر پہنچا دیا ہے با حفاظت اب آپ مجھے بتائیے عابد جوفا کا کیا کرنا ہے' اس پر اتنا تشدد کیا ہے مگر وہ ایک لفظ منہ سے نکالنے کو تیار نہیں ہے''۔

''میں جانتا تھا وہ کچھ نہیں بولے گا''۔ سید اذکار علوی نے پر سوچ نظروں سے اس کو دیکھا تھا۔

''پھر سر! کیا کرنا چاہئے میں تو کہتا ہوں ان کا وَنڑ ہی کر دیں''۔

''ہوں..... ٹھیک کہتے ہو اچھا ان لوگوں کے سرکل میں کیا خبر ہے''۔

''بے چین ہیں غصے میں ہیں اس شہر کا کونا کونا چھان رہے ہیں ڈی آئی جی' آئی جی یہاں تک بہت اوپر ان لوگوں نے پتہ کروالیا ہے مگر عابد جوفا کے بارے میں سب لاعلم ہیں''۔

''گڈ اور ان لوگوں کو لاعلم ہی رہنے دو ریڈ لائن ایریا کی کوئی خبر؟''

''سنیتا بائی تو بہت پریشان ہے انیق واحدی بھوکے شیر کی طرح پنجے گاڑھے بیٹھا ہے کہ کب خبر ملے اور وہ عابد جوفا کو وہاں سے اڑا لے جائے ہاں از ایلا نے شبنم پر الزام لگایا ہے''۔

''حالانکہ وہ بیچاری تو کچھ جانتی بھی نہیں ہے''۔ شبنم کے لئے ان کے لہجے میں نرمی تھی۔

''ابھی تو فی الحال تم یوں کرو کہ شبنم کے میسج کا ویٹ کرو وہ آج شام کہیں ملنے والی ہے تم اس سے جا کر ملو' مجھے سحر بانو کے پیچھے جانا ہے''۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

''سر! یہ سحر بانو آپ کو کہاں سے مل گئی اور یہ ہمارے کس کام آئے گی''۔ سحر بانو کی سوئی ابھی تک اس کے اندر ابھی پڑی تھی۔

''سحر بانو اس جگہ سے بریزے کو نکال کر لائے گی''۔

''بریزے کا پتہ چل گیا سر؟'' ذاکر حیات کو خوشی ہوئی تھی۔

''ہاں وہ وہیں اسی چار سو گز کے بنگلے میں ہے جسے سنیتا بائی حکم کا ایکا کہتی ہے''۔

''اگر سر! ایسی بات ہے تو آپ سحر بانو پر کیسے بھروسہ کر سکتے ہیں سر' آپ تو خود ایک فوجی ہیں بریزے کو وہاں سے نکالنے کے لئے ایک ٹیم ہی کافی ہے''۔ ذاکر حیات الجھن بھری نظروں سے سید اذکار علوی کو دیکھنے لگا تھا۔

''وہ سب بھی ٹھیک ہے مگر میں ایسا کرنا نہیں چاہتا میرے لئے کوئی مشکل نہیں ہے وہاں سے بریزے کو نکالنا مگر کچھ ایسے بڑے مگر مچھ بھی ہیں' جو نہ صرف الرٹ ہو جائیں گے' بلکہ جنہیں ہم پکڑنا چاہتے ہیں وہ بھی روپوش ہو جائیں بریزے کے سیفٹی کے لئے مجھے یہ کام کرنا پڑ رہا ہے وہ سید خاندان کی بیٹی ہے اس کا خون سستا نہیں کہ کوئی بھی بہا دے گا ہمارے لئے پیسہ اتنا اہم نہیں جتنا عزت و آبرو کی حفاظت کرنا ہے''۔

''او کے سر! اب میں آپ کی بات اچھی طرح سمجھ گیا ہوں''۔

''گڈ ویسے بھی آپ بہت سمجھدار اور ذہین ہیں ایسے ہی تو میں نے آپ کو نہیں چنا اس کام کے لئے''۔ سید اذکار علوی دھیرے سے مسکرا دیا تھا۔

''یہ تو آپ کی کرم نوازش ہے سر''۔ ذاکر حیات نے مشکور نظروں سے سید اذکار علوی کو دیکھا تھا' ٹوں' ٹوں' ٹوں''۔ سید اذکار علوی کے موبائل پر میسج کی ٹون بجی تھی' انہوں نے اپنا موبائل چیک کیا۔

''یہ لو شبنم کا میسج آ گیا وہ احمر ریسٹورنٹ میں ہے تم جاؤ مگر دھیان رہے وہ تمہارا چہرہ دیکھنے نہ پائے یہ کام جتنا خفیہ ہو اتنا ہی بہتر ہے ہمارے لئے ہمارے وطن کے لئے''۔

''جی سر! میں ابھی نکلتا ہوں''۔ وہ سیلوٹ مار کر وہاں سے نکلا تھا۔ سید اذکار علوی نے موبائل آف کیا اور کھڑا ہو گیا' ایک گھنٹے بعد سحر بانو' بریزے کو لے کر باہر آ جائے گا' اس نے اپنی کلائی پر بندھی قیمتی گھڑی دیکھی اور پھر اپنی گاڑی کی چابی موبائل اٹھا کے اپنے روم سے باہر آ گیا تھا۔ سحر بانو کوئی پچاس ستر خواجہ سرا اس چار سو گز کے بنگلے میں لے کر پہنچا تھا۔

''ہائے ہائے ہمیں تو خبر بھی نہ ہوئی کہ یہاں ہمارا ایک ساتھی بھی پیدا ہوا ہے''۔ نجم گل نے ہلتے جلتے تالی بجاتے سنیتا بائی سے کہا تھا۔

''اب کیا اپنی طوائف زادیوں کے ساتھ ہمارے ساتھی سے بھی مجرا کرواؤ گی''۔ سحر بانو نے سنیتا بائی کے شانے پر ہلکا سا ہاتھ مارا تھا۔

''یہ یہ سب کیا ہے کون ہو تم لوگ اور تم لوگوں کو یہاں گھسنے کس نے دیا ہے''۔ ازابیلا شور شرابے کی آواز سن کر نیند سے اٹھ کر آئی تھی۔

''ہائے تجھے نظر نہیں آتا کیا ہم سب ہیجڑے ہیں''۔ ان میں سے ایک اور خواجہ سرا چیخ کے مگر زور سے قہقہہ لگاتے ہوئے بولا تھا ازابیلا اسے گھور کے رہ گئی۔

''سنیتا بائی! یہ سب کیا تماشہ ہے''۔ ازابیلا نے سنیتا بائی سے ذرا غصے میں کہا تھا۔

''میں تو خود نہ جانو''۔ اس نے بھی لاعلمی کا اظہار کر دیا تھا' اس بنگلے کی ساری لڑکیاں وہاں جمع ہو گئی تھیں سحر

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بانو نے سب کو دیکھا تھا۔
کچھ لڑکیاں تو مزے لے رہی تھیں اور کچھ انگشت بدنداں اور کچھ حیرت کی ملی جلی کیفیت میں تھیں۔
''آخر ان لوگوں کو پتہ کیسے چلا''۔ایک لڑکی دوسری لڑکی سے چپکے سے کان میں سرگوشی کر رہی تھی۔
''کیونکہ ہماری سونگھنے اور محسوس کرنے کی حس بہت تیز ہوتی ہے ہمیں پتہ چل گیا کہ یہاں قبیلے کا ایک بچہ پیدا ہوا ہے''۔سحر بانو نے اس لڑکی کی سرگوشی سن لی تھی۔
''کیا بات ہے بھئی''۔دوسری لڑکی نے داد طلب نظروں سے سحر بانو کو دیکھا تھا۔
''آخر تم لوگ چاہتے کیا ہو؟''اتنے سارے تعداد میں ان خواجہ سرا کو دیکھ کر ازابیلا کو ہول اٹھنے لگے تھے۔
''ہائے آئے بنورانی ابھی تک تجھے پتہ ہی نہیں چلا کہ ہم کیا چاہتے ہیں''۔ایک دوسرے خواجہ سرا نے ازابیلا کی ٹھوڑی پر ہاتھ رکھا تھا۔
''ڈونٹ ٹچ می ہٹاؤ اپنے ناپاک اور غلیظ ہاتھ میرے چہرے سے''۔ازابیلا نے ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ جھٹکا تھا۔
''تم تو برا ہی مان گئیں بنورانی''۔اس نے اپنے دانت چمکائے تھے۔
''اور تم تو ہمیں اس طرح ناپاک اور غلیظ بول رہی ہو جیسے خود بڑی پارسا نیک بی بی ہو''۔انہی خواجہ سرا کی فوج میں سے ایک اور آواز ابھری تھی۔
''ارے ہم تو جو کرتے ہیں کھلے عام سینہ پیٹ کے اور تالی بجا کے دن کے اجالے میں کرتے ہیں تمہاری طرح تھوڑی کہ رات کے اندھیرے میں ایک دن کسی کے ساتھ تو دوسری رات کسی اور کے ساتھ راتیں گزارتی ہو''۔نجم گل نے تالی بجا کے اور اپنا سینہ پیٹ کے ازابیلا کو کرارا سا جواب دیا تھا' ازابیلا نے نہایت بری طرح سے اسے گھورا تھا۔
''نجم گل تو کیوں برا مانتا ہے جیسے یہ ناچنا گانا ہمارا پیشہ ہے اسی طرح یہ ان کا پیشہ ہے بس ہم بچوں کی پیدائش پر رقص کرتے ہیں اور یہ لوگ بچوں کے باپ کے لئے ان کا دل بہلانے ان کی جیب ہلکی کرنے کے لئے ناچتی گاتی ہیں''۔سحر بانو نے نجم گل کے ہاتھ پر تالی مار کے قہقہہ لگایا تھا۔
''گارڈز!''ازابیلا پوری طاقت سے چیخی تھی کہ اس کے گلے اور دماغ کی ہری نیلی نسیں ابھری تھیں۔
''اتنی زور سے مت چیخو چہرہ باہر آجائے گا''۔ایک اور من چلے خواجہ سرا نے ٹکڑا کسا تھا' اس محل کے سارے گارڈز ایک ایک فرد اس بڑے سے مگر بے انتہا خوبصورت ہال نما کمرے میں جمع تھے' سحر بانو نے سب کو دیکھا اور نجم گل کو اشارے میں جو کچھ کہا وہ اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔
''دیکھو تم لوگ جو چاہتے ہو وہ تمہیں مل جائے گا''۔سنیتا بائی نے ان لوگوں کے آگے ہار مان لی تھی۔
''یاہو.....شروع کرو''۔سب نے ناچنا گانا شروع کر دیا تھا' بلکہ اپنے ساتھ ساتھ ان سب لڑکیوں اور گارڈز کو بھی نچایا تھا' سب ہی انجوائے کر رہے تھے ازابیلا خود اندر گئی اور اس ایک ہفتے کے بچے کو ماں سے زبردستی کھینچ کے لے آئی تاکہ ان کو دے اور سب کو یہاں سے دفع کرے مگر بچے کے ہاتھ میں آتے ہی ان سب نے زور زور سے ناچنا گانا شروع کر دیا تھا' اس محل میں آج خواجہ سرا کا رقص تھا باہر گلاب و موتیوں کے پھول بیچنے والے بھی محل کے اندر آگئے تھے' اس سے سحر بانو کا کام اور زیادہ آسان ہو گیا تھا' کون سا ایسا شخص تھا جو جھوم نہیں رہا تھا سوائے ازابیلا اور سنیتا بائی جو ایک سائیڈ پر بیٹھی غصے سے بل کھا رہی تھیں۔سحر بانو اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ بریزے کو وہاں سے نکالنے میں بالآخر کامیاب ہو ہی گیا تھا' بریزے کو گود میں اٹھائے وہ باہر نکلا گلی پوری سنسان

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھی۔ کسی کا بھی اس جانب دھیان ہی نہیں گیا کیونکہ اندر نجم گل نے وہ ہنگامہ وہ شور شرابہ ناچنا گانا کیا ہوا تھا کہ وہاں کسی کا بھی بریزے کی طرف خیال ہی نہیں گیا۔ کچھ ہی فاصلے پر سید اذکار علوی کی پراڈو کھڑی تھی وہ سب وہاں سب اس گاڑی کی جانب بڑھے تھے' سید اذکار علوی نے سحر بانو کو آتا دیکھ کر تیزی سے پیچھے کا دروازہ کھولا تھا' سحر بانو نے بریزے کو جلدی سے گاڑی کی سیٹ پر لٹا دیا تھا۔

''او صاحب جی میں نے اپنا وعدہ نبھا دیا''۔

''شکریہ''۔ سید اذکار علوی نے مشکور نظروں سے سحر بانو کو دیکھا تھا۔

''زندگی میں اگر کبھی بھی کہیں بھی میری ضرورت پڑے تو بلا جھجک مجھ سے کہنا''۔

''بالکل کہوں گی' اس محل میں میں نے کافی لڑکیاں دیکھی ہیں مگر آج پہلی بار اس لڑکی کو دیکھا ہے اس کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے جیسے یہ اس دنیا کی باسی نہیں ہے''۔ سحر بانو نے بہت دکھ بھری نظروں سے پیچھے بے جان بے سدھ لیٹی بریزے کو دیکھا تھا جس کا چہرہ اس نے پوری طرح سے چھپا دیا تھا۔

''میں ایک بار پھر تمہارا تہہ دل سے شکر گزار ہوں سحر بانو کے تمہاری وجہ سے میرا بہت بڑا مسئلہ حل ہو گیا ہے''۔ سید اذکار علوی نے جھک کر ایک بار پھر سحر بانو کو شکریہ ادا کیا تھا۔

''اب آپ شرمندہ کرتے ہو صاحب جی! میں نے تو وہ کیا ہے جو اگر تمہارے بارے میں کوئی بھی جانتا وہ یہی کرتا کیونکہ طوائفوں کے اس محل اس جگہ اس معصوم سید زادی کا کوئی کام نہیں ہے بچاری کو یہاں کے وحشی درندے اپنی ہوس تلے روند ڈالتے''۔ سحر بانو نے نہایت نفرت سے سنیتا بائی کا ذکر کیا تھا۔

''اچھا اب تم نکلنے کی کرو اس سے پہلے یہاں کوئی آ جائے''۔

''سحر بانو کیا کر رہی ہے جلدی کرنا کوئی دیکھ نہ لے''۔ اس کے ایک ساتھی نے سحر بانو کو ٹہوکا مارا تھا۔

''ہاں ہاں چل''۔ وہ گاڑی سے دور ہٹا۔

''اچھا صاحب جی جاؤ اب تم''۔ سب جو گاڑی کو گھیرے کھڑے تھے سحر بانو کے اشارے پر اس بنگلے میں واپس پلٹے اور خوب ہلا گلا کرتے اندر گھسے کے کسی کو کوئی خبر ہی نہیں ہو سکی۔ نجم گل نے پلٹ کر سحر بانو کو دیکھا اور اشارے سے پوچھا تو سحر بانو نے دکڑی کا نشان بنا دیا تھا۔

''لاؤ بھئی لاؤ مجھے دو اب میری منی کو''۔ ناچتا ہوا سحر بانو نجم گل سے اس چھوٹے بچے کو گود میں لے کر خوب جھومنے گانے لگا۔

''اب تم لوگ یہاں سے دفع ہونے کا کیا لو گے؟'' سنیتا بائی غصے سے دہاڑی کیونکہ اس کی برداشت اب ختم ہو گئی تھی۔

''چل لا ہزار روپے نکال''۔ اسی فوج میں سے ایک خواجہ سرا نے ہاتھ پر ہاتھ مار کر دانت نکالتے ہوئے سنیتا بائی کے آگے ہاتھ پھیلایا۔ سنیتا بائی نے اس کا چہرہ دیکھا تو اسے کراہیت آ گئی ایک تو اس قدر کالا اوپر سے ڈراک اور نج میک اپ خوب بھڑکیلا سوٹ پہنے وہ کمر پر ہاتھ رکھے اور ایک ہاتھ پھیلائے کھڑا تھا اور وہی کیا وہ ساٹھ' ستر کی فوج تھی' جنہوں نے ایک سے بڑھ کر ایک واہیات میک اپ اور رنگ برنگے سوٹ پہنے ہوئے تھے۔ سنیتا بائی کو گھن آنے لگی ایک تو ان لوگوں کی عجیب بدبو سے دم گھٹ رہا تھا' پورا کمرا عجیب ہی منظر پیش کر رہا تھا' شام ہونے کو آ رہی تھی اور وہاں سے ایک بھی ہلنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

''ارے میرے خدا''۔ سنیتا بائی نے اپنا سر پیٹ لیا آج شام کو سات بجے انیق واحدی کو آنا ہے کسی خاص

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کام سے اور پھر گاہکوں کا آنے کا بھی وقت ہونے لگا تھا۔
''سینا بائی آج کیا خواجہ سراؤں کا مجرا دکھاؤ گی''۔ ایک رئیس زادہ آ بھی گیا تھا' اس نے ہنستے ہوئے پہلے سب کو دیکھا پھر طنزیہ نظروں سے پریشان حال سینا بائی کو دیکھا۔
''ارے نہیں نہیں سیٹھ صاحب آپ آیئے''۔ سینا بائی بمشکل اپنے لب و لہجے کو بشاشت بنا کے بولی تھی۔
''اری او صنم چل جا سیٹھ صاحب کو اندر لے کر جا''۔
''جی اچھا''۔ صنم مسکراتی ہوئی آگے بڑھی اور اس بگڑے رئیس کے بازو میں اپنا بازو ڈالے اندر لے کر جانے لگی۔
''یہ لو پکڑو اور دفع ہو یہاں سے''۔ سینا بائی نے اپنے گریبان میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا پرس نکالا اور اس میں سے ہزار کا نوٹ اس کے منہ پر مارا سب نے دیکھا تھا کہ اس کالے رنگ کے چھوٹے سے پرس میں ہزار ہزار کے بہت نوٹ رکھے ہیں اسی لئے نجم گل چیل کی طرح جھپٹ کے اس سے وہ پرس چھین لیا۔
''ارے رے یہ کیا حرکت ہے میرا پرس دے مجھے''۔ سینا بائی جیسی کنجوس بخیل عورت جس کے پاس کسی فقیر کو دینے کے لئے پانچ کا سکہ نہیں اس کا نوٹوں سے بھرا پرس ان لوگوں نے چھین لیا تھا' اپنے بھاری فربہ جسم کی وجہ سے وہ آگے نہیں بڑھ سکی۔
''ارے سینا بائی کیوں ٹائم ضائع کرتی ہے ابھی تیرا گاہک آیا ہے نا لے لینا اس سے''۔ سحر بانو نے ہلکا سا دھکا مارا تو وہ پیچھے پڑے فوم کے صوفے پر گری تھی۔
''منحوس کمبخت ماری میری کمر توڑ دی''۔ وہ اپنی موٹی سی کمر پر ہاتھ رکھے سحر بانو کو گھورنے لگی تھی جس کا سحر بانو نے کوئی نوٹس نہیں لیا تھا۔
''چلو بھئی چلو ہمارا کام ہو گیا''۔ سب کے سب زور زور سے گانا گاتے تالیاں بجاتے وہاں سے نکلنے لگے تھے۔
''تم لوگ کیا کر رہی ہو اب یہاں لے لیا نا مزہ دفع ہو اور تیار ہو جا کر''۔ سینا بائی نے سب لڑکیوں جو جمگھٹا تھا۔
''او روزی سن''۔ جاتی ہوئی روزی کو سینا بائی نے پکارا۔
''ہاں بولو''۔ وہ پلٹ کر دیکھنے لگی۔
''تو ذرا جلدی تیار ہونا سلیمان آتا ہو گا تجھے لینے آج شاہ صاحب کے بنگلے پر جانا ہے''۔
''اچھا''۔ وہ چلی گئی تھی۔
''اور تم لوگ آدھے گھنٹے میں اس کمرے کی ایک ایک چیز چمکا دو سب لوگ آتے ہی ہوں گے' خوب خوشبو آنی چاہئے اس کمرے سے کمبخت کے بچوں نے اپنی بدبو پھیلا دی ہے' میں بھی نہاؤں جا کر''۔ سینا بائی نے سارے ملازمین کو حکم دیا اور ہائے اوہ کرتی صوفے سے کھڑی ہو گئی تھی۔

☆☆☆☆

انسپکٹر ذاکر حیات ریسٹورنٹ میں انٹر ہوا تو دروازے کی جانب پشت کئے شبنم سامنے ہی نظر آ گئی تھی وہ اس کے آگے والی ٹیبل پر بیٹھ گیا اس طرح کے دونوں ایک دوسرے کا چہرہ نہیں دیکھ سکتے تھے' ذاکر حیات نے ویٹر کو ایک کپ گرم چائے کا آرڈر دیا تھا۔
''ہاں تو شبنم کیا خبر ہے؟''
''عابد جوفا کی گمشدگی کی خبر تو جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی ہے اور اسی خبر کو لے کر سب پریشان بھی ہیں''۔
''اور سہد دو ڑانچ وہ آیا یا کستان؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''نہیں عابد جوفا کو لے کر وہ بھی بہت پریشان ہے اس لیے فی الحال اس نے یہاں پاکستان آنے کا ارادہ کینسل کر دیا ہے''۔ شبنم نے اپنے لئے چائنیز رائس و دیا ستہ آرڈر کیا تھا جو کہ ویٹر اس کی ٹیبل پر لے آیا تھا' کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد ذاکر حیات نے کہا۔

''پھر''۔

''پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انیق واحدی اور ازابیلا جائیں اس سے ملنے''۔

''اس وقت سہد دوڑانچ کہاں ہے؟''

''یہ تو میں کنفرم نہیں بتا سکتی آپ کو''۔

''مگر ایک بہت اندر کی بات پتہ چلی ہے مجھے''۔

''وہ کیا؟'' ذاکر حیات نے چائے کا ایک سپ لیا اور اپنا کیپ درست کر کے اپنے آئی فون میں ہینڈ فری لگا کر اسے کان سے لگا تا کہ کسی کو گمان بھی نہ ہو کہ وہ شبنم سے بات کر رہا ہے فون پر نہیں۔

''آج سے چند سال پہلے سہد دوڑانچ یہاں پاکستان آیا تھا اور کسی پندرہ سولہ سال کے لڑکے کے ذریعے اپنے بہت سے کام نکلوائے تھے اور جو سب سے اہم بات وہ یہ ہے کہ اس لڑکے کو سہد وڑانچ نے کچھ ایسی چیز دی تھی جو اگر دشمن ملک کے ہاتھ لگ جاتی تو کراچی کے ہر گھر میں ماتم ہو رہا ہوتا اس وطن کی عزت و آبرو کھلے عام بک رہی ہوتی اس چیز میں بڑے بڑے نامور لوگ ہیں جن کے خلاف اس میں پکے ثبوت ہیں''۔

''کچھ بتا سکتی ہو وہ لڑکا کہاں ہے کوئی سوراغ''۔

''نہیں سر! میرے حساب سے وہ لڑکا اب کافی بڑا ہو گیا ہو گا مگر ہاں انیق واحدی نے اسے بھی بہت ڈھونڈنے کی کوشش کی مگر نا کام رہا ہے اب تک''۔

''ایک بات پوچھوں؟''

''جی سر پوچھیئے''۔ شبنم نے اسپون پلیٹ میں رکھ دیا تھا۔

''تم یہ کام چھوڑ کیوں نہیں دیتی ہو''۔ کتنی ہی دیر تک خاموشی کا راج رہا تھا اور اس خاموشی کو ذاکر حیات نے ہی توڑا تھا۔

''خاموش کیوں ہو گئی ہو برا لگا''۔

''نہیں برا نہیں لگا''۔ اس نے ایک ٹھنڈی سانس لی تھی۔

''اگر میرے بس میں ہوتا نا سر تو میں یہاں نہیں بیٹھی ہوتی یہ جگہ جہاں میں ہوں ایک دلدل ہے جس میں پیر رکھو تو اندر ہی اندر دھنستے چلے جاؤ اندر اس قدر گھٹن اندھیرا سناٹا ہونے کے باوجود کتنی بدقسمتی ہے کہ یہ روح جسم چھوڑتی ہی نہیں ہے''۔ چند موتی ٹوٹ کے اس کی آنکھ سے گرے تھے۔

''اور اس سے بدقسمتی کی اور کیا بات ہو گی کہ ہم جب تک جی رہے ہیں اپنی زندگی نہیں قرض کی زندگی پر جی رہے ہیں''۔

''تم نے کبھی نکلنے کی بھاگنے کی کوشش نہیں کی؟''

''نہیں''۔

''کیوں؟''

''کیونکہ میں جانتی ہوں کوئی فائدہ نہیں ہے نا ہی ہم اس جگہ سے بھاگ سکتے ہیں اور نہ ہی خودکشی کر سکتے

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہیں کیونکہ یہاں اس جگہ اس غلاظت سے بھرے عالیشان محل میں ہمارے آتے ہی ہمارے پر کاٹ دیئے جاتے ہیں ہم لڑکیوں کی سوچوں تک پر پہرے بٹھا دیئے جاتے ہیں ہمیں بالکل لاچار' بے بس کر دیا جاتا ہے اور بالکل اپاہج کر کے میدان میں ان درندہ صفت وحشی جانوروں کے آگے نوچنے کھسوٹنے کو ان کے آگے پھینک دیا جاتا ہے جس کا جیسے مرضی کرتا ہے اپنی ہوس کا نشانہ بناتا ہے''۔ آج اس کی آنکھ سے دکھ کے آنسو چھلکے تھے وہ درد ان آنکھوں سے آنسو بن کر چھلکے تھے کیونکہ اس جگہ ایسے دوست بنانا حرام ہے۔

''کوئی بھی خاندانی عزت دار لڑکی اس جگہ کا تصور بھی نہیں کر سکتی مگر کچھ سنیتا بائی اور ازابیلا جیسی عورتیں بھی ہوتی ہیں جو ان معصوم' بھولی بھالی' عزت دار گھرانے کی لڑکیوں کو اس کام کرنے کے لئے مجبور کرتی ہیں' سر میں خوشی سے نہیں کرتی یہ کام ہر روز کسی کی راتیں رنگین کرنا ہم جیسی لڑکیوں کا پیشہ نہیں ہوتا ہمیں سنیتا بائی ازابیلا جیسی بدکردار بے ضمیر ایسا کرنے پر مجبور کرتی ہیں' ہمیں کال گرل بنا کر ہم سے فائدہ اٹھاتی ہیں میں تو کہتی ہوں کہ دوزخ کی آگ سے لپٹی وہ تکلیف جو ہمیں دی جائے گی اس تکلیف اس درد کے آگے کچھ نہیں جو آج ہم جیسی معصوم لڑکیاں ہر روز اٹھاتی ہیں۔ آپ جانتے ہیں یہاں ایک لڑکی نے ایسی ہمت دکھائی ہے اس نے خودکشی کی ہے مگر اس کی موت اس کی زندگی سے بھی بدتر بنا دی گئی تھی''۔

''کیا مطلب؟'' ذاکر حیات جو اس کی باتوں میں پوری طرح کھویا ہوا تھا اس کے چپ ہونے پر بولا۔

''اس بے چاری لڑکی کو اس کے مردہ بے جان جسم کو پورا برہنہ کر کے دس وحشی جنگلی ہوس کے پجاریوں نے اپنی درندگی کا شکار بنایا تھا نا صرف یہ بڑا گناہ کیا بلکہ اس بے چاری کی وہ ویڈیو اپ لوٹ کر دی گئی تھی''۔ اس کی گھٹی گھٹی ہچکیاں ذاکر حیات کی سماعت سی محفوظ نہیں رہ سکیں' غم و غصے کی شدت سے اس کا اپنا دل کانپ کر رہ گیا تھا۔

''اور آج بھی میں یہ سوچتی ہوں تو مرا رواں رواں کانپ اٹھتا ہے میرا رونگھٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ خدا کسی معصوم عزت دار لڑکی کا نصیب اگر یہاں آنا لکھا ہے تو وہ اپنے گھر میں ہی مر جائے' ماں باپ کو کم از کم صبر تو آ جائے گا''۔ بمشکل اس نے خود کو رونے سے بچایا تھا' کسی کو معمولی سا بھی شک ہو گیا اس پر تو وہ جانتی تھی اس کا کیا حشر ہو گا۔

''تمہارے ماں باپ کہاں ہیں اگر کہو تو میں تمہیں وہاں پہنچا دوں''۔ ذاکر حیات کو شبنم سے ہمدردی سی ہونے لگی تھی۔

''ہونہہ..... آٹھ یا شاید چھ سال کی ہوں گی میں اس وقت جب مجھے کڈنیپ کر کے اس جہنم میں لایا گیا تھا''۔

''اوہ''۔ اسے افسوس ہوا۔

''تو تمہیں اپنا گھر اپنے والدین کچھ بھی یاد نہیں''۔

''نہیں''۔

''پھر کب تک ایسی اذیت بھری زندگی گزارو گی''۔

''پتہ نہیں..... کبھی کبھی تو میں اللہ میاں سے دعا مانگتی ہوں کہ اے میرے پروردگار مجھے ایسی مہلک بیماری میں مبتلا کر دے کہ کوئی بھی میرے قریب نہ آ سکے''۔ وہ خود پر ہی ہنس دی تھی۔

''میں بھی آپ کو اپنی داستان سنانے بیٹھ گئی سوری''۔

''اٹس اوکے' لیکن اگر ہو سکا تو میں تمہارے لئے ضرور کچھ کروں گا''۔

''سر آپ نے بول دیا یہی میرے لئے بہت بڑی بات ہے' اچھا اب مجھے چلنا چاہئے اگر تا دیر باہر رہی تو

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ازابیلا کو یا سنیتا بائی کو مجھ پر شک ہو جائے گا''۔ اس نے پرس سے ٹشو نکال کر اپنے آنسو صاف کیے تھے۔
''او کے پہلے تم نکلو میں کچھ دیر میں نکلتا ہوں''۔ اس نے اپنے کان سے ہینڈ فری نکال دی تھی' شبنم ہزار کا نوٹ ٹیبل پر رکھے بغیر کہیں مڑے کہیں دیکھے وہاں سے نکلتی چلی گئی تھی' ذاکر حیات نے افسردہ نظروں سے اسے جاتا ہوا دیکھا تھا۔

☆☆☆☆

''سنیتا بائی!'' انیق واحدی ہنستا ہوا وہاں داخل ہوا تھا' سب ملازمین نے مل کر اس عالیشان محل نما کمرے کو پندرہ منٹ میں صاف و شفاف کر دیا تھا ہر جگہ سے گلاب و موتیوں کی عطر و پرفیوم کی خوشبو اٹھ رہی تھی۔
''ہائے انیق ڈارلنگ!'' ایک لڑکی خوب اچھے سے نک سک تیار ہوئی کہیں سے برآمد ہوئی تھی' انیق واحدی نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا تھا ڈارک ریڈ ٹائٹس پر فیروزی چھوٹی سی چست ٹی شرٹ پہنے شولڈر کٹ گولڈن بالوں کو کھلا رکھے ڈارک میک اپ میں وہ غضب ڈھا رہی تھی۔
''مجھے نہیں پتہ تھا میرا استقبال اتنا شاندار ہوگا''۔ انیق واحدی نے ایک ہی جھٹکے سے اس کی عریاں کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود سے قریب تر کر لیا تھا۔
''ہائے''۔ روزی نے ٹھنڈی آہ بھری تھی۔
''میں تو ترستی ہوں انیق ڈارلنگ تمہارے لئے کہ کبھی تمہارے لئے بھی اتنا بن سنور کر تمہارے ساتھ وقت گزاروں''۔ اس نے انیق واحدی کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا۔
''مگر صد افسوس کہ آج کی یہ تیاری یہ شاندار استقبال تمہارے لئے نہیں ہے''۔
''تو پھر کس کے لئے ہے میری جان؟'' اس نے مزید اس کی کمر پر اپنا بازو کسا تھا۔
''شاہ صاحب کے لئے''۔
''اوہ شاہ صاحب..... بڑی بات ہے بھئی''۔
''انیق تو آ گیا' اور تو ابھی تک یہیں مری ہوئی ہے دفع نہیں ہوئی؟'' سنیتا بائی اپنا بھاری بھرکم وجود بمشکل سنبھالتی وہاں آئی تھی۔
''میں تو جا ہی رہی تھی سنیتا بائی کہ راستے میں ازابیلا کا مجنوں ٹکرا گیا''۔ وہ اٹھلاتی ہوئی بالوں کو جھٹکتی انیق واحدی کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر پیچھے ہوئی تھی۔ انیق واحدی اس کے ازابیلا کے مجنوں کہنے پر ہنس دیا تھا۔
''مگر ڈیئر ازابیلا تو آج کل کسی ٹام کروز کی لیلیٰ بنی ہوئی ہے''۔ سامنے سے آتی شبنم نے طنزیہ مسکراہٹ لئے کہا تھا۔ شبنم کی بات پر روزی قہقہہ لگا کر ہنسی تھی۔
''یہ بات بھی تم نے درست کی شبنم! ایک بات تو ویسے ماننے کی ہے ازابیلا کا ٹام کروز سے غضب کا آج کل تو ازابیلا کی چاندی ہی چاندی ہوئی ہے''۔ روزی نے انیق واحدی کو دیکھا تھا مگر اس کے تاثرات کو سمجھ نہیں پائی تھی۔
''اور ویسے بھی ہماری دنیا میں کون کس کے ساتھ شام کو خوشگوار بنا رہا ہے اور کون راتوں کو رنگین سب سامنے والے کی جیب پر ڈپینڈ کرتا ہے پیسہ آنا چاہئے بس کیوں انیق واحدی''۔ روزی نے کڑوا سچ کہا تھا۔
''اگر تیرا فلسفہ ختم ہو گیا ہے تو تو یہاں سے دفع ہو گی''۔ سنیتا بائی کو روزی بک بک زہر لگ رہی تھی۔
''ارے سنیتا بائی! تم تو برا ہی مان گئی ہو لو جا رہی ہوں میں''۔ روزی نے ایک فلائنگ کس انیق واحدی کو دیا اور سنیتا بائی کو ایک آنکھ دباتی وہ باہر کے راستے پر ہو لی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اور خیریت تو اس وقت کہاں گئی تھی؟'' سنیتا بائی کا رخ شبنم کی جانب تھا۔
''پارلر''۔ اس نے بے نیازی سے کہا تھا۔
''ارے ہاں یہ لو''۔ شبنم نے اپنے بیگ میں سے ہزار ہزار کے کچھ نوٹ نکالے تھے سنیتا بائی کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی تھی اس نے چیل کی طرح وہ نوٹ جھپٹے تھے۔
''اتنے سارے پیسے کہاں سے آئے؟'' سنیتا بائی ان پیسوں کو گننے میں لگ گئی تھی۔
''ارے سنیتا بائی تم آم کھاؤ پیڑ کیوں گنتی ہو''۔ وہ جانتی تھی یہ نوٹ اب سنیتا بائی کا منہ بند کر دیں گے وہ آگے سے کوئی سوال نہیں کرے گی۔
''پھر بھی اس بار کون سا مرغا پھنسا ہے؟'' انیق واحدی نے شک بھری نظروں سے اس کو دیکھا تھا' ازابیلا نے شبنم کے بارے میں اسے بتایا تھا کہ آج کل اس کے چال چلن پر اسے شک سا ہو رہا ہے اس کی حرکتیں کچھ مشکوک سی ہیں۔
''ندیم بلوچ!'' اس نے بڑے اعتماد سے اور بڑے فخر سے انیق واحدی کو دیکھا تھا۔
''ندیم بلوچ وہ فلم ایکٹر''۔ انیق واحدی نے بے یقینی سے اس کو دیکھا تھا بلکہ سنیتا بائی کو بھی یقین نہیں آ رہا تھا۔
''جی ہاں وہی فلم ایکٹر ندیم بلوچ جسے ازابیلا بھی اپنی جلوہ گر اداؤں میں قابو نہیں کر سکی تھی''۔ طنز سے بھرپور لب و لہجے میں اس نے کہا تھا۔
''خیر آج رات مجھے اس کے فلیٹ پر جانا ہے میں ذرا تھوڑا ریسٹ کروں پھر تو پوری رات جاگنا ہی ہے''۔ وہ دلکشی سے مسکراتی ہوئی وہاں سے اپنے روم کی جانب چل دی تھی۔
''ازابیلا تو کچھ اور ہی کہہ رہی تھی''۔ وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا تھا۔
''ازابیلا کا وہم ہے یہ پتہ نہیں کیوں وہ اس پر شک کر رہی ہے' چل تو اس کو چھوڑ تو جس کام کے لئے آیا ہے وہ تو کر لے''۔
''ہاں ہاں کیوں نہیں میں بھی تو دیکھوں آخر ایسی کیا توپ شے ہے جسے تم نے سات پردوں میں چھپا کر رکھا ہے''۔ انیق واحدی ساری باتوں کو ایک طرف رکھ کے بریزے کے موضوع پر آ گیا تھا۔
''ارے حکم کا ایکا ہے وہ حسن کی ملکہ میری جمع پونجی میرا سرمایہ جتنا میں نے اب تک ان لڑکیوں سے کمایا ہے اس سے کہیں زیادہ میں بریزے سے کماؤں گی میری بیٹی کی بیٹی ہے۔ میری نواسی اس طوائف خانے کی زینت تھی میری رطابہ مگر بریزے اس کا یہاں کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا''۔ وہ اس کو لئے اندر ہی اندر ایک خفیہ راستے کی جانب بڑھ رہی تھی۔
''اتنا اندر چھپا کے رکھا ہے سب کی نظروں سے تو یقیناً چیز ہی ہو گی''۔ انیق واحدی یہاں ہزار دفعہ آیا تھا مگر آج تک ان راستوں سے انجان رہا تھا۔
''آج میں نے بریزے کو ایسا زبردست تیار کروایا ہے کہ سہد وڑائچ صرف اسکائپ پر دیکھنے پر ہی کروڑوں لٹا دے گا' تو تو سوچ جب وہ وہاں جائے گی تو کیا کرے گا''۔
''سنیتا بائی ایسا کیا تیار کر دیا کیا شارٹ ڈریس پہنا دی''۔ وہ خباثت سے ہنس دیا تھا۔
''ارے میرے رطابہ ایسے کپڑے تو پہن کر سہد وڑائچ کے پاس ویسے ہی گھومتی پھرتی ہیں عریاں حسن جتنا اٹریکٹ کرتا ہے اس سے کہیں زیادہ اٹریکشن سات پردوں میں چھپے حسن میں ہوتی ہے''۔
''میری تو ابھی سے نیت خراب ہو رہی ہے''۔ انیق واحدی کی فطرت اس کی خصلت اسے اکسانے لگی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اوانیق اپنی خراب نیت اپنے پاس ہی رکھنا بریزے کو بیس سال تک میں نے ہوا کا ایک جھونکا بھی چھونے نہیں دیا ہے تو پھر کسی کی بدنظر کیسے لگنے دوں''۔ سنیتا بائی نے رک کر ایک لمحے کو اسے دیکھا تھا اس کے انداز میں غصہ تھا جس سے انیق واحدی تھوڑا خفیف سا ہو گیا۔

''سنیتا بائی تم تو بالکل غیروں جیسی بات کر رہی ہو میں تو مذاق کر رہا تھا ظاہر سی بات ہے سہد وڑائچ جتنے پیسے ڈالر کی شکل میں دے گا اس میں ہمارا بھی تو حصہ بنتا ہے ناں''۔

''خبردار!'' سنیتا بائی نے انگلی کے اشارے سے اسے وارننگ دی تھی۔

''بریزے کے ذریعے کمائی ہوئی رقم میں کسی کا بھی ایک روپے کا حصہ نہیں ہوگا''۔

''یہ کیا بات کی تم نے سنیتا بائی''۔ انیق واحدی کو سنیتا بائی کی بات ناگوار گزری تھی۔

''یہی بات جو تم نے سنی ہے''۔ سنیتا بائی بغیر اس کی ناگواریت کی پرواہ کیے آگے بڑھنے لگی تھی۔

''اچھا بھئی جیسے تمہاری مرضی''۔ انیق واحدی سنیتا بائی سے بگاڑ کے نہیں رکھنا چاہتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سراسر نقصان اسی کا ہے وہ تو ویسے بھی شاطر چالاک دماغ رکھتا تھا کسی نہ کسی طرح وصول کر ہی لے گا۔

''آج میں نے بریزے کو پورا دلہن کی طرح سجایا ہے کیونکہ لڑکی بھلے ہی کتنی بدشکل بدصورت ہی کیوں نہ ہو دلہن کے روپ میں قیامت ڈھاتی ہے پھر تو یہاں بریزے ہے''۔ وہ خوشی خوشی بتا رہی تھی آج تو اس کے پاؤں جیسے زمین پر ہی نہیں پڑ رہے تھے کیونکہ کافی سال کی محنت کے بعد اسے بریزے کی شکل میں قارون کا خزانہ ملنے والا تھا' اور سنیتا بائی جتنی خوش تھی اس سے کہیں زیادہ انیق واحدی کو بریزے کو دیکھنے کی اتنی ہی جستجو تھی۔ مگر یہ خوشی ملیامیٹ ہوتی ہوئی نظر آئی جب اس نے وہ خفیہ دروازے کا لاک کھلا ہوا پایا آدھ کھلے دروازے سے صاف ظاہر تھا کہ بریزے بھاگ تو نہیں گئی سنیتا بائی کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا نسوں میں خون کی روانی تیزی سے بڑھی تھی' سنیتا بائی کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں وہ ایک سیکنڈ میں اندر آئی تھی اس کھلے دروازے کو دیکھ کر انیق واحدی کے دماغ میں خطرے کی گھنٹیاں سی بجنے لگی تھیں سونے کے انڈے دینے والی چڑیا ہاتھوں سے نکلتی ہوئی نظر آ رہی تھی وسیع و عریض شاندار محل جیسا کمرہ اس کو خالی ہونے کا منہ چڑا رہا تھا۔

''ہائے میں مر گئی یہ کہاں دفع ہو گئی''۔ وہ پھرتی سے پورے کمرے کا چکر لگا رہی تھی۔ ڈریسنگ روم' باتھ روم سب خالی تھا۔

''کیا ہوا سنیتا بائی! سونے کی چڑیا کہاں گئی؟'' انیق واحدی بھی پریشان ہو گیا تھا۔ سنیتا بائی انیق واحدی کی شکل دیکھنے لگی تھی۔ اسی اثناء میں انیق واحدی کا آئی فون بجنے لگا تھا' انیق واحدی نے اپنا موبائل دیکھا جہاں سہد وڑائچ کالنگ اسکرین پر جگمگا رہا تھا۔

''یہ لو سہد وڑائچ کا فون بھی آ گیا''۔ اس نے فون کا رخ سنیتا بائی کی جانب کیا تھا۔ سنیتا بائی کا تو خون خشک ہونے لگا تھا کروڑوں ڈالر ہاتھ سے پھسلتے ہوئے لگے تھے۔ انیق واحدی نے مسلسل بجتے فون کو ریسیو کر ہی لیا اسی ٹائم اندر ازابیلا داخل ہوئی تھی سنیتا بائی تیزی سے ازابیلا کے پاس آئی۔

''ازابیلا دروازہ کھلا تھا تو جلدی سے دیکھو بے غیرت بریزے کہاں بھاگ گئی اسے اس گھر کے راستے کا کچھ پتہ نہیں ہے وہ یہیں کہیں ہوگی تم ڈھونڈو اور بالوں سے پکڑ کے لاؤ اسے یہاں واپس میں اتنے سہدہ وڑائچ کو سنبھالتی ہوں''۔

''کیا بکواس کر رہی ہو سنیتا بائی ایسے کیسے بھاگ گئی میں نے خود دروازے کو اچھی طرح لاک کیا تھا اور اس خفیہ راستے کا تمہارے اور میرے علاوہ کوئی نہیں جانتا''۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ازابیلا دیر مت کرو اس بارے میں بعد میں بات کریں گے ابھی تو بریزے کو دیکھو''۔ وہ دونوں دھیرے دھیرے بات کر رہی تھیں تاکہ سہد وڑائچ کو یہ خبر نہ ملے کہ بریزے بھاگ گئی ہے ازابیلا سنیتا بائی کو گھورتی الٹے قدموں بھاگی تھی۔ سنیتا بائی واپس انیق واحدی کے پاس آئی تھی انیق واحدی' سہد وڑائچ سے سچائی اگلوا چکا تھا' سہد وڑائچ غصے اور طیش میں آچکا تھا۔

''سنیتا بائی''۔ سہد وڑائچ نے زور سے چیختے ہوئے انیق واحدی کے برابر میں کھڑی سنیتا بائی کو گھورا تھا۔

''جج..... جی''۔ ڈر کے مارے زبان ہکلانے لگی تھی۔

''یہ انیق واحدی کیا بک رہا ہے''۔ صاف لگ رہا تھا اس وقت سہد وڑائچ بہت بپھرا بیٹھا ہے اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سنیتا بائی کو چیر پھاڑ دے۔

''وہ..... وہ..... سہد''

''کیا وہ' وہ لگا رکھی ہے بریزے کہاں ہے؟''

''سہد..... بریزے کہیں نہیں جائے گی اسے یہاں کے راستے نہیں معلوم''۔

''سنیتا بائی اسے کہیں جانا بھی نہیں چاہئے بیس سال سے میں نے اس کے جوان ہونے کا بے صبری سے انتظار کیا ہے اور شیر کے منہ سے اگر کوئی اس کا شکار چھینے گا تو تم جانتی ہو وہ کیا کرتا ہے اور مجھے تو لگتا ہے کہ اب تجھ کو ریٹائر ہو جانا چاہئے وہ کیا نام ہے اس لڑکی کا؟'' سہد وڑائچ نے دماغ پر زور ڈالا۔

''ہاں یاد آیا ازابیلا..... عابد جوفا نے مجھے اس کے بارے میں بتایا تھا مجھے لگتا ہے اب یہاں کا سارا بزنس اسی کے حوالے کر دوں''۔

''ارے..... نہیں سہدہ! میں سنبھال لوں گی سب' بریزے کو ڈھونڈ نکالوں گی میں جانتی ہوں وہ ابھی یہیں اسی بنگلے میں کہیں کسی کونے کھدرے میں چھپی بیٹھی ہوگی''۔

''ہاں تو ڈھونڈ اس کو مجھے بریزے چاہئے میں کچھ ہی دنوں میں پاکستان آؤں گا اور بریزے کو اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا آئی سمجھ تیری''۔

''جی جی سہد'' وہ کسی کنیز کی طرح گردن فوراً اثبات میں ہلانے لگی تھی۔

''اور انیق واحدی''۔

''جی بولئے''۔ فوراً بولا تھا۔

''عابد جوفا کا کوئی سراغ ملا؟''

''نہیں..... مگر ہماری پوری کوشش جاری ہے''۔

''کوشش سے کچھ نہیں ہوگا مجھے کام چاہئے مجھے ہر حالت میں عابد جوفا چاہئے''۔

''اوکے''۔

''میں کچھ دیر بعد پھر فون کرتا ہوں اسکائپ پر مجھے بریزے سے بات کرنی ہے''۔ لائن منقطع ہوگئی تھی۔

''بے غیرت تجھے سہد وڑائچ کو بتانے کی کیا ضرورت تھی بریزے کے بارے میں''۔ سنیتا بائی نے ایک ٹھڑ اس کے بازو پر لگایا تھا۔

''کیا ہے سنیتا بائی اپنا ہاتھ دیکھا ہے اتنا بھاری ہاتھ ہے''۔ انیق واحدی اپنا بازو سہلانے لگا تھا۔

''بکواس مت کرو''۔ اس نے انیق واحدی کو بری طرح جھاڑ دیا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''سنیتا بائی!'' ازابیلا کا سانس دھونکنی کی مانند پھول رہا تھا' اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑے ہوئے تھے اس کے پریشان حال چہرے سے صاف ظاہر تھا کہ بریزے نہیں ملی۔

''ہاں..... ہاں' ازابیلا بریزے کہاں ہے ملی وہ؟'' سنیتا بائی نے ازابیلا کے پیچھے بریزے کو ڈھونڈنے کی کوشش کی تھی۔

''نہیں میں نے ایک ایک کمرہ دیکھ لیا ہے ایک ایک کونا چھان مارا ہے مگر بریزے اس گھر کے کسی کونے کھدرے میں نہیں چھپی ہے''۔

''ازابیلا کیوں مجھے بے موت مار رہی ہے وہ کہاں جا سکتی ہے؟''

''یہی تو میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اسے آناً فاناً آسمان کھا گیا یا زمین نگل گئی''۔ ازابیلا کو بھی زبردست ٹینشن ہو گئی تھی۔

''ایک بات بتاؤ یہ ہیجڑوں کی فوج یہاں اس محل میں کیا کر رہی تھی''۔ یہ خیال اچانک ہی انیق واحدی کے ذہن میں آیا تھا۔

''یہ خیال تجھے کیوں آیا؟'' سنیتا بائی نے بے مقصد سوال کرنے پر اسے گھورا تھا۔

''کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ لوگ اسے یہاں سے لے گئے ہوں''۔

''پاگلوں والے سوال مت کر بریزے کے بارے میں صرف ہم تین لوگ جانتے تھے میں سہد وژاج اور ازابیلا تجھے بھی ایک ہفتے پہلے ہی پتہ چلا ہے تو ان لوگوں کو کیسے پتہ چل سکتا ہے بات کرتا ہے''۔ سنیتا بائی نے انیق واحدی کو ٹھیک ٹھاک سنا دی تھی۔

''ساری غلطی تیری ہے ازابیلا''۔ توپوں کا رخ ازابیلا کی سمت مڑا تھا۔

''میری کیوں میں نے کیا کیا ہے؟'' وہ بدکی تھی۔

''تو اگر ٹھیک سے لاک لگاتی تو وہ حرام زادی بھاگتی نہیں مگر تو تو آج کل اس ٹام کروز میں کھوئی ہوئی ہے''۔

''سنیتا بائی الزام تراشی مت کرو یہ بات تم میری مان لو اور لکھ لو کہ کوئی اور ایسا ہے اس محل میں جو ہم پر نظر رکھے ہوئے ہے اور ہونا ہو یہ کام شبنم کا ہے''۔

''میں تیری بات مر کے بھی نہیں مانوں گی ازابیلا تو صرف اپنے دماغ سے بلاوجہ اس پر شک کر رہی ہے''۔ سنیتا بائی نے پوری طرح شبنم کی طرف داری کی تھی۔

''ہاں تم کیوں مانو گی آج کل وہ ہرے نیلے نوٹوں سے تمہارا یہ بڑا ہوا پیٹ جو بھر رہی ہے''۔ ازابیلا نے تپتے ہوئے سنیتا بائی کے فربہ جسم کو نشانہ بنایا تھا۔

''ازابیلا! تیری زبان بہت زیادہ ہی چلنے لگی ہے اور مجھے یہ تیری قینچی کی طرح چلتی زبان اچھی طرح کاٹنی آتی ہے''۔ غصے کے مارے اس کے نتھنے پھولنے لگے تھے۔

''اپنی نواسی بریزے کے پر تو کاٹ نہیں سکی میری زبان کیا کاٹو گی؟'' دوبدو جواب ملا تھا۔

''میری نواسی کے دادا سید آغا شہباز علوی کے پیسوں سے ہی تیرا کھلا خرچہ چل رہا تھا اس بات کو بھی یاد رکھنا''۔ طعنے تشنے شروع ہو گئے تھے اور بات آگ بڑھتی اس سے پہلے ہی کب سے خاموش کھڑا انیق واحدی میدان میں کود پڑا تھا۔

(جاری ہے)

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ریحانہ آفتاب

مکمل ناول

(دوسرا حصہ)

تیرے ہوکے رہیں گے

نوروز علی خان زندگی پلان کے مطابق گزارنے کے قائل تھے۔ عالی شان ڈائننگ ہال میں قیمتی ڈائننگ میز پر بیٹھے ڈنر کر رہے تھے۔ پچاس انچ کی امپورٹڈ ایل ای ڈی پر نیوز چل رہی تھی۔ شائستہ بیگم اور شانزے

Downloaded From Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

بھی موجود تھیں۔ جب اچانک بریکنگ نیوز چلنے لگی۔

''رکن قومی اسمبلی نوروز علی خان کے صاحبزادے نے مال میں لڑکی سے بدتمیزی کی۔ مال انچارج کے سمجھانے پر آدرش علی خان نے انچارج کو تھپڑ مارا۔'' ساتھ ہی سی سی ٹی وی کی فوٹیج بھی چل رہی تھی۔

ڈنر کے لیے اندر آتے آدرش علی خان کے قدم رک گئے۔ اس کا خون کھول اٹھا۔ نوروز علی خان نے سرد نظروں سے آدرش کو دیکھا۔

''کیا معاملہ ہے یہ؟'' وہ دہاڑے۔ شائستہ بیگم اور شانزے تماشائی کی طرح بیٹھی تھیں۔

''پرسنل میٹر ہے۔'' وہ لاپروائی سے بولا۔

''کسی موچی کی نہیں، نوروز علی خان کی اولاد ہو۔ تمہاری حرکتوں سے میرے امیج پر فرق پڑتا ہے۔'' انہوں نے سخت چتونوں سے گھورا۔

''جانے کیا سوچ بیٹھے ہو، لندن میں ایڈمیشن ہو گیا ہے تمہارا۔ اگلے ماہ تم جا رہے ہو۔ کر لیا ہوگا تجربہ

Downloaded From paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کراچی کی یونیورسٹی میں پڑھنے کا۔ میں نے منع کیا تھا کہ تم اس تجربے سے باز رہو۔ اکیلے نکل جاتے ہو، گارڈز تک ساتھ نہیں لے جاتے۔'' نوروز آج کلاس لینے کے موڈ میں تھے۔ جسٹ فار انجوائے منٹ کے لیے ان کے لاکھ منع کرنے پر بھی اس نے یونیورسٹی میں ایڈمیشن لیا تھا۔

''مجھے گارڈز کی ضرورت نہیں ہے، میں اپنی حفاظت کرسکتا ہوں۔'' وہ ہٹ دھرم، خودسر اور سر پھرا تھا۔

''یہ لڑکی کون ہے؟'' انہوں نے فوٹیج دیکھتے کہا۔

''یونی فیلو ہے، بہت زہر ہے سیاسی لوگوں کے لیے اس کے اندر۔'' جتاتی نظروں سے انہیں دیکھنے لگا۔

''کیا چاہتے ہو؟'' انہوں نے خفگی سے پوچھا۔ اشارہ لڑکی کی طرف تھا۔

''ڈسنا تا کہ اس کے وجود میں زہر پھیل جائے۔'' مکروہ ہنسی کے ساتھ بولا۔

''تم اب کچھ نہیں کرو گے، تمہارے اس واقعے پر مجھے جوابدہ ہونا پڑے گا۔''

''ایکسکیوزمی سر!'' نوروز بول رہے تھے۔ جب اشتیاق نے مداخلت کی۔ متوجہ ہونے پر فون انہیں پکڑایا۔ ''نعیم صاحب لائن پر ہیں۔'' اشتیاق نے آگاہ کیا۔

''آگئی کال تمہارے کارناموں کی تفتیش کے لیے۔'' وہ غصہ دبا رہے تھے۔

''انجوائے ڈیڈ!'' وہ مسکراتے ہوئے کمرے سے نکل گیا۔

''ایسا کچھ نہیں ہوا۔ میڈیا بڑھا چڑھا کے دکھا رہا ہے۔'' وہ اپنے سینئر ممبر کو سمجھا رہے تھے۔

☆.....☆

شہیر مما کو سمجھا رہا تھا۔ مما اور ڈیڈ کو اس نے شانزے کی آمد کا بتایا تو مما ایک بار پھر اس کے سر ہوگئیں۔

''تم ایک بار پھر سوچ لو۔ مجھے شانزے پر نہیں اس کے بیک گراؤنڈ پر اعتراض ہے۔''

''کسی کے محبت بھرے ہاتھ کو جھٹکنا بھی تو اچھی بات نہیں، جب شانزے خود آپ کے لیے خودکشی کرنے جارہی ہے تو آپ خود بتائیں میں کیسے انکار کروں۔'' شہیر انہیں سمجھا رہا تھا۔

''خون کا اثر تو ہوگا۔'' مما نے جل کے کہا۔

''بالکل ساس لگ رہی ہیں، ہے نا ڈیڈ؟'' ہنستے ہوئے ڈیڈ سے بھی رائے لی تو مما بھی ہنس دیں۔

چوکیدار نے شانزے کی آمد کا بتایا۔ گیٹ کھولنے کی ہدایت کرتا شہیر اس کا استقبال کرنے کے لیے اٹھا۔

شانزے اپنی گاڑی خود ڈرائیو کر کے لائی تھی۔ پیچھے گارڈز کی ایک جیپ تھی۔ مما اس منظر کو دیکھ کے دہل گئیں۔ وہ بھی شہیر کے ساتھ آ کھڑی ہوئیں۔

''کیا رخصتی میں بھی جدید اسلحہ سے لیس گارڈز کو لے کر آئے گی؟'' مما نے شہیر سے فکرمندی سے پوچھا۔ وہ ہنس پڑا۔

''بہو آگئی ہے، اس سے خود پوچھ لیں۔'' شانزے ان تک آگئی تھی جب شہیر نے اس کے سلام کا جواب دیتے مما سے کہا۔ وائٹ دلکش جوڑے میں ملبوس شانزے کو شہیر نے گہری نظروں سے دیکھا تھا۔ رشتہ بدلا تو دیکھنے کا انداز بھی بدل گیا تھا۔ شانزے آگے بڑھ کر مما سے مل رہی تھی۔

''کیا پوچھنا ہے؟'' وہ شہیر کا جملہ سن چکی تھی۔ مما کو بھی شانزے بہت پسند آئی تھی۔ خوب صورت تیکھے نین نقش۔ سوال پر پہلو بدل کے رہ گئیں۔

''مما پوچھ رہی تھیں۔ رخصتی میں بھی جدید اسلحہ سے لیس گارڈز لے کر آؤ گی؟'' شہیر نے شرارت سے

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مسکراتے مما کو دیکھتے کہا۔ شانزے کسی قدر شرمندہ ہوئی۔
''سوری آنٹی! لیکن یہ میری مجبوری ہے۔ ایک بار نکل گئی تھی اکیلی تو شہیر نے جان بچائی یہ صرف آج تک ہے۔ شادی کے بعد تو شہیر مجھے پروٹیکٹ کریں گے۔ مجھے گارڈز کی کیا ضرورت ہوگی۔'' شانزے کے استحقاق سے بولنے پر جہاں مما کو وہ تھوڑی بے شرم، منہ پھٹ لگی وہیں شہیر، شانزے پر ایک گہری نظر ڈال کر مما کی شکل دیکھتے مسکرایا۔
وہ لوگ چلتے ہوئے لاؤنج میں آ گئے تھے۔ ڈیڈ کو بھی شانزے بہت پسند آئی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ مما سے جس طرح گھل مل کر باتیں کر رہی تھی مما کو اچھی لگنے لگی۔
''فاطمہ بجو نظر نہیں آ رہیں۔'' اندر کی طرف چلتے اسے ان کی کمی محسوس ہوئی۔ غائبانہ گھر کے ہر فرد سے متعارف تھی۔
''بجو کی بیسٹ فرینڈ کی انگیجمنٹ ہے وہ وہاں گئی ہوئی ہیں۔ ہوتیں تو تم سے مل کر خوش ہوتیں۔'' شہیر اسے گھر دکھا رہا تھا۔
''آپ کا گھر تو بہت اچھا ہے۔'' وہ تعریف کرتی جا رہی تھی۔
''تمہارے گھر جتنا تو نہیں ہوگا۔'' شہیر اپنے کمرے کی طرف اشارہ کرنے لگا۔
''مجھے آپ سے جڑی چیزیں پسند ہیں اور ہمارا گھر تو بہت بڑا ہے۔ مجھے پسند نہیں اتنے بڑے گھر جہاں ایک دوسرے کو ڈھونڈتے رہیں۔'' شانزے نے پسندیدگی بھری نظروں سے اس کے کمرے کی چیزیں دیکھیں۔ سائیڈ ٹیبل سے شہیر کی فوٹو اٹھا کر دیکھنے لگی۔ کمرے کی ایک ایک چیز کو وہ بہت محبت سے دیکھ رہی تھی۔ شہیر بغور اس کی حرکات دیکھ رہا تھا۔
''بہت خوب صورت ہے آپ کا کمرہ، یہاں میں آپ کی بڑی سی تصویر لگاؤں گا۔ شادی کے بعد تاکہ صبح آنکھ کھلنے کے بعد سب سے پہلی نظر آپ کی تصویر پر پڑے۔'' وہ سامنے والی دیوار کو دیکھتے کہہ رہی تھی۔
''جیتا جاگتا بندہ تمہارے سامنے ہوگا اور تم تصویر دیکھو گی۔'' وہ مسکرایا۔ دیوار سے پشت ٹکائے وہ اس کے روبرو تھی۔ ہتھیلی دیوار پر جمائے وہ اسے دیکھ رہا تھا۔
''ہر وقت تو آپ میرے سامنے نہیں ہوں گے نا جب آپ دیر سے گھر لوٹیں گے تو میں یہاں بالکونی میں کھڑی آپ کا انتظار کروں گی۔'' اس کی شرٹ کے بٹن سے کھیلتے وہ آنے والے وقت کا نقشہ بیان کر رہی تھی۔
''میں نے کہا تھا نا تم بہت فلمی ہو، آجاؤ اس کمرے میں پھر فلم دیکھنے پر پابندی لگاؤں گا۔'' شہیر ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا۔
''جیسی بھی ہوں لیکن آپ سے بہت پیار کرتی ہوں۔'' وہ جذبات کا اظہار کر رہی تھی۔ اس کی نظریں شہیر کی آنکھوں میں گڑی تھیں۔ اس کی آنکھوں میں شہیر کو محبت و چاہت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر نظر آیا۔ خاموشی جانے کتنی طویل ہوتی۔ ملازم کی آمد پر وہ لاؤنج کی طرف چلنے لگے، جہاں پر تکلف میزان کا منتظر تھا۔ شانزے نے شہیر کی پشت کو بھرپور نظروں سے دیکھا۔ شہیر کی صورت میں اسے من پسند جیون ساتھی مل رہا تھا۔ اسے اپنے نصیب پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

☆.....☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

صارم عباس، عروش سے ٹوٹ کر پیار کرتا تھا۔ عروش کی پریشانی اس سے مخفی نہ تھی۔ وہ عروش کے لیے فکرمند تھا۔ مال والا شخص کون تھا؟ ایسی کیا بات تھی جسے کرنے کے لیے اس نے مہلت لی تھی۔ وہ تو ہر بات بلا جھجک کرتی تھی۔ ٹی وی چل رہا تھا۔ وہ صبح کے لیے کپڑے استری کر رہا تھا۔ یونیورسٹی کے بعد وہ اکیڈمی میں گریجویشن کو فنانس پڑھاتا تھا۔ وہ والدین کی اکلوتی اولاد تھا۔

''مجھے کہہ دیتے میں کر دیتی استری۔'' حنا اس کے کمرے میں آئیں تو استری کرتے دیکھ کر کہنے لگیں۔

''سارا دن تو لگی رہتی ہیں آپ، اب میں بھی آپ کو تنگ کروں اچھی بات تو نہیں ہوگی۔'' وہ بہت خیال رکھنے والا انسان تھا۔

''تمہیں لیکچرار شپ ملے تو میں عروش کو بیاہ لاؤں، ماشاءاللہ بہت اچھی بچی ہے۔ جنت بنا دے گی گھر کو۔'' حنا، عروش کے داری صدقے ہونے لگیں۔

''صارم دیکھنا یہ اپنی عروش تو نہیں ہے۔'' حنا کی نظر اسکرین پر پڑی تو انہوں نے بوکھلا کر صارم کو آواز دی۔ مال والی نیوز چل رہی تھی۔ صارم نے استری چھوڑ کر اسکرین کی طرف دیکھا۔ وہی خبر بار بار چل رہی تھی۔ اس کے لب بھنچ گئے۔

''یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہے؟'' حنا دل پکڑ کر بیٹھ گئیں۔

''صام تم ابھی مجھے لے کر چلو حیات کے گھر۔'' وہ چادر لینے چلی گئیں۔

دستک پر عروش نے دروازہ کھولا تھا۔ اتنی جلدی انہیں دوبارہ دیکھ کر اسے حیرانی ہوئی۔ سب سونے کے لیے لیٹنے والے تھے۔ ان کے متفکر چہرے دیکھ کر سب کی نیند اڑ گئی۔ حنا نے ٹی وی کھولنے کو کہا۔ سب نے نیوز دیکھی۔ فوٹیج دیکھ کر عروش کا چہرہ کٹھے کی طرح سفید ہو گیا۔ اسے تو خبر ہی نہ تھی کہ اس کے جانے کے بعد آدرش نے کیا حرکت کی ہے۔ ثانیہ کی چیخ نکل گئی۔ صارم کی نظریں عروش پر تھیں۔ جس کے آنسو بہنے لگے تھے۔

اس نے بڑی صاف ستھری زندگی گزاری تھی۔ صارم کے علاوہ اس نے کسی مرد سے زیادہ بات چیت نہیں کی تھی اور اب میڈیا سرعام اس کا نام آدرش علی خان سے جوڑ رہا تھا۔ اس کی صورت دکھا رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ کوئی اس سے کچھ پوچھتا اس نے پوری سچائی سے بتا دیا کہ وہ اسے کب سے تنگ کر رہا ہے۔

''تمہیں کسی کو بتانا تو چاہیے تھا نا جانو۔ یہ کوئی عام بندہ تھوڑا ہے۔ اف اب کیا کریں گے؟'' ثانیہ ہی متفکر بول رہی تھیں۔ باقی سب میں کچھ بولنے کی ہمت نہ تھی۔

''تم اب سے یونیورسٹی نہیں جاؤ گی۔'' حیات صاحب نے فیصلہ سنایا۔

''لیکن حیات بھائی یہ حل تو نہیں ہے۔'' ثانیہ نے مزاحمت کی۔

''مجھے اپنی بچی پر اعتبار ہے۔ میں نہیں چاہتا کل کو پھر کوئی تماشا بنائے یہ خبیث آدمی ایسے لوگوں سے الجھنا کیچڑ میں پتھر مارنے کے مترادف ہے۔'' حیات صاحب پرسوچ انداز میں گویا تھے۔ شکیلہ کو چپ سی لگ گئی تھی۔ ثانیہ اور حنا انہیں سمجھانے کے لیے اندر لے گئیں۔ حیات صاحب پہلے ہی جا چکے تھے۔ ماحول میں افسردگی چھا گئی تھی۔

''اتنا کچھ ہوتا رہا اور تم نے مجھے بتایا تک نہیں؟'' صارم نے گلہ کیا۔ صحن میں وہ دونوں رہ گئے تھے۔ وہ خاموشی سے آنسو بہا رہی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''میں اس بے غیرت کو.....''
''صارم پلیز! آپ کچھ نہیں کریں گے آپ کو میری قسم۔'' عروش ہاتھ جوڑے التجا کر رہی تھی۔ صارم سنجیدہ چہرہ لیے اسے دیکھ رہا تھا۔ عروش اس کے لیے کیا تھی یہ وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔

☆.....☆

شہیر، شانزے کے لیے کیا تھا یہ وہ بہت اچھی طرح جان گیا تھا۔ شانزے کی دیوانگی کو اس نے بہت قریب سے دیکھا تھا۔ پندرہ دن کے بعد مما اور ڈیڈ کو حج کی ادائیگی کے لیے روانہ ہونا تھا۔ ان دونوں کی خواہش تھی کہ واپسی کے بعد کی کوئی ڈیٹ رکھ لیں مگر اگلے تین ماہ نوروز علی خان غیر ملکی دوروں میں بزی تھے۔ بالآخر طے پایا کہ سادگی سے نکاح اور رخصتی ہو جائے گی۔ مما ڈیڈ کے واپس آنے پر نوروز علی خان گرینڈ ریسیپشن دیں گے۔ ''اتنی جلدی!'' آدرش کے شور کرنے پر نوروز اڑے رہے کہ یہ شانزے نے طے کیا تھا کیونکہ مما ڈیڈ کے آنے کے بعد شہیر کو مزید ٹریننگ کے لیے جانا تھا۔

ایک ہفتے میں تیاری کرتے وقت کا پتا بھی نہ چلا۔ نوروز علی خان کی اکلوتی بیٹی کی شادی پر میڈیا نے کوریج بھی کی۔

''سر! آپ سیاست سے تعلق رکھتے ہیں اکلوتی بیٹی کی رخصتی اتنی سادگی سے کر رہے ہیں مایوں، مہندی کوئی اسراف نہیں۔'' رپورٹر نے سوال کیا تھا۔

''ہم عوام کے چنے ہوئے نمائندے ہیں۔ انہی میں سے ہیں۔ میں اپنی اکلوتی بیٹی کی شادی میں کوئی فضول خرچی نہیں کر رہا، میں عوام تک یہ پیغام پہنچانا چاہ رہا ہوں کہ میں ون ڈش کی بجائے ہزاروں ڈش رکھ سکتا ہوں، کروڑوں خرچ کر سکتا ہوں مگر میرے دل میں ان بیٹیوں کا درد ہے جو جہیز جیسی لعنت نہ ہونے پر گھروں میں بیٹھی بوڑھی ہو رہی ہیں۔ ان کے والدین کے پاس اتنے وسائل نہیں کہ وہ بیٹی کی شادی کے اخراجات برداشت کر سکیں۔ میں اپنے عمل سے ان کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ میرے دل میں ان کے لیے کتنا درد ہے۔'' نوروز کے اس طرح بولنے سے لوگ عش عش کر رہے تھے۔

''ڈیڈ اس اسپیچ سے آئندہ کئی سالوں کے لیے آپ نے پھر اپنی کرسی پکی کر لی ہے۔'' آدرش نے سراہا۔ وہ مسکرائے۔

''شکر ہے تم نے سمجھ داری کی بات کی۔ ورنہ سادگی کے تم ہی مخالف تھے۔''

''اب آپ کی پالیسی سمجھنے لگا ہوں۔ شہیر کا انتخاب بھی آپ نے کسی پلاننگ کے لیے کیا ہوگا۔''

''صحیح اندازہ لگایا، عقل مند ہو رہے ہو۔'' وہ ہنسے اور مہمانوں کی طرف مڑ گئے۔

نوروز علی خان نے دنیا دکھاوے کو بھلے سادگی سے شادی کی تھی مگر بیٹی کے نام ہزاروں کنال کا بنگلہ، فارم ہاؤس اور کروڑوں کی جیولری کی تھی۔ انہیں اپنے نام کی لاج رکھنا تھی۔

☆.....☆

انہیں اپنی لاج رکھنی تھی۔ عروش پر سب کو آنکھ بند کر کے یقین تھا۔ بند کمرے میں گفت و شنید کا معاملہ طے پایا تو دروازہ کھلا۔ حنا نے اشارے سے انہیں اندر آنے کو کہا۔ عروش کو بے جان ٹانگوں سے کھڑا ہونے میں دشواری ہوئی تو ریان نے آگے بڑھ کر اسے اٹھنے پر مدد دی۔ وہ اس کے ناتواں بازوؤں کے حصار میں کھڑی ممنونیت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ ریان بہت سنجیدہ لگ رہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''بیٹا! ہمیں تم پر رتی برابر شک نہیں ہے لیکن جو کچھ ہوا، برا ہوا۔ اس معاملے کے دبنے تک ہم سب نے طے کیا ہے کہ تم ثانیہ اور ریان کے ساتھ کچھ مہینوں کے لیے اسلام آباد شفٹ ہو جاؤ۔ وقت کی گرد اس قصے پر پڑ جائے تو ہم تمہیں واپس بلا لیں گے اور جلد ہی صارم کے ساتھ رخصت کر دیں گے۔'' حیات صاحب نے انہیں گوش گزار کیا۔

''ماموں یوں ڈر کر عروش کو بھاگنے کی کیا ضرورت ہے؟'' صارم کو اعتراض ہوا۔

''بیٹا! تم جوان ہو، تمہارا خون گرم ہے ٹھنڈے دل سے سوچو۔ جوش کے بجائے ہوش کے ناخن لو گے تو ہمارا فیصلہ درست لگے گا۔'' حیات صاحب کے سمجھانے پر صارم چپ ہو گیا۔

صبح جب پڑوسن شکیلہ سے کل کے نیوز کے متعلق استفسار کرنے چلی آئیں تو صارم کو معاملے کی حساسیت کا اندازہ ہوا۔ شکیلہ نے نفی میں جواب دیا تھا۔

''ہاں میں بھی خرم کے ابا کو یہ ہی کہہ رہی تھی کہ لڑکی عروش سے مشابہت رکھتی ہے۔

عروش تو بہت سیدھی سادی بچی ہے۔ اللہ بچائے آج کی لڑکیوں کے منہ میں گز بھر کی زبان ہے۔ کیا ضرورت ہے بے غیرتوں کے منہ لگنے کی۔ کوئی عام بندہ تھوڑی ہے جو اپنا تماشا بننے پر چپ بیٹھ جائے گا۔ مجھے تو اس بچی کی فکر ہو رہی ہے۔'' پڑوسن تقریر کر کے چلی گئی تھیں۔ شکیلہ رونے لگیں۔ عروش مجرم بنی کھڑی تھی۔

سب خاموش تھے کسی نے کچھ نہیں کہا تھا۔ وقت و حالات کی نزاکت سے ہر کوئی واقف تھا۔ عروش کی آنکھ سے ایک بوند آنسو کا گرا۔ تعلیم مکمل نہ کر پانے کا دکھ گہرا تھا۔

صارم تینوں کے لیے ٹکٹ لے آیا تھا۔ ٹکٹ رات کی تھی۔ سب نے سوچ سمجھ کر احتیاط برتی تھی۔ اپنے تئیں وہ اس سفر کو خفیہ رکھنا چاہ رہے تھے گو کہ آدرش علی خان نے کوئی دھمکی نہیں دی تھی مگر وہ بہت ڈرے ہوئے تھے۔

ایئرپورٹ جانے کے لیے صارم ٹیکسی لے آیا تھا۔ وہ خود انہیں ایئرپورٹ چھوڑنے جانا چاہتا تھا مگر سب نے منع کر دیا تھا۔ سب مکمل احتیاط برت رہے تھے اس سفر کو روٹین کا رکھنے میں۔

''تم خود کو اکیلا نہ سمجھنا۔ میں تو چاہتا تھا تم نہیں رہو اور ہم حالات کا مقابلہ کریں مگر بڑوں کے فیصلے کے خلاف نہیں جا سکتے۔'' حنا عروش کا سامان پیک کر رہی تھیں۔ صارم، عروش کی دلگرفتی پر دھاڑس دے رہا تھا۔ عروش کچھ نہ کرنے پر بھی گلٹی محسوس کر رہی تھی۔ حیات اور شکیلہ کل سے جس طرح ہر کھٹکے پر چونک رہے تھے یہ دیکھ کر عروش بے حد دکھی تھی۔

''ٹینشن نہ لو، انشاء اللہ ہم سب جلد اسلام آباد آئیں گے اور اللہ نے چاہا تو تمہارا اور صارم کا نکاح بھی ہو جائے گا۔'' حنا وقت رخصت گلے لگاتے سمجھا رہی تھی۔ سب سے مل کر وہ ٹیکسی میں بیٹھ گئے۔ ٹیکسی ایئرپورٹ کا سفر کرنے لگی۔

☆.....☆

زندگی نئے ڈگر پر سفر کرنے لگی تھی۔ دلہن بنی شانزے بے حد خوش تھی۔ جو کچھ اس نے چاہا وہ پا لیا تھا۔

''بیٹا کسی شے کی ضرورت تو نہیں؟'' حسین ترین شانزے کو محبت بھری نظروں سے دیکھتے مما پوچھ رہی تھیں۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

http://paksociety.com

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

''تم ایزی ہو کے بیٹھ جاؤ تھک گئی ہوگی۔'' ہدایت دے کر وہ چلی گئی تھیں۔
شہیر اور آنے والے وقت کے احساس سے وہ خود میں سمٹی جا رہی تھی۔ رشتہ طے ہونے کے بعد شہیر کا شوخ، شرارتی روپ اس کے سامنے آیا تھا۔ وہ اسے مزید اسیر کر گیا تھا۔
وہ کمرے میں آچکا تھا۔ دلہن بنی شانزے اس کی منتظر تھی۔ اس کے مقابل بیٹھ کر وہ بغور اس کا ہوشربا حسن دیکھ رہا تھا۔
''واقعی سب درست کہہ رہے تھے تم تو بہت حسین لگ رہی ہو۔'' شانزے شرمیلی مسکان سجائے اسے دیکھ رہی تھی۔ وائٹ شیروانی میں وہ بھی بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔
''کم تو آپ بھی نہیں لگ رہے۔''
''یہ تو آپ کا حسن کرم ہے جو میں آپ کے مقابل بیٹھا ہوں۔ ورنہ میں نے کبھی خوابوں میں بھی نہیں سوچا تھا کہ شانزے نور وزعلی میری ہم سفر بنے گی۔'' شانزے کی مسرت اس کے انگ انگ سے ہویدا تھی۔
''اس کے لیے تو آپ کو مجھے کریڈٹ دینا چاہیے کہ میں نے ناممکن کو ممکن بنایا۔'' وہ داد کی منتظر تھی۔
''بے شک! اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ داد بھی دوں گا فی الحال تو یہ رہی تمہاری رونمائی۔'' شہیر کا جملہ مکمل ہونے کے بعد پھٹر کی گونج سے کمرے کے در و دیوار کانپ اٹھے۔ شانزے بھاری بھرکم لہنگے سوٹ میں بائیں طرف لڑھک گئی تھی۔ سنسناتے دماغ کے ساتھ گال پر ہاتھ رکھے وہ سیدھی ہوئی۔ زمانے بھر کی حیرت اس کی آنکھوں میں آگئی تھی۔ ''کیا.....؟ کیوں.....'' جیسے لفظ چکر کھانے لگے۔
''پسند آئی رونمائی؟'' استہزائیہ انداز لیے پوچھ رہا تھا۔
''شہیر۔'' اس کے لبوں سے بمشکل نکلا تھا۔ آنسو آنکھوں سے بہنے لگے تھے۔ وہ جسے کبھی پھولوں کی چھڑی سے کسی نے نہیں مارا تھا۔ زندگی کے سب سے اہم لمحے میں اسے بھرپور تھپڑ رونمائی کی صورت ملا تھا۔
''تم داد کی منتظر تھیں نا، تمہیں ساری زندگی اسی طرح داد دوں گا۔ تم نے کیا سمجھ کر میری طرف پیش قدمی کی تھی۔ میں تمہارے باپ کی جاگیر کا حصہ تھا جو تم نے اپنے باپ سے میری فرمائش کی اور انہوں نے بخوشی مجھے تمہیں دان کر دیا۔ تمہیں میں سکھاؤں گا کہ کسی کو زبردستی یرغمال بنا کر اپنی خواہش پوری نہیں کی جاسکتی۔ میں ایک ایک لمحے کا تم سے خراج لوں گا۔ آج کے بعد سے تم نے میری مرضی کے بغیر سانس بھی لینے کی کوشش کی تو میں ایک لمحے کی دیری کیے بغیر تمہیں آزاد کر دوں گا۔ تمہارے باپ، بھائی جیسے شیطان صفت سیاسی بندے کو میں جوتے کی نوک پر رکھتا ہوں۔ اگر میرے لفظوں کا یقین نہ ہو تو ابھی انہیں کال کر کے اس رونمائی کے متعلق بتا دو۔''
روز اول والا شہیر سفیان اس کے مدمقابل تھا۔ اس کے لفظوں اور آنکھوں سے نکلتی نفرت کی شعاعوں سے شانزے جھلسی جا رہی تھی۔
''پھر آپ کا وہ پیار بھرا روپ۔ وہ کیا تھا اگر آپ کی انا پر چوٹ لگی تھی تو آپ انکار کر دیتے۔'' اس پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ گئے تھے۔
''وہ سب دھوکا تھا اور انکار وہاں کیا جاتا ہے جہاں آپ کی مرضی پوچھی جائے۔ آپ اور آپ کے والد

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

محترم نے مجھے اپنا زر خرید سمجھ کر شادی کا پیغام بھیجا تھا سو ہو گئی شادی..... انجوائے کرو اس لائف کو جسے تم نے خود اپنے لیے چنا ہے اور اب ہٹو بیڈ سے مجھے سونا ہے۔ تم نیچے سو سکتی ہو۔'' حکم صادر کر کے وہ واش روم میں گھس گیا۔ اس پذیرائی پر شانزے پھوٹ پھوٹ کے رو رہی تھی۔

☆.....☆

عروش چادر میں منہ چھپائے پھوٹ کے رو رہی تھی۔ اپنا گھر اس طرح رات کے اندھیرے میں چھوڑنا پڑے گا اس نے کبھی نہیں سوچا تھا۔

ابھی وہ گھر سے ذرا ہی دور آئے تھے کہ ایک ہائی روف اسپیڈ سے آئی اور ٹیکسی کے آگے آ کے رک گئی۔ برق رفتاری سے چند اسلحہ بردار لوگ کالے لباسوں میں نکلے اور ٹیکسی کا دروازہ کھول کر عروش کو گھسیٹنے لگے۔ سب کچھ اتنی برق رفتاری سے ہوا تھا کہ چند منٹ سب کو سمجھنے میں لگے۔ عروش اور ثانیہ کی چیخوں سے ماحول خوفناک بن گیا تھا۔

ریان ڈرائیور کے ساتھ آگے بیٹھا تھا اس نے باہر نکلنے کے لیے کوشش کی تو ایک مسلح شخص نے اسے واپس دھکیل دیا۔ عروش اور ثانیہ کی مزاحمت کے باوجود وہ لوگ عروش کو ہائی روف تک لے جانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ ریان بھاگ کر ہائی روف تک پہنچا۔

''چھوڑ دو میری آپی کو۔'' مسلح شخص نے فائر کر دیا تھا۔ گولی ریان کے پیر پر لگی وہ گر پڑا ٹیکسی ڈرائیور موقع سے فرار ہو چکا تھا۔

ریان!'' ثانیہ چلاتی ہوئی بیچ سڑک پر پڑے ریان کی طرف بھاگیں۔ ہائی روف اندھیرے میں گم ہو گئی تھی۔

''ریان تم ٹھیک ہو؟'' ثانیہ حواس باختہ اسے چھو کر دیکھ رہی تھی۔ پیر سے نکلتا خون ان کے اوسان خطا کر گیا۔

''میں ٹھیک ہوں عروش آپی۔'' وہ اپنا زخم بھلائے اپنی بے بسی پر رونے لگا۔ ثانیہ نے جینز کی جیب سے سیل فون نکال کر صارم کو کال کیا۔

''صارم! جلدی آؤ ہم سامنے چوک پر ہیں۔ ریان کو گولی لگی ہے اس کے پیر سے بہت خون بہہ رہا ہے۔'' ثانیہ کی روتی آواز پر صارم چیخ اٹھا۔

''گولی لگی ہے ریان کو..... میں بس آ رہا ہوں۔'' صارم گیٹ کی طرف بھاگا۔ باقی سب بھی اس کی گفتگو سن کر باہر بھاگے۔ صارم بائیک اسٹارٹ کر کے یہ جا وہ جا۔

حیات صاحب نے ساتھ والے نذیر صاحب کو رکشا اندر لاتے دیکھا تو انہیں ساتھ چلنے کا کہا حنا اور شکیلہ کو سوار ہونے کا اشارہ کیا۔

بیچ سڑک پر ثانیہ ریان کو سنبھالتی بے یار و مددگار بیٹھی تھی۔ ریان کے گھٹنوں سے نیچے گولی لگی تھی۔

''صارم جلدی کرو۔'' ثانیہ کو اس کی صورت دیکھ کر حوصلہ ہوا۔ صارم نے ٹیکسی میں ریان اٹھا کر ڈالا۔ باقی سب کا رخ بھی ہاسپٹل کی جانب تھا۔

''آپا! عروش کہاں ہے؟'' شکیلہ نے ثانیہ سے سوال کیا۔ سب کو عروش کی غیر موجودگی کا احساس ہوا۔

''پتا نہیں کہاں سے آئے تھے وہ لوگ، عروش کو ساتھ لے گئے۔ ریان نے مزاحمت کی تو.....'' شکیلہ دل

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پکڑ کر گرنے لگیں۔ حنا نے انہیں سنبھالا۔
''آنٹی کون لوگ تھے؟ پیچھا کیوں کر رہے تھے؟'' صارم غصے سے پاگل ہو گیا۔
''پتا نہیں بیٹا! میں بہت چوکنی بیٹھی تھی۔ جانے اچانک کہاں سے آ گئے۔ کسی کے گارڈز لگ رہے تھے۔ سب کے ایک جیسے کپڑے تھے۔'' ثانیہ تفصیل بتا رہی تھیں۔
''یقیناً اسی کتے کی حرکت ہو گی۔'' صارم مٹھی بھینچتا پھنکارتا باہر کی طرف لپکا۔
''حیات پکڑواسے۔'' حنا کی چیخ سے پہلے حیات صاحب اسے پکڑ چکے تھے۔
''کہاں جا رہے ہو؟'' ثانیہ نے صارم کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ شکیلہ منہ پر ہاتھ رکھے اپنی چیخوں کا گلا گھونٹ رہی تھیں۔ حنا ان کے ساتھ لگی آنسو بہا رہی تھیں۔
''آدرش کی طرف۔'' اس نے پلان بتایا۔
''کوئی ثبوت ہے تمہارے پاس؟ وہ اپنے گھر بیٹھا ہو گا اتنا کچھ کر کے۔ تم میری اکلوتی اولاد ہو، میں تمہاری بھینٹ نہیں چڑھا سکتی۔'' حنا کے بین پر سب کے آنسوؤں میں روانی آ گئی تھی۔ فضا میں سسکیاں گونج رہی تھیں۔

☆......☆

شانزے کی سسکیاں کمرے میں گونجتی رہی تھیں پھر نہ جانے وہ کب سو گئی۔ شہیر کی آنکھ کھلی تو شانزے اسے کارپٹ پر سکڑی، سمٹی سوئی نظر آئی۔ اس پر ایک نگاہ ڈال کر وہ واش روم میں چلا گیا۔ دروازہ دھماکے سے بند ہوا تھا۔ شانزے کی آنکھ کھل گئی۔ غالباً ایسا جان بوجھ کر کیا گیا تھا تاکہ وہ جاگ جائے۔ شانزے کو بازو اور کمر میں نیچے سونے کے باعث درد محسوس ہو رہا تھا۔ امپورٹڈ بیڈ پر سونے والی کو زندگی میں پہلی بار نیچے سونے کا تجربہ ہوا تھا۔ وہ اٹھ بیٹھی۔ تولیے سے منہ صاف کرتا شہیر کمرے میں آیا اور قد آور آئینے کے آگے کھڑا ہو گیا۔ وہ اس کی چوڑی پشت کو دیکھتی رہی۔
''دو منٹ میں تیار ہو جاؤ، مما، ڈیڈ ناشتے پر انتظار کر رہے ہوں گے۔ آج ان کی روانگی ہے۔ سارا وقت تم نے ان کے ساتھ گزارنا ہے اور ان کے سامنے خود کو بہت خوش پوز کرنا ہے۔'' وہ ہدایت دے رہا تھا۔ شانزے خاموشی سے واش روم کی طرف بڑھ گئی۔ فریش ہو کر واپس آئی تو وہ چینج کر کے بال بنا رہا تھا۔
''سامنے ڈریسنگ روم ہے۔'' سامنے موجود پردے کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ شانزے نے آگے بڑھ کر پردہ ہٹایا اور اندر داخل ہو گئی۔ خاصا بڑا کمرہ تھا۔ دیوار کے چاروں اطراف دیوار گیر الماریاں بنی ہوئی تھیں۔ سامنے بلیک کلر کا سوٹ ہینگ کیا ہوا تھا۔ ساتھ ہی میچنگ کی چیزیں رکھی ہوئی تھیں۔ غالباً اسے ہینگ کیا سوٹ پہننا تھا تب ہی سوٹ باہر تھا۔ وہ چینج کر کے آئی تو شہیر کف لنکس لگا رہا تھا۔ شانزے خاموشی سے مرر کے آگے بیٹھ گئی۔ دائیں گال پر انگلیوں کے نشان واضح تھے۔ گال پر ہاتھ پھیرتے اس نے لیکوئیڈ فاؤنڈیشن کی تلاش میں نظر دوڑائی۔ وہ میک اپ بہت کم کرتی تھی مگر اس نشان کے لیے اس نے لائٹ سا میک اپ کیا۔ بلشر اچھی طرح اپلائی کیا تو نشانات کم ہو گئے۔ مطمئن ہو کر اس نے لپ گلوس لگایا جیولری پہنی بالوں کو اچھی طرح برش کر کے کھڑی ہو گئی۔
''دوپٹہ سر پر لوں؟'' وہ بیڈ پر بیٹھا اس کی ساری کارگزاری دیکھ رہا تھا۔ جب وہ اس کے سامنے بجی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سنوری کھڑی پوچھ رہی تھی۔
''تم جیسی ہو ویسی رہو۔ زیادہ ستی ساوتری بننے کا ناٹک نہ کرو۔'' جوتے پہنتے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ شانزے نے میچنگ سینڈل لی اور اس کی تقلید کرتی کمرے سے نکلی۔ شہیر نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ شانزے نے اس حرکت پر گردن موڑ کر دیکھا۔ وہ بے تاثر چہرے کے ساتھ سیڑھیاں طے کر رہا تھا۔ مما، ڈیڈ ناشتے کی میز پر بیٹھے تھے۔
''السلام علیکم!'' شہیر کی تقلید میں اس نے بھی سلام کیا۔
''والسلام! خوش رہو دونوں، اللہ نظر بد سے بچائے۔'' مما نے مسکراتے ہوئے شہیر کے ہاتھ میں اس کے ہاتھ کو دیکھا تھا۔ شانزے کو شہیر کی حرکت سمجھ آگئی۔ وہ مما کے گلے لگی کھڑی تھی۔ شہیر نے ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔
''تم لوگوں کا ناشتا کمرے میں بھجوا رہی تھی۔ تم لوگ کیوں چلے آئے؟'' مما، شانزے کو کرسی پر بٹھاتی کہنے لگیں۔
''شانزے کی خواہش تھی ساتھ ناشتہ کرنے کی، کیونکہ رات تو آپ لوگوں کی فلائٹ ہے۔ یہ زیادہ سے زیادہ وقت آپ لوگوں کے ساتھ گزارنا چاہ رہی ہے۔'' شہیر ہشاش بشاش چہرے کے ساتھ شانزے کو نظروں کی گرفت میں لیے کہہ رہا تھا۔ مما اور ڈیڈ نہال ہو گئے۔
''کیا لوگی بیٹا؟'' ڈیڈ بھی ناشتے کا پوچھنے لگے۔
''آپ لوگ پریشان نہ ہوں، میں خود لے لوں گی۔'' شانزے نے کارن فلیکس باؤل میں نکالتے انہیں مہمان نوازی سے روکا۔ خوش گوار ماحول میں ناشتا ہوا۔ ناشتے سے فارغ ہو کر مما بچی کھچی پیکنگ کرنے لگیں تو شانزے ان کا ہاتھ بٹانے لگی۔ ڈیڈ، مما کے دوست احباب ملنے کے لیے آنے لگے تو شانزے اچھی میزبان کی طرح خوش اخلاقی سے مل کر ان کے لیے چائے ناشتے کا انتظام کروانے لگی۔
''چپ چاپ اتنی اچھی بہو لے آئیں اور ہمیں بلایا تک نہیں؟'' مما کی سہیلی ان سے گلہ کر رہی تھیں۔
''بس بہت سادگی سے سب کچھ ہوا۔ لوٹ آنے کے بعد انشاء اللہ بہت گرینڈ ریسیپشن دوں گی۔'' مما نے شانزے کو اپنے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ ملازم سے چائے سرو کروا رہی تھی۔
''ملازم ہیں بیٹا تم کیوں ہلکان ہو رہی ہو؟ تھک جاؤ گی۔'' مما نے شانزے کو ساتھ لگا لیا۔
''فاطمہ بجو نظر نہیں آرہیں۔'' مہمان جا چکے تھے جب شانزے کو دھیان آیا۔
''دو دن سے اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ رات بھی بہت تیز بخار تھا۔ یوں بھی وہ بہت تنہائی پسند ہے، بہت کم گھلتی ملتی ہے۔'' مما نے تفصیل گوش گزار کی۔
''میری غیر موجودگی میں تم اس کا دھیان رکھنا کھانے پینے کے معاملے میں بھی بہت لاپروا ہے۔'' مما، شانزے کو ذمہ داری سونپ رہی تھیں۔
''آپ بالکل فکر نہ کریں گھر کی، اب میں آگئی ہوں نا..... بجو کو بھی دیکھ لوں گی۔'' شانزے نے ذمہ دار بہو کی طرح کہا۔ مما نے مسکراتے ہوئے اسے گلے لگا لیا۔
''بہت اچھی ہے میری بچی، ورنہ یقین کرو میں حقیقتاً بہت ڈر گئی تھی جب شہیر نے کہا تھا وہ تم سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ تم اتنے بڑے باپ کی بیٹی..... تمہارا امیج کچھ پوزیٹو نہیں تھا لیکن اب ماشاء اللہ تم بہت

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اچھی ہو۔'' مما نے سچائی سے ساری بات کہی تو شانزے بھی مسکرادی۔
''آپ کا ڈر بجا تھا، میں حقیقتاً ویسی ہی تھی جیسا آپ سوچ رہی تھیں لیکن یہ بھی بہت بڑی سچائی ہے کہ شہیر کو دیکھنے کے بعد مجھ میں بہت تبدیلی آگئی ہے۔ میں خود کو آپ لوگوں کے سانچے میں ڈھالنا چاہتی ہوں۔ کبھی کوئی بھول چوک ہو جائے تو مجھے بیٹی کی طرح سمجھایئے گا۔'' شانزے، مما کا ہاتھ تھامے بہت محبت سے یہ سب کہہ رہی تھی۔ اس کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ بڑی سچائی سے اس نے خود ایکسپوز کیا تھا۔ مما نہال ہو گئیں۔
''اللہ تمہیں ہر غم و آفت سے بچائے رکھے۔ تم چاند کی طرح ہمارے گھر میں سدا چمکو۔'' اس کے مہندی سے سجے ہاتھوں کو چومتے مما کی آنکھ نم ہو گئیں۔
''میں صبح سے نوٹ کر رہا ہوں ساس، بہو چمچی پہ چمچی ڈال رہی ہیں بات بات میں۔'' شہیر بھی چلا آیا تھا۔ شانزے سیدھی ہو گئی۔
''تمہیں کیوں جلن ہونے لگی۔ میری بہو کا بہت خیال رکھنا اگر اسے ذرا بھی تکلیف ہوئی تو میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں۔'' مما کی وارننگ پر شہیر نے گہری نظروں سے شانزے کو دیکھا کہ شاید اس نے کچھ بتایا ہو۔ وہ اس کی نظروں سے خائف ہو کر اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی۔
''بہو کو آئے چوبیس گھنٹے نہیں ہوئے اور آپ نے پارٹی بدل لی۔'' شہیر مسکراتے ہوئے ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ ملازم لنچ کے لیے بلانے آیا تھا۔ شہیر نے آج چھٹی کی تھی۔ چاروں نے ساتھ لنچ کیا۔ مما، فاطمہ کے کمرے میں خود کھانا لے کر گئی تھیں مگر وہ سو رہی تھی۔ شانزے نے بعد میں کھلا دینے کی ذمہ داری لے لی تھی جس پر مما مطمئن ہو گئی تھیں۔
''میں بجو کے لیے چکن دلیہ بنا دیتی ہوں، اٹھیں گی تو کھلا دوں گی۔ آپ آرام کریں آپ سفر پر جانے سے پہلے تھک جائیں گی۔'' شانزے نے انہیں آرام کا مشورہ دیتے ہوئے کہا۔ تو وہ وہ دعا دیتی آرام کرنے چلی گئیں۔
''بی بی جی! صاحب کے کچھ دوست آئے ہیں۔ چائے کے ساتھ کیا دوں؟'' کک برتن سمیٹتے پوچھ رہا تھا۔ ''تم چائے تیار کرو، میں آتی ہوں کچن میں۔ دلیہ بھی بناؤں گی۔ مزید مہمان آئیں گے تو بیکری سے چیزیں منگواؤں گی، باہر کے کام کون کرتا ہے؟'' وہ اٹھتے ہوئے ملازم سے پوچھ رہی تھی۔ شہیر بغور اس کا اندازہ ملاحظہ کر رہا تھا۔ بغیر کسی شور و ہنگامے کے وہ یوں صبح سے گھر کے کام میں لگی ہوئی تھی جیسے کوئی سلیقہ مند مڈل کلاس لڑکی سالوں سے سسرال کی خدمت کرتی آ رہی ہو۔
شہیر نادانستہ طور پر صبح سے منتظر تھا کہ وہ اپنے ساتھ ہونے والی زیادتی پر کب اس سے باز پرس کرتی ہے۔ شور کر کے اپنی مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹتی ہے مگر ایسا کچھ نہ ہوا۔ وہ بھی اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گیا۔ کمرے کی صفائی ہو جانے کے بعد بھی سانسوں میں اتر جانے والی مہک در و دیوار سے آ رہی تھی۔ ایسی مہک جیسی دلہن کے وجود سے آتی ہے۔ ڈریسنگ پر اس کی رات کی جیولری، بیڈ کے نیچے پڑی سلیپر احساس دلا رہا تھا کہ اس کمرے میں کسی اور کا راج ہونے لگا ہے۔ نفی میں سر جھٹک کر اس نے منہ پر تکیہ رکھ لیا۔

☆......☆

عروش کے منہ پر کپڑا ٹھونس دیا گیا تھا جس سے اس کی آواز گلے میں گھٹ کر رہ گئی تھی۔ کلائی سختی سے

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

بندھی ہوئی تھی۔ شہر سے دور بیابان جگہ میں گاڑی رکی تھی۔ اسے ایک کمرے میں لا کر اس کی کلائی کھولے بغیر کپڑا منہ سے نکال کر اس پر احسان کیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ کیا حادثہ ہو چکا تھا وہ جان کر کانپ رہی تھی۔ کالے لباس والے خوفناک کرخت چہرے والے لال انگارہ آنکھوں سے دیکھتے اس کی جان نکال گئے تھے۔ اسے کچھ کچھ سمجھ آ رہا تھا۔ آدرش علی خان اندر داخل ہوا۔ عروش کی روح فنا ہونے لگی۔ اسے لانے والے کمرے سے جا چکے تھے۔ اب صرف وہ دونوں تھے۔

''تمہیں کیا لگا تھا، مجھے ذلیل کر کے تم آرام سے منہ چھپا کر بیٹھ جاؤ گی اور میں تمہیں معاف کر دوں گا۔'' آدرش کی پھنکار سے سانپ کی سرسراہٹ جیسی لگی۔ اس نے ہاتھ جوڑ دیے۔

''میں اپنی غلطی کی معافی مانگتی ہوں، مجھے جانے دو۔'' ایک زناٹے دار تھپڑ عروش کے منہ پر پڑا تھا۔ وہ گر گئی اسے دھول چٹانے کے لیے ہی تو آدرش نے کھیل کھیلا تھا۔ اس نے کوئی رعایت نہیں برتی تھی۔ بے دم سی عروش کو محافظوں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر وہ فارم ہاؤس سے چلا گیا۔ کئی ایک شیطان صفت محافظوں نے بھی مالک کی ہدایت پر ذلت اس کے مقدر پر رقم کر دی تھی۔

☆.....☆

امیر اپنا مقدر خود رقم کرتے ہیں۔ وہ تو غریب قلاش لوگ ہوتے ہیں جو اپنے مقدر سے ہمیشہ شاکی رہتے ہیں۔ کی کا رونا روتے رہتے ہیں۔ شانزے کا شمار مقدر رقم کرنے والوں میں تھا۔ اس نے شہیر کے نہ چاہنے کے باوجود اس سے رشتہ جوڑ لیا تھا اور اب اس رشتے کے مقدر میں کیا تھا یہ وقت نے طے کرنا تھا۔

شہیر کے ساتھ وہ بھی مما، ڈیڈ کو سی آف کرنے ایئر پورٹ آئی تھی۔

''ہمارے لیے بہت ساری دعا کیجیے گا۔'' مما سے لگی کہہ رہی تھی۔

''ضرور، میں دعا کروں گی اللہ میرے بچوں کو سدا خوش رکھے۔''

''ایک دوسرے کے ساتھ۔'' مما کے ادھورے جملے کو شانزے نے بہت جذب سے مکمل کیا تھا۔ شہیر نے ایک نظر اسے دیکھا۔ وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ جانے کیسا جنون تھا شانزے کی آنکھوں میں شہیر نے نظریں پھیر لیں۔ واپسی میں گاڑی میں خاموشی تھی۔ صبح سے دونوں کو تنہائی نہیں ملی تھی۔ دانستہ، نادانستہ بھی شہیر نے بات کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ نہ شانزے نے اسے موقع دیا تھا۔ حقیقتاً اسے شانزے کی خاموشی پر بہت حیرت ہو رہی تھی۔ شام میں شائستہ بیگم بھی مما سے ملنے آئی تھیں۔ اس وقت بھی شانزے کا ہنستا چہرہ شہیر کو حیرت میں مبتلا کر گیا تھا۔

''ماننا پڑے گا، بہت تجھی ہوئی اداکاری کرتی ہو۔'' شانزے گزرتی گاڑیوں پر نظریں جمائے بیٹھی تھی جب شہیر نے زہر میں بجھا تیر مارا۔ وہ تاسف کے عالم میں گردن موڑ کر اسے دیکھنے لگی۔

''تم نے کسی کو اپنے ساتھ ہونے والے ظلم کی کہانی نہیں سنائی۔'' استہزائیہ مسکراہٹ سجا کر کہا۔ شانزے نے گہری نظروں سے اسے دیکھا۔

''میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہیں اور میں اپنا لباس کو ادھیڑ کر لوگوں کے سامنے خود کو برہنہ کرنے کی قائل نہیں۔''

''اوہ!'' شہیر نے ونڈ اسکرین سے نظر ہٹا کر بظاہر داد دینے والی نظروں سے دیکھا مگر اس سے جھلکتا استہزاء شانزے کو آگ بگولہ نہ کر سکا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''آپ نے بھلے سبق سکھانے کے لیے مجھ سے شادی کی ہے اگر میں یہ کہوں کہ میں خود سبق سیکھنا چاہتی ہوں تو.....'' شانزے کے مدلل انداز پر شہیر سے کوئی جملہ نہ بن پڑا۔

''غلطی میری ہے، میں مانتی ہوں..... حیثیت و طاقت کے نشے میں چور ہو کر آپ کی خواہش کی۔ آپ کو پانے کا انداز بھلے غلط ہو مگر میرے جذبے کھرے ہیں۔ ان میں کھوٹ آپ کو ڈھونڈے نہ ملے گا، مجھے آپ سے پہلی نظر میں شدید محبت ہوئی اور اس نے جنون کا روپ دھار لیا۔ آپ کے نام سے بندھ کے محبت کی جڑیں مزید گہری ہو گئیں کل رات کی آپ کی حرکت کے بعد بھی میں اپنے جنون میں رتی بھر فرق نہیں پاتی۔'' شانزے کا لہجہ ٹھوس تھا۔ وہ اپنے جذبوں کی طرح سچائی سے گویا تھی۔

''میں تمہیں اتنا زچ کر دوں گا کہ جس محبت کا تم ڈھنڈورا پیٹ رہی ہو کل کو خود اس کی نفی کرو گی۔'' شہیر نے چراغ پا ہو کر کہا۔

''میں زبان کی پکی ہوں اور ہمیں بھی دیکھنا ہے تو ظالم کہاں تک ہے۔'' شانزے نے مسکراتے ہوئے کہا۔ شہیر مزید آگ بگولہ ہو گیا۔ گنگا الٹی بہنے لگی تھی۔ دھان پان سی کم عمر لڑکی جنون آنکھوں میں لیے محبت کا رات الاپتے اسے چیلنج کر رہی تھی۔ جو غصہ، کھولن وہ شانزے کے انداز میں دیکھنا چاہ رہی تھی وہ خود جھلاہٹ کا شکار ہو گیا تھا۔ وہ پرسکون جھیل بن گئی تھی۔

گھر آ کر وہ کچن کی طرف بڑھ گئی تھی۔ سوپ اور دودھ کا گلاس لے کر فاطمہ کے کمرے میں آئی تو شہیر بھی موجود تھا۔ وہ دونوں باتیں کر رہے تھے۔

''لاؤ میں کھلاؤں گا۔'' شہیر نے ٹرے اس کے ہاتھ سے لے لی۔ شانزے بھی وہیں بیٹھ گئی۔ فاطمہ انکاری تھی۔ شہیر باتوں میں لگا کر کھلا رہا تھا۔ شانزے کے لیے بہت خوشگوار لمحہ تھا۔

''شہیر! بھابی بہت اچھی ہے۔'' فاطمہ نے اسے مسکراتی نظروں سے دیکھتے کہا۔

''ہاں اسے کالا جادو بھی آتا ہے جو اس نے آپ سمیت سب پر کر دیا ہے۔'' اس نے بظاہر مسکرا کے کہا مگر لہجے کی کاٹ پر شانزے مسکرا دی۔ اسے خبر نہیں تھی اس کا پرسکون انداز اسے زچ کر دے گا۔ چور کی داڑھی میں تنکا کے مترادف۔

''سوپ کیسا لگا آپ کو۔ میں نے جانے سے پہلے آپ کے لیے بنایا تھا۔'' وہ پیار سے پوچھ رہی تھی۔ اس کی معصوم سی حسین صورت فاطمہ بہت اچھی لگی تھی۔ شہیر سے جڑا ہر بندہ اسے عزیز تر تھا۔ جانے وہ محبت کی کس منزل پر تھی۔

''بہت مزیدار ہے، چکن کے ساتھ جب کرنچ و ٹیکسچرل کا ٹیسٹ منہ میں گھلتا ہے تو مزا دو بالا ہو جاتا ہے۔'' فاطمہ نے دل سے سراہا۔

''ولیمہ بھی بہت ٹیسٹی تھا۔''

''آپ کو پسند آیا؟ کل سے میں خود آپ کے لیے کھانا بناؤں گی۔'' شانزے نے آگے کا پلان بتایا۔ شہیر لمبی سانس بھر کے رہ گیا۔ حقیقتاً وہ غصہ دبا رہا تھا۔ شہیر کا سیل فون بجنے لگا تھا۔ وہ باؤل اسے پکڑا کر کمرے سے نکل گیا۔ شانزے نے باقی کا سوپ پلایا۔ وہ دودھ پینے سے انکاری تھی۔ شانزے نے بہلا کر وہ بھی پلا دیا۔

''مجھے نیند آ رہی ہے۔'' جمائی لیتے فاطمہ نے کہا تو شانزے گڈ نائٹ کہتی کمرے سے نکل آئی۔ ملازم

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

بھی اپنے کوارٹرز میں جا چکے تھے۔ وہ کچن میں گندے برتن رکھنے آئی تو کک گرین ٹی بنا رہا تھا۔
''کس کے لیے بنا رہے ہو؟''
''شہیر صاحب کے لیے..... میم آپ یہ نہ کریں ملازم ہیں کام کے لیے۔'' اشارہ گندے برتن کی طرف تھا۔ وہ جس گھرانے سے تعلق رکھتی تھی ملازم بھی واقف تھے۔ صبح سے اس کے انداز ہر کوئی حیرت کا اظہار کر چکا تھا۔
''کوئی بات نہیں لاؤ مجھے دو، میں لے جاتی ہوں۔'' کک ٹی بیگ ڈال کر چائے لے جانے لگا تو شانزے نے اپنی خدمت پیش کی۔
''سر برا نہ مانیں۔'' وہ ہچکچا رہا تھا۔
''کچھ نہیں کہیں گے، میں کمرے میں ہی جا رہی ہوں۔ تم سارے گھر کی لائٹس وغیرہ دیکھ لینا، مجھے ابھی اتنا پتا نہیں ہے یہاں کی چیزوں کے بارے میں۔'' شانزے کی بات پر کک کھڑا منہ تک رہا تھا۔
''صبح کیا روٹین ہے تمہاری؟''
''شہیر صاحب آٹھ بجے ناشتا کرتے ہیں۔ میں سات بجے اٹھ جاتا ہوں۔'' کک کے بتانے پر وہ سر ہلاتی چائے کا مگ اٹھا کر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔ کمرہ بالکل اندھیرا تھا۔ ایل ای ڈی کی روشنی میں اس نے دیکھا۔ وہ پشت سے تکیہ لگائے نیم دراز تھا۔
''آپ کی گرین ٹی۔'' اس سے سائیڈ ٹیبل پر مگ رکھ دیا۔
''ماسیوں والے کام بھی آتے ہیں تمہیں جھاڑو، پوچھا، کپڑے، برتن.....؟'' شہیر نے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔
''نہیں آتے، آپ کی خواہش ہے تو سیکھ لوں گی۔'' اس نے کانوں کے ٹاپس اتارتے ہوئے کہا۔ بیڈ کے آگے سے گزر کر اسے ڈریسنگ روم کی طرف جانا تھا۔ چیک کرنے کے خیال سے وہ آگے بڑھی تھی۔
''بڑی فرمانبردار بیوی ہو۔'' شہیر غصے سے پاگل ہونے لگا۔ شانزے کی مسکراہٹ نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔
''سراہ رہے ہیں یا پوچھ رہے ہیں؟'' وہ رک کر پوچھ رہی تھی۔ بلیو سوٹ میں سجی سنوری مہندی سے رچے ہاتھوں پیروں کے ساتھ کھڑی تھی۔ عجیب سی مہک اس کے اندر آتے ہی پھیل گئی تھی۔ جواب نہ پا کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔ شہیر نے بازو موڑ کر کمر سے لگا دیا۔
''کیوں چڑا رہی ہو؟'' وہ بچوں کی طرح پوچھ رہا تھا۔ تکلیف کے باوجود شانزے کو ہنسی آ گئی۔
''آپ خود چڑ گئے ہیں، اپنے پلان کے فیل ہونے پر۔'' شانزے کی سچائی سے کہی بات نے شہیر کو بدحواس کر دیا۔
''میرا پلان کبھی فلاپ نہیں ہوگا، سنا تم نے جو سکون تمہارے انداز میں ہے ناں، میں اسے رہنے نہیں دوں گا۔ تم روؤ گی، تڑپو گی، سسکو گی، رہائی کے لیے۔'' بازو چھوڑ کر شہیر نے اسے بالوں سے پکڑ کر کھینچا تھا۔ وہ بیڈ پر گر گئی۔
''اگر میرے رونے، تڑپنے سسکنے سے آپ کو سکون ملتا ہے تو آپ کی خوشی کے لیے میں یہ بھی کرنے کو تیار ہوں، لیکن رہائی کے لیے کبھی نہیں کسی صورت نہیں۔'' بالوں کو چہرے سے ہٹاتے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بول رہی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''جتنی آپ کو مجھ سے نفرت نہیں ہوگی اتنی محبت ہے مجھے آپ سے۔ آپ کا کوئی عمل میرے جنون کو برباد نہیں کرسکتا۔ کوئی عمل میرے جنون کو برباد نہیں کرسکتا۔'' وہ چٹان بنی ہوئی تھی۔ شہیر کو اس لمحے اپنی ہار لگی اور ہار کسے اچھی لگتی ہے۔

''تمہیں اندازہ نہیں ہے، تمہارا واسطہ کس شہیر سے پڑا ہے۔'' اپنی طرف کھینچتے شہیر نے سرد لہجے میں کہا تھا۔ شانزے نے اپنی ہر چیخ کو سینے میں دبالیا تھا۔

☆.....☆

سب کی چیخ سینے میں دفن ہوگئی تھی۔ ماتم کناں دل لیے سب ہاسپٹل سے گھر لوٹ آئے تھے۔ ریان کی ٹریٹمنٹ ہو چکی تھی۔ سب زندہ لاش لگ رہے تھے۔ اغوا کی رپورٹ لکھواتے تو کس کے خلاف۔ سب اپنی بے بسی پر زدورنج تھے۔

نذیر صاحب کے طفیل کئی ایک پڑوسی کو علم ہو چکا تھا اور صبح ہونے تک یقیناً پورے محلے میں جنگل کی آگ کی طرح یہ خبر پھیل جاتی۔

''میری آنکھوں کے سامنے وہ لوگ عروش آپی کو لے گئے۔'' ریان اپنی کم عمری اور عروش کو بچانہ پانے کی ناکامی پر سسک رہا تھا۔ وہ جوش میں پیر پر زور دیتا تو بینڈیج گیلی ہونے لگتی۔ حیات صاحب کو چپ سی لگ گئی تھی۔

''کیا ہم یونہی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے؟'' صارم غصے سے بولا۔ دروازے پر زوردار دستک ہوئی۔ سب دروازے کی طرف بھاگے۔

عروش کو دروازے پر مردہ حالت میں دیکھ کر ایک بار پھر سب کی چیخ نکل گئی۔ صارم نے باہر نکل کر دیکھا۔ گاڑی دور جا چکی تھی۔

''بند کرو آوازیں، کیوں اپنی بربادی کی داستان سب کو سنا رہی ہو۔'' حیات صاحب نے شکیلہ کو ڈانٹا۔ سب عروش کو اندر لا رہے تھے۔ محلے کے دروازے کھلنا شروع ہو گئے تھے۔ عروش کے وجود سے عیاں تھا کہ چند گھنٹوں میں اس پر کیا کچھ بیت چکی ہے۔

''اسے ہاسپٹل لے چلو۔'' حنا نے دہل کر کہا۔

''ہاسپٹل گئے تو مزید تماشا بنے گا پھر میڈیا کا چکر.....'' ثانیہ نے آنے والے حالات سے آگاہ کیا۔ سب خاموشی سے اسے ہوش میں لانے کے جتن کرنے لگے۔ اس کی سسکیاں بے ہوشی میں بھی سب کا دل میں چٹکی لے رہی تھیں۔ صارم اٹھ کر صحن میں آگیا۔ آنسو قطار در قطار اس کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔

☆.....☆

خاموش آنسو آنکھوں سے بہہ کر تکیہ میں جذب ہوتے رہے۔ صبح شہیر فاتحانہ انداز میں اسے دیکھ رہا تھا اور وہ نظریں ملانے کے بھی قابل نہ تھی۔ جسم پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا۔ بخار نے بھی آلیا تھا۔ کاریٹ پر سونے کی وجہ سے پہلے ہی بے آرام تھی۔ اس میں اٹھنے کی سکت نہ تھی۔ شہیر تیار ہو کر جا چکا تھا۔ آنسو کا قطرہ بائیں آنکھ سے نکل کر تکیے میں جذب ہو چکا تھا۔ لب مسکرا رہے تھے مگر آنسو بھی بہہ رہے تھے۔ کافی دیر لیٹے رہنے کے بعد وہ ہمت کر کے اٹھی۔

فریش ہو کر نیچے آئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''بجو نے ناشتا کرلیا؟'' ملازم کے سلام کا جواب دیتے استفسار کیا۔
''بی بی جی لان میں ہیں۔ کہہ رہی تھیں آپ کے ساتھ ناشتا کریں گی۔ شہیر صاحب کا بھی پوچھ رہی تھیں۔ میں نے بتادیا وہ جاچکے ہیں۔'' ملازم تفصیل گوش گزار کررہا تھا۔
''اوکے! تم میرا اور بجو کا ناشتا لان میں ہی لے آؤ۔ گھر میں کوئی بخار کی دوا ہو تو وہ بھی لیتے آنا۔'' ملازم کو ہدایت دے کر وہ لان میں چلی آئی۔ پیڑ کے سائے میں فاطمہ کرسی پر بیٹھی کبوتروں کو دیکھ رہی تھی۔
''السلام علیکم!'' اس نے پیچھے سے گلے میں ہاتھوں کی مالا ڈال کر بے ساختہ فاطمہ کے گال چوم لیے۔
''والسلام!'' اس نے محبت سے اس کے ہاتھ تھام کر اسے سامنے کیا۔ پنک سوٹ میں بخار کے باوجود وہ بہت نکھری نکھری لگ رہی تھی۔
''تمہیں تو بخار ہے۔'' فاطمہ نے ہاتھوں کی حرارت کے بعد ماتھے پر ہاتھ رکھا۔
''بس تھوڑا سا، آپ فکرمند نہ ہوں۔ میں نے کریم کو دوا دینے کا کہا ہے۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ فاطمہ کسی قدر اداس تھی۔ خاموش نظروں سے کبوتروں کو دیکھ رہی تھی۔
''مما، ڈیڈی کو مس کررہی ہیں؟'' فاطمہ نے اثبات میں سر ہلایا۔
''والدین ساتھ نہ ہوں تو کتنا اکیلا پن لگتا ہے ناں، خوف آتا ہے جیسے کوئی انہونی ہونے والی ہے۔ تمہیں پتا ہے ایک بار کھو گئی تھی۔ بہت مشکلوں سے گھر والوں کو ملی۔'' وہ شاید بچپن کا کوئی واقعہ بتارہی تھی۔ چہرے پر ڈر تھا۔ وہ یقیناً سب کی بہت لاڈلی تھی۔ تب ہی مما، ڈیڈ کی کمی پر رنجیدہ تھیں۔
''آپ کب اکیلی ہیں، وہ تو سب سے اعلیٰ مقام میں حاضری دینے گئے ہیں۔ ہم سب کے لیے بہت ساری دعا کرنے اور پھر شہیر ہیں، میں ہوں۔'' شانزے کے سمجھانے پر وہ مسکرادی۔
''تمہارے انداز اور لفظوں میں بہت محبت ہے۔'' فاطمہ نے چھیڑا شانزے مسکرائی۔ اس محبت کے ہاتھوں رات اس نے بہت بڑی چوٹ کھائی تھی۔ ملازم ناشتا لے آیا تھا وہ دونوں خوش گپیوں کے ساتھ ناشتا کرنے لگیں۔

☆.....☆

شائستہ بیگم کی کال آئی تھی۔ ہفتہ ہو چکا تھا اسے رخصت ہو کر آئے۔ وہ ان سب سے ملنے ایک بار بھی نہیں گئی تھی۔ وہ گلہ کررہی تھیں۔
''مام! مما، ڈیڈ نہیں ہیں تو میں گھر سے نہیں نکلتی، پھر بجو ہیں وہ بھی گھر میں رہتی ہیں تو ان کو کمپنی دینے کے لیے اور کوئی ہوتا نہیں ہے۔ شہیر لیٹ گھر آتے ہیں۔'' وہ انہیں سمجھارہی تھی۔ تو تم نوکر ہو ان کی..... جو اپنی بیٹی کی دیکھ بھال تمہیں سونپ گئے ہیں وہ لوگ۔'' شائستہ بیگم برہم ہوئیں۔
''مام! مجھ پر کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ آپ یقین کریں میرا خود دل نہیں چاہتا باہر جانے کو۔ یوں لگ رہا ہے میں کسی پناہ گاہ میں ہوں۔ یہ میرا گھر ہے۔ ہمارے گھر میں تو ہر وقت ہلچل، سیکورٹی گارڈ کے جوتوں کی دھمک..... نہ پرائیویسی..... نہ اپنا پن..... سب مصنوعی لگتا ہے۔ ڈیڈ، بھائی اکثر گھر سے دور، دوروں پر ہوتے ہیں۔ آپ کی بھی سوشل ایکٹی وٹیز ہیں۔ ہمارے گھر میں ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھنے کا وقت کس کے پاس ہوتا ہے۔ ہر کسی کی الگ دنیا ہے۔''
''اور کوئی برائی نظر آئی ہو تو وہ بھی کہہ ڈالو۔'' شائستہ برا مان گئیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اچھا آپ ناراض نہ ہوں، میں جلد آؤں گی۔'' شانزے نے بحث ختم کرنے کے خیال سے لگاوٹ سے کہا۔

''ٹھیک ہے، بھلے تم نے اپنی من مانی کر لی لیکن تم یہ نہ بھولو کہ نوروز علی خان کی بیٹی ہو، تمہیں کہا بھی تھا کچھ گارڈز اپنے ساتھ لے جاؤ مگر تم نہ مانیں۔ اب بھی اکیلی کہیں منہ اٹھا کر نہ چلی جانا ہمارے دوست کم دشمن زیادہ ہیں۔ تمہارے ڈیڈ آجائیں میٹنگ سے پھر کرتی ہوں تسلی سے تمہارے لیے بات۔'' شائستہ گویا تھیں۔ اسی وقت شہیر یونیفارم میں داخل ہوا۔ سامنے دیوار گیر اپنی تصویر دیکھ کر ایک لمحے کو اس کے قدم ٹھٹھکے۔ شادی سے پہلے شانزے نے اپنی خواہش کا اظہار کیا تھا اور آج اس نے پوری بھی کر لی تھی۔ ہیٹ اتار کر اس نے سائیڈ پر رکھا۔

''السلام علیکم!'' سیل فون کان سے ہٹا کر اس نے سلامتی بھیجی جواب دیے بغیر شہیر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ شانزے نے فون کان سے لگایا۔ شائستہ بیگم کی بات جاری تھی۔ شہیر ہاف ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں واپس آیا تھا وہ کچھ نڈھال سا تھا۔ شانزے نے بعد میں بات کرتی ہوں کہہ کر کال کاٹ دی۔

''یہ کیا ہوا؟'' فون سائیڈ پر رکھ کر وہ اس کے قریب آئی۔ شہیر کے بازو پر بینڈیج بندھا ہوا تھا۔ جو خون سے بھیگ چکا تھا۔

''کیسے ہوا یہ؟'' شانزے فکرمندی سے اس کا بازو پکڑ کر استفسار کر رہی تھی۔ شہیر نے ہاتھ جھٹک کر بازو چھڑایا۔

''اپنے کام سے مطلب رکھو۔'' درشت لہجے میں کہا۔

''شہیر! بہت خون بہہ رہا ہے، ڈاکٹر کو بلاؤں؟'' پریشانی اس کے چہرے سے ظاہر تھی۔

''کیوں چلا کر دماغ خراب کر رہی ہو کہا ناں۔'' وہ اسے گھورنے لگا۔

''اگر آپ نے نہیں بتایا تو میں بجو کو بلاتی ہوں، ان کو تو بتائیں گے نا۔'' وہ دروازے کی طرف بڑھی۔

''پاگل لڑکی! ادھر آؤ۔'' شہیر نے غصے سے کہا۔ وہ الٹے پاؤں آگئی۔

''آپریشن میں کراس فائر میں گولی لگ گئی۔ آپریشن متاثر نہ ہو اس لیے کسی کو نہیں بتایا۔ جب کامیابی مل گئی تو بہتے خون پر سب کی نظر پڑی۔ اسپتال سے ہی آرہا ہوں۔ گولی نکل گئی ہے۔ بینڈیج چینج کروں گا۔ کریم فرسٹ ایڈ باکس لے کر آرہا ہے۔ بس یا اور کچھ۔'' وہ غصے سے تفصیل گوش گزار کرنے لگا۔ فاطمہ کے نام سے ڈر لگا تھا کہ اگر اس نے دیکھ لیا تو پریشان ہو جائے گی۔

''آپ کو فوراً ٹریٹمنٹ کروانا تھا نا۔ کتنا خون بہہ گیا ہوگا اور اب بھی بہہ رہا ہے۔'' وہ رو پڑی۔ شہیر سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ کریم فرسٹ ایڈ باکس لے آیا تھا۔ گرم پانی واش روم سے لا کر وہ بینڈیج کھولنے میں شہیر کی مدد کر رہا تھا۔ شانزے سر پر کھڑی دیکھ رہی تھی۔ تین چار ٹانکے بھی آئے تھے۔

''زخم گہرا ہے صاحب جی۔'' کریم کو بھی فکرمندی ہوئی۔

''ٹھیک ہو جائے گا۔'' اس نے لاپروائی سے کہا۔

''میں ہلدی والا دودھ لے کر آتا ہوں، آپ کچھ کھائیں گے۔'' کریم بینڈیج کر رہا تھا۔ اس گھر میں اس نے ملازم کو بھی محبت سے بات کرتے دیکھا تھا۔ نہ صرف سامنے بلکہ پیچھے بھی ملازم مالکوں کے لیے فکرمند رہتے تھے۔ کیونکہ یہاں ملازم کو بھی انسان سمجھا جاتا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ڈاکٹر نے دوا دی کھانے کے لیے؟'' شانزے کی فکرمندی پر کریم بھی مسکرایا۔ اس سارے عرصے میں جب وہ بینڈ تیج اتار رہا تھا۔ شانزے آرام سے آہستہ آہستہ بات کرتی رہی تھی۔''

''یونیفارم کے جیب میں پڑی ہے دوا۔'' کریم کے سامنے نرم لہجے میں کہا۔ وہ بھاگ کر دوا لے آئی۔ کریم چیزیں سمیٹ کر جا چکا تھا۔

''تم کیوں سر پر سوار ہو؟ چین نہیں ہے تمہیں۔'' شہیر تکیہ پشت پر لگانے کی کوشش کر رہا تھا۔ جب شانزے نے آگے بڑھ کر رکھ دیا اور ایل ای ڈی چلا کر ریموٹ دیا۔

''آپ کو تکلیف ہو رہی ہوگی اس لیے..... کپڑے چینج کرتے وقت آپ نے بازو کو زیادہ حرکت دی ہو گی اس لیے بینڈ تیج خراب ہوا۔'' وہ ڈاکٹر بنی اندازہ لگا رہی تھی۔

''جی آپ نے بجا کہا۔ نوروز علی خان کی بیٹی غلط کہہ سکتی ہے۔'' وہ چڑ گیا۔ کریم دستک دے کر اندر آ گیا۔ ہلدی والے دودھ کے ساتھ گرین ٹی بھی لایا تھا۔ شانزے نے دوا نکل کر خود دودھ کا گلاس کریم کے سامنے دیا کہ وہ اس کا لحاظ ہی کر کے پی لے۔ کچھ بعید نہ تھا وہ دوا نہ لیتا۔

نیند میں کروٹ بدلتے شہیر کی کراہ نکل گئی تو شانزے بھاگ کر اس تک آئی۔ وہ سو رہا تھا اور شاید گہری نیند میں تھا۔ دوا کی وجہ سے۔ اس کے مڑے ہوئے بازو کو اس نے بہت آہستگی سے اس کی کمر کے نیچے سے نکالا تھا۔ نرمی سے بینڈ تیج پر انگلیاں پھیریں۔ وہ کافی دیر کھڑی رہی۔ وہ پرسکون سو رہا تھا۔

صبح شہیر کی آنکھ کھلی تو سامنے دیکھ کر وہ ٹھٹک گیا۔ بیڈ سے گال ٹکائے وہ بیٹھی بیٹھی سو رہی تھی۔ بنا آہٹ کیے وہ اٹھنے کی کوشش کرنے لگا۔ شانزے نے پٹ سے آنکھیں کھول دیں۔

''کچھ چاہیے تو مجھے بتا دیں۔'' اٹھ کھڑی ہوئی۔ بوجھل پپوٹے گلابی آنکھیں گواہ تھیں کہ وہ ساری رات جاگتی رہی ہے۔ بنا جواب دیے وہ واش روم میں بند ہو گیا۔ الٹے ہاتھ سے برش کرتے، فیس واش کرتے شہیر کو کافی تکلیف ہوئی تھی۔ تولیے سے منہ رگڑتا واپس آیا تو شانزے کمرے میں نہیں تھی۔ وہ چینج کرنے چلا گیا۔ ٹی شرٹ اتارنے میں اسے دانتوں تلے پسینہ آ گیا۔ شرٹ اٹھا کر پہننے کی کوشش میں کسی نے اس کے ہاتھ سے شرٹ لے لی تھی۔ وہ شانزے تھی۔ سہولت سے دایاں بازو ڈال کر اس نے بائیں سائیڈ پر شرٹ کی تھی۔ وہ خاموشی سے اس کی کارستانی ملاحظہ کر رہا تھا۔

''آپ کا ناشتا میں کمرے میں لے آئی ہوں۔'' شرٹ کے بٹن بند کرتی وہ بتا رہی تھی۔

''بہتر ہوتا آج آپ نہ جاتے۔ آرام کر لیتے۔ گھر سے نکلتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ کر نکلا کریں۔ مجھے یاد نہیں ہے۔ بہت چھوٹی تھی جب قرآن شریف پڑھا تھا، میں پھر یاد کر لوں گی تو روز پڑھ کر آپ پر دم کر دیا کروں گی۔'' بیلٹ لگاتی وہ اتنی سچائی سے کہہ رہی تھی کہ ایک پل کو وہ نظر ہٹانا بھول گیا۔

''تمہیں تو خوش ہونا چاہیے مجھے تکلیف میں دیکھ کر۔''

''خوش دشمن ہوتے ہیں۔ میں نے تو آپ سے محبت کی ہے۔'' وہ جواب دینے سے باز نہ آئی۔

''دل بھرا نہیں تمہارا محبت سے۔'' چڑایا۔

''کس کا بھرتا ہے۔'' وہ الٹا پوچھنے لگی۔ شہیر گہری نظر اس پر ڈالتا پیچھے کی طرف دھکیل کر باہر نکل گیا۔

☆.....☆

شانزے سے شہیر کی تکلیف دیکھی نہیں جا رہی تھی۔ وہ بہت خیال رکھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے لیے گھر جا

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کر سب سے مل آئی تھی۔ مما، ڈیڈ سے بھی باتیں ہوتی رہتی تھیں۔ وہ اپنی عبادات میں مصروف تھے۔ شادی کو مہینہ ہونے والا تھا۔ شہیر کی کئی باتوں کے باوجود وہ بہت خوش تھی۔ فاطمہ سے اس کی بہت اچھی دوستی ہوگئی تھی۔ شہیر بھی گھر کی طرف سے مطمئن ہوگیا تھا۔ مما کی غیر موجودگی میں اسے گھر کی بہت فکر تھی مگر شانزے نے بہت جلد گھر میں اپنا سکہ جمالیا تھا۔

''تم کس قسم کی مخلوق ہو، تمہیں ہزار بار منع کیا ہے۔ میرے کام نہ کیا کرو۔ بے عزتی کے باوجود لگی رہتی ہو۔ انا نام کی کوئی چیز تم میں ہے یا نہیں؟'' شہیر نے ایک بار زچ ہوکر کہا تھا۔

''بچپن سے میرے اندر خواہش تھی میرا ایک چھوٹا سا گھر ہو۔ جہاں رہنے والے لوگ مجھ سے بہت پیار کریں۔ میں خود اس گھر کو سجاؤں۔ سنواروں، کھانا بناؤں اور سب خوش ہوکر رہیں۔ آپ کی شکل میں میری برسوں کی خواہش پوری ہوگئی۔ جب پہلی بار یہاں آئی تھی تب یہی سوچ لیا تھا کہ مجھے کیا کیا کرنا ہے۔ آپ کی ڈانٹ پھٹکار ایک طرف مجھے آپ کا خیال رکھ کر خوشی ہوتی ہے۔ مجھے اس دن کا انتظار ہے جب آپ اپنے ہر کام کے لیے مجھے آواز دیں گے۔'' اس کی جھڑکیوں کے باوجود، برا منائے بغیر اپنی بات کرتی رہی۔ شہیر تاسف سے سر ہلاتا باہر چلا گیا تھا۔

وہ لاؤنج میں بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی تھی جب ایک اجنبی اندر داخل ہوا۔

''السلام علیکم!'' اجنبی نے قدرے حیرانی سے صوفے پر ٹانگیں موڑے بے تکلف سی بیٹھی شانزے کو دیکھا تھا۔ اتنی ہی حیرانی سے شانزے اجنبی کو دیکھ رہی تھی۔ گھر کے ملازم سے اس لاپروائی کی امید نہ تھی کہ وہ کسی اجنبی کو اس بے تکلفی سے گھر میں داخل ہونے دیں گے۔''

''والسلام۔'' شانزے نے پیر نیچے کرتے حیرانی سے جواب دیا۔ فاطمہ لنچ کے بعد سوتی تھی۔ شہیر ڈیوٹی پر تھا۔ یہ وقت وہ ٹی وی دیکھ کر گزارتی تھی۔ ایسے میں اجنبی کی آمد حیران کن تھی۔

''یہ شہیر کا ہی گھر ہے نا؟'' اجنبی نے حیرانی سے دریافت کیا۔

''جی انہی کا ہے لیکن وہ ڈیوٹی پر نہیں ہیں۔'' شانزے کھڑی ہوچکی تھی۔

''آپ کی تعریف؟'' اجنبی حیرت میں تھا۔

''جی میں شانزے نوروز علی خان ہوں مسز شہیر.....'' شانزے نے مسکراتے ہوئے اپنا تعارف کرایا۔ اتنا تو جان گئی تھی شہیر کے حوالے سے آیا ہے۔

''مسز شہیر؟ شادی کب کی اس نے؟'' اجنبی تو اچھل پڑا۔ شانزے بھی اس کے انداز سے پزل ہو گئی۔ ایسا کون سا گناہ ہوگیا تھا۔

''جی ایک ماہ ہو چکا ہے۔ سادگی سے ہوئی تھی شادی۔'' شانزے کہہ رہی تھی اور اجنبی آنکھیں پھاڑے اسے گھور رہا تھا۔

''آپ شہیر کے کیا لگتے ہیں؟'' شانزے نے سوال کیا مگر وہ الٹے قدموں واپس پلٹ گیا۔ شانزے ہکا بکا رہ گئی۔

''کریم!'' اس نے ملازم کو آواز دی۔ وہ کوارٹر سے بھاگا چلا آیا۔

''جی بی بی جی۔''

''ابھی اندر کون آیا تھا؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''میں نے تو کسی کو نہیں دیکھا جی۔ میں کوارٹر میں گیا ہوا تھا۔'' کریم مجرم کی طرح صفائی دے رہا تھا۔
''چوکیدار کو بلاؤ، یوں بنا پوچھے وہ کسی کو اندر کیسے آنے دیتا ہے۔ جب کہ شہیر بھی گھر پر نہیں ہیں۔'' شانزے کو غصہ آ گیا۔ کریم بھاگ کر گیا اور تھوڑی دیر میں واپس بھی آ گیا۔
''بی بی جی باہر تو کوئی نہیں ہے اور چوکیدار بھی غائب ہے۔ شاید سگریٹ لینے گیا ہے۔'' کریم نے اندازہ لگایا۔
''یہ کوئی بات ہوئی ایک اجنبی منہ اٹھا کر گھر میں گھس گیا اور تم لوگوں کو کوئی خبر نہیں۔ میں شہیر سے شکایت کروں گی تم لوگوں کی۔'' شانزے حقیقتاً اس پراسرار بندے کی گتھی میں الجھ گئی تھی۔ تھوڑی دیر میں چوکیدار معافی مانگنے آیا تھا کہ وہ غلطی سے دروازہ کھلا چھوڑ گیا۔ وہ شہیر صاحب سے ذکر نہ کریں ورنہ نوکری چلی جائے گی۔ شانزے نے اسے مطمئن کر دیا تھا کہ وہ شکایت نہیں کرے گی۔ اس نے شہیر سے بھی ذکر نہ کیا۔

☆.....☆

نوروز علی خان نے کچھ ایسے کام شہیر کے سپرد کیے تھے جو اس کے اصولوں کے خلاف تھے۔ شہیر نے بغیر لگی لپٹی انہیں انکار کر دیا تھا۔ جس پر وہ برہم ہو گئے تھے۔ شہیر کو کون سی پروا تھی۔
''اگر آپ نے یہ سوچ کر بیٹی کی شادی مجھ سے کی ہے کہ میں آپ کا مہرا بنوں گا تو یہ آپ کی بہت بڑی بھول ہے۔ جان ہتھیلی پر لے کر گھر سے نکلتا ہوں۔ جرم کا خاتمہ میرا مشن ہے۔ اس ضمن میں اگر کبھی آپ کے خلاف بھی ٹھوس ثبوت میرے ہاتھ لگے تو میں آپ کو بھی کیفر کردار تک پہنچانے میں دیر نہیں لگاؤں گا۔'' شہیر نے فون بند کر دیا تھا۔
نوروز علی خان کو بھی اندازہ ہو گیا تھا۔ انہوں نے کتنا غلط فیصلہ کیا ہے اس کا انتخاب کر کے۔ اپنی ساکھ اور انا کو برقرار رکھنے کے لیے انہیں بیٹی کی خوشی کی بلی بھی چڑھانا پڑتی تو وہ اس سے بھی دریغ نہ کرتے اور شہیر نے تو انہیں کھلا چیلنج کر دیا تھا۔ وہ کچھ سوچ رہے تھے۔
شہیر بالکنی میں کھڑا تھا۔ وہ بے حد سنجیدگی سے سڑک پر نظر جمائے کچھ سوچ رہا تھا۔ پھر اس نے سیل فون نکالا اور کسی کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔
''جی بھٹی صاحب! مجھے طلاق کے پیپر تیار کروانے تھے۔ جی اپنے لیے۔ میں اپنی وائف کی مکمل تفصیلات کل نکاح نامہ کے ساتھ بھیج دوں گا۔''
اچانک ہونے والے دھماکے پر اس نے گردن موڑ کر دیکھا۔ جانے کب شانزے اندر آ گئی تھی۔ وہ چائے لے کر آئی تھی اور ساری گفتگو سن کر خود پر قابو نہ رکھ سکی۔ فقط ایک ماہ ہوا تھا ان کی شادی کو اور طلاق.....'' شہیر نے فون بند کر دیا تھا۔
''کیوں؟'' شانزے تیر کی طرح اس تک آئی تھی۔ چائے کے کپوں کا ٹوٹا شیشہ اس کے پیر میں چبھا تھا مگر اسے احساس نہ ہوا۔ اس نے شہیر کا گریبان پکڑ لیا۔
''کیوں کر رہے ہیں آپ اس طرح میرے ساتھ شہیر! آپ کو مجھ سے اتنی نفرت ہے کہ میری محبت بھی اس کا مقابلہ نہیں کر پا رہی اگر آپ کو میرا انداز غلط لگا تھا تو میرے والد کو انکار کر دیتے۔ آپ میرے ساتھ اتنا برا نہیں کر سکتے۔ میں آپ کے پاؤں پڑ کر معافی مانگتی ہوں۔ آپ بھلے مجھے ساری زندگی اسی طرح ذلیل کرتے رہیں مگر خود سے جدا نہ کریں۔ مجھ سے اپنا نام نہ چھینیں۔'' وہ سسک رہی تھی۔ شہیر پتھر بنا کھڑا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''آپ نے تو کہا تھا مجھے طلاق مانگنے پر مجبور کردیں گے۔ خود کیوں پسپا ہو گئے۔ بس اتنی ہی تھی آپ میں ہمت۔'' وہ جانے کیا کیا کہہ رہی تھی۔ اس کا ہاتھ جھٹک کر شہیر کمرے سے نکل گیا۔ شانزے سسکتی رہی۔

☆.....☆

اگلا دن بہت بوجھل تھا۔ شانزے کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا۔ شہیر اتنا سخت ہے اسے اندازہ نہ تھا۔ وہ اس نہج پر فیصلہ کرے گا، گمان نہ تھا۔ مما، ڈیڈ بھی نہیں تھے اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیوں یہ سب کررہا تھا۔

وہ کمرے کی تنہائی سے گھبرا کے باہر نکل آئی۔ فاطمہ لاؤنج میں بیٹھی چینل سرچ کررہی تھی۔

''کہاں ہو تم؟ شہیر نے بتایا طبیعت ٹھیک نہیں ہے آرام کررہی ہو کمرے میں۔ میں نے ڈسٹرب کرنا مناسب نہ سمجھا۔'' فاطمہ نے اسے پاس بٹھالیا۔ وہ خاموشی سے بیٹھ گئی۔

''اب ٹھیک ہوں۔ آپ کیا دیکھ رہی ہیں؟'' پھیکی مسکان سے وہ پوچھنے لگی۔

''کچھ نہیں ٹی وی میں آتا کیا ہے، فضول بورنگ..... بہتر ہے بندہ ٹام اینڈ جیری دیکھ لے۔'' فاطمہ نے ناک سکوڑ کے ریموٹ اسے تھمایا۔ وہ چینل سرچنگ کرنے لگی۔

ہر نیوز چینل سے ٹاک شوز آرہے تھے۔

''ارے بھائی!'' ایک چینل پر آدرش علی خان کو دیکھ کر اس نے ریموٹ صوفے پر رکھ دیا اور بغور سننے لگی۔ اینکر کے سوال پر وہ مدلل انداز میں جواب دے کر اپنی پارٹی کا دفاع کررہا تھا۔ مخالف پارٹی کا بندہ بولنے کی سعی کرتا تو آدرش اسے چپ کرا دیتا۔ وہ مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی یہ تو ان کے ہاں روز کی بات تھی۔

''یہ.....!'' عجیب سی آواز پر شانزے نے گردن موڑی۔ فاطمہ کی انگلی اسکرین کی طرف تھی۔ انداز عجیب تھے۔

''یہ میرا بھائی ہے آدرش علی خان۔'' شانزے نے سمجھا وہ اس کا تعارف چاہ رہی ہے۔ فاطمہ نے عجیب نظروں سے شانزے کو دیکھا اور اس کی حالت غیر ہونے لگی۔

''کریم!'' شانزے اس صورت حال سے بوکھلا گئی۔ فاطمہ صوفے سے فلور پر لڑھک گئی تھی۔ اس کی چیخ سے اندر آتے شہیر نے دوڑ لگا دی۔

''شہیر! بجو کو پتا نہیں کیا ہوا اچانک۔'' شانزے، فاطمہ کو سیدھا کرنے کی کوشش میں ہلکان ہو گئی تھی۔ شہیر نے اسے سیدھا کیا۔

''ہوا کیا تھا؟'' شہیر دہاڑا۔ شانزے سہم گئی۔

''پتا نہیں ہم ٹی وی دیکھ رہے تھے۔'' شہیر نے اسکرین پر نظر ڈالی اور کھا جانے والی نگاہوں سے اسے دیکھ کر فاطمہ کو بازوؤں میں اٹھا کر اس کے کمرے کی طرف لے جانے لگا۔

''دفع ہو جاؤ تم یہاں سے..... کریم سے کہو انجکشن نکال کر لائے۔'' ہدایت دے کر وہ کمرے میں داخل ہو گیا۔ صورت حال دیکھ کر کریم انجکشن لے آیا تھا۔

''یا اللہ! یہ کیا ہو گیا؟'' شانزے دروازے سے لگی کھڑی تھی۔ شہیر، فاطمہ کو انجکشن لگا رہا تھا۔ وہ کسی قدر رنجیدہ تھا۔ چادر فاطمہ کے وجود پر ڈال کر شہیر نے شانزے کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ کھینچتا کمرے تک لایا۔

''سامان پیک کرواپنا اور نکلو فوراً۔'' اسے بیڈ پر پھینک کر وہ کھڑا حکم صادر کررہا تھا۔ اس اچانک افتاد

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پردہ پاگل ہونے لگی۔
"شہیر بات کیا ہے بتائیں تو..... بجو کی حالت میری وجہ سے خراب ہوئی ہے؟ آپ مجھے کیوں الزام دے رہے ہیں۔ میں نے کیا کیا ہے؟" شانزے ناکردہ گناہوں پر آنسو بہا رہی تھی۔
"اگر تم مزید یہاں رکیں تو میں تمہیں جان سے مار ڈالوں گا یا خود کو۔" وہ شدید غصے کی کیفیت میں مبتلا تھا۔ شانزے اس کا انداز سمجھنے سے قاصر تھی۔ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔ فاطمہ کی طبیعت مزید خراب ہونے کے خیال سے شہیر نے لپک کر دروازہ کھولا۔ اس نے جتنی تیزی سے دروازہ کھولا تھا۔ اتنی تیزی سے پیچھے ہٹا۔ روتی ہوئی شانزے اور غصیلے شہیر کو آنے والی ہستی نے بہت غور سے دیکھا تھا۔ شانزے کے آنسو رک گئے تھے۔ دروازے پر کھڑی ہستی اندر داخل ہوئی۔ انہوں نے آگے بڑھ کر شہیر کے چہرے پر زوردار تھپڑ رسید کیا۔ شانزے بھونچکی رہ گئی۔ یہ سب کیا تھا۔ کیا ہو رہا تھا۔ اس کی عقل دنگ رہ گئی تھی۔
"بہت اچھا خراج دیا ہے تم نے پیدا کرنے کا۔ برائی کو برائی سے ختم کرنے چلے تھے، سزا دینے کا اختیار اللہ کے پاس ہے۔ تم کیوں منصف بنے نکل کھڑے ہوئے؟ کیا فرق رہا شہیر رہبان سفیان اور آدرش علی خان میں۔ دونوں نے عورت کو ہی مشقِ ستم بنایا۔" وہ سخت تاسف سے گویا تھیں۔ شہیر نظریں ملانے کے قابل نہ تھا۔
"آپ کون ہیں اور میرے شوہر پر کس حق سے ہاتھ اٹھایا آپ نے؟" شانزے چپ نہ رہ سکی۔ وہ خاتون کی جسارت پر دنگ تھی۔
"یہ بیٹا ہے میرا۔ میں شکیلہ ہوں۔"
"شکیلہ..... بیٹا....." شانزے حیرانی سے دہراتی شہیر کو دیکھنے لگی جو نظریں نیچی کیے بیٹھا تھا۔
"لیکن مما تو جج پر گئی ہوئی ہیں پھر آپ....." وہ حقیقتاً بہت الجھی ہوئی لگ رہی تھی۔ شکیلہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ بٹھالیا۔ شہیر اٹھ کر کمرے سے نکل گیا۔
"شہیر ہماری اولاد ہے۔ حیات صاحب والد ہیں اس کے۔ میری بڑی بہن ثانیہ نے شادی کے دو سال بعد بیوگی کا زخم سہا تو ہم نے شہیر کو ان کی خواہش پر گود دے دیا۔ ڈیڈ! میرے والد اور شہیر کے نانا ہیں۔ عروش فاطمہ ہماری اولاد ہے۔ شہیر رہبان سفیان کی بڑی سگی بہنیں۔" شکیلہ حقیقت آشکار کر رہی تھیں۔ شانزے کا سر چکرانے لگا۔
"اگر مجھے ذرا بھی بھنک پڑ جاتی شہیر کی حرکت کی تو میں مر کر بھی تم سے شادی نہ کرنے دیتی۔" شکیلہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔
"ثانیہ اور ابو سے بھی میں بہت خفا ہوں۔ انہوں نے شہیر کی ایما پر ہمیں لاعلم رکھا۔"
"آنٹی میں اتنی بری تو نہیں ہوں۔" شانزے ان کے آنسوؤں پر رنجیدہ ہو کر خود بھی رونے لگی۔
"نہ میری بچی! قصور تیرا نہیں ہے بلکہ میں رو تو تیرے لیے رہی ہوں۔ یہ کیا کر دیا شہیر نے؟" اسے ساتھ لگا کر شکیلہ ہچکیوں سے رونے لگیں۔
"اگر اس دن اچانک صارم، عروش فاطمہ اور شہیر سے ملنے نہ آتا اور اسی بہانے اس کی تم سے ملاقات نہ ہوتی تو اب تک بہت بڑا نقصان ہو چکا ہوتا ہمارا میری بچی، وہ تو اللہ بھلا کرے بھٹی صاحب کا جنہوں

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نے ثانیہ کو شہیر کے فیصلے کی اطلاع دی اور ہم بھاگے چلے آئے۔'' شکیلہ آبدیدہ تھیں۔ شانزے پر اجنبی بندے کی آمد کا بھید کھل گیا۔

''صارم کون ہیں؟'' شانزے ہر گتھی سلجھانا چاہ رہی تھی۔

''صارم میری نند کا بیٹا ہے۔ عروش اور صارم بچپن سے ایک دوسرے سے منسوب تھے۔ بہت خوش باش زندگی تھی ہماری۔ عروش نے یونیورسٹی میں ایڈمیشن لیا تو ہماری بربادی کے دن شروع ہو گئے۔ آدرش علی خان نے ہمیں کہیں کا نہ چھوڑا۔'' شکیلہ منہ پر ہاتھ رکھے رو پڑیں۔

''بھائی..... میرا بھائی!'' شانزے پر حیرت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ شکیلہ نے مختصراً بربادی کی داستان سنائی۔

''دس سال بیت گئے اس سانحے کو مگر ہمارے زخم آج بھی ہرے ہیں۔'' شانزے کی آنکھوں سے خون بہنے لگا۔ وہ اس جیسی حقیقت سے آگاہ تھی۔ باپ، بھائی کی عیاشی کی داستان اس نے بہت سنی تھی مگر اندازہ نہ تھا کہ انہوں نے اتنا ظلم بھی ڈھایا ہوگا۔ کومل سی عروش فاطمہ کا تصور اسے آنسو بہاتے رہنے پر مجبور کر رہا تھا۔

''ہم نے عروش کا بہت علاج کرایا، لوگوں کی باتوں، نظروں سے خائف ہو کر ہم نے ثانیہ کے اصرار پر عروش کو اس کے پاس بھیج دیا۔ اس حادثے میں شہیر کو بھی گولی لگی تھی۔ ہم بہت ڈر گئے تھے۔ ہمارے بچوں کی زندگی کا معاملہ تھا۔ ہم نے خاموشی اختیار کر لی۔ صارم نے سگے بیٹوں کی طرح ہمارا خیال رکھا۔ ہم ساتھ رہتے ہیں۔ صارم ہی آفس کے کام کے سلسلے میں آتا جاتا رہتا ہے تو عروش سے ملنے چلا آتا ہے۔ ہمارے لاکھ سمجھانے پر اس نے شادی نہیں کی۔ وہ عروش کی مکمل صحت یابی کے لیے پرامید ہے۔ اس حادثے نے عروش کی دماغی کیفیت خراب کر دی تھی۔ اب کہیں جا کر وہ نارمل ہونے لگی تھی۔ رات میں نے ثانیہ سے بہت لڑائی کی فون پر وہ معافی مانگ رہی تھیں کہ شہیر نے اسے یقین دلایا تھا کہ وہ انتقاماً تم سے شادی نہیں کر رہا بلکہ اسے تم سے محبت ہے اور ثانیہ کی واپسی کے بعد وہ تمہیں ہم سے ملوائے گا۔''

شانزے کی سمجھ میں ساری کہانی آ گئی۔

''میں تم سے بہت شرمندہ ہوں بیٹا کہ تمہارے بھائی کا گناہ تمہارے سر منڈھ دیا گیا۔'' شکیلہ نے ہاتھ جوڑ دیئے۔ شانزے نے ان کے ہاتھ تھام لیے۔

''جتنا بجو کے ساتھ برا ہوا اس حوالے سے تو معافی مجھے مانگنی چاہیے تھی اپنے بھائی کے گناہوں کی، جس نے ایک ہنستے بستے گھر کو قبرستان بنا دیا۔ صارم بھائی، بجو دو محبت کرنے والوں کو سزا دی۔''

شانزے سسک رہی تھی۔ اس سے اپنے بھائی کی ذلت برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ شکیلہ نے اسے چپ کرایا۔

''آؤ باقی سب سے مل لو۔'' شکیلہ کے کہنے پر وہ آنسو صاف کرتی واش روم میں چلی گئی۔

''دوپٹہ سر پر لے لو بیٹا۔ ہمارے ہاں برا محسوس کرتے ہیں۔ پہلی بار مل رہی ہو اپنے سسرے۔'' شکیلہ اسے ہدایت دے رہی تھیں۔ اس نے اپنے اندر سسکی کو دبایا۔ لاؤنج میں سناٹا تھا غالباً شہیر کی جی بھر کر عزت افزائی کی تھی حیات صاحب اور صارم نے۔ وہ سرخ چہرے کے ساتھ اٹھ بیٹھا تھا۔

شانزے سلام کر کے شکیلہ کے ساتھ بیٹھ گئی۔ حیات صاحب کی پُر درد مسکراہٹ پر شانزے کی آنکھوں

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میں بھی نمی آ گئی۔ سو برسا ضارم آج بھی محبت کی شمع آنکھوں میں بسائے الٰہی راہوں کو تک رہا تھا جہاں عروش فاطمہ کے حواس نے ساتھ چھوڑا تھا۔

☆.....☆

مما، ڈیڈ سب نے شانزے کو کال کر کے معذرت کی تھی۔ وہ تو ان سب کی مجرم تھی۔ جانے کیسے لوگ تھے اس سے نفرت کرنے کی بجائے معافی طلب کر رہے تھے۔

''تم بالکل ٹینشن نہ لو۔ جب تک ثانیہ نہیں آجاتی ہم یہیں ہیں۔ ہم شہیر کو کوئی غلط فیصلہ نہیں کرنے دیں گے۔ تم ہماری بہو ہو اور رہو گی۔'' شکیلہ کو اس پر ترس آ گیا تھا۔ ملازم کی زبانی اس کی عادات سن کر وہ گرویدہ ہو گئی تھیں۔

شانزے نے کال کر کے آدرش کو بہت برا بھلا کہا تھا۔ وہ بھی یہ حقیقت جان کر سناٹے میں رہ گیا تھا کہ عروش، شہیر کی بہن ہے۔ چودہ، پندرہ سالہ لڑکا کب اس کے قد جتنا آ گیا اسے خبر نہ ہوئی۔

''اللہ بہت جلد آپ سے اسی دنیا میں حساب لے گا۔ آپ انسان نہیں جانور ہیں۔ مجھے شدید نفرت ہے آپ سے۔ میں کبھی آپ جیسوں سے کوئی رشتہ نہیں رکھوں گی۔ مر گئی شانزے آپ لوگوں کے لیے۔'' اس نے فون دیوار پر مار کر توڑ دیا۔

اور خود دیوار سے لگ کر بیٹھتی چلی گئی۔ اتنا ظلم.....اتنی بربریت..... پیسے اور طاقت کا اتنا ناجائز استعمال.....وہ کسی سے نظر ملانے کے قابل نہ تھی۔

رات گئے شہیر کمرے میں آیا تو وہ اسے کہیں نظر نہ آئی۔ وہ واش روم کی طرف بڑھا وہ خالی تھا۔ ڈریسنگ روم بھی چیک کر لیا وہ اسے کہیں نظر نہ آئی۔

''کہیں اس پاگل لڑکی نے کچھ کر تو نہیں لیا؟'' یہ سوچ اتنی جان لیوا تھی کہ شہیر نے گھبرا کے اسے آواز دینا شروع کر دی۔

''شانزے!'' ایک درد، ایک تڑپ تھی اس کی پکار میں۔ سسکی کی گھٹی گھٹی آواز پر اس نے دیوانوں کی طرح قد آور پردے ہٹائے تھے۔ وہ پردے کے پیچھے کونے میں دبکی بیٹھی سسکیوں پر قابو پا رہی تھی۔ شہیر گھٹنوں کے بل اس کے مقابل بیٹھ گیا۔ بھیگا چہرہ مسلسل رونے کی وجہ سے سوجی آنکھیں۔ نظریں جھکائے اس نے شہیر کے آگے دونوں ہاتھ جوڑ دیے تھے۔

''میں بجو کے ساتھ ہونے والی زیادتی پر معافی مانگتی ہوں۔'' وہ سسک رہی تھی۔ درد سے دل بند ہونے لگا تھا۔

''آپ نے انتقام لینے کا جو راستہ چنا وہ غلط تھا۔ آپ نے مجھے بہت عزت دی، جو نکاح کر کے رخصت کرا کے لائے۔ آپ کو میرے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا چاہیے تھا جیسا بجو کے ساتھ ہوا۔ اب بھی آپ کا جو فیصلہ ہے مجھے منظور ہے۔ میں آپ کو منع نہیں کروں گی۔ آپ مجھے طلاق کے پیپرز بھجوا دیجیے گا۔ تاکہ میں آدرش علی خان کو دکھا سکوں سب آپ کو طلاق کے لیے منع کر رہے ہیں آپ زبانی یہ کام کر لیں، ان کی نہ سنیں یہ سب انسان نہیں فرشتوں کی سی صفت رکھتے ہیں۔ آپ کو میرے ساتھ جو سلوک کر کے خوشی ہو کر لیں۔ میں اف نہیں کروں گی؟ لیکن آپ کے پاس تھوڑا ٹائم ہے۔ صبح میں چلی جاؤں گی یہاں سے۔ اپنے گھر نہیں جاؤں گی۔ جن لوگوں کے ہاتھوں پر معصوم لوگوں کا خون لگا ہو میں ان کے درمیان نہیں رہ سکتی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میں بے شک ان میں سے ہوں مگر ان جیسی نہیں ہوں۔ یہاں بھی نہیں رہوں گی۔ کیونکہ آپ سب سے نظریں ملانے کے قابل نہیں ہوں۔'' وہ تڑپ تڑپ کے رو رہی تھی۔

شہیر یک ٹک اس نازک سی لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔ جو بہت کم عمر مگر بہت سمجھ دار تھی۔ وہ بنا کچھ کہے کھڑا ہو گیا۔ شانزے کے آنسوؤں میں روانی آ گئی۔

شہیر نے بازوؤں سے پکڑ کر اسے مقابل کھڑا کیا۔

''تم جہاں جانا چاہتی ہو جاؤ۔'' شانزے نے بغور اسے دیکھا۔ وہ آج بھی اتنا کھنور تھا۔

''کیا مجھے ساتھ لے جانا پسند کرو گی؟'' دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ تھامے استفسار کر رہا تھا۔ شانزے کو اپنی سماعت پر اعتبار نہ ہوا۔ شہیر نے اسے بیڈ پر بٹھایا اور خود نیچے بیٹھ گیا۔

''بدلہ..... انتقام..... ان سب نے بہت آلودہ کر دیا ہے مجھے، کچھ دن اپنے ساتھ رکھ لو تا کہ میرے اندر بھی ویسے ہی محبت کے گل کھل جائیں جو تمہارے اندر کھلتے ہیں۔ تمہارے پیروں میں بیڑیاں ڈالنے نکلا تھا خبر کیا تھی ان ہاتھوں کی لکیروں نے مجھے جکڑنے کا انتقام پہلے ہی کر رکھا ہے۔'' ہتھیلی کو سہلاتے نرم لہجے میں کہہ رہا تھا۔ اس کے آنسو پھر بہہ نکلے۔

''ماضی میں ہمارے ساتھ جو ظلم ہوا وہ کم نہیں تھا۔ میری آنکھوں کے سامنے بجو کو لے گئے مجھے زخم دے گئے، میں چھوٹا تھا، کمزور تھا مگر اندر کھولن تھی، ان دس سالوں میں بجو جتنا تڑپی ہیں۔ اتنی ہی تڑپ میں آدرش کے اندر دیکھنا چاہتا تھا۔ میں پولیس فورس جوائن نہیں کرنا چاہتا تھا مگر میں نے سول سروسز کی پڑھائی کی۔ میں ان جیسوں کے گرد گھیرا تنگ کرتا جا رہا ہوں اور جلد ہی یہ قانون کے شکنجے میں آئیں گے۔

اتفاقاً تم ملیں۔ یا خدا میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ میں تم سے شادی انتقام کے لیے کروں یا تمہاری طرف بڑھوں جب تم نے پیش قدمی کی تو میں نے تمہاری حوصلہ شکنی کی مگر تم باز نہ آئیں، تمہارے والد پیغام لے کر آ گئے۔ اس وقت ان کا غرور، گھمنڈ دیکھ کر میں نے یہ سب پلان کیا۔ مما (ثانیہ) کسی صورت راضی نہ تھیں، انہیں شک تھا کہ میں انتقاماً ایسا کر رہا ہوں لیکن میں نے انہیں منا لیا۔ شادی بھی جلدی اسی لیے کی کہ ان کے واپس آنے سے پہلے میں تمہیں آزاد کر کے آدرش کو سچائی دکھاؤں گا۔ صارم بھائی کی اچانک آمد اور بھٹی صاحب نے مما (ثانیہ) کو اطلاع دے کر مجھے حیوان بننے سے روکا۔ میں انتقام میں اندھا ہو گیا تھا اور اس سے کہیں زیادہ میں ڈرنے لگا تھا۔ میں نے جیتنے کے لیے بساط بچھائی تھی مگر تم روزِ اول سے مجھے ہرا رہی تھیں۔ تمہارے جذبے سچے تھے، تم ویسی بالکل نہیں تھیں جیسا میں نے تصور کیا تھا۔ تمہیں ستا کر آدرش سے انتقام لینے چلا تھا مگر میں ہار گیا۔ تم سے، تمہارے جذبوں سے۔ تم میری ہر حرکت، ہر ذلت کو مسکرا کر محبت سمجھ کر جھولی میں سمیٹ رہی تھیں۔ جس نے سدا حکمرانی کی ہو وہ میرے گھر میں مڈل کلاس لڑکی کی طرح جت گئی۔ جسے قرآنی آیات یاد نہ تھیں لیکن وہ میرے لیے یاد کرتی ہے۔ مجھے چوٹ لگنے پر ساری رات میرے سرہانے بیٹھی رہتی ہے۔ عرش پر رہنے والی کو میں نے فرش کی دھول بنا دیا مگر اس نے سدا مجھ سے محبت ہی کی۔ میرے ظلم پر، درد دان کرنے پر آنکھیں بھیگتی تھیں مگر اس کے لب مسکراتے تھے، میں چاہوں بھی تو اس سے الگ ہو کر جی نہیں سکوں گا۔ میں عادی ہو گیا ہوں تمہارا۔''

شہیر کے نرم گرم لفظ شانزے کے رستے زخموں پر مرہم بن کر لگ رہے تھے۔

''آپ ایک بار مجھ سے اپنا درد شیئر کرتے، میں خود مشقِ ستم بننے کو تیار ہو جاتی۔'' وہ اتنی سچائی سے بولی

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

http://paksociety.com

پاک سوسائٹی پر مُوجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد	صائمہ اکرام	عُشنا کوثر سردار	اشفاق احمد
نمرہ احمد	سعدیہ عابد	نبیلہ عزیز	نسیم حجازی
فرحت اشتیاق	عفت سحر طاہر	فائزہ افتخار	عنایت اللہ التمش
قُدسیہ بانو	تنزیلہ ریاض	نبیلہ ابر راجہ	ہاشم ندیم
نگہت سیما	فائزہ افتخار	آمنہ ریاض	مُمتاز مُفتی
نگہت عبدُاللہ	سباس گُل	عنیزہ سید	مُستنصر حُسین
رضیہ بٹ	رُخسانہ نگار عدنان	اقراء صغیر احمد	علیمُ الحق
رفعت سراج	اُمِ مریم	نایاب جیلانی	ایماے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ، حناء ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ، سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دسترخوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی، جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

کہ شہیر نے اسے خود سے لگالیا۔

☆.....☆

آدرش علی کان شانزے کی کال کے بعد بہت ڈسٹرب ہوگیا تھا۔ عروش فاطمہ اسے بہت اچھی طرح یاد تھی، جس کے مقدر میں ذلت لکھ کر اس نے گارڈز کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا تھا کہ وہ بھی فیض یاب ہولیں۔ اس کے اگلے روز وہ اسٹڈی کے لیے لندن چلا گیا تھا۔

پڑھائی کے بعد واپس آیا تو نور روز کے ساتھ سیاسی کاموں میں حصہ لینے لگا۔ اپنی پسند سے اس نے شادی بھی کی مگر جلد ہی بیوی بھی دل سے اتر گئی اور اس نے طلاق دے دی۔ وہ اپنی رنگینیوں میں کھو کر عروش جیسی جانے کتنی لڑکیوں کو بھول چکا تھا۔

شانزے اس سے بہت چھوٹی اور لاڈلی تھی لیکن یہ کڑوا سچ کہ شہیر نے انتقام کے لیے شانزے سے شادی کی ہے اسے پاگل کر گیا۔ وہ شہیر کے گھر کے نزدیک تھا۔ جوش میں وہ گارڈز کو ساتھ لائے بغیر نکل پڑا تھا۔ اس نے جیپ چلاتے پسٹل چیک کی، جو لوڈڈ تھی۔ ساری گولیاں شہیر کے جسم میں پیوست کرنے کے خیال سے وہ اردگرد سے غافل ہوگیا تھا۔ اچانک تین موٹر سائیکل سواروں نے اس کی جیپ کو گھیرے میں لے لیا۔ اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا بائیک پر سوار لڑکوں نے فائرنگ شروع کردی۔ فضا میں گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے ہلچل مچ گئی۔ ان گنت گولیاں آدرش علی خان کے جسم میں داخل ہو چکی تھیں۔ موٹر سائیکل سوار رفو چکر ہو چکے تھے۔

دنیا کو اپنے قدموں تلے روندنے والے آدرش کی جیپ اس کی قبر بن گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد یہ خبر بریکنگ نیوز بن گئی۔ شانزے کے قدم بے ساختہ عروش فاطمہ کے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ عروش کو خود سے بھینچے وہ رو پڑی تھی۔

''آپ کا مجرم کیفر کردار کو پہنچ گیا۔'' عروش نہ سمجھی کے عالم میں اسے دیکھتی رہی۔ پھر شانزے کے آنسو صاف کرنے لگی کہ وہ اس کا بھائی تھا۔ شکیلہ اور باقی سب کے لیے بھی یہ خبر حیران کن تھی۔ شکیلہ اور حیات صاحب کے سمجھانے پر شہیر، شانزے کو لے کر آدرش کی آخری رسومات ادا کرنے گیا تھا۔

''حکومت سیاسی رہنماؤں کو سیکیورٹی دینے میں ناکام ہو چکی ہے۔'' نور روز علی خان جوان بیٹے کی موت پر ٹوٹ گئے تھے مگر اپنا غصہ میڈیا کے ذریعے دکھانا نہیں بھولے تھے۔

☆.....☆

مما (ثانیہ) اور ڈیڈ (نانا) جج کی ادائیگی سے لوٹ آئے تھے۔ عروش کا فائنل چیک اپ کرنے کے بعد ڈاکٹرز مطمئن تھے۔ اپنے مجرم کو انجام تک پہنچتے دیکھ کر وہ اس جنون سے نکل آئی تھی۔ صارم، حنا کو بھی لے آیا تھا۔

گھر مکمل لگنے لگا تھا۔ کمبلوں میں گھس کر مونگ پھلی اور کینو کھاتے سب ایک ساتھ بیٹھے تو سالوں کی باتیں زیر بحث آئیں۔

''آنٹی! صارم بھائی کو کب دولہا بنا رہی ہیں؟'' سب کو کافی سرو کر کے شانزے اپنا مگ لے کر عروش کے پاس آبیٹھی۔ مسکراتی ہوئی عروش کے لب اس سوال پر بھنچ گئے تھے۔

''انشاء اللہ اسی ہفتے اب اور دیر نہیں کروں گی۔'' حنا نے بخوشی کہا تو عروش اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گئی۔ ماحول میں ایک بار پھر بوجھل پن اتر آیا۔
''صارم بھائی! آپ کی محبت کا امتحان ہے، آپ کو بجو کا کھویا اعتماد بحال کرنا پڑے گا۔'' شانزے نے اکیلے میں صارم سے کہا تو وہ مسکراتے ہوئے عروش فاطمہ کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ گھٹنوں میں منہ چھپائے رو رہی تھی۔
''عروش!'' صارم عباس کی پیار بھری پکار پر اس کی سسکی تیز ہوگئی تھی۔
''آپ چلے جائیں صارم، میں آپ کے لائق نہیں ہوں۔'' وہ دلگرفتی سے بول کر پھر رونے لگی۔
''جانا ہوتا تو اس وقت بھی تو جا سکتا تھا جب تم حواسوں میں نہیں تھیں۔ مجھے یقین تھا ایک دن تم مجھے ضرور پہچانو گی۔ سالوں انتظار کے بعد تم مجھے جانے کا کہہ رہی ہو۔ یہ انعام، یہ صلہ دے رہی ہو میری محبت کا۔'' صارم مقابل بیٹھ گیا۔
''میں آج بھی انہی راہوں پر کھڑا ہوں جہاں تم نے حواس چھوڑے تھے۔ میں رتی بھر اپنی محبت اور تمہاری عزت پر فرق نہیں پاتا۔ جس عمر میں لڑکے افیئر چلاتے ہیں اس عمر میں، میں نے صرف تمہارے ساتھ سپنے دیکھے اور آج بھی تم مجھے ہی دامن جانے کا کہہ رہی ہو۔''
صارم عباس محبت کا جہاں آنکھوں میں بسائے اس کی بھیگی پلکوں پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔
''آپ کو بہت اچھی لڑکی مل جائے گی۔'' عروش نے اسے بہلانا چاہا۔
''مجھے تم چاہیے اور کوئی نہیں۔ میں اب تمہیں فورس نہیں کروں گا لیکن پھر کبھی اپنی شکل بھی نہیں دکھاؤں گا۔'' صارم کرسی سے اٹھ گیا۔
عروش نے گزرتے ہوئے صارم کا ہاتھ تھام لیا۔ صارم کے قدم رک گئے۔ صارم کے ہاتھوں پر چہرہ رکھے عروش رو پڑی۔
''تمہارے سارے آنسو میرے، میری ساری خوشیاں تمہاری۔'' صارم محبت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھا۔ دروازے سے لگی شانزے ساری گفتگو سن کر اندر جانے لگی۔ تب ہی کسی نے اسے بازو سے پکڑ کر گھسیٹ لیا۔ وہ مچلتی رہ گئی۔ شہیر نے اسے کمرے میں لا کر دم لیا۔
''کیا ہے۔ ذرا چھیڑنے دیتے دونوں کو۔'' شانزے بازو چھڑاتی زوٹھے پن سے بولی۔
''شرم نہیں آتی کسی کی باتیں سنتے۔'' شہیر گھور رہا تھا۔
''نہیں۔'' اس کی آنکھوں میں بغور دیکھتے وہ سامنے تن کر کھڑی ہوگئی۔
''بہت ظالم ہیں آپ اتنے زور سے بازو پکڑا، دیکھیں نشان رہ گیا۔'' شانزے بازو سہلاتی اسے دکھانے لگی۔
''واقعی۔'' بازو کا معائنہ کرتے شہیر نے اس کے بال مٹھی میں بھر کر کھینچے۔ شانزے نے ہلکی سی چیخ کے ساتھ مکا اس کے شولڈر پر مارا تھا۔
''میری نازک بیوی میں ایسا ہی رہوں گا درد دینے والا۔'' چڑایا۔
''میں ہنس کر ہر درد سہہ لوں گی کیونکہ مجھے پتا ہے آپ کو مجھ سے پیار کتنا ہے۔'' شانزے نے مسکراتے ہوئے آسودگی سے اس کے کندھے پر سر رکھ دیا تھا۔

.....☆.....

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ثناء کنول

ناولٹ

محبت، عزت اور دہلیز

ڈوبتے سورج کی سنہری کرنوں نے آسمان پر ایک جال سا بن رکھا تھا۔ نیلے آسمان پر سنہرا جال اور دور سے آتی اللہ اکبر کی صدا اس ماحول کو اور خوبصورت بنا رہی تھی۔ بالکونی میں اورنج کلر کی جینز

Downloaded From paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

شرٹ پہنے سلیقے سے گلے میں دوپٹہ ڈالے آنکھوں میں دنیا جہاں کی معصومیت لئے وہ اسی ماحول کا ہی ایک حصہ معلوم ہو رہی تھی۔ وہ پوری طرح اس خوبصورت منظر کو دیکھنے میں مصروف تھی، اس وقت وہ روز ہی اپنی بالکونی میں چلی آتی تھی۔ یہاں پر آ کر اسے بہت سکون ملتا تھا تبھی اس کے موبائل پر میسج پپ ہوئی تھی۔

''دریا میں قطرے کی صورت گم ہو جاؤں
اپنے آپ سے باہر نکلوں اور تم ہو جاؤں''

میسج پڑھ کر وہ مسکرا کر رہ گئی تھی، تبھی اسے دوسرا میسج موصول ہوا تھا۔

''اے میرے خوابوں کی ملکہ، کیا میں اب فون کر سکتا ہوں''۔

''یس''۔ اس کے میسج سینڈ کرتے ہی اُس کا فون آ گیا تھا۔

''اک عرصے سے تم ملے نہیں
اک مدت سے لاپتا ہوں میں''

کال ریسیو کرتے ہی میثم خان کی گمبھیر سی آواز

Downloaded From
Paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نے اس کے دل میں تلاطم مچادیا تھا۔
''کیسے ہو مسٹر شاعر صاحب؟''
''ارے کیا خوب کہی، شاعر بھی تم نے بنایا ہے اور حال بھی تم خود پوچھ رہی ہو''۔ وہ مدہوش سا بولا تھا اور وہ اس کی اسی ادا پر ہی تو مرتی تھی۔
''اچھا زیادہ رومینٹک مت ہو، یہ بتاؤ کیا کر رہے تھے تم''۔
''پتہ ہے 24 گھنٹوں سے تمہیں نہیں دیکھا ایک ایک پل کیسے گزر رہا ہے یہ میں جانتا ہوں یا میرا خدا۔ پتہ نہیں یہ صبح کب ہوگی اور کب میں تمہیں دیکھوں گا، یونو وہ لمحہ میری زندگی کا سب سے خوبصورت لمحہ ہوتا ہے جب میں تمہیں اپنے پاس دیکھتا ہوں، تم میری زندگی کا وہ باب ہو جو کبھی بند نہیں ہوگا، جسے میں ساری زندگی پڑھنا چاہتا ہوں، یونو۔
''تمہیں پڑھتے رہے کچھ اس طرح سے دل لگا کر ہم سنو ہم بھول بیٹھے ہیں کتابوں کا سبق کب سے''
وہ محبت سے پُر انداز میں بولتا چلا گیا تبھی وہ مسکرا کر اسی کے انداز میں شرارت سے بولی۔
''لاکھ کرو گزارش لاکھ دو حوالے
بدل ہی جاتے ہیں آخر بدل جانے والے''
''وہ مجھ سے جواب طلب ہیں کہیں بھول تو نہیں جاؤ گے میں اسے جواب کیا دوں جب سوال ہی پیدا نہیں ہوتا''
وہ جواب میں جلدی سے بولا تو وہ فخر سے مسکرا کر رہ گئی۔
''اچھا اب گڈ بائے سوؤں گی تو صبح کو اٹھوں گی ناں وقت پر، خدا حافظ''۔ اس نے جلدی سے کہہ کر فون بند کر دیا تبھی میسج کی پپ ہوئی۔
''گونجتے رہتے ہیں الفاظ میرے کانوں میں
تم تو آرام سے کہہ دیتے ہو خدا حافظ''
وہ پڑھ کر مسکرا دی۔ یہ میثم کی محبت اس کی زیست کا حاصل تھی جسے وہ کبھی کھونا نہیں چاہتی تھی۔۔
اس کا خیال تھا کہ محبت کا اظہار کرنے کے لئے شاعری سب سے خوبصورت ذریعہ ہے اور میثم ہمیشہ اظہار کرنے کے لئے شعروں کا انتخاب کرتا تھا۔
گل نین مڑی اور اپنی آنکھوں میں محبت کے دھنک رنگ لئے کمرے میں چلی آئی جبکہ سورج ڈوب کر رات کی تاریکی چھا چکی تھی۔

☆.....☆.....☆

''گل نین میری جان، اٹھو بیٹا تمہارے کالج کا ٹائم ہو رہا ہے''۔ فارحہ بیگم محبت سے اس کے بالوں کو سنوارتی ہوئی بولیں۔
''کیا کالج کا ٹائم ہو گیا ہے''۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے بولی تبھی ماما اس کی طرف بیڈ ٹی بڑھاتی ہوئی بولیں۔
''مائی چائلڈ! آپ کے پاپا ٹیبل پر آپ کا ویٹ کر رہے ہیں، آج آپ کو وہ کالج ڈراپ کریں گے جلدی کریں اب''۔
''ماما تھینک یو''۔ کہہ کر اس نے بیڈ سے جیسے ہی پاؤں نیچے کئے ماما نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس کے پاؤں میں سلیپر ڈالے پھر اس کے ہاتھوں میں ٹوتھ برش دے کر محبت سے بولیں۔
''آج ماما آپ کی چوٹی بنائیں گی، اوکے''۔
''اوکے''۔ وہ جواب دے کر واش روم میں گھس گئی جہاں پر کپڑے پہلے سے موجود تھے۔ ہر چیز روز کی طرح ماما نے پہلے سے ہی سیٹ کر رکھی تھی۔ پانچ منٹ بعد جب وہ باہر نکلی ماما اس کا سارا کمرہ صاف کر چکی تھیں۔ اسے دیکھ کر اس کے پاس چلی آئیں۔ پھر اسے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بٹھا کر انہوں نے اس کے بالوں کو سلجھا کر اس کی چوٹی بنائی، کاجل اٹھا کر اس کی آنکھوں میں لگایا، ہلکا سا لپ اسٹک اس کے گلابی ہونٹوں پر لگایا تو اس کے گلابی ہونٹ اور گلابی لگنے لگے۔
یہ سب کرتے ہوئے ان کے چہرے پر ممتا بھری مسکراہٹ تھی اور اسی ممتا بھری مسکراہٹ کے ساتھ

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

انہوں نے اس کے پیروں سے سلیپر اتار کے اسے شوز پہنائے تھے اور پھر حسب معمول وہ اسے اپنے ساتھ لئے ڈائننگ ٹیبل پر چلی آئیں۔ بڑی سی ٹیبل یہاں سے وہاں تک مختلف چیزوں سے بھری پڑی تھی۔

''السلام علیکم ڈیڈ!''

''وعلیکم السلام مائی چائلڈ!'' ماما کے کرسی دھکیلنے پر وہ مسکرا کر بولی۔

''آج تو میرا بیٹا بہت لیٹ اٹھا، کیا بات تھی''۔ ارشد فاروق فکرمندی سے بولے تھے۔

''وہ ڈیڈی کیا ہے کہ رات کو لیٹ سوئی تھی تو''۔

''کیا ہوا تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے کہیں بخار وخار تو نہیں ہو گیا''۔ وہ اس کی بات کاٹ کر پریشانی سے اس کی نبض چیک کرتے ہوئے بولے جبکہ آفان علیزے اور ماما اسے فکرمندی سے دیکھ رہے تھے۔

''نو ڈیڈ آئی ایم فائن، آپ فکرمند نہ ہوا کریں بس لیٹ نائٹ پڑھنے کی وجہ سے سوئی تھی''۔

''او، آپ نے تو میری جان ہی نکال دی تھی، آپ یوں کریں آج کالج نہ جائیں بلکہ آرام کریں، کل چلی جایئے گا''۔

''نو وے ڈیڈ! میں نے کہا ناں کہ میں ٹھیک ہوں، آج میرا بہت ضروری لیکچر ہے جسے میں مس نہیں کرنا چاہتی، آپ پریشان نہ ہوں''۔

''آر یو شیور؟''

''یس ڈیڈ!''

''اچھا اب آپ بریک فاسٹ کرلیں ٹھنڈا ہو رہا ہے''۔ ماما محبت سے بولیں پھر اپنے ہاتھوں سے ٹوسٹ پر جیم لگا کر دینے لگیں۔ دودھ پی کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

''چلو خدا حافظ''۔ ارشد فاروق اسے لئے گاڑی کی طرف بڑھ گئے جبکہ ماما انہیں اس وقت تک دیکھتیں رہیں جب تک کہ وہ ان کی نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئے۔

''اچھا بیٹا بائے اور ہاں طبیعت اگر خراب ہو تو گھر آجانا، میں ڈرائیور کو بھیج دوں گا''۔

''نہیں ڈیڈ! آپ ڈرائیور کو مت بھیجئے گا میں خود مینج کرلوں گی''۔ گاڑی سے اتر کر وہ جواب میں بولی تو وہ مسکرا کر گاڑی بڑھا لے گئے۔

اس نے جیسے ہی گیٹ کی طرف دیکھا وہ آج بھی ہمیشہ کی طرح بے قراری سے کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا، ہمیشہ ایسے ہی ہوتا تھا جب بھی وہ ایک دن نہ آتی تو دوسرے دن وہ اسی بے قراری سے کالج کے گیٹ کے پاس کھڑا ہوتا تھا۔ ایسی محبت شاید کبھی کسی نے کسی سے نہ کی ہوگی جیسی محبت میثم خان من تشنہ سے کرتا تھا اور اس کی دیوانگی کو سارا کالج جانتا تھا اور یہی میثم خان کی دیوانگی من تشنہ کو اس کے پاس لے آئی تھی، وہ دونوں یکجان اور دو قالب تھے۔ کالج کی ساری لڑکیاں اس پر رشک کرتی تھیں کہ اسے اتنا چاہنے والا ساتھی ملا تھا، اس سب میں من تشنہ کی دو خوبیاں شامل تھیں۔ اس کی سادگی اور اس کی خوبصورتی۔ وہ خوبصورتی جس سے وہ انجان نہیں تھی پھر اسے خود کو بنا سنوار کر رکھنے کا طریقہ بھی آتا تھا۔

وہ دونوں کالج کے گراؤنڈ میں چلے آئے جہاں پر وہ دونوں اکثر بیٹھتے تھے۔ یہ گراؤنڈ سے تھوڑا سا ہٹ کے حصہ تھا جہاں برگد کے پیڑ کے نیچے وہ دونوں ایک دوسرے کے کندھے پر سر رکھ کر ساری دنیا کو بھول جاتے تھے، بس اک دوسرے میں کھو جاتے تھے۔ اس وقت بھی وہ اسی پیڑ کے نیچے آبیٹھے تھے۔ میثم خان مدہوش سا اسے ہی دیکھ رہا تھا جیسے اس کے سوا کچھ نظر ہی نہ آرہا ہو یا پھر یہ کہ وہ دیکھنا ہی نہ چاہتا ہو، سحر زدہ سا ساکت، بے خود سا۔

''ایسے کیا دیکھ رہے ہو میثم! میں وہی تو ہوں جسے تم روز دیکھتے ہو''۔ وہ مسکراتی ہوئی بولی تھی۔

دور گھنگھرو سے بجے تھے یا پھر کسی نئی نویلی دلہن کی چوڑیوں نے شور کیا تھا، ایسی تھی اس کی آواز، دل

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

میں اتر جانے والی، اگلے کو بے خود اور پاگل کر دینے والی، اسی لئے تو میثم خان اس پر مرتا تھا۔

''نزاکت لے کر آنکھوں میں وہ ان کا دیکھنا
یا الٰہی ہم انہیں دیکھیں یا ان کا دیکھنا دیکھیں''

وہ سحر زدہ سا گنگنایا تھا تبھی اپنی پچھلی یادوں کو کھنگالتے ہوئے بولا۔

''من تشنہ! تمہیں یاد ہیں وہ دن جب میں نے تمہیں پہلی بار دیکھا تھا۔ سارا سارا دن میں کالج میں تمہارے پیچھے پھرتا رہتا تھا، پڑھنا لکھنا، کھانا پینا تک بھول گیا تھا، مجھے ہر وقت ہر جگہ صرف تم ہی تم دکھائی دیتی تھیں، میں خود اپنی ہی دیوانگی پر حیران ہو جاتا تھا۔ اکثر راتوں کو جب نیند نہیں آتی تھی تو سوچتا تھا کہ میں میثم خان کیا ہوں۔ تمہارے سامنے میری، میری محبت کی اوقات کیا، تم تو جانتی ہی ہو کہ میں نے جب آنکھ کھولی تو میرا باپ مر گیا، جب چلنا سیکھا تو ماں مر گئی، پھر باقی رشتے داروں نے مجھے یتیم خانے بھیج دیا، وہاں پر میں نے پرورش پائی۔ ہنسنا تو میں جانتا تک نہ تھا دنیا سے مجھے نفرت تھی مگر تمہیں دیکھنے کے بعد میں ہنسنے لگا، دنیا مجھے بہت خوبصورت لگنے لگی، مگر میں ٹھہرا لاوارث جو شام کو ٹیوشن دے کر صبح کو کالج آتا ہے اور پھر جب میں نے تم سے اپنے جذبوں کا اظہار کیا تھا یاد ہے ناں تمہیں وہ دن''۔

''ہاں وہ دن میں کیسے بھول سکتی ہوں میثم! جب تم نے اسی پیڑ کے نیچے مجھ سے کہا تھا کہ تم مجھ سے محبت کرتے ہو، تم نے پوری سچائی سے مجھے اپنے بارے میں سب کچھ بتا دیا تھا۔ تب میرے دل نے مجھ سے کہا کہ اگر میں نے تمہیں ٹھکرا دیا تو شاید کبھی خوش نہ رہ سکوں''۔ وہ اس کے سوالیہ انداز پر مسکرا کر بولی تھی۔

''اور آج ہم دونوں یہاں پر بیٹھے ہیں جہاں پر بیٹھنے کے میں اکثر خواب دیکھا کرتا تھا۔ تم میرے لئے میرے وجود سے بھی بڑھ کر ہو، پلیز کبھی مجھے چھوڑنا نہیں ورنہ میں جی نہ سکوں گا''۔

''کیسی باتیں کر رہے ہو تم، میں کیوں چھوڑوں گی بھلا تمہیں، ہم دونوں ہمیشہ ساتھ رہیں گے چاہے کچھ بھی ہو جائے''۔ وہ ایک یقین سے بولی تھی، پریڈ کی بیل ہوئی تو وہ دونوں کلاس کی طرف بڑھ گئے جبکہ برگد کے درخت پر بیٹھی کوئل نے اپنی خوبصورت آواز میں اسے خبردار کرنا چاہا تھا مگر نہ کر سکی، کیونکہ وہ اس کی محبت میں بہت دور تک چلی آئی تھی جہاں سے واپسی ناممکن تھی۔

☆.....☆.....☆

''اماں! اری او میری پیاری اماں، کدھر ہے تو''۔

''ادھر ہوں میں گائے کے پاس''۔

گل نین بھاگتی ہوئی اماں خیراں کے پاس پہنچی اور چہکتے ہوئے بولی۔

''اماں! تجھے پتہ ہے مارے گاؤں وچ نیو استانیاں آئیں ہیں اور ہاں اماں ایک استانی تو اتنی پیاری ہے کہ حد نہیں، انہوں نے اتنے سوہنے سوہنے کپڑے پہن رکھے ہیں ناں کہ قسم سے''۔

''اری او مرجانیاں میں کی کراں، میرا دماغ کیوں کھا رہی ہے''۔

''اماں! میری پیاری اماں ابے سے کہہ کر میرا اسکول میں داخلہ کرا دے ناں، دیکھ ناں اماں میں تیری اکوں اک دھی ہوں ناں، میرا کہا مان لے ناں''۔

''اچھا اچھا جھلی نہ ہو، رات کو کہوں گی تیرے ابا سے، چل اب جا یہ گھڑے بھر لا کنویں سے، تیرے بھا (بھائی) آتے ہوں گے زمینوں سے، روٹی دی تو کھانی ہے ناں انہوں نے، تو تو بس رات دن گاؤں کی لڑکیوں کے ساتھ پھرتی رہتی ہے مجال ہے میرا کجھ وی خیال کرلے کہ کلی بڈھی ماں سارا دن گھر کا کام کرتی ہے''۔ اماں خیراں اسے گھڑے پکڑا کر بڑبڑائیں جبکہ وہ خوشی سے جھومتے ہوئے ایک گھڑا سر پر اور ایک گھڑا

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کمر پر ٹکاتے کنویں کی طرف چلنے لگی۔

آسمان پر ہلکے ہلکے بادل چھائے ہوئے تھے سردیوں کے شروع کے دن تھے موسم بھی بڑا خوبصورت ہو رہا تھا، دور دور تک پھیلا سبزہ درمیان میں پگڈنڈی اور اس پر چلتی گل نین اپنے مستقبل کے خواب دیکھتی مسکراتی ہوئی چل رہی تھی کہ وہ کسی سے جا ٹکرائی، ایک پل کے لئے تو اسے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے کسی تناور درخت سے جا لگی ہے، سر ایکدم چکرایا کمر اور سر والا گھڑا دور جا گرا، چھن کی آواز سے کئی ٹکڑوں میں بٹ گیا تھا، اس سے پہلے کہ وہ بھی پیچھے کی طرف گرتی دو مضبوط ہاتھوں نے اسے بچانے کے لئے بے اختیار ہی اپنی طرف کھینچا اور وہ کسی ٹوٹی ہوئی شاخ کی طرح اس کے گلے آ لگی تھی۔

حواس بحال ہوتے ہی اس کی نظر کچی پگڈنڈی پر ٹوٹے ہوئے گھڑوں پر پڑی تو وہ وہیں بیٹھتے ہوئے سر پر ہاتھ رکھ کر دکھ بھری آواز میں بولی۔

"او میرے خدا! اے کی ہو گیا مر گئی میں، اماں تو میری جان لے لے گی اور مجھے اسکول بھی نہیں بھیجے گی اور اس موٹے گندے کالے ارشد سے میرا نکاح پڑھوا کر بھیج دے گی اپنی بہن کے گھر، میں کی کراں میرے ربا"۔ وہ اپنی موٹی موٹی آنکھوں میں آنسو بھر کر بولی تو اجنبی اسے دلچسپی سے دیکھتا ہوا شرمندہ ہو کر بولا۔

"دیکھئے! میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں کہ..."

"کیا، کیا چاہتے ہیں آپ معذرت، ارے ایک تو میرا نقصان کر دیا آپ نے اور اوپر سے... مجھ سے مانگ بھی رہے ہو، وہ کیا تھا لفظ ارے ہاں معذرت"۔

"دیکھئے معذرت نہیں معذرت، میرا مطلب ہے کہ معافی مانگ رہا ہوں"۔

"ارے ایسے کیسے معاف کر دوں، اماں تو مجھے معاف نہیں کرے گی تو میں کیسے تجھے معاف کر دوں، تجھے تو میرا نقصان پورا کرنا پڑے گا"۔ وہ سامنے کھڑے جینز شرٹ والے اجنبی سے غصے سے بولی تو وہ جلدی سے جیب سے پیسے نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔

"یہ لیں آپ ان سے گھڑے خرید لینا، اب تو آپ کی اماں بھی آپ کو معاف کر دے گی تو آپ مجھے بھی معاف کر دیں ناں"۔ گل نین نے حیرت سے اجنبی کو دیکھا تھا پھر پیسے پکڑ کر مڑی ہی تھی جب وہ اجنبی بولا۔

"وہ تو دیتی جاؤ"۔

"کیا؟" وہ حیرت سے مڑی تو وہ شرارت سے بولا۔

"معذرت"۔

"دے دی"۔

"کیا؟"

"ارے وہی معافی اور کیا"۔

"ویسے میرا نام احسن ہے پاس کے گاؤں سے آیا ہوں، وہ ارشد کا دوست ہوں میں، اسی موٹے کالے ارشد کا"۔

"اوئے ربا! تسی سب کچھ سن لیا"۔

"تے ہور کی (تو اور کیا)" وہ مسکرا کر بولا تو گل نین دم دبا کر بھاگی کہ اسے خاصی دیر ہو چکی تھی جبکہ احسن اسے دور تک جاتے ہوئے دیکھتا رہا تھا۔

☆.....☆.....☆

"او مائی گاڈ! ماما ڈیڈ، بچاؤ میں مر گئی"۔ من تشنہ اپنے واش روم سے جیسے ہی نکلی اس کا پاؤں کارپٹ سے اٹکا اور وہ دور جا گری تھی، پھر کیا تھا کہ اگلے ہی پل اس کی چیخوں سے پورا من تشنہ ہاؤس گونج اٹھا تھا۔ نوکر، امان، علیزے، ماما سب اس کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ وہ رو رو کر ہلکان ہو گئی تھی۔ ماما نے جلدی سے ارشد فاروق کو فون کیا تھا جو کہ ایک اہم میٹنگ میں مصروف تھے، سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے وہ بھاگے چلے آئے تھے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''کیا ہوا، من تشنہ ٹھیک تو ہو جائے گی ناں؟''

''ارے سر جن صاحب! آپ بیکار میں پریشان ہو رہے ہیں وہ بالکل ٹھیک ہیں، بس ان کے پاؤں کا ذرا سا ناخن اترا ہے جس میں سے ہلکا سا خون رس رہا ہے، آپ فکر نہ کریں وہ جلدی ٹھیک ہو جائے گی، آپ نے ایسے ہی اتنے سارے ڈاکٹرز کو بلا لیا ہے، خیر اب ہم چلتے ہیں او کے''۔ شہر کے مشہور ڈاکٹر داجد نے مسکرا کر ان سے کہا تھا اور آگے بڑھ گئے تھے۔

من تشنہ کے کمرے میں ڈاکٹرز کی ایک بھیڑ سی لگی تھی۔ ماما بار بار آنسو چھپانے کی کوشش میں ہلکان تھیں، امان اور علیزے آنسو بہاتے ہوئے اسے دیکھ رہے تھے جو بیڈ پر سو رہی تھی۔ ڈیڈ مارے پریشانی کے ادھر سے اُدھر چکر لگا رہے تھے۔ ڈاکٹرز کے جواب نے انہیں تھوڑا سا حوصلہ دیا تھا۔ بیمار ہونے کی وجہ سے وہ کالج بھی نہیں جا سکی تھی جب میثم کا فون آیا اور اس نے اسے بتایا تو وہ دیوانوں کی طرح بھاگتے ہوئے اس کے گھر کے پاس والے گراؤنڈ میں چلا آیا تھا۔ سارا دن وہ وہیں سے ہی من تشنہ کو دیکھتا رہا تھا کیونکہ من تشنہ کے کمرے کی بالکونی اسی گراؤنڈ کی طرف تھی، وہ اسے ہی دیکھتے ہوئے مڑی تھی کہ حیران رہ گئی، ڈیڈ اس کے پیچھے کھڑے تھے۔

''کون ہے یہ؟''

''جی وہ، ڈیڈ! یہ میثم ہے میرا کلاس فیلو''۔

''صرف کلاس فیلو...؟''

''ہم ایک دوسرے کے ساتھ اپنی پوری زندگی گزارنا چاہتے ہیں''۔

وہ پرسوچ انداز میں بولے تھے۔

''ہوں، تم آج اسے لنچ پر بلا لو میں میثم سے ملنا چاہتا ہوں''۔

''او سچ ڈیڈ! مجھے یقین تھا کہ آپ میری پسند کو ناپسند نہیں کریں گے، تھینک یو سو مچ''۔ وہ خوشی سے کھلکھلاتے ہوئے بولی تو وہ مڑ کر باہر کی طرف بڑھ گئے۔

من تشنہ نے جلدی سے اسی وقت میثم کو کال کی۔

''ہیلو میثم! میں نے ڈیڈ کو ہمارے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے، وہ تم سے ملنا چاہتے ہیں، آج تمہیں لنچ پر بلایا ہے''۔

''کیا، وہ مان گئے؟''

''میں نے کہا تھا ناں کہ میرے ڈیڈ مجھے کبھی منع نہیں کرتے، بابا کے مرنے کے بعد بھیا نے ہی مجھے پال پوس کر بڑا کیا ہے اور میں انہیں ہی ڈیڈ کہتی ہوں، تم تو جانتے ہی ہو کہ وہ مجھ سے کتنا پیار کرتے ہیں۔ جان چھڑکتے ہیں وہ مجھ پر، اگر مجھے ذرا سی بھی تکلیف ہو جائے تو وہ پورے شہر کو اکٹھا کر لیتے ہیں۔

''لیکن کیا تم نے انہیں یہ بتایا ہے کہ میرے مما پاپا نہیں ہیں، میں کچھ کماتا نہیں ہوں، وہ ایسے کیسے مجھ سے تمہاری شادی کر دیں گے۔ اتنے بڑے سر جن ہیں وہ اپنی بہن کا رشتہ وہ مجھ سے کیسے کر دیں گے، ان کے دل میں بھی تو خواہش ہو گی ناں کہ تمہاری شادی ان کے ہی اسٹیٹس میں ہو''۔

''تم ایسا کچھ مت سوچو، میں نے کہا ناں انہوں نے آج تک میری ہر خواہش پوری کی ہے، بس تم آج لنچ پر آ رہے ہو، ڈن''۔

''ٹھیک ہے''۔ اس کے فیصلہ کن انداز پر میثم خان مسکرا کر بولا تھا اور پھر وہ دونوں اپنے مستقبل میں کھو سے گئے تھے۔

☆.....☆.....☆

آج وہ پورے دل سے تیار ہوئی تھی۔

''یہ ہیں میثم خان''۔ کی آواز پر انہوں نے جیسے ہی مڑ کر دیکھا تو ساکت رہ گئے تھے جبکہ میثم خان سلام کر کے جیسے ہی آگے بڑھا تھا کہ ارشد فاروق ایکدم کھڑے ہوتے ہوئے دھاڑے تھے، غصہ، نفرت ان کے چہرے سے صاف چھلک رہے تھے۔

''رک جاؤ وہیں پر ایک قدم بھی آگے مت بڑھانا، تجھے میری بیٹی ہی ملی تھی آج میں تمہیں زندہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نہیں چھوڑوں گا"۔

"کیا ہوا ڈیڈ؟" من تشنہ ساکت سی بولی تھی۔

"گارڈ، گارڈ اسے مار مار کر یہاں سے باہر نکال دو، میں اس کی شکل تک نہیں دیکھنا چاہتا"۔

"ڈیڈ! یہ میثم ہے"۔

"اچھا یہ ہے آپ کی پسند، مجھے حیرت ہے آپ کی پسند پر"۔

گارڈ کھینچتے ہوئے میثم کو باہر لے گئے تھے۔

"یہ کیا کیا آپ نے ڈیڈ! میری محبت کا مذاق بنایا آپ نے، آئی ہیٹ یو ڈیڈ مجھے نفرت ہے آپ سے"۔ وہ روتے ہوئے کمرے کی طرف بھاگ گئی۔

"یہ سب کیا تھا ارشد فاروق صاحب!"

"آپ نہیں جانتیں یہ میثم ایک نمبر کا دھوکے باز انسان ہے، لڑکیاں سپلائی کرتا ہے، دو سال تک امریکہ کی جیل میں بھی بند رہا ہے، تم پلیز من تشنہ کو سنبھالو، جاؤ"۔ وہ پریشانی سے پُرانداز میں بولے تھے۔ ماما بھی اس کے کمرے کی طرف بھاگی تھیں، وہ بیڈ پر گری بری طرح رو رہی تھی۔

"من تشنہ! میری جان ایسے مت روؤ، دیکھو"۔

"ماما پلیز! مجھے تنہا چھوڑ دیں، آج ڈیڈ نے میرا دل توڑا ہے، اچھا تو میں اب بھی یہ میری شادی کسی امیر کبیر خاندان میں کرنا چاہتے ہیں، تو آپ بھی جا کر ان سے کہہ دیں کہ میں میثم کے علاوہ کسی سے بھی شادی نہیں کروں گی"۔

"لیکن بیٹا!"

"چلی جائیں آپ ماما پلیز چلی جائیں"۔ وہ چیخ کر بولی تھی، رو رو کر ہلکان ہوئی جا رہی تھی وہ، ماما کچن کی طرف بھاگی تھیں کہ اس کے لئے دودھ لا سکیں تبھی میثم کا فون آیا تھا۔

"میں نے کہا تھا ناں کہ تمہارے ڈیڈ ہمارے رشتے کے لئے نہیں مانیں گے، غریب سے تمہاری شادی کرنے میں ان کی ناک کٹتی ہے تمہاری خوشی کی انہیں کوئی پروا نہیں ہے ناں، اگر انہیں مجھ سے کوئی فرق نہیں پڑتا تو مجھے بھی ان سے کوئی فرق نہیں پڑتا، مجھے تمہارا دوسرا پلان قبول ہے۔ کل 12 رات بجے تم گراؤنڈ میں آ جانا وہاں سے ہم دونوں سیدھے ہائی کورٹ جا کر نکاح کر لیں گے"۔ یہ کہہ کر اس نے اپنا فون بند کر دیا۔ کچھ دیر بعد ماما دودھ لے کر آئیں تو وہ سوئی بن گئی۔ وہ دودھ اس کے پاس رکھ کر اس کی پیشانی پر پیار کرتی باہر چلی گئیں۔

"ڈیڈ! میں آج یہ گھر چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جا رہی ہوں آپ میری فکر مت کرنا کیونکہ میرے پاس میری محبت ہے اور جس کے پاس محبت ہوتی ہے وہ کبھی بھی تنہا نہیں ہوتے۔ آپ نے میری ہر خواہش پوری کی مجھے ہر خوشی دی یہ آپ کا فرض تھا کوئی احسان نہیں تھا آپ کا مجھ پر، میں میثم کے ساتھ ہمیشہ خوش رہوں گی، مجھے تو نہ آپ کی ضرورت ہے اور نہ ہی آپ کی دہلیز کی، مگر پلیز جو آپ نے میرے ساتھ کیا وہ کبھی بھی علیزے کے ساتھ مت کرنا۔ من تشنہ جواب آپ کی کچھ نہیں لگتی"۔

خط لکھنے کے بعد وہ مڑی، اس نے حسرت سے ایک آخری نظر اس گھر کو دیکھا جس میں اس نے اپنی زندگی کا ایک ایک خوبصورت پل گزارا تھا اور آج صرف اپنے پیار کے لئے وہ اس گھر کو چھوڑ کر جا رہی تھی۔ باہر رات کی تاریکی کو چیرتی ہوئی ہارن کی آواز ایک بار پھر سے گونجی تھی، میثم باہر ٹیکسی لئے اس کا انتظار کر رہا تھا، وہ مڑی اور رات کی تاریکی میں گھر کی دہلیز پار کر گئی۔ یہ سوچے بنا کہ اس کے بعد کیا ہوگا۔ کیا سب کچھ ویسا ہی ہوگا جیسا اس نے سوچا تھا؟

☆.....☆.....☆

رات کی تاریکی میں اس نے ایک آخری نظر اپنے گھر کو دیکھا تھا جہاں اس نے چلنا سیکھا تھا، جہاں اس نے ایک ایک پل گزارا تھا اپنی زندگی کا اور آج وہ اس گھر کو اپنی کچھ دنوں کی محبت کے لئے چھوڑ

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کر جا رہی تھی۔ نجانے کیوں اس کا دل گھبرانے لگا، ایک پل کے لئے تو اس کے دل میں آیا کہ اس گھر سے کبھی نہ جائے مگر اگلے ہی پل بغاوت نے اس کے دل پر قبضہ کرلیا۔

''جب انہیں میری خوشیوں کی پروا نہیں ہے تو میں ان کی پروا کیوں کروں، وہ ماں باپ ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ میری خوشی کا خیال کریں مگر انہیں جب میری کسی خوشی کا احساس نہیں ہے تو میں کیوں کروں؟'' وہ غصے سے سوچتے ہوئے مڑی اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی گیٹ کے پاس چلی آئی جہاں پر واچ مین کرسی پر بیٹھا سو رہا تھا۔

اس نے آہستہ سے گیٹ کھولا اور بھاگتی ہوئی سامنے بنے گراؤنڈ میں چلی آئی جہاں پر میثم خان ٹیکسی میں اس کا انتظار کر رہا تھا، اسے آتا دیکھ کر بے اختیار اس کی طرف لپکا۔

''تم ٹھیک تو ہو؟''

''ہاں میں ٹھیک ہوں''۔ اس نے جواب دیا اور ٹیکسی میں سوار ہوگئی۔ گاڑی انجانی سی منزل کی طرف رواں دواں تھی، اس نے تھک کر اپنا سر سیٹ کی پشت سے ٹکا لیا اور آنکھیں بند کرلیں، میثم خان اس کا ہاتھ تھام کر بولا۔

''تم پریشان نہ ہو، ہم کل صبح نکاح کر کے جب واپس آئیں گے تب تمہارے پاپا ہمیں معاف کردیں گے۔ ہم کچھ غلط نہیں کر رہے سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ میں نے سارا انتظام کرلیا ہے یہاں سے ہم ہوٹل جائیں گے رات وہاں پر رہیں گے صبح ہائی کورٹ میں جا کر نکاح کرلیں گے، بے فکر رہو''۔

''ہوں''۔ اس نے آہستہ سے جواب دے کر رخ موڑ لیا اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔ انجان سی سڑک انجان سی منزل انجان سی وہ من تشنہ راشد فاروق ہر چیز سے ہر بات سے بے خبر اپنی انجانی سی سوچوں میں گم تھی۔ ایک نیا دن ایک نیا موڑ اس کا منتظر تھا۔

☆.....☆.....☆

''آ گئی تو، ارے یہ گھڑے تو نئے ہیں شاید''۔ اماں خیراں اسے دیکھتے ہی بولی تو اس نے اماں کو ہر بات لفظ بہ لفظ بتا دی جبکہ اماں خیراں سر تھام کر بولی۔

''اری پگلی یہ تو نے کیا کیا، کوئی تمیز کوئی شعور نہیں ہے تجھے، چل اب جلدی سے صحن میں چارپائیاں نکال دے، تیرا ابا آتا ہوگا''۔

''اچھا''۔ کہہ کر وہ چارپائیاں نکالنے لگی تبھی ابا اور بھائی چلے آئے۔ اس نے اماں کو اشارہ کیا کہ وہ اس کے اسکول کا پوچھے اور اماں کے پوچھنے پر ابا سختی سے بولا۔

''کوئی ضرورت نہیں ہے مزید پڑھنے کی، گھر داری سیکھا اب اسے آخر سال بعد اس کی شادی وی تو کرنی ہے ناں''۔

''صحیح کہہ رہا ہے ابا، کوئی ضرورت نہیں ہے اور پڑھنے کی''۔ بھائی بولا۔

''دیکھو نا ابا میں تیری اکوں اک دھی ہوں، تو میری خواہش پوری نہیں کرے گا، مان جا ناں ابا تجھے میری قسم''۔

''اچھا ٹھیک ہے پڑھ لے جتنا پڑھنا چاہتی ہے تو، بس اک گل یاد رکھنا میری عزت تیرے ہتھ وچ ہے خیال کرنا کہیں میرا سر نہ جھکا دینا''۔

''نہیں ابا! گل نین مر جائے گی پر تیری عزت پر داغ نہ لگنے دے گی''۔ اس نے خوشی سے کہا اور ابا کے سینے پر سر رکھ دیا جبکہ اللہ وسائے کو اپنے اندر ایک سکون سا محسوس ہونے لگا تھا۔

☆.....☆.....☆

ان کی ٹیکسی ایک جھٹکے سے کسی چھوٹے سے ہوٹل کے سامنے رکی تھی۔ میثم خان ٹیکسی سے اس کا بیگ نکالتے ہوئے بولا۔

''من تشنہ! ہم لوگ آج رات یہاں رہیں گے،

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

میرے پاس جتنے پیسے تھے ان سے میں صرف ایک کمرہ ہی افورڈ کر سکتا ہوں، تمہیں مجھ پر اعتبار تو ہے ناں"۔

"ہاں، کیسی باتیں کر رہے ہو تم پر اعتبار ہی کیا ہے تو یہاں تک آئی ہوں، اگر اعتبار نہ ہوتا تو میں یہاں نہ ہوتی، سب کچھ ٹھیک تو ہو جائے گا ناں"۔

"تم کیوں پریشان ہوتی ہو میں نے کہا ناں سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا، ہمارے دو تین بچے ہوں گے ایک اچھا سا گھر ہوگا جہاں محبت اور عزت سے ساتھ رہیں گے"۔

"اور دہلیز...؟" وہ دکھ سے چور لہجے میں بولی۔

"وہ بھی"۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا اور کمرے کے اندر چلا آیا، وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے یہاں تک آئے تھے۔ یہ ایک بڑا سا کمرہ تھا ایک بیڈ ایک صوفہ چھوٹا سا ٹی وی، اٹیچ واش روم، ہوادار کمرہ تھا۔ میثم خان بیگ رکھتے ہوئے صوفے کی طرف بڑھتے ہوئے بولا تھا۔

"میں یہاں صوفے پر سو جاتا ہوں، تم وہاں بیڈ پر سو جاؤ بے فکر ہو کر اور ہاں سکون سے سو جانا، ٹھیک ہے، ایک خوبصورت صبح ہمارا انتظار کر رہی ہے"۔ وہ محبت سے بھرپور انداز میں بولا تھا پھر سونے کی کوشش کرنے لگا، جبکہ من تشنہ بیڈ پر آ کر آرام سے سو گئی۔

رات کا نجانے کون سا پہر تھا جب اسے اپنے چہرے پر کسی کے لمس کا احساس ہوا تھا۔ اس نے کروٹ بدلتے ہوئے جیسے ہی آنکھیں کھولیں ساکت رہ گئی، میثم خان اس پر جھکا اس کے بے حد قریب تھا، یہاں تک کہ میثم خان کی گرم گرم سانسیں من تشنہ کا چہرہ جھلسا رہی تھیں۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی یا کرتی میثم نے اسے اپنے مضبوط بازوؤں میں لے لیا تھا اور اس کے لاکھ رونے چیخنے چلانے پر بھی اسے نہیں چھوڑا تھا۔

جب انسان محبت کے لئے دہلیز پار کرتا ہے تب عزت اس کا ساتھ چھوڑ دیتی ہے اور جب عزت اس کا ساتھ چھوڑ دیتی ہے تب محبت بھی منہ موڑ لیتی ہے۔ عزت نے بھی اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اسے پتہ ہی نہیں چلا کب وہ ہوش و خرد سے بیگانی ہو گئی۔

☆.....☆.....☆

صبح کو گل نین اپنی کتابیں لئے پگڈنڈی پر مدہوش سی چلتی ہوئی اسکول کی طرف ہی جا رہی تھی کہ کسی کی آواز پر مڑی۔

"کیسی ہیں آپ؟" احسن مسکرا کر بولا تھا جبکہ گل نین جھٹکے سے اپنا پراندہ پیچھے کی طرف گراتے ہوئے بولی۔

"تجھے کیا میں جیسی بھی ہوں"۔

"مجھے ہی تو فرق پڑتا ہے ناں تجھ سے، اچھا ایک منٹ میری بات سن لو"۔

"کہو کیا کہنا ہے"۔

"مجھے ناں تم سے محبت ہو گئی ہے وہ بھی اس دن سے جس دن میں نے تجھے پہلی بار دیکھا تھا، تیری ان بڑی بڑی آنکھوں سے، تیرے اس پراندے سے، تیرے ہاتھوں میں پکڑے گھڑوں سے مجھے عشق ہو گیا ہے، نہ نیند آتی ہے اور نہ ہی سکون"۔

"چل ہٹ"۔ وہ شرما کر کہتے ہوئے اس کے قریب سے نکل کر بھاگتی چلی گئی تھی جبکہ احسن مسکراتے ہوئے اسے جاتا ہوا دیکھتا رہا تھا۔

☆.....☆.....☆

اس کی آنکھ تیز پڑتی روشنی کی چبھن سے کھلی تھی۔ اس کے جسم کا جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا۔ چہرے پر صدیوں کی تھکن رقم تھی۔ وہ کسی اور جگہ پر تھی پر کہاں، وہ نہیں جانتی تھی۔ سامنے موجود ایک خاصی عمر رسیدہ عورت اس کے سامنے کھانا رکھ کر بولی تھی۔

"تیرے جیسی لڑکیوں کا مقدر بھی بڑا عجیب ہوتا ہے، جس شخص سے محبت کر کے تم اپنے ماں باپ کو چھوڑ آتی ہو، وہی شخص تمہیں استعمال کر کے کسی گندے ٹشو پیپر کی طرح پھینک دیتا ہے یا پھر تمہاری

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

طرح کسی کو بیچ دیتا ہے۔ مگر اس میں تمہارے مقدر کا کیا قصور ہوتا ہے قصور تو تم جیسی لڑکیوں کا ہوتا ہے جو محبت کے لئے دہلیز پار کر لیتی ہیں پھر یہ سب کچھ ہونا تو تمہارا مقدر بن ہی جاتا ہے۔ چلو کھانا کھالو تمہارے زندہ رہنے کے لئے کھانا کھانا بہت ضروری ہے، چل کھالے اب"۔ وہ کچھ دکھ اور کچھ سختی سے بولتی ہوئی اٹھی، مڑ کر جیسے ہی جانے لگی من تشنہ تڑپ کر بولی۔

"کیا مطلب ہے آپ کا، میں یہاں پر کیسے آئی ہوں"۔

"بلال نے تجھے بیچ دیا ہے"۔

"بلال، کون بلال؟"

"وہی میثم خان جو تجھ سے محبت کا دعوے دار تھا، عشق کرتا تھا جو تجھ سے، 5 لاکھ لئے ہیں اس نے تیرے ہم سے، چل اب کھانا کھالے تو"۔ اس کے طنزیہ انداز پر من تشنہ ساکت رہ گئی۔ 5 لاکھ اس کی قیمت تھی اس کی محبت کی قیمت تھی یا پھر عزت کی۔

اس کے اردگرد جیسے دھماکے سے ہو رہے تھے۔ اس کا وجود ہوا میں اڑتا جا رہا تھا۔ کہیں بہت دور اوپر اور اوپر اور پھر ایکدم سے ہی وہ نیچے کی طرف گری تھی۔ نیچے بہت نیچے گہرا کنواں تھا گندگی سے بھرا اور وہ اس میں گرتی جا رہی تھی۔

"مجھے جانے دیں مجھے چھوڑ دیں میں مر جاؤں گی یہاں پر"۔

"خبردار جو یہاں سے جانے کی بات کی، یہاں پر کوئی آتا بھی ہماری مرضی سے ہے اور جاتا بھی ہماری مرضی سے ہے"۔

"آپ کو اللہ کا واسطہ ہے مجھ پر رحم کریں مجھے جانے دیں، میں ایک بار اپنی عزت کنوا چکی ہوں بار بار نہیں گنوا سکتی"۔

وہ من تشنہ جس کے ایک آنسو پر سب پریشان ہو جاتے تھے پاپا کی جان پر بن آتی تھی، آج وہی من تشنہ ایک اجنبی عورت کے پاؤں میں گری رو رو کر فریاد کر رہی تھی۔ رحم کی فریاد اپنی عزت کی فریاد، کیا واقعی اس نے اپنا مقدر خود بنایا تھا، جس دو دن کی محبت کے لئے اس نے اپنے ماں باپ کو چھوڑا تھا آج اسی محبت نے اس کا سودا کر دیا تھا۔

محبت بھی کبھی بدنام کرتی ہے؟ مگر آج بک گئی تھی محبت، محبت کے ہی سوداگر نے محبت کو بیچ دیا تھا اس کا سودا کر دیا تھا اور عزت نے من تشنہ کو کتنا کمزور کر دیا تھا کہ کبھی کسی کے سامنے نہ جھکنے والی من تشنہ آج کسی کے پاؤں پکڑے رو رہی تھی، پتہ نہیں اس کے مقدر میں کیا لکھا تھا کہ اس عورت نے اسے سیدھا کیا اور آنسوؤں سے تر اس کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے دکھ سے بولی تھی۔

"تمہارا چہرہ کتنا معصوم ہے نان اور تمہاری آنکھیں جنہوں نے شاید کبھی دکھ کو محسوس ہی نہیں کیا مگر تمہاری محبت ناجائز محبت تھی شاید اسی لئے تم نے محبت کے ساتھ ساتھ عزت اور رشتے دونوں گنوا دیئے۔ میں نے اگر تجھے چھوڑ بھی دیا تو تو کہاں جائے گی، ماں باپ کے گھر، مگر وہ تو تجھے قبول نہیں کریں گے"۔

"میں کہیں بھی چلی جاؤں گی، بس آپ مجھے چھوڑ دیں آپ بھی تو ایک عورت ہیں تو کیسے کسی دوسری عورت کا درد محسوس نہیں کر سکتیں"۔ اس کی بات پر وہ عورت اٹھی اور جھٹکے سے کمرے سے نکلتی چلی گئی۔ من تشنہ نے روتے ہوئے اس جگہ کو دیکھا۔

وہ ایک سادہ سا کمرہ تھا جس میں ایک چارپائی تھی ایک پانی سے بھرا گھڑا تھا، چھوٹا سا روشن دان تھا جو اس کمرے کو روشن کئے ہوئے تھا۔ اسے ایک پل کے لئے اپنا کمرہ یاد آیا، مہنگے ترین فرنیچر سے آراستہ کمرہ جس کی وہ ہر مہینے بعد قالین اور فرنیچر کو تبدیل کرتی تھی، مہنگے ترین صوفے کتابوں کی کپڑوں کی الماری جس میں اس کے اتنے کپڑے ایسے کھڑے تھے جنہیں اس نے چھوا تک نہ تھا اور آج اس نے ایک نظر خود کو دیکھا، میلے کپڑے، بکھرے بال، آنسوؤں سے تر آنکھیں جو کہ رو رو کر سرخ ہو گئی

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھیں۔ یہ کون تھی، کیا یہ وہی من تشنہ تھی جو ایک سوٹ کو ایک دن سے زیادہ نہیں پہنتی تھی، کیا یہ وہی من تشنہ تھی جو کبھی ہنستی تھی تو اس کی آنکھیں بھی اس کا ساتھ دیتی تھیں۔ وہ ایک بار پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رو دی، اب رونا اس کا مقدر ہی تھا۔

☆.....☆.....☆

''السلام علیکم استانی صاحبہ''۔ گل نین کلاس میں داخل ہو کر بولی تو سامنے کرسی پر بیٹھی استانی جس نے نقاب لگا رکھا تھا مسکراتے ہوئے بولی۔

''وعلیکم السلام! کیا نام ہے تمہارا؟''

''جی گل نین''۔

''اچھا بیٹھو''۔

ان کے کہنے پر گل نین نیچے بچھے ٹاٹ پر بیٹھ گئی اور کتابیں کھول کر پڑھنے لگی۔ اسے یہ نقاب والی استانی بے حد پسند آئی تھی جو ہمیشہ اپنے چہرے پر نقاب لگائے رکھتی تھی، ہر وقت مسکرا کر بات کرتی تھی۔

کچھ ہی دنوں میں گل نین اور استانی میں بہت اچھی دوستی ہو گئی تھی۔ گل نین استانی کی دوست بن کر بے حد خوش تھی اور دل لگا کر پڑھتی تھی پھر شام کو جب وہ پڑھ لیتی تب وہ استانی صاحبہ سے دنیا جہاں کی باتیں کیا کرتی تھی، پھر پتہ نہیں کب اور کیسے اس کی باتوں میں احسن کا بھی ذکر ہونے لگا وہ اکثر اس کے بارے میں باتیں کرنے لگی تھی، احسن یہ احسن وہ، اس نے آج یہ اسے کہا آج اسے یہاں ملا، ہر بات وہ استانی صاحبہ کو بتاتی تھی۔ وہ ساری باتیں جو وہ اماں سے نہیں کر سکتی تھی۔

ایک دن ایسے ہی باتوں باتوں میں گل نین روتے ہوئے بولی۔

''وہ استانی صاحبہ! اماں میری جلد سے جلد شادی کرنا چاہتی ہے آپ تو جانتی ہیں کہ میں احسن کے سوا...'' اتنا کہتے ہی وہ رونے لگی تو استانی صاحبہ کو وہ روتی ہوئی دو گہری آنکھیں یاد آ گئیں، محبت میں روتی محبت کو گنوا کر روتی آنکھیں۔

''تو یوں رو رو کر ہلکان نہ ہو، پہلے احسن سے بات کرو کہ وہ اپنے ماں باپ کو تمہارے رشتے کے لئے بھیجے، مجھے یقین ہے سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا''۔ وہ نظریں چراتی ہوئی بولی تھیں جبکہ گل نین نے ایک نئے عزم سے اپنی آنکھیں صاف کی تھیں۔

☆.....☆.....☆

''یہ لو اور یہاں سے بہت دور چلی جاؤ جہاں کوئی بھیڑیا تمہیں خریدیا بیچ نہ سکے۔ میں نے پچھلی طرف کا دروازہ کھول دیا ہے تم وہاں سے بھاگ جاؤ اور ہاں اگر ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا''۔ وہ کچھ پیسے اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولیں جبکہ من تشنہ نے ساکت سی نظروں سے انہیں دیکھا تھا پھر ایک جھٹکے سے پیسے پکڑتی ہوئی اٹھی اور پچھلے دروازے سے نکل کر بھاگتی چلی گئی۔

ایک بار پھر وہ رات کی تاریکی میں اکیلی سڑک پر بھاگ رہی تھی، صرف اپنی عزت بچانے کے لئے۔ سڑک کے دونوں طرف گھنا جنگل تھا وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کہاں جا رہی ہے مگر پھر بھی وہ بھاگتی جا رہی تھی۔ بے اختیار بھاگتے بھاگتے اس کے پاؤں سے جوتا نکل گیا تھا، دوپٹہ سر پر سے ڈھلک گیا تھا اسے تو جیسے کسی چیز کا ہوش ہی نہیں تھا۔ ایک جنون کی کیفیت اس پر طاری تھی اور پھر اس کی نظر جیسے ہی سامنے پڑی وہ ساکت رہ گئی۔

کھلے گریبان کے ساتھ آنکھوں میں ہوس لئے نشے میں مدہوش وہ تینوں آدمی جو سڑک پر بیٹھے جوا کھیل رہے تھے اس کی طرف بڑھے اور پھر وہ بھاگتی چلی گئی، وہ تینوں بھی اس کے پیچھے ہی بھاگ رہے تھے، کوئی اینٹ کا چھوٹا سا ٹکڑا اس کے پاؤں کو لگا تھا کہ وہ منہ کے بل جا گری تھی، ایک درد بھری چیخ اس کے گلے سے برآمد ہوئی تھی، سیدھے ہوتے ہوئے

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس نے ایک نظر اپنے پاؤں کو دیکھا تھا جس کے انگوٹھے کا آدھا ناخن اتر چکا تھا اور جہاں سے اب خون نکل رہا تھا۔ اسے اس پل وہ دن یاد آیا جب وہ کار ریٹ پر گری بھی کتنا روئی تھی وہ، ماما ڈیڈ کیسے اسے روتا ہوا دیکھ کر پاگل سے ہو گئے تھے، یہاں تک کہ ننھی سی علیزے اور اماں بھی اس کی حالت پر رونے لگے تھے۔ اس پل پتہ نہیں اسے کیا کیا یاد آ گیا تھا، اس نے روتے ہوئے ماما کو آواز دی تھی، ڈیڈ کو پکارا تھا کہ شاید ہمیشہ کی طرح وہ اس وقت بھی تڑپ کر آ جائیں مگر وہاں دور دور تک کوئی بھی نہیں تھا اس کی پکار سننے والا، اس کی آواز پر بھاگ کر آنے والی ماما بھی نہیں تھیں وہاں۔

وہ روتے ہوئے دوبارہ چیخی تھی۔

''ماما، ڈیڈ! آپ کی من تشنہ تکلیف میں ہے مجھے بچا لیں ماما آپ ہمیشہ کی طرح مجھے اپنی گود میں چھپا لیں، کوئی تو میری فریاد سنے، ڈیڈ آپ کی من تشنہ آج اکیلی ہے اور دیکھیں میرا خون بھی نکل رہا ہے مجھے درد ہو رہا ہے ڈیڈ تکلیف سے میں مری جا رہی ہوں، آپ کی جان من تشنہ مر رہی ہے ڈیڈ پلیز ہمیشہ کی طرح مجھے بچا لیں''۔ وہ روتے ہوئے کہتی وہاں سے اٹھی مگر اس وقت نہ ہی ماما آئی تھیں اور نہ ہی ڈیڈ نے مڑ کر دیکھا تھا۔

وہ اٹھی اور روتے ہوئے پھر بھاگنے لگی، وہ تینوں کہیں بہت پیچھے رہ گئے تھے، تبھی سامنے سے آتی کسی گاڑی سے وہ بری طرح ٹکرائی تھی، آخر منظر اس نے دیکھا تھا کہ کوئی عورت اس پر جھکی ہوئی تھی۔

☆.....☆.....☆

''احسن! اماں ابا میری جلدی شادی کرنا چاہتے ہیں اس ارشد سے''۔ اس وقت وہ کھیتوں میں بیٹھے تھے جب گل نین دکھ سے بولی تھی۔

''اچھا، میں اماں ابے سے بات کرتا ہوں، دیکھتے ہیں پھر کیا ہوتا ہے اور ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا ہم دونوں کبھی بھی الگ نہیں ہوں گے، وعدہ رہا''۔ وہ وعدہ کرتے ہوئے بولا تو گل نین نظریں جھکا کر بولی۔

''اگر اماں ابا نہ مانے تو...؟''

''تو کیا ہم دونوں بھاگ کر شادی کر لیں گے''۔

''نہ نہ میں کبھی ایسا نہیں کروں گی''۔

''تو کیا تو میرے بغیر رہ لے گی؟''

''نہیں''۔

''تو پھر ہمیں یہ قدم اٹھانا ہی ہوگا، ٹھیک ہے، گل سن میری کل میں اپنے گھر والوں کو بھیجوں گا''۔

''ہوں، میں تو بس اتنا جانوں کہ میں تیرے بغیر نہ رہ سکوں''۔

''تو میں کون سا تم سے جدا ہو کر خوش رہوں گا''۔

''تو مجھے چھوڑ تو نہ دے گا؟''

''کبھی نہیں، میں تجھے محبت اور عزت کے ساتھ بیاہ کر اپنے گھر لے جاؤں گا''۔ وہ محبت سے بھرپور انداز میں بولا تو گل نین نے شرما کر نظریں جھکا لیں۔

☆.....☆.....☆

اس نے آنکھیں کھولیں تو خود کو ایک خوبصورت سے کمرے میں پایا۔ ایک عورت سامنے بیٹھی پان کھانے میں مصروف تھی اسے ہوش میں آتا دیکھ کر بولی۔

''گھر سے بھاگی ہے تو؟'' اس کی بات پر اس نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔

''ہوں، میں بھی کہوں کہ رات کے اس پہر تو بھاگ کیوں رہی تھی، خیر اب پریشان نہ ہو کچھ دن یہاں پر رہ کر آرام کر پھر جانا، اب یہ دوائیں کھا لے، ٹھیک ہو جائے گی تو''۔ وہ کہہ کر اٹھیں اور کمرے سے نکلتی چلی گئیں۔ تبھی اس نے آئینے کے سامنے بیٹھ کر تیاری کرتی اس لڑکی کو دیکھا تھا۔ بلیک ہاف سلیوز میں وہ کندھے پر پرس لئے اٹھی ہی تھی کہ من تشنہ بولی۔

''سنئے! یہ کون سی جگہ ہے اور میں یہاں کیسے؟''

''یہ ہوسٹل ہے جو لڑکیاں اپنے گھروں سے باہر نوکری کرتی ہیں وہ یہاں پر رہتی ہیں، کل رات کو ہی

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

میڈم تمہیں لے آئی تھی، ایک بات کہوں"۔ اس سے پہلے کہ وہ لڑکی مزید کچھ کہتی کمرے میں کوئی دوسری لڑکی داخل ہوئی اور اس لڑکی سے بولی۔

"جاؤ تمہارا گاہک آگیا ہے"۔

"اچھا جاتی ہوں، تمہارا نام کیا ہے؟"

"من تشنہ"۔

"ہوں، میرا نام بانو ہے اور یہ مہرو ہے، کچھ چاہئے تو مہرو سے کہہ دینا وہ تمہیں لا دے گی"۔

"آپ کہاں جارہی ہیں؟"

"میں ایک پارلر میں کام کرتی ہوں تو رات کے وقت میرا گاہک آتا ہے، اسی لئے ہم دونوں روز رات کو جاتے ہیں تم اندر سے دروازہ بند کر کے سو جاؤ"۔ وہ کہہ کر دونوں باہر نکل گئیں۔

"اے میرے رب! تو خیر کر، میری عزت کی تو حفاظت فرما"۔ وہ روتے ہوئے بولی تھی۔

اسے ہوٹل میں رہتے ہوئے بہت دن ہو گئے تھے، وہ جب بھی جانے کی بات کرتی تو میڈم اسے مزید روک لیتیں۔ مہرو اور بانو اکثر رات کو غائب رہتی تھیں۔ اکیلی کمرے میں رہ رہ کر وہ بور ہو گئی تھی، بانو کچھ دیر پہلے ہی اپنے کام پر چلی گئی تھی جبکہ مہرو کو بخار تھا اسی لئے وہ آج نہیں گئی تھی بلکہ سو رہی تھی۔ من تشنہ آہستہ سے اٹھی اور باہر چلی آئی تھی۔ وہ جب سے یہاں آئی تھی کمرے سے باہر اس نے قدم نہیں رکھا تھا، بانو اسے کمرے سے نکلنے ہی نہیں دیتی تھی۔ سامنے ایک بڑی سی راہداری تھی جس کے اطراف کمرے بنے ہوئے تھے۔ وہ چلتی ہوئی باہر چلی آئی سامنے بڑا سا صحن تھا لڑکیاں بے باک کپڑے پہنے ہنستی مسکراتی ادھر سے ادھر آجا رہی تھیں تبھی اس کی نظر سامنے پڑی۔

میڈم کے ساتھ ہی کوئی آدمی کھڑا تھا اور وہ آدمی من تشنہ کو ہی دیکھ رہا تھا۔ تبھی پائل بندھے ناچتی بانو اس کی طرف بڑھی اور اسے بازو سے پکڑ کر گھسیٹتی ہوئی اندر کمرے میں لائی۔

"میں نے تمہیں باہر آنے سے روکا تھا ناں تو پھر تم باہر کیوں آئی تھیں"۔ ابھی وہ غصے سے کہہ ہی رہی تھی جب اندر ایک لڑکی داخل ہو کر بولی۔

"اسے تیار کر دو اس کے جانے کا وقت آگیا ہے"۔ اتنا کہہ کر وہ چلی گئی تو بانو دکھ سے اس کی طرف دیکھ کر بولی۔

"کاش تم باہر نہ نکلتیں تو کچھ اور دن بچ تو جاتیں"۔

"کیا مطلب مجھے صاف صاف بتاؤ کیا ہوا ہے"۔

"تم جہاں پر کھڑی ہوا سے کوٹھا کہتے ہیں جہاں پر راتیں جاگتی اور دن سوتے ہیں"۔

اس کی بات پر وہ نیچے زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی، وہ مزید بولی۔

"اب تمہاری بولی لگ گئی ہے میڈم نے تمہیں بیچ دیا ہے"۔

"تم نے کیوں دہلیز پار کی تھی، کیا تم نہیں جانتی تھیں کہ رات کی تاریکی میں گھر سے نکالا گیا ایک قدم آپ کو یہاں پر پہنچا دیتا ہے"۔ اس کی بات پر وہ ساکت رہ گئی اور پھر اس نے خود کو حالات کی دھار پر چھوڑ دیا۔ بانو نے اسے تیار کیا اور کمرے سے نکل گئی تبھی کمرے میں وہی آدمی داخل ہوا جو میڈم کے پاس کھڑا تھا۔

"بہت خوبصورت ہو تم قسم سے، میں تو تمہیں دیکھتے ہی عاشق ہو گیا ہوں"۔ اس کی بات پر من تشنہ کے دماغ میں جھٹکے سے آیا تھا یہاں سے بچ کر نکلنے کا ایک راستہ۔

☆.....☆.....☆

"اماں، ابا نہیں مانے استانی صاحبہ، میں آج رات احسن کے ساتھ چلی جاؤں گی، جنہیں میری خوشی کی پروا نہیں میں ان کی پروا کیوں کروں"۔ گل نین میں ایک پل کے لئے استانی صاحبہ کو من تشنہ نظر

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آئی تھی تبھی وہ دکھ سے بولیں۔

''تم جانتی ہو میں ہر وقت اپنا چہرہ کیوں چھپائے رکھتی ہوں، صرف اس لئے کہ یہ میرا چہرہ ہے''۔ کہتے ہوئے انہوں نے اگلے ہی پل اپنا نقاب اتار دیا اور گل نین کی نجانے کتنی چیخیں نکل گئی تھیں، ان کا پورا چہرہ بری طرح جلا ہوا تھا گردن تک جلا ہوا سیاہ چہرہ۔

''یہ دہلیز پار کرنے کا صلہ ملا ہے مجھے، ماما ڈیڈ کا دل دکھایا میں نے اپنی صرف کچھ دنوں کی محبت کے لئے اور اس محبت نے ساری زندگی کے لئے مجھ پر داغ لگا دیا۔ محبت ضروری ہے جینے کے لئے میں مانتی ہوں مگر عزت محبت سے بڑھ کر اہم ہوتی ہے اور دہلیز دونوں سے بڑھ کر۔ میں من تشنہ ہوں اپنے ڈیڈ کی لاڈلی، اپنی ماما کی جان، میثم خان کی محبت یا پھر ہوس۔ مجھے جب اس کوٹھے سے بچ کر نکلنے کا کوئی رستہ نظر نہیں آیا تو میرے دل نے کہا من تشنہ تمہاری خوبصورتی تمہیں برباد کر دے گی تم روز بکو گی تو ختم کر دو اپنی اس خوبصورتی کو، تب میں نے اس آدمی سے کہا کہ مجھے واش روم جانا ہے۔ میں نے واش روم جا کر خود کے چہرے کو زخمی کر لیا۔ وہاں سے میں یتیم خانے میں چلی آئی۔ واپس جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا تو کیا کرتی، خودکشی حرام ہے اور زندہ رہ کر میں خود کو بچا نہیں سکتی تھی۔ ایک راستہ تھا کہ اپنی خوبصورتی کو ختم کر دوں۔ میں نے محبت کے لئے دہلیز پار کی تو عزت بھی میرا ساتھ چھوڑ گئی۔ آج میں اکیلی ہوں تنہا تپتے صحرا میں کھڑی، نجانے کتنے عرصے سے میں نے آئینہ نہیں دیکھا، ہمت ہی نہیں ہوتی اپنا چہرہ دیکھنے کی۔ میں نہیں چاہتی کہ تم دوسری من تشنہ بنو، گل نین خود کو برباد ہونے سے بچا لو۔ ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا جو تم سے محبت کرتا ہے وہ کبھی تمہیں گھر چھوڑنے کا نہیں کہے گا، اسے خود سے بڑھ کر تمہاری عزت کی پروا ہو گی''۔ کہتے ہوئے من تشنہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی، اس کی داستان پر گل نین کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے۔

''میں دہلیز پار نہیں کروں گی استانی صاحبہ، کبھی نہیں''۔ اس کی بات پر من تشنہ روتے ہوئے بولی۔

''ماما نے ایک بار مجھ سے کہا محبت چھوڑنی پڑے تو چھوڑ دو پر دہلیز کبھی نہ چھوڑو کیونکہ جب دہلیز بندہ چھوڑ دیتا ہے ناں تب عزت بھی ساتھ چھوڑ دیتی ہے، آئی ایم سوری ماما مجھے معاف کر دیں، آپ کی من تشنہ نے آپ کی بات نہ مانی''۔ وہ دور خلا میں دیکھتے ہوئے دکھ سے بولی اور ایک بار پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

☆.....☆.....☆

''گل نین! میری جان جلدی آنا پھر مجھے زمین پر بھی جانا ہے''۔

''ارشد! تو بھی ناں، جب بھی باہر جاتا ہے مجھے دیکھے بغیر نہیں جاتا''۔

''کیا کروں تجھے دیکھے بغیر میرا دن نہیں گزرتا''۔ ارشد محبت سے بولا تو گل نین نے شرما کر اپنا سر جھکا لیا۔

''استانی صاحبہ! آپ نے مجھے برباد ہونے سے بچا لیا، آج آپ کی وجہ سے میں بہت خوشحال زندگی گزار رہی ہوں۔ آج نئے سال کا نیا دن شروع ہو رہا ہے ایک سال ہو گیا آپ کو مجھ سے دور ہوئے، آپ نے سچ کہا تھا انسان محبت کے بغیر تو رہ سکتا ہے مگر عزت اور دہلیز کے بغیر کبھی نہیں، صرف آپ کی وجہ سے آج میں ایک خوشحال زندگی گزار رہی ہوں، ارشد مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں، دیکھ دیکھ کر جیتے ہیں وہ مجھے۔ اس نئے سال میری دعا ہے کہ کوئی من تشنہ دوبارہ ایسی غلطی نہ کرے، کوئی لڑکی محبت کے لئے دہلیز کو پار نہ کرے''۔

خاموش اور ویران سے قبرستان میں گل نین من تشنہ کی ویران سی قبر پر بیٹھی دعا کر رہی تھی، اس کے ساتھ نئے سال کا نیا سورج بھی۔

☆.....☆.....☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

شازیہ مصطفیٰ عمران

افسانہ

ماں

"روشنی تم نے کھانا کھایا؟" جبین اس کے کمرے میں چلی آئیں، وہ سر تک چادر تان کے شاید سونے کی کوشش کر رہی تھی، جیسے ہی آواز آئی وہ اچھل ہی گئی۔

"جی کھالیا" ۔اس نے نرم اور مہین سی آواز میں کہا۔

Downloaded From
Paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

''اور کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتا دینا''۔ وہ اس کے کمرے میں طائرانہ نگاہ ڈال کے گویا ہوئیں۔ روشنی نے اپنے کمرے کو کافی سلیقے سے رکھا تھا، یہاں جب سے آئی تھی وہ صرف کمرے تک ہی محدود رہتی تھی۔

''جی اچھا''۔ وہ آہستگی سے گویا ہوئی۔

جبین اس کی خوبصورتی اور معصومیت دیکھ کر بہت پریشان ہو جاتی تھیں، اماں کے دنیا سے جانے کے بعد انہیں روشنی کی ہر وقت فکر رہتی تھی جانے کیوں انہیں ایسا لگتا تھا روشنی یہاں خود کو ایزی نہیں سمجھتی۔

''بیٹا! کچھ ویرلان میں آ کے بیٹھا کرو''۔

''میرا دل نہیں کرتا''۔ لہجہ اس کا افسردہ ہوتا تھا، روشنی کو کبھی کبھی اپنی ماں خود غرض ہی لگتی تھی۔ جبین نے صرف اپنے بارے میں سوچا تھا کبھی اس کا سوچا ہی نہیں، ماں تک کہنے کا تو حق نہیں دیا تھا، اسے پھر ماں جیسی اپنائیت بھی نہیں تھی۔ نانی نے ہمیشہ پیار و محبت اور توجہ دی تو وہ ماں ہی لگتی تھیں، ان کے جانے کے بعد کتنا روئی تھی اور سب سے زیادہ اپنے تنہا رہ جانے کا بہت دکھ تھا۔

''دل لگایا جاتا ہے تم نکلا تو کرو''۔

''میں یہیں ٹھیک ہوں''۔ روشنی یہ بھی نہیں چاہتی تھی کہ اس کی ماں کو اس کی وجہ سے کسی نئی پریشانی کا سامنا کرنا پڑے۔

''آپ آرام کریں میری فکر نہیں کریں''۔ جانے کیوں جبین کو ایسا لگا وہ ان پر طنز کر رہی ہو۔

''میں فکر نہیں کروں گی تو کون کرے گا؟''

''جبین ارے جبین کدھر ہو''۔ ایاز کی آواز آئی تو دونوں ہی سنبھل گئی تھیں۔

روشنی نے حسرت بھری نگاہ ان پر ڈالی، اس کی ماں تھیں وہ مگر وہ ماں نہیں کہہ سکتی تھی۔ کیونکہ جبین نے اس وقت روشنی کے باپ سے طلاق لی جب وہ پانچ سال کی تھی، جبین کو اپنی خوبصورتی کا بڑا غرور تھا، منیر اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا۔ منیر سے بھی انہوں نے پسند سے ہی شادی کی تھی مگر جبین کو تو پیسے دولت کی خواہش تھی، منیر سے بلا جواز ہی طلاق بھی لی اور ماں کے در پر آ کے بیٹھ گئیں۔ پانچ سالہ روشنی کو وہ اپنے ساتھ ہی لے آئی تھیں۔ منیر نے کتنا روکا مگر انہوں نے ایک نہ سنی تھی۔ پانچ سالہ روشنی کی شخصیت خراب کرنے میں جبین کا ہاتھ تھا دو سال بعد ہی انہوں نے ایک امیر آدمی سے شادی کر لی۔ جبین شروع سالوں میں بہت خوش رہی تھیں۔ اپنی پہلی شادی اور بیٹی کو مخفی ہی رکھا ہمیشہ روشنی کو یہی کہا دور پار کے رشتے دار تھے ان کی بیٹی ہے، ماں باپ سر پر نہیں تھے اس لئے اماں نے رکھ لیا اور روشنی کو یہی کہا وہ اسے باجی کہا کرے کیونکہ بقول جبین کے وہ خود ابھی کم عمر ہیں۔

چند ماہ پہلے اماں کا انتقال ہوا تو روشنی کو مجبوراً یہاں لانا پڑا۔ مگر وہ ایاز کے سامنے اسے رکھنا نہیں چاہتی تھیں کہیں حقیقت سامنے ہی نہ آ جائے۔

روشنی کو اپنی کم مائیگی کا شدت سے احساس ہوتا تھا اس کی خواہش تھی کوئی تو اس کا سگا ہو، وہ بے فکر ہو کے رہ سکے، یہاں بھی وہ کب تک رہے گی، کبھی اگر حقیقت کھل گئی تو جبین کی تو زندگی برباد ہو جائے گی اور وہ ایسا بالکل نہیں چاہتی تھیں۔

☆.....☆.....☆

ایاز کو شدت سے اولاد کی کمی محسوس ہوتی تھی، شادی کو 13 سال ہو گئے تھے اور جبین روز ان کی یہی بات سنتی تھی۔

''تم اپنا چیک اپ وغیرہ بھی کروا چکی ہو، مگر مجھے اولاد چاہئے، کوئی تو ہو جو میری اس دولت کا وارث ہو''۔

''ایاز! آپ کسی بچے کو گود لے لیں''۔

''نہیں اپنا بچہ اپنا ہی ہوتا ہے''۔ ایاز کی نگاہ روشنی پر تھی جو ٹیبل پر ناشتہ لگا رہی تھی، گھر کے کاموں میں وہ ملازمہ کے ساتھ لگ جاتی تھی۔

''آپ ناشتہ تو کریں''۔ جبین نے جیسے ان کی نگاہ روشنی پر سے ہٹائی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

ہائی کوالٹی پی ڈی ایف

ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ

کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ

ایڈ فری لنکس

ڈاؤنلوڈ اور آن لائن ریڈنگ ایک پیج پر

ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

Click on http://paksociety.com to Visit Us

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety

پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1

پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براؤزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بُک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بُک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-

http://paksociety.com

''جاؤ تم اپنے کمرے میں، ناشتہ ماسی لگا لے گی''۔ روشنی کب اس شخص کا سامنا کرنا چاہتی تھی، جس نے اس کی ماں پر قبضہ ہی جمالیا تھا۔

جبین کو احساس ہو گیا تھا اوپر والے نے اسے اولاد تو دی مگر وہ ماں نہیں کہلوا سکتی تھی اور دوبارہ اس نے اولاد ہی نہیں دی۔

''میری یہ دولت کس کام کی؟'' ایاز کو ہر دم یہی احساس رہتا تھا۔

''اوپر والے کو جب دینی ہوگی تو دے دے گا''۔ وہ انہیں ناشتہ سرو کرنے لگی تھیں۔

ایاز ناشتہ کر کے آفس کے لئے نکل رہے تھے، چالیس بیالیس سال کے وہ تھے گاڑی میں بیٹھنے جا رہے تھے، روشنی میں ان کا دھیان پھر الجھ گیا۔ روشنی لان میں آ گئی تھی دیکھ کر گھبرا گئی اور جھٹ اٹھ کے اپنے کمرے میں چلی گئی۔

''لڑکی اچھی ہے عمر کی کم ہے تو کیا ہوا؟'' ایاز احمد کا ذہن جانے کہاں کہاں سوچ رہا تھا۔

روشنی کو اس شخص کی نگاہوں سے وحشت ہوتی تھی، وہ جب بھی اسے دیکھتا تھا، اس نے ابھی تک جبین سے اس بارے میں بات نہیں کی تھی اور وہ کرنا بھی نہیں چاہتی تھی۔ اگر ماں والی محبت سے رکھا ہوتا تو وہ جبین کے قریب بھی ہوتی، بھی ماں کہلوانے سے وہ احساس محبت اور پیار شفقت مامتا وی ہی نہیں تھی جس کی بنا پر وہ جبین سے اپنے دل کے معاملات بھی شیئر کرتی۔

نانی اس دنیا سے کیا گئیں جیسے وہ اسے حالات کے سرد و گرم کے تھپیڑوں کے حوالے کر گئی ہوں، راتوں کو انہیں یاد کرتے روتی تھی، اپنی کم ہمتی پر سلگتی تھی اندر کے مچلتے طوفان کو روکے ہوئے تھی، کسی کے سامنے وہ روکے اس طوفان کو نکالے۔

''کاش... نانی آپ کے ساتھ میں بھی چلی جاتی''۔ کروٹ بدل کے وہ سسک ہی پڑی تھی۔

روشنی کو دروازے پر آہٹ سی محسوس ہوئی، کوئی لاک کھما کے اندر آنا چاہتا تھا مگر لاک ہونے کی وجہ سے شاید واپس چلا گیا تھا۔

''مجھے پتہ ہے امی آپ ہیں مگر میں آپ کے اندر کے ڈر کو جانتی اور سمجھتی ہوں''۔ لب کچل کے رہ گئی تھی۔

ناشتہ بھی تو کرنے کا دل نہیں کر رہا تھا، وہ لیٹی رہی تھی اور پھر وہی ہوا جبین نے اسے کسی بھی کام کرنے سے منع کر دیا۔

''جو آپ بہتر سمجھیں، میں اپنے کمرے سے باہر بھی نہیں آؤں گی''۔

''روشنی! میں تمہیں سمجھا نہیں سکتی ہوں کہ کیوں منع کر رہی ہوں''۔ جبین نے اس کے افسردہ مایوس چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لے کے بڑی روہانسی ہو کے کہا تھا۔

''آپ نہ بھی سمجھائیں میں سمجھتی ہوں''۔ روشنی نے ان کے ہاتھ آہستگی سے ہٹائے، اسے جبین سے جانے کیوں چڑ سی ہونے لگی تھی، وہ یہاں صرف مجبوری میں تھی کہاں جاتی پھر وہ؟ سوالیہ نشان اس کی آنکھوں میں رہتا تھا۔

☆.....☆.....☆

''جبین! آج میرا موڈ لان میں بیٹھنے کا ہو رہا ہے''۔ ایاز احمد کی چمکتی نگاہیں باہر لان کی طرف اٹھ گئیں، روشنی کیاری میں لگے پودوں کو پائپ سے پانی دے رہی تھی۔

''ارے آئیں ٹی وی دیکھتے ہیں''۔ جبین نے ان کی نگاہ وہاں سے ہٹانا چاہی۔

''ٹی وی تم دیکھو میں ابھی آتا ہوں، چوکیدار سے بھی بات کرنی ہے''۔

جانے کیوں جبین کو ایاز کا عذر ہی لگا وہ واقعی چوکیدار سے بات کرنا چاہتا تھا یا کوئی اور بات ہے، کیا پتہ وہ جو سوچ رہی ہو وہ سب نہ ہو۔ اس نے اپنے اندر کے منفی خیالات کو جھٹکا مگر یہ خیالات پیچھا ہی نہیں چھوڑ رہے تھے، یا پھر اس لئے کہ جب سے اماں

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس دنیا سے گئی تھیں روشنی کی ساری ذمہ داری اس پر عائد ہوگئی تھی یا پھر ماں ہونے کا احساس جاگ گیا تھا، جو ماں کو ایک بیٹی کی اس کی عزت کی حفاظت کی ہر وقت فکر رہتی ہے۔

ایاز کو اس نے جاتے دیکھا تھا روشنی نے جھٹ پائپ چھوڑا اور پیچھے کی راہداری سے اپنے کمرے میں چلی گئی، جبین نے جیسے شکر بھرا سانس لیا تھا۔

جبین کے لئے یہ اذیت ناک سزا ہی تھی وہ نہ جی سکتی تھی اور نہ مر سکتی تھی، ایاز سے دولت کی خاطر شادی تو کر لی تھی مگر وہ دوبارہ ماں نہیں بن سکی تھی اور یہ اس کے کیے کی سزا ہی تھی، آنکھوں سے آنسو نکل گئے تھے، وہ اندر کی طرف بڑھ گئی تھیں۔

روشنی نے اندر آ کے لمبے لمبے سانس بھرے، وہ دروازہ لاک کرنا بھول گئی تھی ایک دم ہی ایاز اندر آ گئے۔

''آ... آپ...'' اس کی آنکھیں وحشت زدہ ہو گئیں۔

''دیکھو! مجھ سے ڈرو نہیں''۔ وہ آگے بڑھنے لگے۔ روشنی نے سراسیمگی سے دوپٹہ اچھی طرح اپنے گرد لپیٹ لیا۔

''کیوں آئے ہیں؟'' رک رک کے گویا ہوئی۔

''میں تمہیں تحفظ دینا چاہتا ہوں''۔ وہ بھی شاید ڈر رہے تھے، جبین کا گزر یہاں سے نہ ہو جائے۔

''کک... کیسا تحفظ؟'' روشنی کی تیوریوں پر بل پڑ گئے۔

''دیکھو تم ناسمجھ بچی ہو''۔

''دیکھئے یہاں سے چلے جایئے میں جبین باجی کی وجہ سے آپ کی بہت عزت کرتی ہوں''۔

''یہ تو بہت اچھی بات ہے، ویسے تمہاری اور تمہاری باجی کی شکلیں بھی بہت ملتی ہیں ایسی بہنیں کم دیکھی ہیں، تم اس کی سگی بہن تو نہیں ہو''۔ ایاز بڑی جانچتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے اور روشنی کا گھبراہٹ اور ڈر سے برا حال تھا، اگر جبین آ گئیں تو وہ کچھ اور نہ سمجھ لیں۔

''دیکھئے! مجھ سے کوئی فضول بات نہیں کریں آپ چلے جایئے''۔

''بے وقوف لڑکی میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں ہر آسائش دوں گا، عیش کرو گی، ہر لڑکی کی یہ خواہش ہوتی ہے''۔

وہی ہوا جس کا جبین کو ڈر تھا اور وہ متوحش زدہ سی دروازے کے باہر ساکت ہی رہ گئیں، ایاز پر وہ شک بالکل ٹھیک تھا۔

''کیا بکواس ہے چلے جایئے میں آپ کو اپنے باپ کی طرح سمجھتی ہوں''۔ روشنی تو سلگ کے رہ گئی۔

''باپ ہوں تو نہیں مگر میں باپ بننا چاہتا ہوں''۔ ایاز نے آج تو حد ہی پار کر دی تھی۔

جبین کی آنکھیں بند ہو گئیں، ان کی سماعتوں نے کیا سن لیا تھا، وہ سینے پر ہاتھ رکھ کے رہ گئیں، اندر سے روشنی کے چیخنے کی آواز آئی۔

''بے وقوف لڑکی میں جا رہا ہوں مگر سوچنا ضرور''۔ ایاز احمد گھبرا گئے تھے۔

جبین نے لمحوں میں خود کو وہاں سے ہٹایا تھا کہیں ایاز دیکھ نہ لے، ٹھک سے دروازہ بند ہوا تھا، روشنی نے لگتا تھا ان کے نکلتے ہی بند کیا تھا۔

☆.....☆.....☆

جبین نے ایاز سے کچھ نہیں کہا تھا مگر ان کا ذہن بہت کچھ سوچ رہا تھا، وہ روشنی کو جلد از جلد اس کے باپ کے پاس پہنچانا چاہتی تھیں، اس کے ساتھ کچھ بھی برا نہیں ہونے دینا چاہتی تھیں۔ بڑی مشکل سے منیر کے قریبی دوست عمر سے رابطہ کیا تھا، شادی کے بعد اکثر منیر، عمر کے گھر لے کے جاتا رہتا تھا اور وہ منیر کا دیرینہ دوست تھا۔

''عمر بھائی! آپ کو کسی طرح بھی منیر سے رابطہ کرنا ہوگا''۔

''آپ فکر نہیں کریں'' عمر نے انہیں یقین دلایا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

عمر بھی دو بیٹوں کا باپ تھا، منیر اپنی طلاق کے چند سال بعد ہی انگلینڈ چلا گیا تھا، یہ سن کے جبین حیران تو ضرور ہوئی تھیں، اتنا سب کچھ کر کے وہ کیسے چلا گیا اور وہ ہمیشہ منیر کو اس کی کم حیثیتی کا طعنہ دیتی تھیں، صرف اس وجہ سے کہ وہ خوبصورت تھیں اپنی خوبصورتی پر زعم ہی انہیں آج لے ڈوبا تھا۔

''آپ کے جانے کے بعد تو وہ بہت ہی مایوس ہو گیا تھا، اپنا مکان وغیرہ بیچ دیا، ماں باپ تو آپ کے سامنے ہی چل بسے تھے''۔ عمر خاصا ملول اور رنجیدہ ہو کے منیر کی کہانی سنا رہا تھا۔ اور جبین خود کو شرمندگی اور ندامت کی اتھاہ گہرائیوں میں گرتا ہوا محسوس کر رہی تھیں، ان کی بے صبری اور خود پسندی نے انہیں اوندھے منہ گرا دیا تھا۔

''عمر بھائی! میں چاہتی ہوں میری بیٹی اپنے باپ کے پاس رہے، میں جانتی ہوں مجھ سے غلطی ہوئی جو روشنی کو منیر کو نہیں دیا، ای کا خمیازہ تو بھگت رہی ہوں''۔ اپنی غلطیوں کا اعتراف کرنا کتنا مشکل تھا، وہ جبین کہیں کھو گئی تھی جو کسی کو خاطر میں نہیں لاتی تھی اور خود وہ اپنی غلطیوں کو مان رہی تھی۔

''آپ فکر نہیں کریں میں آج ہی آن لائن اس سے بات کروں گا، مجھے پتہ ہے وہ دوڑا آئے گا''۔

جبین نے اپنے اندر کے آنسوؤں کے ریلے کو بہنے دیا، عمران کے چہرے کی اداسی کو دیکھا اور سمجھ رہا تھا وہ اس سے اجازت لے کے اٹھ گئی تھیں۔ سارے راستے وہ روتی ہی رہی تھیں۔ شام کے وقت گھر میں قدم رکھا تھا، ایاز احمد کو دیکھ کر وہ چونک گئیں، بے قراری سے روشنی کو ڈھونڈا، ماں سے پوچھا تو پتہ چلا اپنے کمرے میں ہیں، جبین نے تشکر بھرا سانس لیا۔

''کہاں گئی تھیں؟'' ایاز احمد لاؤنج میں بیٹھے تھے اور ایک اچٹتی نگاہ جبین کے پرسوچ چہرے پر ڈالی جو بہت چپ اور خاموش تھیں، یہ بات وہ کچھ دنوں سے نوٹ بھی کر رہے تھے۔

''کچھ ادھورے کام نمٹانے''۔ لہجہ عام سا تھا مگر ایاز احمد کے چتون سکڑ گئے۔

''کیسے ادھورے کام؟''

''ٹیلر کے پاس گئی تھی کپڑے سلنے دیئے تھے اپنے اور روشنی کے''۔ جھٹ بات بھی بنا دی اور لب و لہجے کی ادا بھی دور کی مگر جیسے ایاز احمد مطمئن نہیں ہوئے تھے۔

''اچھا اچھا، یہ دیکھو میں بھی کچھ کپڑے اور چیزیں روشنی کے لئے لایا ہوں، تم دے دینا''۔ جبین کی استفہامیہ نگاہیں سنگل صوفے پر پڑے تین چار شاپنگ بیگز پر پڑی تھیں۔

''میں نے سلوا دیئے ہیں وہ لے گی نہیں''۔ جبین ایاز احمد کے اشاروں کو خوب سمجھ رہی تھیں۔

''ارے تم زبردستی دینا، لڑکیاں ایسی چیزیں دیکھ کر خوش ہوتی ہیں''۔ نگاہ انہوں نے پھر ٹی وی کی اسکرین پر جما دی۔

''ایسی چیزوں سے میں تو خوش ہوتی تھی مگر میری بیٹی ایسی چیزوں کا کوئی لالچ نہیں کرتی''۔ وہ سوچ کے ہی رہ گئیں، انہوں نے ایاز احمد سے جرح اور بحث نہیں کی ورنہ ایاز احمد کو شک ہو سکتا تھا اور وہ روشنی کو خاموشی سے یہاں سے بھیجنے میں لگی تھیں، عمر کی کال کا انتظار تھا۔

☆.....☆.....☆

آج تو حد ہی ہو گئی تھی، ایاز احمد نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا، وہ سہم کے رہ گئی۔ اگر ماہی نوراں نہیں آتی تو جانے کیا کرتا یہ شخص، روشنی کے آنسو نہیں رک رہے تھے۔ آج باپ کی کمی شدت سے محسوس ہو رہی تھی، کم از کم باپ کے سائے میں رہتی تو دنیا کی غلاظت سے دور تو رہتی۔

''ای! آپ نے میرے ساتھ بہت ظلم کیا ہے نہ صرف ماں مجھ سے چھینی باپ بھی چھین لیا، میرے پاس تو کچھ بھی نہیں''۔ وہ شکوہ کناں تھی مگر جبین سے وہ حرف شکایت تک نہیں کہتی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس نے تو باہر کی دنیا دیکھی تک نہیں تھی جیسے تیسے کر کے انٹر تو کر لیا تھا وہ بھی نانی کی زبردستی سے ورنہ جبین کو تو جیسے اس کی کوئی فکر ہی نہیں تھی۔

اس نے جبین کو دیکھ لیا تھا، وہ آ گئی تھیں مگر اس کے پاس ابھی تک نہیں آئی تھیں۔

روشنی نے اٹھ کر منہ ہاتھ دھویا اور عصر کی نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے اپنی عزت کی سلامتی کی دعا مانگی۔

''کاش... کوئی تو ہو جو مجھے سچی محبت اور پیار دے''۔ رو رو کے دعا مانگ رہی تھی، دروازے پر آہٹ ہوئی تو چونک گئی، دروازہ بھی وہ پوچھ کے کھولتی تھی، جائے نماز تہہ کر کے تپائی پر رکھی۔

''کک... کون ہے؟'' اندر تو خوف کے گاڑے بیٹھا تھا کہیں وہ ایاز احمد اپنے خبیث ارادوں کے ساتھ تو نہیں آ گیا۔

''میں ہوں جبین، کھولو''۔ جبین لگتا تھا بہت ہی جلدی میں تھیں، روشنی نے جلدی سے دروازہ کھولا۔

''نماز پڑھ رہی تھیں''۔

''جی''۔ اس نے بس اتنا کہا۔

''تم کل صبح نو بجے تیار ہو جانا، تمہیں کہیں جانا ہے''۔ وہ اسے احتیاط سے بتا رہی تھیں۔

''اب کہاں جانا ہے مجھے؟'' وہ تو گھبرا ہی گئی۔

''وہاں جہاں کا تم نے تصور بھی نہیں کیا ہوگا''۔ جبین کے چہرے پر اطمینان اور خوشی جھلک رہی تھی، انہوں نے روشنی کے ماتھے پر اپنے لب رکھ دیئے۔

وہ حیرت و انبساط میں ڈوب گئی، زندگی میں پہلی دفعہ روشنی کو یاد نہیں پڑتا کہ انہوں نے ایسے پیار کیا ہو۔

''پلیز مجھے اور کہیں نہیں بھیجیں''۔ اس نے بس اتنا کہا، شاید اس لئے کہ اسے ایک یہ تو اطمینان تھا اس کی ماں اس کے ساتھ ہے، اور کہیں جانے کہاں بھیج دیں یا پھر انہیں یہ گمان ہو گیا تھا ایاز احمد اس پر توجہ دینے لگا ہے کہیں وہ ان پر قابض نہیں ہو جائے، جبین کی شدت پسندی وہ شروع سے جانتی تھی جس نے اپنی بیٹی کو بیٹی نہیں کہا تھا نہ اسے ماں کہنے کا اختیار دیا اس عورت سے ہر بات کی امید کی جا سکتی تھی پھر وہ کس بل پر انکار کر رہی تھی۔

''تمہارے لئے یہ ضروری ہے مجھے اور کچھ نہیں کہنا، زیادہ کچھ سامان لینے کی ضرورت نہیں ہے، میں خود بعد میں پہنچا دوں گی''۔ ایک دم سے ہی وہ روکھی اور سرد ہو گئی تھیں، شاید اس لئے کہ روشنی ان کے ایسے رویئے کی وجہ سے زیادہ انکار نہ کر سکے۔ وہ روشنی کے شانے پر ہاتھ رکھ کے چلی گئی تھیں۔

''آہ... دکھا دیا ناں یہاں بھی اپنا رویہ''۔ وہ مغموم سی ہو گئی، روشنی نے صرف ایک بیگ میں دو سوٹ رکھے اور جبین کے نام ایک خط ضرور لکھا تھا۔

''میری بچی مجھے پتہ ہے تم کچھ نہیں لو گی اور میں ایاز احمد کو اس کے ارادوں میں کامیاب نہیں ہونے دوں گی، مجھے معاف کر دینا میری بچی مجھے پتہ ہے تم میرے متعلق غلط ہی سوچ رہی ہو گی''۔ جبین اس کے کمرے سے باہر آ کے کافی دیر تک راہداری میں کھڑی روتی رہی تھیں، آج صبح ہی تو عمر سے رابطہ ہوا تھا، منیر پہلی فلائٹ پکڑ کر پاکستان آ گیا تھا اور وہ دیر نہیں کرنا چاہتی تھیں، پندرہ دن کے اندر اندر وہ آ گیا تھا۔

☆.....☆.....☆

صبح ایاز احمد بڑے گنگناتے ہوئے تیار ہو رہے تھے، جبین کی فہمائشی نگاہیں ان پر تھیں۔

''جبین! مجھے تم سے ایک بات کرنی تھی''۔ ایاز احمد ایڑیوں کے بل گھوم کے ان کے سامنے آ کے بیٹھے، جبین جیسے ان کی ہر بات ہی جانتی تھیں۔

''جی''۔ بس اتنا ہی کہہ سکیں۔

''میں شادی کرنا چاہتا ہوں''۔ وہ رک رک کے گویا ہوئے، شاید انہیں جبین کے شدید ردعمل کا اندازہ تھا مگر جبین کے چہرے اور آنکھوں میں اطمینان تھا۔

''مجھے اولاد بھی مل جائے گی اور تم بے فکر رہو، تمہاری اہمیت کم نہیں ہو گی''۔ ایاز احمد جیسے اسے چھوٹی

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بچی سمجھ رہے تھے، وہ ان کی ایسی باتوں سے بہل جائے گی۔

"چلئے ابھی تو آپ آفس جائیے، اس ٹاپک پر رات کو آرام سے بات کریں گے"۔

"یعنی تمہیں اعتراض نہیں؟" وہ تو جیسے خوش ہوگئے۔

"پتہ ہے میں شادی کس سے...؟"

"ارے آپ کو دیر ہو رہی ہے رات کو آرام سے بات ہوگی"۔ جبین جیسے ان کے آگے کی بات نہیں سننا چاہتی تھیں یا پھر ان میں حوصلہ نہیں تھا کیونکہ وہ نام جس کا لینے والے تھے وہ جانتی تھیں۔

"چلو رات میں بات ہوگی اور ہاں تم نے روشنی کو وہ سامان دے دیا جو میں لایا تھا"۔

"ہوں"۔ انہوں نے سر ہلایا۔

ایاز احمد خوشی خوشی سرشاری کے عالم میں ناشتہ کر کے آفس کے لئے روانہ ہوگئے، جبین ان کے جاتے ہی جلدی جلدی خود بھی تیار ہوئیں اور روشنی کو نکلنے کا کہا تھا۔

گاڑی میں وہ ان کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی اور جبین پورا راستہ خاموش ہی رہی تھیں۔ روشنی نے خود کو بڑے سے دوپٹے میں سمویا ہوا تھا، گاڑی ایک گھر کے آگے رک چکی تھی۔

"آؤ"۔ روشنی کا بیگ پکڑا۔

روشنی حیرانگی سے خوبصورت سے بنے گھر کو دیکھ رہی تھی، گیٹ کھولنے والا نوجوان لڑکا ہی تھا، روشنی جبین کی آڑ میں ہوگئی تھی۔

"آیئے آنٹی"۔ اس نے خوشدلی سے راستہ دیا تھا اور پھر جبین اور روشنی اندر آگئی تھیں۔

منیر نے جب ان دونوں کو یوں سامنے دیکھا تو سماعت جیسے یقین ہی نہیں کر پائی تھی۔

"لو تمہاری امانت تمہارے حوالے"۔

"یہ... یہ کیا کر رہی ہیں آپ"۔ روشنی حواس باختہ ہوگئی۔ سارے ہی نفوس انجانے تھے، مگر منیر کی آنکھوں میں اس نے وہ سب نہیں دیکھا جو ایاز احمد کی آنکھوں میں ہوتا تھا۔

"روشنی! یہ تمہارے ابو ہیں جن سے میں نے تمہیں الگ کیا۔ بیٹا! مجھے معاف کر دینا، میں نے تمہارے ساتھ ظلم ہی کیا تھا، آج سے تم محفوظ ہو اپنے باپ کی پناہ میں ہو"۔ جبین نے اسے گلے لگا کے اس کا سکتہ توڑا تھا، روشنی کے ہاتھ میں دباخط اسی طرح اس کے ہاتھ میں تھا، وہ تو جانے کیا کیا جبین کو کہہ چکی تھی، خودغرض اور پتہ نہیں کیا؟ اس کا خود سر ندامت سے جھک گیا۔

منیر، عمر اور اس کی بیوی اور دونوں بیٹے سارا منظر دیکھ رہے تھے۔

"آ... آپ..."

"بیٹا! امی کہو میں اس لفظ کے لئے تڑپ رہی ہوں"۔ وہ رو دیں۔

"امی! آپ نے مجھے بچا لیا"۔ وہ بولی۔

"ہاں بیٹا، میں ایک ماں بھی تو ہوں، بیٹی کی فکر ہر وقت رہتی ہے"۔

"آپ سب جانتی تھیں"۔ روشنی کو تو یقین نہیں آ رہا تھا۔

"ہاں میری بچی میں سب جانتی تھی اسی لئے آج میں نے تمہیں تمہارے باپ کے حوالے کیا، جاؤ خوش رہو"۔ جبین جیسے مطمئن ہوگئی تھیں، اپنی بیٹی کی عزت بچا لی تھی۔

منیر اپنی بیٹی کو پا کے بہت خوش تھا، انہیں جبین کی افسردگی بھی دکھائی دے رہی تھی، اپنے کئے کی سزا بھگت رہی تھیں۔

"منیر میری بیٹی کو ایسے گھر میں بیاہنا جہاں اس کی عزت و قدر ہو"۔ وہ بس اتنا کہہ سکیں اور اپنا بیگ اٹھائے آنکھوں میں ندامت کے آنسو لئے مڑ گئی تھیں۔

روشنی نے انہیں دکھ و کرب سے جاتے دیکھا، انہوں نے ماں ہونے کا حق ادا کر دیا تھا اسے اتنا کچھ دے کے۔ اسے بھی گویا گونا گوں سکون کا احساس ہو گیا تھا وہ اپنے باپ کی آغوش میں آگئی تھی۔

☆.....☆.....☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

افسانہ

خوابوں کا بسیرا

''پلوشہ... اری او پلوشہ، دن چڑھ گیا ہے کب اٹھے گی، ایک تو میں اس لڑکی سے تنگ آگئی ہوں، بیس سال کی ہوگئی ہے مگر عقل میں پیسے کی بھی نہیں ہے، اری او پلوشہ اٹھ جا''۔ رحمت صحن کی صفائی بھی کرتی جارہی تھیں اور منہ ہی منہ میں بڑبڑانے کے ساتھ پلوشہ کو جگانے کا کام بھی جاری تھا۔

''اری بھگوان کیوں صبح ہی صبح شور مچارہی ہے، وشواگر سورہی ہے تو سونے دے، خوامخواہ اس بچی کی نیند خراب نہ کر''۔

''تیری وہ بچی بیس کی ہوگئی ہے اور تو تو بول ہی مت پلوشہ کے ابا یہ ساری تیری ہی ڈھیل ہے جو وہ اتنا سر چڑھی ہے، اری پلوشہ اٹھتی ہے یا میں بانس لاؤں تجھے مارنے کو''۔ رحمت ایک بار پھر زور سے چیخی تھیں۔

''کیا ہے بے تو بھی ناں''۔ پلنگ پر ہی مندی مندی سی آواز میں وہ بولی تھی۔

''رات اتنی دیر سے سوئی تھی پھر بھی اتنی جلدی اٹھادیا''۔

''اٹھتی ہے یا یہاں سے چپل کھینچ کے ماروں''۔

اب کے رحمت کا غصہ آسمان کو چھونے لگا تھا۔

''اور تیرے دیر سے سونے کی وجہ بھی تیرا باپ ہے، موئے اس فون کو جو لا دیا ہے پوری پوری رات ریڈیو [illegible] رہتی ہے، ایسا [illegible] ہے جیسے [illegible] مگر نہیں عبادت بھی اتنی خشوع و خضوع سے نہیں ہو گی''۔ رحمت تو بس نان اسٹاپ شروع ہوگئی تھیں۔

''او جھلی ہوگئی ہے کیا صبح ہی صبح بس کوے کی طرح کائیں کائیں ہی کی جارہی ہو، رب سوہنے نے مجھے ایک ہی بیٹی نوازی ہے تو کیا اپنی دھی کی کوئی خواہش پوری بھی نہ کروں''۔

''کر ضرور پوری کر خواہش مگر ایک بات اور بھی کان کھول کے سن لے پلوشہ کے ابا، پلوشہ کو کوئی عمر بھر یہیں نہیں رہنا، اپنے سسرال بھی جانا ہے اگر یہی لچھن رہے تو ایک دن بھی گھر میں نہیں ٹکے گی واپس میکے آجائے گی''۔ رحمت جب سے ہی بہت غصے میں تھیں جب سے کرم داد نے اس کو فون لا کر دیا تھا۔

''شرم تو تجھے نام کو نہیں، اپنی اکلوتی بیٹی کو منہ پھاڑ کے بددعا دے رہی ہے''۔ کرم داد نے ناگواریت بھرے لہجے میں کہتے ہوئے غصے سے رحمت کو دیکھا تھا۔

''بددعائیں نہیں دے رہی اور دنیا کی کوئی ماں اپنی سگی اولاد کو بددعا نہیں دیتی مگر تو نہیں سمجھے گا، ایک دو دن میں تیری بہن شادی کی تاریخ لینے آئے گی''۔

اب تو پلوشہ کی آنکھیں پوری کی پوری کھل گئی تھیں اس کی نیند بھک سے اڑی تھی۔

''کس خوشی میں، مجھے نہیں کرنی اس کالے موٹے سے شادی''۔ پلوشہ پلنگ سے نیچے اتری اور سیدھی ابا [illegible] بیٹھی تھی، وہ جانتی تھی وہ کچھ فرمائش کرے کوئی خواہش کرے اور کرم داد منع کردے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

Downloaded From
Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

"بکواس مت کر پلوشہ، وہ تیرا منگیتر ہے اور تیری شادی اکبر سے ہی ہوگی"۔

"اکبر نام تو تم اس طرح لیتی ہو جیسے وہ کوئی اکبر بادشاہ کہیں کا شہزادہ ہو"۔ وہ بری طرح جل بھن کر بولی تھی۔

"ہاں تو کسی دن وہ بھی ہو جائے گا"۔

"ہونہہ خوابوں میں..." اس نے تمسخر اڑایا تھا۔

"دیکھ میں کہہ رہی ہوں بکواس نہ کر ورنہ ابھی ابھی چپل سے دھو دوں گی"۔ رحمت نے اپنے پیر سے چپل اتاری تھی، بلکہ رحمت سے برداشت بھی نہ ہوا اس کا یہ انداز تو جو کھینچ کے ماری تو سیدھا اس کے گورے گورے پیروں پر لگی اور سرخ نشان چھوڑ گئی۔

"بس کر دے رحمت کیا ہو گیا ہے تجھے، کیوں صبح صبح دشو کے پیچھے لگ گئی ہے"۔ پلوشہ کے رونے پر کرم داد کو غصہ آ گیا، رحمت بھی ٹھنڈی پڑ گئی، جو بھی تھا مگر وہ پلوشہ کو اتنی زور سے مارنا نہیں چاہتی تھی اور نہ ہی اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھنا چاہتی تھی۔

"ادھر دکھا پاؤں"۔ رحمت نیم کا لیپ لے آئی۔

"پہلے خود مارو پھر دوا بھی لگاؤ، جاؤ میں نہیں لگاتی دوا"۔ وہ پیر پٹختی وہاں سے اٹھی اور اندر چلی گئی۔

"مل گیا تجھے سکون، رلا دیا، ناشتہ بھی نہیں کیا میری دھی نے"۔ کرم داد نے رحمت کو ڈانٹا۔

"مالوں گی میں تو فکر مت کر اور جا کھیتوں پر"۔

"ہاں بڑا دل لگے گا ناں میرا"۔ منہ بناتا کرم داد باہر نکل گیا تھا۔

☆......☆......☆

"اور سنا پلوشہ کب اکبر کے آنگن کو روشن کرنے جا رہی ہے"۔ فریحہ نے دال چنتے ہوئے کہا۔

"آنگن روشن کرتی ہے میری جوتی اور تجھے کتنی بار منع کیا ہے مجھے اس کالی پالش کے نام سے نہ چھیڑا کر"۔ اچھا خاصا موڈ پلوشہ کا خراب ہو گیا تھا۔

"اب ایسے تو مت بول، اتنا بھی کالا نہیں، گندمی کھلتا ہوا رنگ ہے اکبر کا، تجھے پتہ نہیں وہ کہاں سے کالا لگتا ہے جو بھی اسے کالا توا، کالی پالش اور بھی الٹے سیدھے ناموں سے پکارتی ہے"۔ فریحہ نے دال کی تھالی سائیڈ میں رکھ دی۔

"تو میری دوست ہے یا اس کالے بندر کی جو اس کی ہر وقت حمایتیوں کی عدالت لگا لیتی ہے"۔ پلوشہ نے اپنی خوبصورت سی کھڑی ناک سکیڑی۔

"دوست تو میں تیری ہوں مگر سچی جب میں اکبر کو دیکھتی ہوں تو وہ تجھے بڑی پیاسی بڑی میٹھی نظروں سے دیکھ رہا ہوتا ہے، مگر ایک تو ہے کہ ایک نظر بھی اس پر نہیں ڈالتی"۔

"ہاں تو کیوں ڈالوں، وہ کہاں اور میں کہاں، میں حور اور وہ لنگور کیا جوڑا اچھا لگے گا"۔

"کفر مت بول رب سوہنے کو برا لگ جائے گا، توبہ کر"۔

"کس بات کی توبہ بھئی جو سچ ہے وہی بولتی ہوں میں تو"۔ پلوشہ نے بے پروائی سے کندھے اچکائے تھے۔

"پلوشہ..." دروازے پر دستک دی گئی اور باہر سے اکبر کی آواز آئی۔

"لے شیطان کا نام لیا اور شیطان حاضر"۔ پلوشہ نے برا منہ بنایا۔ فریحہ ہنس دی۔

"پلوشہ..." اکبر نے پھر سے پکارا تھا۔

"کیا مصیبت ہے کیوں میرے نام کی گردان کیے جا رہا ہے"۔ پلوشہ جلتی سلگتی ہوئی دروازے کے پاس آئی۔

"تجھے رحمت ماسی بلا رہی ہے بہت دیر ہو گئی ہے، چل"۔

"ہاں تو جا میں آتی ہوں"۔

"نہیں میرے ساتھ چل"۔ اکبر نے حکمیہ انداز میں کہا۔

"تو میرا باڈی گارڈ نہ بنا کر، کہا ناں آ رہی ہوں،

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پیچھے گلی میں ہی تو ہے"۔ وہ تو اور سرتا پا انگاروں پر جا بیٹھی۔

"جا چلی جا رحمت بوا پریشان ہو رہی ہو گی، ویسے بھی اندھیرا ہونے والا ہے"۔ فریحہ نے کہا، وہ نہیں چاہتی تھی کہ اکبر یونہی اس کو لئے بغیر چلا جائے۔

"ہاں ایک تو اور ایک اماں، دونوں پیچھے ہو اس کی"۔ بلوشہ نے بڑی بڑی آنکھوں سے اس کو گھورا۔

وہ جھنکتی ہوئی واپس پلٹی اور اپنی چادر خود پر ڈالتی اکبر کے ساتھ ہولی۔

"تجھے اپنی دکان پر کام نہیں ہوتا جب دیکھو یہیں منڈلاتا دندناتا رہتا ہے"۔ اکبر نے کچھ نہیں کہا بس خاموشی سے مسکرا دیا۔ اب کچھ ہی دنوں کی تو بات تھی وہ اس کے حجلہ عروسی میں آ جائے گی پھر دل بھر کر اس سے اپنی حکایات دل بیان کرے گا۔

☆..........☆..........☆

کچھ ہی دنوں بعد رابعہ پھپھو اس کی شادی کی تاریخ رکھنے آ گئی تھیں، بلوشہ نے تو خوب ہنگامہ مچایا۔

"مجھے نہیں کرنی اس بنگالی سے شادی"۔ رو رو کے برا حال کر لیا تھا۔

"دیکھ بلوشہ! اکبر دل کا بہت اچھا ہے تجھے بہت خوش رکھے گا، اپنا گھر اپنی دکان اور بہت محبت کرنے والا، تجھے اور کیا چاہئے"۔ رحمت تو سمجھا سمجھا کر تھک گئی تھی۔

"تو نے اس کی شکل دیکھی ہے"۔ سڑ سڑ کرتی بھیگی آنکھوں سے بولی۔

"کیوں کیا ہوا شکل کو، اچھی بھلی تو ہے"۔

"اماں! زیادہ بن مت تو مجھے دیکھ اور اس کو دیکھ، کہیں سے بھی کوئی جوڑ لگتا ہے"۔

"مردوں کی شکل نہیں اس کی جیب دیکھی جاتی ہے اس کا پیار بھرا دل دیکھا جاتا ہے اور اکبر تجھ سے بہت پیار کرتا ہے"۔

"مگر میں اس حبشی سے پیار نہیں کرتی، اس کو دیکھتی ہوں تو مجھے کسی فلم کا ڈراؤنا ولن یاد آتا ہے"۔

"ہائے دفع..."۔ رحمت تپ گئیں۔

"مستقل بکواس کیے جا رہی ہے"۔ رحمت اس کے پاس سے کھڑی ہو گئیں۔

"مگر میری ایک بات کان کھول کر سن لے، شادی تو تیری اکبر سے ہی ہو گی، چاہے تو روئے دھوئے میں تیری ایک نہیں سننے والی"۔ رحمت اس کے پاس سے ہٹ کر کمرے سے باہر نکل گئیں۔

بلوشہ نے خوب احتجاج کیا، روئی دھوئی، کھانا تک چھوڑ دیا مگر رحمت پر کچھ اثر نہ ہوا۔ رحمت کہتی تھی کہ تو ابھی نا سمجھ ہے اکبر سے شادی ہو جائے گی تو خود کو دنیا کا سب سے خوش قسمت انسان سمجھے گی، مگر رحمت کا ہر طریقے سے سمجھانا بے سود رہا، وہ اپنے فیصلے سے ٹس سے مس نہ ہوئی اور نتیجتاً بیمار پڑ گئی۔

"بڑا شوق ہے ناں اپنا فیصلہ ٹھونسنے کا، دیکھ لیا نتیجہ"۔ کرم داد تو خوب بگڑا، رحمت خاموش رہی اور قریبی کلینک لے گئی، سنا تھا وہاں کوئی نیا ڈاکٹر آیا تھا، رحمت بلوشہ کو لے کر اسی ڈاکٹر کے پاس آ گئی۔

☆..........☆..........☆

ڈاکٹر بلال کو دیکھ کر بلوشہ کو ایسا محسوس ہوا جیسے یہی ہے جو اس کے خوابوں کا شہزادہ ہے، جو اس کا ہیرو ہے، ہاں وہی اس کے جوڑ کا ہے۔ پہلی ہی نظر میں بلوشہ ڈاکٹر بلال پر اپنا دل ہار بیٹھی، حسن و وجاہت میں یکتا خوبصورتی میں اس سے بڑھ کر، ایسا لگا اللہ نے اس کو ڈاکٹر بلال کی صورت میں تحفہ دے دیا، اس کی سن لی اللہ نے کہ کوئی تو آیا ہے جو اس کی طرح حسین و جمیل ہے ورنہ اکبر کی شکل دیکھ کر تو اسے سوائے غصے کے کچھ نہیں آتا۔

ڈاکٹر بلال سے ایک ملاقات کیا ہوئی ملاقاتوں کے سلسلے تو جیسے چل نکلے۔ جتنا وہ ڈاکٹر بلال کو پسند کرتی تھی اس سے کہیں بڑھ کر بلال اس کے حسن کا دیوانہ اس کی خوبصورتی کے گن گاتا تھا۔ بلوشہ رحمت

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے جھوٹ بول کے جاتی کہ میں فریحہ کے گھر جارہی ہوں تو کبھی کسی سہیلی کے گھر، اور جب اکبر کو رحمت لینے بھیجتی تو وہاں پلوشہ ملتی ہی نہیں، ہر روز ایک نیا جھوٹ وہ جانے سے پہلے تیار کر ہی لیتی تھی۔

''پتہ ہے بلال بابو! تمہیں میں نے پہلی ہی نظر میں پسند کرلیا تھا مجھے تم سے پیار ہوگیا تھا''۔ بڑی بڑی سی آنکھیں پٹپٹاتی وہ بلال کو دیکھنے لگی۔

''یہی حال میرا بھی ہے پلوشہ، پتہ نہیں کیوں مجھے بھی تم پہلی ہی نظر میں بہت اپنی اپنی سی لگیں، پلوشہ مجھے چھوڑ کے تو نہیں جاؤ گی ناں''۔ بلال نے پلوشہ کا بے تکلفی سے ہاتھ تھام لیا تھا۔

''بالکل بھی نہیں''۔ اس نے بھی بلال کے گورے چٹے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

''پلوشہ...'' اکبر زور سے چیخا تھا مگر اس کے غصے کی پرواہ کسے تھی۔ بلال نے تو اپنا ہاتھ کھینچ لیا تھا مگر پلوشہ نے چھڑانے کی قطعی کوشش نہیں کی۔

''کیا ہے کیوں پاگلوں کی طرح چیخ رہا ہے''۔ پلوشہ نے تبھی اس سے زیادہ زور سے جواب دیا، صحیح معنوں میں اس کا خون کھول اٹھا تھا، اچھا خاصا پگڈنڈی پر وہ دونوں بیٹھے پیار و محبت کی باتیں کر رہے تھے کہ یہ جن جانے کہاں سے آدھمکا۔

''تو یہاں اس ڈاکٹر بابو کے ساتھ کیا کر رہی ہے''۔ اکبر نے بلال کو بری طرح گھورا تھا۔

''نظر نہیں آتا اندھا ہوا ہے کیا، چشمہ لگالے پھر بھی بتائے دیتی ہوں میں یہاں بلال بابو کے ساتھ پیار محبت کی باتیں کر رہی ہوں''۔ ڈھٹائی سے اکڑ کر بولی، بلال تو اس کی شکل ہی دیکھتا رہ گیا کیسے بلا خوف بناڈرے وہ بول رہی تھی۔

''تجھے شرم تو آتی نہیں کہ اپنے منگ کے سامنے یوں بے حیائی سے بول رہی ہے''۔ اکبر کو غصہ تو بہت آیا، جی چاہا ایک جھانپڑ رسید کردے۔

''شرم کس بات کی اور خبردار جو تو نے مجھے اپنی منگ کہا ہو، میں زہر کھالوں گی مگر تجھ سے شادی ہرگز ہرگز نہیں کروں گی''۔ دوٹوک دو بدو جواب حاضر تھا۔

''تو ابھی کھڑی ہو اور میرے ساتھ گھر چل، تجھ سے تو رحمت ماسی ہی نمٹے گی، کھڑی ہو''۔ وہ آگے بڑھا اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

''چھوڑ مجھے، میں کہتی ہوں چھوڑ مجھے''۔ بلال بہت سکون اور اطمینان سے بیٹھا تھا اور اس کی وجہ بھی پلوشہ ہی تھی، وہ جان گیا تھا کہ پلوشہ کو آخر کو آنا ہی اس کے پاس ہے۔

''جھلی ہوئی ہے پاگل ہوئی ہے کیا جو اول فول بکے ہی جارہی ہے''۔ رحمت نے پلوشہ کے دو ہتڑ رسید کردیئے کہ وہ اپنی کم سہلاتی رہ گئی۔

''تو کچھ بھی بول لے اماں! مگر میں کہہ دیتی ہوں کہ اس کالے جن سے شادی تو ہرگز نہ کروں، چاہے تو مجھے سولی پر ہی کیوں نہ لٹکا دے''۔ پلوشہ نے وہیں پر بیٹھے اکبر کو گھورا تھا۔

''بس بکواس کیے جا''۔ ایک اور دو ہتڑ پڑا۔

''مت مار رحمت ماسی اس کو لگ جائے گی''۔ اکبر کے دل کا درد جاگا تھا۔

''دیکھ نا نجار دیکھ اتنا کچھ ہونے پر بھی اکبر کو تیری ہی فکر ہے''۔

''یہ سب ڈرامے ہیں بے بے تو لکھ لے تیرے سامنے اچھا بننے کے چکر میں لگا رہتا ہے''۔

''اکبر ہے ہی اچھا نیک فرمانبردار سعادت مند پتر''۔ رحمت نے دل کھول کر اس کی تعریف کی۔

''ہاں سارے گن ایک ای میں ہیں اور سارے دنیا جہاں کے کیڑے برائیاں مجھ میں، پتہ نہیں میں تیری بیٹی ہوں بھی کہ نہیں''۔ وہ جلتی بھنتی کڑھتی رہی۔

''اپنا ہی راگ الاپنا کمبخت ماری''۔ اور پھر رحمت نے اپنے پیر سے چپل اتار کر اس کی کمر پر زور سے نکادی کہ وہ بلبلا کے رہ گئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''رحمت ماسی کیا کر رہی ہے''۔ اکبر تیزی سے کرسی سے اٹھا اور رحمت کا ہاتھ پکڑ کے چپل چھین کے دور پھینکی۔

''پلوشہ تو اندر جا، اب جاناں''۔ اکبر نے اس کو غصے سے دیکھا، پلوشہ جھلملاتی آنکھوں سے ان دونوں کو دیکھتی اندر کمرے میں بھاگی۔

''اس ڈاکٹر سے ذرا میری ملاقات تو کرا، ذرا پوچھوں اس سے کیا یہاں علاج کرنے آیا ہے یا عشق بازی کرنے آیا ہے''۔

''میں بلوا دوں گا تو غصہ نہ کر، میں بھی اچھی طرح اس کو بتاؤں گا''۔ بلال کا سوچ کر اس کی رگوں میں الاؤ سا دوڑنے لگا تھا۔

''اور اپنی ماں کو بھیج، بول کہ رحمت نے بلایا ہے آئے اور جلدی سے اپنی امانت لے کر جائے، میں تو اس کے لچھن دیکھ کر ڈر رہی ہوں''۔

''ٹھیک ہے اماں کو بھیج دوں گا مگر اب تو مارنا مت پلوشہ کو''۔ اکبر نے وعدہ لیا اور گھر سے باہر نکل گیا۔

☆.....☆.....☆

''پلوشہ تمہاری بے بے بہت غصہ کر کے گئی ہیں مجھ پر''۔ وہ آج بہت دنوں بعد گھر سے پھر جھوٹ بول کے نکلی تھی۔

''ہاں میں جانتی ہوں اور یہ سارے کرتوت اسی اکبر منحوس کی وجہ سے ہے وہی بے بے کو آ جاتا ہے چڑھانے''۔

''وہ تمہارا منگیتر ہے''۔

''دفع دور، میں نہیں مانتی اس کو اپنا منگیتر، شکل دیکھی ہے اس نے اپنی''۔ پلوشہ کا منہ کڑوا ہو گیا جیسے کوئی کڑوا بادام کھا لیا ہو۔

''جی تو کرتا ہے کچا چبا جاؤں، خیر... اس کو دفع کرو، تم ہی بتاؤ بلال بابو تم اپنی اماں کو لے کر کب آؤ گے، پتہ ہے بے بے میری جلد اس اکبر کے بچے سے شادی کر دے گی، اس نئے سال پر یا تو میں تمہاری دلہن بنوں گی یا پھر گلے میں پھندا ڈال کے خود کو پنکھے سے لٹک جانا ہے''۔

''ارے رے رے میری جان ایسے مت بولو، میں تمہیں بہت جلد یہاں سے شہر لے جاؤں گا جہاں صرف میں اور تم ہوں گے اور میری اماں کو چھوڑ دیں نے ان سے ساری بات کر لی ہے وہ کہہ رہی ہیں کہ جلد از جلد میری بہو کو میرے پاس لے آؤ''۔

''سچی وہ اس طرح کہہ رہی ہیں''۔ پلوشہ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔

''ہاں بالکل، تم تو اس قدر حسین اور خوبصورت ہو کہ جب میں نے اپنی اماں کو تمہارے بارے میں بتایا تو وہ کہنے لگیں بس جلدی سے لے آؤ، اب مجھ سے اور صبر نہیں ہوتا، اور مجھ سے بھی کہاں صبر ہوتا ہے اب دل چاہتا ہے تمہیں یہاں سے اڑا لے جاؤں، بہت دور جہاں ہم پر ملنے میں کوئی پابندی نہ ہو''۔ بلال نے بہت غور سے پلوشہ کا چمکتا نوخیز ان کھلی کلی جیسا وجود دیکھا تھا، اس کی بھوری آنکھوں میں کس قدر شیطانیت مکاری عیاری تھی پلوشہ جیسی معصوم بھولی بھالی سی لڑکی نہ دیکھ سکی اور نہ ہی سمجھ سکی تھی۔

''بالکل ٹھیک کہتے ہو بلال بابو''۔

''چل رہی ہو میرے کلینک''۔ اس نے جال بچھانا شروع کیا، اس سے اب واقعی صبر نہیں ہو رہا تھا۔

''مگر اس وقت تو کلینک بند ہے ناں بلال بابو''۔ اس نے معصومیت سے کہا۔

''ہاں تو کیا ہوا، اچھا ہے ناں ہم دونوں وہاں چھپ کر بہت ساری باتیں کریں گے، وہاں ہمیں دیکھنے والا کوئی نہیں ہوگا''۔

''ہاں ٹھیک کہتے ہو یہاں تو ڈر ہے کہ وہ اکبر آ جائے گا مگر کلینک میں نہیں آئے گا، چلو جلدی وہاں چلتے ہیں''۔ پلوشہ ہاتھ جھاڑتی کھڑی ہو گئی۔

بلال کو زیادہ محنت کرنے کی ضرورت نہیں پڑی وہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

خود ہی راضی ہوگئی تھی۔ پیچھے سے اکبر نے جو دھکا دیا بلال دور جا گرا کہ اس کے منہ سے خون کی لکیر نمودار ہوگئی۔

''کہاں لے کر جارہا تھا پلوشہ کو''۔ وہ بری طرح دھاڑا تھا۔ بلال غراتا ہوا کھڑا ہوا، پیچھے اس نے اپنا شکار دیکھا پھر اکبر کو گھورا تھا۔

''اکبر...'' پلوشہ زور سے چیخی۔

''تو چپ کر''۔ پہلی بار اکبر نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا کہ وہ ہم کر رخسار پر ہاتھ رکھے دیکھتی رہ گئی۔

''اور تجھے سمجھایا تھا ناں کہ پلوشہ سے دور رہ، تجھے سمجھ نہیں آتا شرافت سے یہ گاؤں چھوڑ کے بھاگ جا ورنہ میں تیرا حشر نشر خراب کردوں گا''۔ اکبر نے غراتے ہوئے کہا اور پلوشہ کا ہاتھ تھامے گھسیٹتے ہوئے لے جانے لگا، وہ آج پہلی بار اکبر کو اس قدر غصے میں دیکھ رہی تھی، پلوشہ کھنچتی چلی گئی مگر پیچھے پلٹ کر دیکھا بلال کھڑا ہوگیا تھا اور اپنے منہ سے خون صاف کررہا تھا۔

☆.....☆.....☆

مگر پلوشہ بھی ایک ڈھیٹوں کی سردار تھی، اتنی پہرے داری، منع کرنے کے باوجود یہاں تک کہ رحمت نے خوب مارا بھی تھا، رحمت باہر کسی کام سے گئی تھیں گھر میں تالا ڈال کر کہ پلوشہ کھڑکی کے راستے بلال سے ملنے پھر چلی گئی تھی۔

''بلال بابو! کچھ کرو ناں بے بے نے تو زبردستی میری شادی اس اکبر سے کرادینی ہے''۔

''ہاں ہاں فکر مت کرو میں نے سارا بندوبست کر لیا ہے، ہم اس گاؤں کو چھوڑ کے بھاگ جائیں گے بہت دور کراچی میں جہاں ہمیں کوئی دیکھ نہیں سکے گا''۔

''ہائے سچی تم مجھے کراچی لے کر جاؤ گے''۔ وہ خوشی کے مارے کھل اٹھی، اسی دوران بلال کا فون بجنے لگا، بلال نے اپنا فون دیکھا جہاں اس کے دوست کی IMO پر کال آرہی تھی۔

''اچھا سنو تم نے کبھی ویڈیو کال پر بات کی ہے''۔

''نہیں''۔

''چلو میں تمہاری بات اپنے بھائیوں اور تمہارے دیوروں سے کراتا ہوں''۔ مکاری کی چال دشمن چل چکا تھا۔

اس نے کال ریسیو کی، اس فون کے اندر کوئی دو لڑکے بیٹھے یہاں پلوشہ کو بہت ہی گندی نظروں سے دیکھ رہے تھے، پلوشہ کو کچھ عجیب تو لگا مگر بلال کے دوست اور بھائی سمجھ کر کچھ نہ بولی اور وہم سمجھ کر سر کو جھٹک دیا۔

''پیارے کب آرہا ہے اس چڑیا کو لے کر''۔

''اچھا میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں''۔ اس سے پہلے کہ وہ مزید بک بک کرتے بلال نے لائن ہی ڈسکنیکٹ کردی۔

''دیکھو کل ہے 31 دسمبر اور سب گاؤں والے نئے سال کی تیاریاں بھی کریں گے، کچھ اپنے گھر کو سجائیں گے تو کچھ اپنی گلیوں کو، اب ایسا ہے کہ ٹھیک شام کے سات بجے تم کلینک آجانا میں وہاں کلینک کے پیچھے گاڑی ریڈی کرکے رکھوں گا، پھر ہم لوگ بہت دور سب کی نظروں سے بھاگ جائیں گے''۔

''ٹھیک ہے میں آجاؤں گی''۔ محبت میں بالکل اندھی پلوشہ نے نکل آنے کی حامی بھرلی تھی۔

☆.....☆.....☆

دوسرے دن صبح بالکل معمول کے حساب سے ہوئی تھی، رحمت کی توقع کے مطابق آج پلوشہ جلد ہی اٹھ گئی تھی چپ چاپ پورا گھر صاف کیا، باورچی خانے میں لکڑیاں جلا کر سالن اور روٹیاں بنائیں، صحن میں مرغیوں کو دانا ڈالا اور یہ سب پلنگ پر بیٹھا کرم داد دیکھ رہا تھا۔

''او بھاگوان تو روز مجھ سے گلہ کرتی ہے ناں کہ وشو کوئی کام نہیں کرتی، دیکھ آج میری دھی صبح ہی صبح

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اٹھ گئی، سارا کام کیا ہے گھر کا میری دھی نے"۔ کرم داد مسکراتے ہوئے بھینسوں کو چارا ڈالتی پلوشہ کو دیکھنے لگا۔

"ہاں تو غلط تھوڑی ہی کہتی ہوں جو کہتی ہوں اس کے بھلے کے لئے ہی تو کہتی ہوں، کل نیا سال شروع ہوگا تیری بہن مٹھائیاں جوڑے لے کر آئے گی پلوشہ کے لئے"۔ پلوشہ کے کان کھڑے ہوگئے تھے۔

"اچھا یہ تو بھلی بات کہی تو نے، کب آئی سکینہ"۔ کرم داد کو بہن کے آنے کی خوشی ہوئی تھی۔

"کل شام چار بجے اکبر کے لئے تو اچھا سا جوڑا لے آ اور کچھ پھل وغیرہ بھی، میں کل گھر میں اچھا سا کھانا بناؤں گی، میٹھا بھی بناؤں گی تو کچھ بادام، پستے، کھوپرا لے آنا"۔ نیچے چٹائی پر بیٹھی مٹر چھیلتی رحمت بولی تھیں۔

پلوشہ کو کسی بھی طرح بلال کے پاس جانا تھا، اس کو بتانا تھا کہ کل کو چھوڑے آج ہی بھاگ چلے، کل بہت مشکل ہو جائے گا اس کا نکلنا باہر خطرے سے خالی نہیں ہے، اکبر نے تو ویسے ہی اس پر نظر رکھی ہوئی ہے مگر کچھ دنوں سے وہ شادی کی خریداری کرنے شہر گیا ہوا ہے، کوئی تو بہانہ بنانا پڑے گا، ہاں فریحہ، یہ سہی ہے، اس کا ذہن سب کچھ سوچ چکا تھا۔

"بے بے سارا کام ہو گیا ہے میں فریحہ سے ملنے چلی جاؤں"۔

"کیوں فریحہ سے کیا کام آن پڑا ہے"۔ رحمت نے مٹر چھیلنا بند کر دیئے اور شکی نظروں سے اس کو دیکھنے لگیں۔

"میں کل جو سوٹ پہنوں گی اس کا پوچھوں گی کہ اچھا لگے گا"۔

"ہاں تو میں فریحہ کو یہیں بلا لاتی ہوں"۔

"کیا ہو گیا ہے رحمت تجھے، جا رہی ہے تو جانے دے، تو بھی ایک بات کے پیچھے ہی لگ جاتی ہے، جا میرے پتر"۔ کرم داد نے اجازت کیا دی اس کی باچھیں کھل اٹھیں، وہ تیزی سے بڑی سی چادر اوڑھے باہر نکل گئی۔

"کبھی کبھی نہ تو بہت غلط کرتا ہے"۔ رحمت نے گھور کر دیکھا اور پھر اپنا کام کرنے لگیں۔

وہ تیز تیز قدم بڑھاتی کلینک کی طرف جا رہی تھی، وہ تو شکر کہ آج کلینک بالکل خالی تھا، پھولے سانسوں اور تیز تر دھڑکتی دھڑکنوں سمیت وہ اندر داخل ہوئی، بلال اندر ہی بیٹھا تھا، وہ اندر آنے لگی کہ اس کے قدم بلال کی آتی آواز پر رک گئے۔

"تو پاگل تو نہیں، کیا ضرورت تھی ان کو چڑیا بولنے کی"۔ وہاں سے کچھ ایسا ہی کہا گیا تھا کہ بلال کا بے ہنگم قہقہہ اس کے اطراف کو نجا تھا۔

"ہاں ہاں سونے کی چڑیا بلکہ سونے کے انڈے دینے والی چڑیا ہے پلوشہ، یار اس دن تو وہ میرے قابو میں آ ہی جاتی، اپنی پیاس اپنی خواہش پوری کر ہی لیتا مگر اس کا وہ جاہل منگیتر بلال آ گیا ورنہ تو میں پلوشہ کو کلینک لا رہا تھا"۔ پلوشہ کو وہ دن یاد آ گیا۔

"ہاں، ہاں کل آئے گی وہ... سوچ رہا ہوں شام کو سات بجے کے بجائے صبح کے سات بجے بلالوا،، سچ اب تو بالکل صبر نہیں ہوتا۔ ہاں ہاں تم لوگوں کو بھی عیش کراؤں گا، ویسے بھی میری پوسٹنگ کراچی میں ہو گئی ہے بس اس مینا کی وجہ سے رکا ہوا ہوں۔ پھر تو ہم خوب مزے لینے کے بعد سالی کو دبئی ٹرانسفر کر دیں گے"۔ مکروہ قہقہہ۔ ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے پگھلا سیسہ اس کے کانوں میں انڈیل دیا ہو۔

"پیسہ ہی پیسہ، وہ اس قدر حسین اور خوبصورت ہے منہ مانگی قیمت ملے گی، شادی اور اس گاؤں کی جاہل لڑکی سے، ابے تمہارے بھائی کی چوائس اب اتنی گھٹیا بھی نہیں، ایسی لڑکیاں تو دل بہلانے کے لئے ہوتی ہیں گھر بسانے کے لئے تھوڑی"۔

"اتنی بے قدری، اتنی بے عزتی، کس بات کی سزا ملی ہے"۔ ہارے ہوئے قدم، بکھرے وجود، ٹوٹے

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دل اور اجڑے خوابوں کو اپنے دامن میں سمیٹے وہ واپس پلٹی تھی۔ خوبصورت آنکھوں میں ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا اس کے خوبصورت خوابوں کی اس قدر بھیانک تعبیر ہوگی وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

وہ تیزی سے تقریباً بھاگتی ہوئی گھر بھاگی اور اپنے کمرے میں بند ہو کر بہت روئی تھی۔ اتنے خوبصورت چہرے کے پیچھے اتنا بدصورت چہرہ، بدنما غلاظت بھرا تھا، یہ تو وہ خوبصورت چہرہ تھا جو پلوشہ سمجھتی تھی کہ اس کے مقابلے کا ہے اور بلال کو وہ اپنا سب کچھ سمجھنے لگی تھی، اس سے محبت کرنے لگی تھی مگر حقیقت نے اس کو آسمان سے نیچے فرش پر پھینکا تھا، اور اکبر جسے وہ کیا سمجھتی تھی کتنا اول فول بکتی تھی اس کی گندی چمکتی رنگت کو جانے کیا کیا بولتی، اس کے محبت بھرے جذبات اور دل کو اپنے پیروں کی جوتی سمجھتی، اس کو حقیر فقیر بدصورت اور بھی کتنے القابات سے نوازتی تھی، مگر جب دھند صاف ہوئی تو منظر کتنا اجلا نکھرا نکھرا لگ رہا تھا، اکبر ہی وہ شخص تھا جو اس کی قدر کرتا تھا، اس سے محبت کرتا تھا اور بدلے میں پلوشہ نے ہمیشہ اسے اس کے دل کو ٹھکرایا، اس کا دل دکھایا، مگر وہ کتنا اعلیٰ ظرف تھا کہ اتنا کچھ کہنے سننے کے بعد کبھی اس کو اُف تک نہیں کرتا تھا۔

''مجھے معاف کر دے اکبر! میں نے تیرا دل دکھایا، تیری دل آزاری کی، حقیقت سے نظریں چرا کر ایک سراب کے پیچھے بھاگ رہی تھی، وہ تو رب سوہنے کا شکر ہے کہ میری ماں کی ہمیشہ دعائیں میرے ساتھ رہیں، وہ منع کرتی ہے وہ ڈانٹتی ہے، مارتی ہے، کسی کام کو کرنے سے روکتی ہے تو یقیناً اس کی کوئی وجہ ہوتی ہے، ہماری ماں وہ دیکھ لیتی ہے جو ہم نہیں دیکھ پاتے، جو ہم محسوس نہیں کر پاتے''۔

''پلوشہ او پلوشہ''۔ رحمت کی چیختی آواز پر اس نے اپنا چہرہ صاف کیا جو پورا بھیگا ہوا تھا آج اس کو رحمت کے چیخنے کی آواز ذرا بھی بری نہیں لگی تھی۔

''بے بے...'' وہ جھٹ سے رحمت کے گلے سے لگی تھی، رحمت جو بہت غصے میں تھی پلوشہ کے یوں گلے لگنے سے نرم پڑ گئی، اس کا سارا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا، وہ فریحہ کے گھر گئی تو وہاں سے پتہ چلا پلوشہ یہاں آئی ہی نہیں، رحمت سیدھا اسپتال گئی تو ڈاکٹر بلال مریضوں کو دیکھنے میں مصروف نظر آیا، اس نے ہر اس جگہ پلوشہ کو تلاش کر لیا جہاں وہ ہو سکتی تھی۔ رحمت پریشان غصے میں گھر آئی کہ ایک بار اور دیکھ لے تو وہ اپنے کمرے میں سے بھاگتی ہوئی اس کے گلے لگی۔

''چل اب یہ رونا دھونا بند کر اور میرے ساتھ کل کی تیاریاں کروا، تیرا ابا سارے میوے لے آیا ہے، اس کو کاٹنا ہے۔ پہلے یوں کر چھواروں کو پانی میں بھگو دے، رات بھر پانی میں بھیگے رہیں گے تو آرام سے کٹ جائیں گے، چاولوں کو بھی پیسنا ہے اور سب سے اہم بات کہ اکبر شہر سے آ گیا ہے، تیرے لئے بہت خوبصورت خریداری کی ہے، تیرا سرخ جوڑا تو بہت ہی شاندار لایا ہے''۔ رحمت بتا رہی تھیں اور وہ اکبر کو سوچ کر جہاں شرمندہ ہو رہی تھی وہیں دل اس کی محبت اور عزت کے لئے خود بخود جگہ بھی بنا رہا تھا، اس کی خوبصورت آنکھوں میں اکبر کے نام کے جگنو جھلملانے لگے تھے۔

''رحمت ماسی... پلوشہ کا کچھ پتہ چلا''۔ اکبر کو جیسے ہی پتہ چلا تھا کہ پلوشہ کا کہیں کچھ پتہ نہیں چل رہا وہ بھی پورے گاؤں میں ڈھونڈنے نکلا تھا، پریشان سی آواز تھکا تھکا وجود مرجھائے دل سمیت وہ گھر آیا تھا۔

''ہاں گھر میں ہی تھی جھلی، تو بیٹھ میں تیرے واسطے اچھا سا شربت بنا کر لاتی ہوں ٹھنڈا ٹھار، اتنی دھوپ اور گرمی ہے آج''۔ رحمت جلدی سے شربت بنانے اٹھی تھی۔

''کہاں چلی تھی گئی تو، پتہ ہے میری جان نکل گئی تھی، تو تو مجھے مار کے ہی دم لے گی''۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''رب نہ کرے کیوں اول بول بکتا ہے''۔ پلوشہ نے جلدی سے اکبر کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا، اکبر پر تو شادی مرگ کی کیفیت طاری ہوگئی، اس کا دل بلیوں اچھلنے کودنے لگا۔

''اتنی پرواہ ہے تجھے میری جان کی''۔ اکبر نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے ہاتھ میں تھام لیا۔

''ہاں اپنی جان سے بھی زیادہ''۔ اس نے شرماتے ہوئے چہرہ جھکا لیا تھا۔

''کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہا''۔

''چٹکی کاٹوں پھر بولنا''۔

''ہاہاہا...'' اکبر ہنس دیا تھا۔

یہ منظر رحمت کے لئے بہت نیا مگر سکون جیسا تھا، اس کی پلوشہ نے اکبر کی محبت کو سمجھ لیا تھا۔

☆.....☆.....☆

دوسرے دن بہت دھام دھام سے اکبر بارات لایا تھا، نیا سال کا پہلا دن ہمیشہ یادگار رہے گا۔ اکبر میرون شیروانی میں بہت اچھا لگ رہا تھا، سر پر فان پگ باندھے وہ کسی ریاست کا شہزادہ ہی تو لگ رہا تھا۔ آج پلوشہ نے اس کو دل کی نظروں سے دیکھا تو اکبر جیسا خوبصورت انسان اس کو کوئی نہیں لگا، اس کے محبت بھرے دل کی وہ قدر پہچان گئی تھی۔ خوب گانے بجانے ہو رہے تھے شادیانے کے گیت گائے جا رہے تھے، آج کی خوشی دگنی تھی سب کے لئے، نیا سال اور پھر اکبر پلوشہ کی شادی۔

نکاح ہو گیا تھا اور نکاح کی ہی دیر تھی کہ اکبر کے سب دوستوں نے خوب ہلا گلہ مچایا، پلوشہ کی سہیلیوں نے لڈی ڈالی تو اکبر کے دوستوں نے دھمال ڈالی تھی، سب ایک سے بڑھ کر ایک تھے، کوئی کسی سے ہار ماننے کو راضی نہیں تھا، پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں تھا۔

☆.....☆.....☆

پلوشہ کو کمرے میں لا کر اکبر کے برابر والی کرسی پر بٹھا دیا گیا، سب کی شوخیوں بھری سرگوشیاں چھیڑ چھاڑ نے پلوشہ کو شرم و حیا کے مارے سرخ انار جیسا کر دیا تھا۔

سب نے اپنے ساتھ ساتھ دھمال اور لڈی میں اکبر اور پلوشہ کو شامل کر لیا تھا، گاؤں کے بڑے بزرگ بھی پیچھے نہیں تھے۔

اکبر نے سب کی نظروں سے بچا کر سب سے چھپ کر پلوشہ کی چوڑیوں سے مہندی سے سجی کلائی پکڑی اور اوپر چھت پر لے گیا۔

''کیا کر رہا ہے اکبر تو مجھے اوپر کیوں لایا ہے''۔ وہ جھجکتی ہوئی پیچھے پلٹی۔

''ان لوگوں نے تو پوری رات لگا دینی ہے آج اپنی لڈی دھمال میں اور ہم کو بھی اپنے ساتھ لگائے رکھیں گے، مگر میں آج بہت خوش ہوں اور یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تو بھی خوش ہے ناں''۔ اس نے پلوشہ کی کلائی نہیں چھوڑی تو پلوشہ نے بھی کوئی کوشش نہیں کی اپنی کلائی چھڑانے کی۔

''تجھے کیا لگتا ہے''۔ اس نے شرم و حیا سے نظر اٹھا کے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

''میں جانتا ہوں تو بھی بہت خوش ہے مگر میں تیری زبان سے سننا چاہتا ہوں، اقرار محبت سننا چاہتا ہوں''۔ پلوشہ چہرہ جھکائے ہولے سے مسکرا دی۔

''اکبر! تو بہت اچھا ہے سب سے الگ سب سے جدا، میں تیری محبت کی قدر نہیں کر سکی مگر اب جب میں نے تجھے پہچانا ہے جانا ہے تو ہاں میں کہتی ہوں اس نئے سال میں میرے رب نے میری جھولی تیری محبت سے بھر دی ہے''۔

''تو لے میں تیرے لئے اپنی شادی اور اس نئے سال کی خوشی میں تیرے لئے کیا لایا ہوں''۔ اکبر نے اپنی جیب سے گولڈ کی چین نکالی۔

''تو پھر خود ہی پہنا دے''۔ اکبر مسکراتے ہوئے آگے بڑھا تھا۔

☆.....☆.....☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

رابعہ ولی

افسانہ

خوشبو تیری باقی رہی

دروازہ کھلتے ہی دبیز قدموں کی آہٹ نے اس کے ڈر میں اور بھی اضافہ کیا اور رضائی کے اندر سے آنکھ رضائی سے باہر نکال کر آنے والی شخصیت کا

آنے والی شرٹ، شرٹ بھی قدرے کم ہوگئی، اس نے ایک

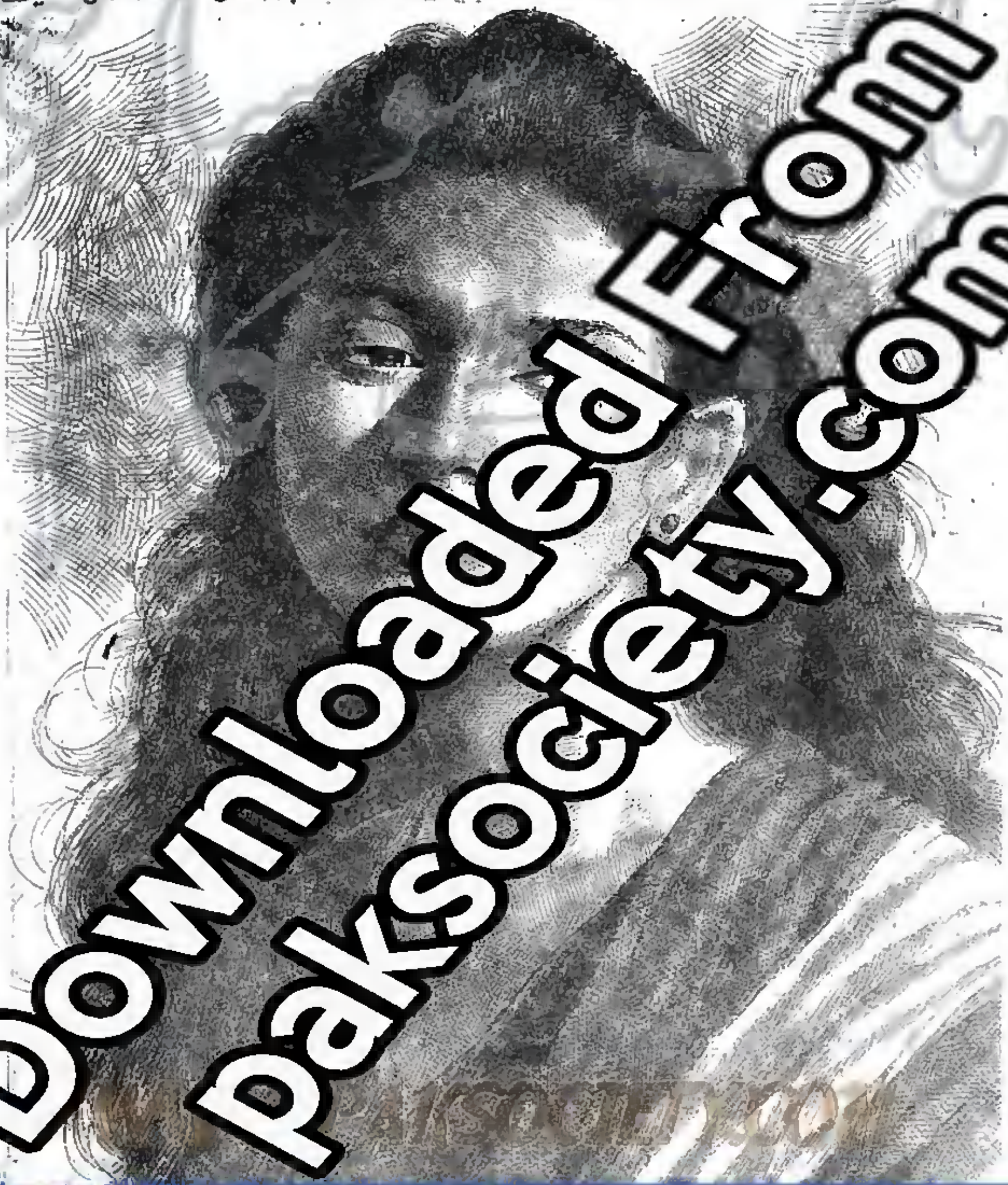

Downloaded From Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Downloaded From
Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

جائزہ لیا لیکن یہ کیا جیسا اس نے سوچا تھا یہ شخصیت تو اس کے برعکس نکلی۔

''بھابی آپ!'' وہ کہنی کی مدد سے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

''جی ہاں میں۔ یہ سوپ پی لو تمہیں آرام ملے گا۔'' گلشن اسے سوپ کا پیالہ تھماتے ہوئے اس کے عقب میں بیٹھ گئی۔

''شکریہ بھابی، میں تو بہت ڈر گئی تھی مجھے لگا خان جی ہوں گے۔'' وہ سوپ چمچ میں بھر کر منہ میں ڈالنے لگی۔

''ہوں، خان جی تو حسام کی کلاس لینے میں مصروف ہیں۔'' گلشن بھابی کے چہرے پر پریشانی عیاں تھی۔

''کیوں کیا کیا اس نے؟'' وہ سہم گئی۔

''اس نے سردی کے موسم میں تمہیں آئس کریم کھلائی اور اسی وجہ سے تمہیں نزلہ زکام بھی ہو گیا اسی لیے خان جی حسام پر برس رہے ہیں۔''

''لیکن بھابی وہ تو حسام لالہ سے میں نے ضد کی تو انہوں نے کھلا دی۔'' وہ رومال سے ناک صاف کرتے ہوئے بولی۔

''کیا..... تو اب شٹر شٹر کیوں کر رہی ہو، جاؤ بتاؤ خان جی کو کہ ساری غلطی تمہاری ہے۔'' گلشن نے اس کے پیر پر دھپ لگائی۔

''اونہہ! میری مت ماری گئی ہے کیا جو خان جی کے سامنے منہ کھولوں کچا چبا جائیں گے مجھے ڈائنا سار کی طرح۔''

''ہائے اللہ! تمہیں شرم نہیں آتی میرے میاں اور اپنے بڑے بھائی کو ڈائنا سار کہتے ہوئے۔'' اس بار اس کے سر پر چپت لگائی گئی۔

''میں نے غلط کیا کہا بھلا ان کا تو اتنا رعب و دبدبہ ہے پورے گھر میں کہ میرے حسام لالہ یہاں تک کہ آپ کے بھی پیر تھرتھرانے لگتے ہیں ان کے سامنے۔'' اب کی بار وہ دونوں ہنس دیں۔

''فرح اور اظہر کہاں ہیں؟ نظر نہیں آ رہے۔'' وہ سوپ ختم کر کے پھر سے لیٹنے لگی۔ ''وہ دونوں ماں جی کے ساتھ شوکت ماموں کے گھر گئے ہیں۔ میں نے ماں جی سے کہا تھا کہ واپسی میں مہ جبین کو بھی لے آئیں، تم دونوں کالج میں تو روز ملتی ہو لیکن اگر دو تین دن یہاں رہ لے تو تمہارا بھی دل بہل جائے گا۔''

''واؤ بھابی کیا آئیڈیا ہے تھینک یو سو مچ۔'' وہ گلشن بھابی سے لپٹ گئی۔ اچھا اب زیادہ مسکے نہ لگاؤ اور آرام کرو۔'' وہ خالی پیالہ اٹھا کر باہر نکل گئی اور وہ پھر سے رضائی میں دبک گئی۔

☆.....☆

صبح سب ہی ناشتے کے لیے دسترخوان پر براجمان تھے۔ صبح صبح ہی ہلچل سی مچی تھی۔ بچوں کی نوک جھونک اور بڑوں کی خوش گپیاں عروج پر تھیں۔ تب ہی خان جی کے کمرے کا دروازہ کھلا اور اندر سے ایک سوبر نوجوان برآمد ہوا جو یقیناً خان جی ہی تھے۔ کندھوں پر پڑی بڑی سی شال، گھنی گھنی مونچھیں، سفید کاٹن کا سوٹ، ہاتھ میں پہنی گھڑی، گوری رنگت، ان کے آنے سے پرفیوم کی خوشبو پھیل چکی تھی۔ سبھی کے منہ پر تالے لگ چکے تھے۔ گلشن، زرینہ اور مہ جبین نے اپنے دوپٹے سروں پر درست کیے وہ اپنے حیدرآبادی کھسے ایک سائیڈ میں اتار کر دسترخوان پر براجمان ہو گئے۔

''زرینہ بچے اب کیسی طبیعت ہے تمہاری؟'' وہ شفقت سے پوچھنے لگے۔ خان جی سخت مزاج کے ہی سہی لیکن زرینہ اور حسام سے بہت پیار کرتے تھے، بابا جان کے گزرنے کے بعد ساری ذمہ داری خان جی نے ہی سنبھال لی تھی۔

''اب ٹھیک..... ٹھیک ہوں خان جی۔'' نظریں ہنوز نیچے ہی تھیں۔

اسکول وین کے ہارن بجانے پر فرح اور اظہر اپنے بیگز اٹھا کر سب کو اللہ حافظ کہہ کر دروازے کی طرف بھاگ گئے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اچھا ماں جی ہمیں بھی دیر ہورہی ہے۔ ہم بھی چلتے ہیں۔'' حسام اپنی گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ زرینہ برقع پہننے کے لیے اپنے کمرے میں چلی گئی تو مہ جبین بھی اس کے پیچھے چل دی۔ وہ برقع پہن کر ہلکی گلابی لپ اسٹک لگانے لگی۔

''شوق سے لگاؤ لپ اسٹک، اگر خان جی نے دیکھ لیا نا تو ہونٹ مروڑ کر رکھ دیں گے۔'' مہ جبین اس پر برس پڑی۔

''ہونٹ تو تب مروڑیں گے جب دیکھیں گے۔'' کہتے ہوئے اس نے اپنے چہرے کے گرد گھومائے دوپٹے سے پنوں کی مدد سے چہرہ بھی ڈھک دیا۔ اب اس کی آنکھیں اور بھی خوب صورت لگ رہی تھیں۔ مہ جبین ایک بڑی سی چادر اوڑھ کر کتابیں ہاتھ میں لیے زرینہ کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گئی۔ باہر حسام بھی ریڈی کھڑا تھا۔ وہ تینوں سب کو اللہ حافظ کہہ کر جانے ہی والے تھے کہ خان جی کی بلند آواز پر رک گئے۔

''رک جاؤ۔ برقع کہاں ہے تمہارا؟'' وہ غصے میں مہ جبین سے پوچھنے لگے۔

''وہ خان جی میرا برقع نہیں ہے۔'' وہ گھبراتے ہوئے مخاطب ہوئی۔ زرینہ کا دل بھی ہولے ہولے کانپنے لگا۔

''کیا..... ماموں نے تمہیں ابھی تک برقع نہیں دلایا افسوس ہے۔'' وہ غصے سے دہاڑا۔

''کوئی بات نہیں تم میرا برقع پہن لو۔'' گلشن نے جلدی سارے معاملے کو ختم کرانا چاہا کیونکہ مہ جبین گلشن کی بھی ماموں زاد تھی۔ (خان جی کی شادی اپنی خالہ کی بیٹی سے ہوئی تھی) خان جی نے جیب سے والٹ نکال کر کڑک نوٹ حسام کو تھما دیے۔

''واپسی میں مارکیٹ سے مہ جبین کے لیے برقع لے لینا۔''

''جی خان جی۔'' جواباً وہ اتنا ہی بولا۔

گلشن برقع لانے کے لیے کمرے میں گئی تو مہ جبین بھی شرمندہ سی اس کے پیچھے ہولی اور زرینہ دل ہی دل میں خوش ہوگئی کہ چلو مارکیٹ جانے کا تو موقع ملا۔

☆.....☆

''یار تم کب سے چڑ رہی ہو، اب کچھ بولا تو میں تمہارا منہ توڑ دوں گی۔'' زرینہ اسے مسلسل بڑبڑاتا دیکھ کر برس پڑی۔

''تو میں کیا کروں، ایک تو مجھ سے یہ برقع نہیں سنبھل رہا اور ایک کب سے یہ مسواک جیسے منہ والا لڑکا ہمارے پیچھے ہی پڑ گیا ہے۔'' مہ جبین کے بولنے پر اس کے منہ سے ایک قہقہہ برآمد ہوا جسے حسام کے گھورنے پر روک لیا گیا۔ جب سے وہ مارکیٹ میں داخل ہوئی تھی یہ لڑکا تو ان کے پیچھے ہی لگ گیا تھا اور جب حسام تھوڑا آگے جاتا تو وہ گنگنانے لگتا۔

''یہ پردہ ہٹا دو، ذرا مکھڑا دکھا دو
ہم پیار کرنے والے ہیں کوئی غیر نہیں''

اور جواباً وہ جل کٹ کر بس آنکھیں ہی دکھاتی رہ جاتی۔

''جبین مجھے تو بہت ڈر لگ رہا ہے یہ لڑکا بار بار فون کو کان سے لگا رہا ہے، کہیں یہ چور ڈکیت تو نہیں، ایسا نہ ہو کہ یہ اپنے ساتھیوں کو فون پر اطلاع دے کر یہاں بلوا لے اور ہمیں اغوا کرلے۔'' زرینہ کی آنکھوں میں ڈر پھیل چکا تھا۔

''ارے پاگل یہ نمبر مانگنے کا اشارہ ہے۔'' جبین نے اسے آگاہ کیا۔

''یہ لو اسے کیا پتا ہمارے لیے تو فون الاؤنہیں ہے تو نمبر کہاں سے دیں۔'' زرینہ کی بات پر وہ دونوں کھل کر ہنس دیں۔

''ویسے زرینہ مجھے تو لگتا ہے کہ یہ مسواک تمہاری باوای آنکھوں پر لٹو ہوگیا ہے۔ اس سے شادی کرلو، تم دونوں کی جوڑی بہت جچے گی۔'' مہ جبین نے اسے

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

http://paksociety.com

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

مفت مشورہ دے کر سلگا دیا تھا۔
''بھوتنی تو کر لے شادی اس سے، میں تو بچپن سے اپنے خاور شاہ کے نام پر بیٹھی ہوں اور انشاء اللہ اسی کے سنگ جاؤں گی۔''
''ہاں دبئی جانے کے بعد تو تمہارا پوچھا تک نہیں، بڑی آئی خاور شاہ کے نام پر بیٹھنے والی، اب چل دکان آ گئی ہے۔'' اور وہ تینوں دکان میں گھس گئے۔
''یہ دیکھو یہ والا کتنا پیارا ہے۔'' وہ دونوں برقع دیکھ رہی تھیں حسام انہیں پیسے دے کر اپنے لیے سن گلاسز لینے دوسری دکان میں چلا گیا۔ زرینہ برقع دیکھ رہی تھی کہ اس کے ہاتھ سے برقع نیچے گر گیا۔ وہ اسے اٹھانے کے لیے جھکی ہی تھی کہ اس کے عین پیچھے کھڑے دکاندار کی ٹانگ سے مس ہو گئی، سانس تو جیسے اس کے گلے میں ہی اٹک گئی۔
''یہ کیا ہوا'' آنکھیں اپنی حدوں سے کچھ زیادہ ہی نکل آئی، وہ جھجک کر سائیڈ میں کھڑی ہو گئی۔ ایسے میں لڑکے کے جملے ''کیا کر رہی ہو آپا؟'' نے اسے اور شرمندہ کیا۔ غصہ بھی زوروں پر تھا۔ میں نے جان بوجھ کر تو نہیں کیا ہے۔ میں تو خود شرم سے پانی پانی ہوئے جا رہی ہوں، ہاتھ پیر یا کوئی اور جگہ ٹچ ہو جاتی تو مجھے اتنی شرمندگی نہیں ہوتی۔ لیکن یہ تو...... تو یہ تو یہ سوچ کر بھی اس کے جسم میں جھرجھری سی ہونی لگی۔
مہ جبین نے بمشکل اپنا قہقہہ روک رکھا تھا۔ آخر کار آدھے گھنٹے بعد مہ جبین کو برقع پسند آ ہی گیا۔ وہ دکان سے باہر نکلی ہی تھی کہ مسواک پھر سے آن کھڑا ہوا۔
''آہم...... آہم۔'' مسواک کے گلا کنکھارنے پر وہ دونوں آگ بگولہ ہو گئیں۔
''تجھے شرم نہیں آتی مسواک کہیں کہ کب سے ہمارے پیچھے ہی پڑ گیا ہے۔'' مہ جبین کے منہ سے مسواک کا نام سنتے ہی لڑکا بھی سلگ گیا۔
''خود کو دیکھا ہے کڑوی کسیلی دنداسہ کہیں کی، انہیں دیکھو۔'' مسواک زرینہ کی طرف دیکھنے لگا۔'' ایک دم سوفٹ اینڈ فریش بالکل ٹوتھ پیسٹ کی طرح زرینہ تو اس لڑکے کی ڈھٹائی دیکھ کر دم بخود رہ گئی۔
''اوئے! یہ پٹھان پادر کا مکا منہ پر لگے گا نا تو پورا کا پورا چہرہ ہاتھ میں آ جائے گا۔ اندر ایک جھٹکے نے تم دماغ خراب کیا ہے جواب تم آ گئے۔'' زرینہ کا مکا اب بھی اس کے سامنے تھا۔ مسواک ڈر کر نو دو گیارہ ہو گیا۔
''رہ خورالا ماز غا خراب کڑل۔''
''اس نے تو میرا دماغ خراب کر دیا۔'' زرینہ گویا ہوئی اور پھر حسام کو آتا دیکھ کر دونوں ہی الرٹ ہو گئیں۔

☆......☆

وہ بریک ٹائم میں کینٹین تک آئی ہی تھی کہ محسن آفریدی بھی اس کے پیچھے لپک آیا۔
''ینہ میری بات سنو پلیز تم مجھے اس طرح اگنور کیوں کر رہی ہو؟''
''دیکھو محسن میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔ میرا پیچھا چھوڑ دو۔ میرا نام کسی اور کے ساتھ جڑ چکا ہے، میری نسبت بچپن سے ہی میرے تایازاد خاور شاہ کے ساتھ طے ہے، تم کیوں اپنا وقت اور میرا دماغ خراب کر رہے ہو۔'' وہ عاجز آتے ہوئے بولی۔
''لیکن یہ تو تمہارے بڑوں کا فیصلہ ہے اور وہ جاہلیت کا دور اب ختم ہو چکا ہے۔ یہ تو تم پر زبردستی ہو گی۔ زرینہ پلیز تم صرف اپنے دل کی سنو۔'' وہ بولا۔
''محسن میں مانتی ہوں کہ یہ میرے بڑوں کا فیصلہ ہے لیکن مجھ پر کوئی زبردستی نہیں کر رہا، میں خاور کو دل سے پیار کرتی ہوں اور ہاں......!'' وہ رک کر بولی۔
''آئندہ میرا پیچھا مت کرنا اگر حسام لالہ نے دیکھ لیا نا تو ہم دونوں کی شامت آ جائے گی۔'' وہ کہتے ہوئے آگے بڑھ گئی۔
لیکن مصیبت ابھی ٹلی نہیں تھی۔ آگے ایک لڑکیوں کے ٹولے نے اس کا استقبال کیا۔ وہ خاموشی سے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گزرنا چاہتی تھی لیکن ایسا ممکن نہ ہوا۔
"ارے اوز رینہ! برقع میم ہم سے بھی مل لو ڈھکا بدن۔" ان میں سے ایک لڑکی کے کہنے پر (جو یقیناً ان سب کی باس تھی) سب نے زوردار قہقہہ لگایا وہ رک نہ سکی اور تیز قدموں سے ان کے قریب پہنچی۔
"جی بولیے کھلی تجوری جسے دیکھ کر ہر کسی کی آنکھیں چمک اٹھتی ہیں اور وہ لوٹنے کا ارادہ کر ہی لیتا ہے۔" وہ بھی زرینہ تھی جواب دینا تو اسے بھی آتا تھا۔
"اوئے میم یہ سب اولڈ فیشن ہے اور جاہلیت بھی، اصل میں دل کا پردہ ہونا چاہیے۔ یہ سب تو ایک دکھاوا ہے، ان میں سے ایک اور لڑکی گویا ہوئی۔
شرم اور عزت والیاں
ہوتی ہیں عفت والیاں
وہ حسن کی شہزادیاں
پردے کی ہیں آبادیاں
"میری بہن تم اندھیرے میں ہو، ہمارے دل کا پردہ تو ہونا چاہیے لیکن بدن کا پردہ بھی بے حد ضروری ہے اور اگر تم اس پردے کو جاہلیت کہہ رہی ہو تو تم ہمارے اسلام کو جاہلیت کہہ رہی ہو۔ کیونکہ پردے کا حکم ہمارے دین اسلام ہی نے ہمیں دیا ہے اور تم ایک سچی مسلمان کہلانے کے لائق ہی نہیں ہو۔
زرینہ کی باتوں سے ان سب کے برین واش ہو گئے تھے۔ سب ہی چپ ہو گئیں لیکن زرینہ کا غصہ کم نہ ہوا، اس نے اپنے پرس میں سے دو چاکلیٹس نکالیں ایک کو ریپر سے نکال دیا جب کہ دوسری کو ریپر میں ہی رہنے دیا پھر دونوں کو زمین پر گرا دیا۔
"اب اس میں سے ایک اٹھاؤ" اس نے لڑکی کی طرف دیکھا۔ لڑکی نے آگے بڑھ کر ریپر والی چاکلیٹ اٹھائی کیونکہ بغیر ریپر والی چاکلیٹ تو ساری مٹی سے گندی ہو چکی تھی۔
"تم نے یہ والی ہی کیوں اٹھائی؟" وہ پوچھنے لگی۔
"کیونکہ وہ دوسری والی چاکلیٹ ریپر میں نہ ہونے کی وجہ سے گندی ہو چکی تھی۔" لڑکی کے بتانے پر وہ مسکرانے لگی۔
"بالکل اسی طرح اگر ہم لڑکیاں بھی پردے میں نہ رہیں تو ضرور ہم بھی گندی ہو جائیں گی عزت تو اس کی ہوتی ہے جو پردے میں ہوتی ہے۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے اسلام میں ہر بات سوچ سمجھ کر کی گئی ہے اور اسے جاہلیت کہنا غیر مناسب ہوگا اور ہاں پردہ ہمارے حسن میں بھی اضافہ کرتا ہے۔"
زرینہ کے ساتھ سبھی لڑکیوں کی آنکھوں میں بھی آنسو تیرنے لگے اور سب کے دوپٹے سروں پر آ چکے تھے۔
زرینہ دل ہی میں بہت خوش ہوئی کہ چلو انہیں نیک ہدایت تو ملی۔

☆......☆

چھم چھم برستی مینہ نے باہر خوشگوار اور یخ بستہ ہواؤں کا راج برپا کر دیا تھا۔ کھڑکی کے باہر جھانکتے ہی ایک دلفریب مسکراہٹ نے اس کے لبوں کو چھوا تھا۔ یہ موسم تو اس کا فیورٹ تھا۔ بارش کی بوندیں درختوں کے پتوں کو چھوتی کھڑ پھڑ کر رہی تھیں۔ فراز اس کے قریب آ گیا۔
"یار کب تک کھڑکی کھولے باہر کا منظر دیکھتا رہے گا؟ وہ اب تک اپنے دلپسند موسم کا خمار بھر رہا تھا۔ فراز کے بولنے پر اس کی طرف متوجہ ہوا۔
"تو نہیں سمجھے گا یار، برسات کا موسم تو مجھے بالکل اپنی محبوبہ جیسے لگتا ہے جتنا پیار لوگوں کو اپنی محبوبہ سے ہوتا ہے اتنا ہی پیار مجھے برسات کے موسم سے ہے۔" وہ خمار بھری آواز میں گویا ہوا۔
"تجھے سردی نہیں لگتی تو ہمیں کیوں مروا رہا ہے۔" وہ بیڈ پر لیٹتے ہوئے بولا۔
"مجھ جیسے بہادر سپاہیوں کو ٹھنڈ نہیں لگتی اگر ہم برف پوش پہاڑوں میں مہینوں رہ سکتے ہیں تو یہ کیا ٹھنڈ ہے۔" وہ چیئر پر بیٹھتے ہوئے لیپ ٹاپ میں

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

فائل تیار کرنے لگا۔
"ویسے شاہ زیب اگر تو گھر جارہا ہے تو ایک مہینے کے لیے تو جا ایک ہفتے میں کیا انجوائے کرلے گا۔" فراز اب بات کرنے کے موڈ میں تھا۔
"نہیں یار اتنا ہی کافی ہے کچھ دن اپنے گاؤں شانگلی میں گزار لوں گا پھر جب پشاور واپسی ہوگی تو ایک دن نوشہرہ خان جی کے گھر رہ لوں گا۔" شاہ زیب نے اسے تفصیلاً آگاہ کیا۔
"یہ خان جی کون ہیں؟" وہ پوچھنے لگا۔
"میرے بڑے بھائی کے بچپن کے دوست ہیں، مجھے ہمیشہ چھوٹے بھائیوں کی طرح ٹریٹ کیا، ہاں تھوڑے سخت ہیں لیکن مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں اور فخر بھی۔"
"فخر تو میرے گھر والے بھی مجھ پر کرتے ہیں، آخر میں بھی ایک فوجی جوان ہوں۔" شاہ زیب کے بتانے پر وہ بھی جھٹ کو یا ہوا اور پھر دونوں ہنسنے لگے۔

☆.....☆

"مینہ، مینہ۔" گلشن اسے آواز دیتی کمرے میں گھس آئی، چہرے پر خوشی عیاں تھی۔
"کیا ہوا بھابی اتنی خوش کیوں لگ رہی ہو؟" وہ پوچھنے لگی۔
"کیونکہ میرے پاس ایک خوش خبری ہے۔" وہ بولی۔
"کیا!" وہ بے قرار ہونے لگی۔
"مینہ خاور شاہ آرہا ہے وہ بھی دو دن بعد۔" گلشن اس کے گال کھینچتے ہوئے بولی۔
"کیا.....!" وہ خوشی سے اچھلنے لگی۔ کچھ دیر بعد اچھلنا بند کیا تو پوچھنے لگی۔ "آپ کو کس نے بتایا؟"
"چلو جاؤ میں نہیں بتاتی۔" وہ اترانے لگی۔
"پلیز، پلیز پالی پالی بھابو۔" وہ اس کے گال سہلاتے ہوئے منمنائی۔
"اچھا چھوڑ اب زیادہ مسکے نہ لگا۔ تیرے خان جی کو فون کرکے بتایا ہے اس نے۔"
"اوہو۔" کچھ یاد آنے پر گلشن اپنے ماتھے پر ہاتھ مار گئی۔
"مجھے خان جی نے چائے لانے کو کہا تھا۔ میں تو بھول ہی گئی تھی تو نے کن باتوں میں لگا دیا مجھے۔" وہ ہاتھ جھٹک کر باہر نکل گئی اور وہ آئینے کے سامنے کھڑی ہوکر خود کو ادائیں دکھانے لگی، کبھی چہرے کو ہاتھوں میں چھپا لیتی تو کبھی لمبی چوٹی کو کندھے پر پھیلا کر جھٹکے سے پیچھے گرا دیتی۔

☆.....☆

کچن میں آتے ہی بہترین خوشبوؤں نے اس کا استقبال کیا۔
"بھابی یہ اتنا سب کچھ کیوں بن رہا ہے؟ خاور تو کل آرہا ہے نا۔" وہ دم پر رکھی بریانی، قورمہ، کباب اور بہت سارے اور لوازمات پر نظر ڈالتے ہوئے بولی، منہ میں پانی بھی آچکا تھا۔
"کیوں ہم خاور کے علاوہ کسی کے لیے یہ سب نہیں بنا سکتے؟" وہ رائتے میں نمک ڈالتے ہوئے بولی۔
"اچھا تو پھر کون آرہا ہے؟" وہ سلاد سے کھیرے کا ٹکڑا اٹھا کر منہ میں ڈالنے لگی۔
"شاہ زیب آرہا ہے۔ تم نے دیکھا ہے اسے؟" وہ بتا کر پوچھنے لگی۔
"نہیں میں نے کب دیکھا ہے اسے، جب بھی آتا ہے باہر سے ڈرائنگ روم اور ڈرائنگ روم سے سیدھا ڈیوٹی پر۔" وہ آستین چڑھا کر برتن دھونے کے لیے سنک کے قریب چلی گئی۔
"شاہ زیب آگیا ہے کھانا تیار ہے نا؟" پوچھنے کے بعد نظر فرائی بوٹیوں پر پڑتے ہی وہ کڑاہی کی جانب لپک پڑا۔
"بھابی کڑھائی کو محفوظ مقام پر پہنچا دو، بھوکا بھیا حملہ آور ہونے والا ہے۔" زرینہ کے متوجہ کرانے پر

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گلشن ہاتھ میں چمچہ لیے چلی آئی۔
''نکلو باہر، جلدی نکلو۔''
''بھابی صرف ایک بوٹی۔ صرف ایک۔'' حسام عاجز لہجے میں مخاطب ہوا۔
''نہیں ملے گی، ابھی ڈنر کرلینا بس تھوڑا سا انتظار کرلو۔'' کھانے کو کچھ نہ ملنے پر پانی سے گزارہ کرنے فریج سے بوتل نکالنے لگا۔
''ویسے بہت دن ہوگئے مہ جبین نہیں آئی۔''
''کیوں بھئی تم کیوں پوچھ رہے ہو؟ تمہیں بڑی فکر ہورہی ہے مجھے تو دال میں کچھ کالا کالا لگ رہا ہے۔'' زرینہ بھنویں اچکائے معنی خیزی سے بول رہی تھی۔
''اور مجھے تو پوری دال ہی کالی لگ رہی ہے۔'' گلشن بھی شامل گفتگو ہوئی۔
پھر دونوں بھنویں اچکاتی چھیڑنے والی نظروں سے حسام کو دیکھنے لگیں۔''
کوئی بات نہیں لالہ شرمانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ گھر کی لڑکی ہے اگر اپنوں میں جائے گی تو اچھا ہوگا۔'' زرینہ اس کا لال ٹماٹر چہرہ دیکھ کر بولی۔ حسام مسکراتا ہوا باہر کسک گیا اور وہ دونوں ایک دوجے کا چہرہ تکنے لگیں جیسے کہہ رہی ہوں ''ہائے بات تو سچ نکلی۔''

☆.....☆

صبح صبح ہی وہ کمرے سے لش پش برآمد ہوئی۔ شیفون کے لائٹ پنک ڈریس پر سمپل وائٹ کڑھائی اور لائٹ پنک لپ اسٹک کے ساتھ وہ نکھر گئی۔ ویسے بھی اس کا قاتل حسن اور بادامی آنکھیں کسی کو بھی اپنا گرویدہ بنالیتی تھیں۔ خاور شاہ کی شام چھ بجے فلائٹ تھی لیکن وہ بہت خوش تھی اور تیار ہونے کا موڈ بھی ہورہا تھا تو صبح صبح ہی تیار ہوکے نکل آئی۔
''چائے پیو گی میڈم جی؟'' گلشن کے انداز میں معنی خیزی تھی لیکن ماں جی سامنے ہی بیٹھی تھیں اس لیے کچھ کر نہ کہہ پائی۔ وہ جھینپ گئی۔
''نہیں میں بعد میں پی لوں گی۔'' کہتے ہوئے وہ واپس مڑی اور ڈرائنگ روم میں گھس گئی۔ کوئی پورا کمبل اوڑھے سو رہا تھا۔
''یہ حسام بھی نا کب تک سوتا رہے گا، اب دیکھنا کیسے جگاتی ہوں۔'' اس نے ٹیبل سے پانی سے بھرا جگ اٹھایا اور کمبل ہٹاتے ہی پورا جگ پانی سوتے شخص پر انڈیل دیا۔ پہلے تو شاہ زیب سنبھل ہی نہ پایا کیونکہ پانی ایک گلاس نہیں پورا ایک جگ تھا۔ پھر پانی ختم ہونے پر اٹھ کھڑا ہوا۔ زرینہ تو منہ کھولے بت ہی بن چکی تھی۔
''ارے میڈم یہ کیا کیا آپ نے؟'' شاہ زیب نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالا۔
''ہوں۔'' وہ سنبھل کر دوپٹے سے منہ چھپانے لگی۔
''مجھے کیا پتا تھا کہ آپ نے رات یہیں گزاری ہے، مجھے تو لگا حسام ہے۔'' وہ صفائیاں پیش کرنے لگی۔ دوپٹہ پتلا ہونے کی وجہ سے اس کا چہرہ صاف نظر آرہا تھا۔
''مجھے تو لگتا ہے کہ آپ کو پتا چل چکا تھا کہ مجھے بارش پسند ہے لیکن آپ نے تو مجھے سیلاب میں ڈبو دیا۔'' شاہ زیب کے چہرے پر سجی مسکراہٹ اسے کھڑا ہونے نہیں دے رہی تھی۔ وہ نظریں جھکا گئی۔
''دیکھیے مجھے کوئی ضرورت نہیں آپ کی پسند جاننے یا پورا کرنے کی۔''
''اچھا تو پھر پشاور کی لڑکیوں کی عادت ہے مہمانوں کو ایسے جگانے کی۔'' اس کے بولنے پر وہ اسے گھورنے لگی۔ اتنے میں اسے باہر کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی جو ڈرائنگ روم کی جانب ہی آرہی تھی۔
''ہاں.....! اب میں کیا کروں؟ اگر یہ خان جی ہوئے تو میں کیا کروں گی؟'' وہ پریشانی میں اِدھر

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اُدھر ٹہلنے لگی۔
"آپ ایک کام کیجیے اس پردے کے پیچھے چھپ جائیے۔"
"گڈ آئیڈیا۔" شاہ زیب خان کے کہنے پر وہ پردے کے پیچھے چھپ گئی۔ حسام اندر آتے ہی حیران رہ گیا۔
"شاہ زیب یہ کیا ہوا؟ تم بھیگ کیسے گئے؟"
"بس یار نیند میں، میں نے کچھ الٹا سیدھا کر دیا، بائی دا وے تمہیں کچھ کہنا تھا؟" اس نے بات کا رخ بدلا۔
"ہاں میں یہ کہہ رہا تھا کہ تم ناشتا کر لو پھر ہم گھومنے جائیں گے ویسے بھی تمہاری ٹف لائف میں ٹائم ہی کہاں ملتا ہے۔" وہ ہاتھ میں موبائل گھماتے ہوئے بولا۔
"یہ تو تم نے بالکل ٹھیک کہا، گھومنے پھر کبھی چلیں گے اس وقت میرا جانا بہت ضروری ہے۔ میں تیار ہو کے نکلتا ہوں۔" وہ ایک سپاہی تھا ملک کے لیے پہلے سوچنا اس کے ایمان میں شامل تھا۔
"اچھا میں تمہارے لیے ناشتا لے کر آتا ہوں۔" حسام باہر نکل گیا۔
"باہر آجائیے محترمہ، آپ کے بھائی جا چکے ہیں۔" شاہ زیب کے کہنے پر جیسے اس کی سانس بحال ہوئی تھی۔ وہ باہر آئی تو پسینہ اس کے ماتھے پر چمک رہا تھا۔
"او مائی گاڈ۔ اتنی سردی میں پسینہ۔" وہ اس کی بات کو نظر انداز کر کے آگے بڑھ گئی۔
"ہم جلد ہی آنے کی کوشش کریں گے۔ اس گھر کے لوگوں نے ہمیں بہت متاثر کیا ہے۔" جاتے جاتے اس نے شاہ زیب کی بات سنی اور باہر نکل آئی۔

☆......☆

خان جی، ماں جی، حسام اور بھابی سب ہی خاور شاہ کے ساتھ کمرے میں موجود تھے۔ اسے آئے چند ہی گھنٹے ہوئے تھے۔ سب کھانا بھی کھا چکے تھے۔ اِدھر زرینہ اپنے کمرے میں ٹہل ٹہل کر اپنے پاؤں دکھا رہی تھی۔
"میں نے ایک لمحے کے لیے بھی اس کا دیدار نہیں کیا۔ یہ ظالم زمانہ دو پیار کرنے والوں کو ملنے بھی نہیں دیتی۔" وہ چیئر پر بیٹھ گئی۔ اتنے میں کمرے سے خان جی کے دہاڑنے کی آواز آنے لگی۔ خاور بھی مسلسل کچھ بول رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے وہ اٹھ کھڑی ہوئی اب خاور اور تیز بول رہا تھا۔
"مجھے نہیں کرنی آپ کی بہن سے شادی۔ آپ کیوں اسے زبردستی مجھ پر تھوپنا چاہتے ہیں۔"
"بے غیرت۔" خان جی نے دو تھپڑ خاور کے منہ پر جھڑ دیے۔
"ماریں مجھے جتنا مارنا ہے لیکن میرا یہ فیصلہ اٹل ہے، میں صرف اپنی فرینڈ زارا سے شادی کروں گا۔" خاور بھی چیختا تھا۔ اُدھر زرینہ کی حالت کی کسے خبر تھی۔ اس کا دل فرش پر گر کر کانچ کے ٹکڑوں کی طرح بکھر گیا تھا۔ ہونٹ کپکپانے لگے۔ پیرہن ہونے کی وجہ سے گر کر چیئر سے لگتی ہوئی زمین سے ٹکرا گئی، کمر اور پیٹ میں درد کی لہریں دوڑنے لگیں۔ ماں جی کے رونے کی آواز آنے لگی۔
"دیکھو بیٹا زرینہ ساری عمر تیرے نام پر بیٹھی رہی۔ اس بات کا تو سب کو پتا ہے ہم بدنام ہو جائیں گے بیٹا۔" ماں جی اس کی منتیں کر رہی تھیں۔
"تو میں کیا کروں؟ کیوں اسے کوئی نہیں اپنائے گا جو آپ اسے زبردستی مجھ پر تھوپ رہے ہیں۔" خاور اپنی حدیں پار کر رہا تھا۔ خان جی اس کی جانب لپکے۔
"میں تمہارا منہ توڑ دوں گا اگر ایک لفظ بھی اور نکالا تو، میری بہن کے لیے رشتوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔ تو میری بہن کو کیا چھوڑے گا میں آج سے تم لوگوں سے ہر رشتہ ناطہ توڑتا ہوں، چلا جا میری نظروں کے سامنے سے ورنہ ابھی کھڑے کھڑے تجھے گولی مار

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دوں گا۔" خان جی کے کہنے پر وہ بے رخی سے منہ کو جھٹکتا باہر نکل گیا۔

☆.....☆

آج خاور کے جانے کا تیسرہ دن تھا۔ زرینہ اپنے کمرے میں محصور ہوگئی تھی۔ اکثر وہ سوچتی۔

"خاور نے مجھے کیوں اتنی بے دردی سے ریجیکٹ کر دیا، آخر مجھ میں ایسی کیا کمی تھی۔" حسام نے اس کے لیے کالج سے ایک ہفتے کی چھٹی لے رکھی تھی۔ گلشن بھی اس کی ایسی حالت پر پریشان تھی۔

آج 19 جنوری کا دن تھا۔ وہ سب ٹی وی لاؤنج میں بیٹھے نیوز چینل دیکھ رہے تھے۔ زرینہ بھی اکھڑی اکھڑی سی صوفے پر ڈھے گئی۔ اچانک بریکنگ نیوز آئی، پشاور حیات آباد میں دھماکا ہوا ہے جس میں دس افراد جاں بحق اور کئی زخمی ہو گئے ہیں، سب ہی لرز گئے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے ہمارے ملک کو، کب ہمارا ملک اس دہشت گردی سے پاک ہوگا۔"

"پہلے سوات پھر کراچی اور اب ہمارا پشاور، ہمارے ملک سے کب یہ ناسور ختم ہوگا۔" وہ آنکھوں میں آنسو لیے کمرے میں چلی گئی۔ سارا دن دل بے چین رہا، سب نے کھانا بھی ٹھیک سے نہیں کھایا۔ ساری رات وہ جاگتی رہی اور روتی رہی۔

صبح اٹھ کر سب نے بے دلی سے ناشتا کیا، خان جی پھر سے نیوز چینل لگا کر بیٹھ گئے۔ چینل پر کوئی مارننگ شو چل رہا تھا جس پر ماں اپنے بے قصور بیٹے کو مارے جانے پر آنسو بہا رہی تھی۔ سب گھر والے صوفوں پر بیٹھ گئے۔ مارننگ شو کے بیچ میں ہی بریکنگ نیوز آئی، جسے پڑھنے کے بعد سب ہی دہل گئے۔ چارسدہ میں باچا خان یونیورسٹی پر دہشت گردوں کا حملہ، سب کی دلوں کی دھڑکنیں رک گئیں۔

"یا اللہ خیر۔" سب ہی بے ساختہ بول پڑے، زرینہ دو سال پیچھے چلی گئی۔ جب اے پی ایس پر حملہ ہوا تھا پھر سب نے اگلی خبر کا انتظار کیا۔ کچھ ہی دیر میں چینلز والے جائے وقوعہ پر پہنچ گئے۔ گولیوں کی گھن گرج سے سب ہی خوفزدہ ہو گئے۔

یونیورسٹی کے باہر طالب علموں کے والدین زار و قطار رو رہے تھے اور اپنوں کی راہ تک رہے تھے، سب ہی دعا گو تھے کہ اندر سب لوگ خیر و عافیت سے ہوں پھر کچھ ہی دیر میں فوجی دستے پہنچ گئے جس میں ایک شاہ زیب بھی تھا۔

"پلیز شاہ زیب ہمیں آپ سب سے بہت امیدیں ہیں، ڈٹ کر مقابلہ کرنا اور ہمارے مستقبل کے معماروں کو بچا لینا۔" وہ رو رہی تھی۔

آج پھر سے دہشت گرد ناسوروں نے ہمارے مستقبل پر حملہ کیا ہے۔ انہوں نے روشنیوں کے شہر کی روشنیاں بجھائی تھیں۔ ویسے ہی اب یہ ہمارے پھولوں کے شہر کے پھولوں کو مسلنا چاہتے ہیں۔ وہ سوچتے ہوئے رونے لگی۔ فوج نے آپریشن کو براہ راست دکھانے سے منع کر دیا۔ وہ ماں جی گلشن سب ہی اپنے رب کے حضور سجدہ زیر ہونے اٹھ کھڑی ہوئیں، جائے نماز پر بیٹھ کر وہ زار و قطار رونے لگی۔

"یا اللہ کسی کا اپنا انہیں چھوڑ کر نہ جائے، یہ مشکل گھڑی کسی کو نہ دکھانا، یا اللہ ہمارے ملک میں امن کی فضا قائم کر دے، یہ ہمارے ہی اعمالوں کی سزا ہے جو آج ہم بھگت رہے ہیں، ہمیں اپنا گرویدہ بنا لے۔" سجدوں میں نہ جانے وہ کتنی دیر تک روتی رہی، اس نے شاہ زیب، سارے طالب علموں اور باقی فوجی جوانوں کے لیے خیریت کی دعا مانگی، وہ جائے نماز سمیٹ کر باہر آ گئی۔

وہی نفسانفسی کا عالم تھا۔ آپریشن تو ختم ہو چکا تھا لیکن ہمارے 20 سے زائد طالب علم شہید ہو گئے تھے اور ایک پروفیسر حامد بھی جس کے دو بچے تھے اس دنیا فانی سے رخصت ہو گئے۔ درجنوں زخمی ہو گئے

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھے اور چار دہشت گردوں کو بھی ہلاک کر دیا گیا تھا۔ سارے ملک کی فضا سوگوار ہو گئی، ہر آنکھ اشکبار اور ہر دل پر سوز تھا۔ کسی نے کھانا بھی ٹھیک سے نہیں کھایا اور یوں 20 جنوری کا دن یاد رہ گیا۔

دل چھیر دینے والے مناظر آنکھوں کے سامنے تھے، کبھی بوڑھی ماں کے رونے کے منظر، ایک بھائی کا دوسرے بھائی کے لیے رونا جس کی دو ہفتے بعد شادی ہونی تھی اور ایک ماں کی بیٹے کو دولہا بنانے کی خواہش بس خواہش ہی رہ گئی اور ایسے کئی اور دل سوز کہانیاں جو نا قابل بیان ہیں۔ زرینہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی یوں دکھوں کے انبار کا سہنا اس کے لیے مشکل ہو رہا تھا اور وہ اپنے ہوش میں نہ رہی۔

☆.....☆

شاہ زیب بیڈ کے سائیڈ میں رکھے صوفے پر بیٹھ گیا اور جواباً اس نے دوپٹے سے منہ چھپا لیا، شاہ زیب کے بڑے بھائی نے فون کر کے رشتے کی بات کی تھی۔ خان جی سمیت سب ہی اس رشتے پر راضی تھے، سوائے زرینہ کے۔ آج خان جی اور ماں جی ماموں کے گھر حسام کے لیے مہ جبین کا ہاتھ مانگنے گئے تھے اور حسام کالج گیا تھا۔ گلشن نے فون کر کے شاہ زیب کو بلا لیا۔

''دیکھو زرینہ! میں جانتا ہوں کہ تم ابھی اس حالت میں نہیں ہو اور نہ میں تم سے رشتے کی بات کرنے آیا ہوں، تمہاری مرضی کہ تم مجھ سے شادی کرنا چاہو یا نہیں، ہم اپنے ملک کے محافظ ہیں اور ہم لڑ رہے ہیں تم ایسے مایوس نہیں ہو سکتی، ہمارے دشمن بھی تو یہی چاہتے ہیں کہ ہم ان سے ڈر جائیں اور تم وہی کر رہی ہو ہم کبھی ہار نہیں مان سکتے زرینہ۔'' وہ اسے سمجھانے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔

''تو کیا کریں۔ ان کے اگلے حملے کا انتظار کریں۔ مجھے پشاور کے کھلے پھول مرجھانے پر دکھ دے رہے ہیں اور وہ ہمارے کئی پھولوں کو مسل چکے ہیں شاہ زیب۔'' وہ رونے لگی تھی۔ شاہ زیب بیڈ کے کنارے پر بیٹھ گیا۔

''زرینہ وہ جن پھولوں کو مسل چکے ہیں ان کی خوشبو ابھی باقی ہے اور ہمیشہ باقی رہے گی۔ ان شہیدوں کا لہو رنگ ضرور لائے گا۔ ہم ان دہشت گردوں کے عزائم کو کبھی کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ ہمارے طالب علم اور بھی پر جوش ہو گئے ہیں۔ ان کا جذبہ اور بلند ہو چکا ہے۔ آج ساری قوم ایک ہے کوئی مایوس نہیں، کیونکہ ہم بزدل قوم نہیں، ہمارے خون میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دوڑ رہا ہے۔ ہمارے مستقبل کے معمار بندوق کا جواب قلم سے دینے کے لیے تیار ہیں۔ ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم نے جیسے سوات کی رنگینیاں لوٹائی ہیں، کراچی شہر کو روشن کیا ویسے ہی ہم پشاور کے مرجھائے پھولوں کو پھر سے کھلا دیں گے اور ان ناسوروں کو اور پھول مسلنے نہیں دیں گے۔'' وہ جو شاہ زیب کی ساری باتوں کو خاموشی سے سن رہی تھی اب اس کے جانے کے بعد ایک پرسکون مسکراہٹ اس کے لبوں پر پھیل گئی۔

''تم صحیح کہتے ہو شاہ زیب، ہمارے حوصلے کبھی پست نہیں ہو سکتے اور مجھے بھی شاید تم جیسے جوش و جذبے والے ہمسفر کی ضرورت ہے۔'' کہتے ہی وہ ایک نئی مسکان کے ساتھ اپنی نئی زندگی کی شروعات کرنے اٹھ کھڑی ہوئی۔

وہ صبح کبھی تو آئے گی
ان کالی صدیوں کے سر سے
جب رات کا آنچل ڈھلکے گا
جب دکھ کے بادل پگھلیں گے
جب سکھ کا ساگر چھلکے گا
جب امبر جھوم کے ناچے گا
جب دھرتی نغمے گائے گی
وہ صبح کبھی تو آئے گی

.....☆.....

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

مہرین کنول

افسانہ

محبت کے انداز

''کتنی خوب صورت رنگ ہے کولڈ کی۔ ابھی منگنی ہوئی ہے۔ ہماری کتنی خوب صورت مخروطی انگلیاں ہیں ان موٹی ہاتھوں کی ان میں بھی یہ انگوٹھی ہمارے پیار کی نشانی ہے۔ طغرل نے یہ سب مجھ سے ابھی بولا ہے مگر میں اس کی باتوں سے بور ہو چکی ہوں۔'' فائقہ نے طنز کیا۔

''وہ ویل آف ہے۔ اپنے پیروں پر کھڑا ہے کتنے قیمتی تحائف تمہیں منگنی سے پہلے دیتا آیا ہے۔ تمہارا کزن ہے ایم بی اے تو کر لیا ہے اس نے۔ اب اپنے والد کا کاروبار سنبھالتا ہے۔ تمہاری ہر خواہش پوری کرنے کی تگ و دو میں لگا رہتا ہے اور تمہیں کیا چاہیے؟'' وہ ناہید کی سرزنش پر ایک دم بدمزا ہو گئی جو اس کی کزن تھی اور اس کی دوست بھی تھی۔

چچا، تایا کی یہ اولادیں آپس میں بہت محبت کرتی تھیں مگر آج کل فائقہ ہواؤں میں اڑ رہی تھی۔ تبھی طغرل اچانک ان کے پاس کمرے میں آیا تھا۔

''کاش ایسا ہو کہ مجھے کوئی کڈنیپ کر کے لے جائے اور طغرل مجھے ناول کے ہیرو کی طرح بچا کر لے آئے کسی ایسے شخص سے مجھے جیتے جو مجھے دل و جان سے چاہتا ہو۔''

''یہ ناول کہانیاں پڑھ پڑھ کر تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ لگتا ہے تمہارا علاج کرانے کے لیے سائیکاٹرسٹ کو دکھانا چاہیے۔'' طغرل فائقہ کی باتوں کو سن کر اچھا خاصا تپ گیا تھا۔

''بس تمہاری شادی دور نہیں ہے۔ یہ الٹی سیدھی باتیں مت ہانکو اور کڈنیپ میں اسٹوریز پڑھنا ترک کر دو۔'' ناہید نے اسے پھر لتاڑا۔

''ارے میری یہ خواہش تھی کے کوئی مجھے کڈنیپ کرے۔'' وہ باز نہیں آئی تھی۔

''اف خدایا! ذرا ہوش کے ناخن لو لڑکی اچھے خاندانوں کی لڑکیاں ایسی باتیں نہیں سوچتیں۔ طغرل یہ ذرا کریک ہو گئی ہے۔ شادی کی خوشی میں تمہیں معلوم ہے تم سے بہت پیار کرتی ہے۔ تمہیں کسی ناول کے ہیرو سے کم نہیں سمجھتی ہے۔'' ناہید نے طغرل کی آنکھیں دیکھ لی تھیں جس میں فائقہ کے لیے فکر و وحشت تھی۔

☆.....☆

طغرل، فائقہ اور ناہید چچا تایا کی اولادیں تھیں بچپن کی یہ دوستی طرفل اور فائقہ کے لیے کب پسندیدگی اور محبت میں بدلی پتہ ہی نہ چلا۔ فائقہ یوں تو ناول پڑھتی تھی مگر ان کے کرداروں میں ایسا کھوئی۔ کہ خود کو ناول کی ہیروئن اور ہیرو طغرل کو سمجھنے لگی تھی۔ وہ اس قدر خیالی دنیا کی شیدائی ہو جائے گی کسی نے سوچا نہ تھا۔ اکثر طغرل اسے سمجھاتا۔

''اگر سچ مچ کوئی تمہارا عاشق نکل آیا اور اس نے تمہیں کڈنیپ کر لیا تو وہ تم سے شادی فوراً کر لے گا۔'' مگر فائقہ کی کان پر جوں تک نہ رینگتی ایسے ہی گزرتے دنوں میں شادی کا دن آ پہنچا تھا۔ وہ بیوٹی

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

Downloaded From
Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

پارلر میں ناہید کے ساتھ تیار ہو رہی تھی۔

☆.....☆

''بہت دیر ہو چکی ہے دلہن بنے کتنا خوب صورت سجایا ہے بیوٹیشن نے تمہیں۔ چلو ٹائم بھی ہو چکا ہے طغرل لینے آتا ہوگا۔'' ناہید کی بات پر وہ دونوں بیوٹی پارلر سے باہر نکلیں تھیں۔ قریب ہی تیزی سے ہائی روف رکی۔ اور پھر کوئی تیزی سے ہائی روف بھگا کر لے گیا۔ اس افتاد پر فائقہ بھونچکا رہ گئی تھی۔

''کوئی مجھے کڈنیپ کر کے لے جائے۔'' اپنی ہی بازگشت اس کے کانوں میں گونج رہی تھی۔

''کون ہو تم اور کہاں لے کر جا رہے ہو مجھے؟'' فائقہ سنبھلی تھی اور پھر اس غنڈے پر چیخی تھی۔

''ہاہا۔'' اس کا قہقہہ برجستہ تھا۔

''جی میں تو آپ کا عاشق ہوں۔ آپ کی اور میری شادی ہونے والی ہے۔ میری دلہن بنو گی تم آج۔'' فائقہ کے تو اوسان خطا ہو گئے تھے اس غنڈے کے الفاظ سن کر۔

''دیکھو تم کوئی پاگل معلوم ہوتے ہو۔ آج میری شادی تم سے نہیں میرے کزن طغرل سے ہونے والی ہے میرے گھر والے میرا انتظار کر رہے ہیں جانے دو ورنہ بہت بدنامی ہوگی میری۔''

''اچھا۔'' اس غنڈے نے قہقہہ لگا کر نقاب ہٹا دیا۔ وہ داڑھی مونچھوں والا اور آنکھوں میں سرمہ لگایا ہوا تھا۔ فائقہ کو اس سے گھن آ رہی تھی وہ اسے ایک میرج ہال لے آیا تھا وہاں اس کے گھر والے پہلے سے موجود تھے اور کچھ سنجیدگی اور دکھ کے ساتھ کھڑے تھے۔

''دیکھو مابدولت نے اپنی شادی میں تمہارے گھر والوں کو بھی بلایا ہے قاضی بھی موجود ہے۔'' فائقہ اس وقت خود کو بہت مجبور اور بے بس محسوس کر رہی تھی۔

''مجھے تم سے ہرگز شادی نہیں کرنی طغرل آئے گا اس سے میری شادی ہوگی۔'' فائقہ اس غنڈے پر چلائی تھی۔

''ہاہاہاہا۔'' غنڈے کا قہقہہ برجستہ تھا۔

''طغرل نے منع کر دیا ہے ویسے بھی بیٹی جب ایک دفعہ لڑکی کڈنیپ ہو جاتی ہے تو اس سے کوئی شریف لڑکا شادی نہیں کرتا۔'' اپنی ماں کی بات سن کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ سب اس کی حالت پر ہنس رہے تھے۔

''بس کرو طغرل۔'' فائقہ کی ماں نے طغرل کے چہرے سے داڑھی مونچھیں ہٹائیں تھیں جو ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔

''اچھا تو آپ سب کی شرارت ہے یہ۔'' فائقہ غصے میں بولی تھی۔

''بھئی تمہاری خواہش تھی کڈنیپ میں اسٹوری کی طرح تمہاری شادی ہو۔ طغرل نے تو تمہاری خواہش پوری کر دی اتنا چاہتا ہے وہ تمہیں۔ ورنہ شاید خیالی دنیا میں کھو کر تم پاگلوں والی حرکتوں سے اس کو اور اپنے ماں باپ کو پریشان کر چکی تھیں۔'' ناہید نے ایسے شرمسار کیا تھا جو اس کی باتیں سن کر نادم نظر آ رہی تھی۔

''واقعی میں اگر سچ مچ کڈنیپ ہو جاتی تو کیا ہوتا۔'' کچھ دیر پہلے کی حالت سوچ کر اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔ لیکن طغرل نے اسے اس پاگل پن سے بچا لیا تھا۔ تھوڑی دیر میں ان کا نکاح ہوا تھا۔

''تمہارا بھوت اتر ایہ کڈنیپ بیس اسٹوری کا۔'' طغرل نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

''جی یہ ناول کہانیاں، کہانی تک ہی ٹھیک لگتی ہیں انہیں حقیقت کا رنگ دینا بڑے مسائل پیدا کر دیتا ہے۔'' قاری بہنوں سے گزارش ہے وہ محض سبق حاصل کریں کہانیوں سے۔ فائقہ کی طرح اپنے لیے مسائل پیدا نہ کریں ورنہ طغرل کی جگہ سچ مچ میں کوئی اور بھی ہو سکتا ہے۔

.....☆.....

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

شازیہ مصطفیٰ عمران

سلسلے وار ناول

قسط نمبر ۶

زندگی پھول، محبت خوشبو

جب سے رمضہ نے جاب کی تھی گھر کے حالات کافی حد تک سدھر گئے تھے، دکان کا کرایہ بھی وقت پر آرہا

Downloaded From paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

تھا، دکان ان کی پرانے محلے میں ہی تھی اور ان لوگوں کی رہائش بفرزون میں تھی۔ نوید احمد کا بھی باقاعدگی سے علاج ہو رہا تھا، وہ اب کافی حد تک بہتر تھے، واکر کے سہارے چلنے لگے تھے، ہاتھ نے کام کرنا شروع کر دیا تھا، شہیر ان پر خاص توجہ بھی دے رہا تھا، رمضہ اس کی ممنون بھی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اسباب بنا دیئے تھے ورنہ تو حالات بگڑتے ہی جا رہے تھے۔

وہ پریشان کھڑی تھی، ہوسپٹل کی وین کا پنکچر ہو گیا تھا، کافی ٹائم بھی لگ جاتا۔ اسٹاف کے دیگر لوگ تو خود ہی چلے گئے تھے، وہ کھڑی ہوئی تھی ابھی تک کوئی بس وغیرہ بھی نہیں ملی تھی۔

شہیر کو پتہ چل گیا تھا اس لئے وہ ڈیوٹی آف ہوتے ہی نکلا تھا۔ وہ کہیں بھی نظر نہیں آ رہی تھی، اندر اسٹاف سے پتا چلا تھا وہ بس سے جانے کے لئے نکل گئی تھی۔ اتنے میں وہ اسے سامنے سائیڈ پر کھڑی نظر آ ہی گئی۔

"تھینکس گاڈ! آپ مل گئیں، آیئے جلدی بیٹھیئے۔" شہیر نے باہر نکل کے فرنٹ ڈور کھولا۔

رمضہ حیرانگی سے اسے دیکھ رہی تھی کیونکہ وہ بوتل کے جن کی طرح ہی نمودار ہوا تھا۔

Download From pakSociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

''نونو، سر میں چلی جاؤں گی۔'' اس نے چادر کو سر پر اچھی طرح جمایا۔
''آیئے کافی دیر ہوگئی ہے، آپ کے گھر والے انتظار کر رہے ہوں گے۔'' اس نے ایسی زبردستی کی رمضہ کو ماننے ہی بنی تھی۔
وہ فرنٹ سیٹ پر خاموش بیٹھی باہر کے نظاروں کو دیکھ رہی تھی۔ اسے شہیر کی موجودگی سے گھبراہٹ ہوتی تھی۔ مخصوص کلون کی مہک اس کے ناک کے نتھنوں میں گھستی تو وہ اور ہی گھبرا جاتی تھی وہ لمبے لمبے اور اونچے خواب دیکھنے والی لڑکی نہیں تھی، اپنی اوقات سے زیادہ کی کبھی خواہش بھی نہیں کرتی تھی۔ ماں اور باپ نے ان کی تربیت بہت اعلیٰ کی تھی۔ کبھی کسی کو دیکھ کر حسد و جلن نہیں ہوتی تھی۔
وہ شہیر کی طرف توجہ بھی نہیں دینا چاہتی تھی مگر وہ ہر دفعہ اس کے سامنے آجاتا۔
''مس نوید احمد! آپ کچھ سوچ رہی ہیں؟'' شہیر نے تیسری دفعہ پکارا تھا۔
رمضہ کے خیالات اور سوچوں کا تسلسل ٹوٹ گیا تھا۔
''آں ہاں..... جی۔''
''آپ سوچتی بہت ہیں۔''
شہیر کو یہ کم گو سی لڑکی اچھی لگنے لگی تھی، وہ اس کے دل کے قریب سے قریب ہونے لگی تھی، وہ ہر ایک سے بہت محتاط رہ کر ملتی اور بات کرتی۔ اس لئے رمضہ کی یہی خوبی اور منفرد بناتی تھی۔
''ایسی تو کوئی بات نہیں۔''
وہ جھینپ گئی، گھر کا راستہ قریب آگیا تھا۔ وہ سنبھل کے بیٹھ گئی۔
''مجھے ایسی ہی بات لگتی ہے، ویسے یہ بہت خوشی کی بات ہے آپ کے فادر جلد ہی ری کور کر رہے ہیں، آپ اسی طرح پابندی سے ان کی فزیوتھراپی کرواتی رہیں گی تو وہ انشاء اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ پیروں پر کھڑے ہو جائیں گے، یہ میرا یقین ہے۔'' اس نے رمضہ کو خوشی کا احساس دیا۔
''جی یہ سب آپ کی بدولت۔''
''آں ہاں... یہ میری نہیں اوپر والے کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ میں تو صرف ذریعہ اور سبب بنا ہوں۔'' اس نے مسکرا کے اس کی نفی کی۔
''اللہ تعالیٰ کو آپ کی نیکیاں پسند آئی ہوں گی تب ہی وہ آپ کا ساتھ دے رہا ہے۔''
''میں نیک.....'' رمضہ نے خود تمسخر اڑایا اپنا۔
''اوں ہوں، ایسے نہیں کہتے اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے بس آزمائش کے دن ہوتے ہیں، جیسے اچھے نہیں رہتے ویسے ہی برے دن بھی نہیں رہتے۔'' شہیر اسے سمجھا رہا تھا۔
''ٹھیک کہہ رہے ہیں مجھے اچھے دن کا ہی انتظار ہے۔''
اس نے دور خلاؤں میں دیکھتے ہوئے گہری معنی خیز بات کی اسے اپنے کھوئے ہوئے بھائی کا انتظار تھا۔
''آپ سے ایک بات پوچھوں اگر اجازت دیں تو؟'' اس نے قدرے توقف کے بعد پوچھا۔
رمضہ کے چہرے پر جانے ایسا کیا تھا اسے لگتا وہ کسی چیز کی تلاش میں ہے۔
''میرے خیال میں گھر قریب آگیا ہے۔'' اس نے اپنا بیگ دائیں شانے پر منتقل کیا۔
''رمضہ! آپ ایک بات پوچھنے کی اجازت تو دیں۔'' وہ بڑی حسرت سے بول رہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''جی...'' وہ بس اتنا ہی بولی۔
''مجھے لگتا ہے آپ کچھ تلاش کرتی رہتی ہیں مطلب جیسے آپ کو کسی کی تلاش ہے۔''
شہیر ڈاکٹر تھا وہ ہر بندے کی نفسیات اور شخصیت پڑھ لیتا تھا۔
''نہیں، ایسی تو کوئی بات نہیں۔''
گاڑی اس کے روڈ پر ہی رکی تھی، وہ فرنٹ ڈور کھولنے لگی۔
''رمضہ! آپ بتاتا نہیں چاہتی ہیں مگر میں اتنا تو چاہتا ہوں آپ کی کچھ تو مدد کروں۔''
اس نے مسٹرڈ کپڑوں میں ملبوس کھوئی کھوئی رمضہ کو بغور دیکھا۔
''اتنی تو مدد کر دی ہے اور کیا کریں گے۔'' وہ بس اتنا کہہ سکی اور گاڑی سے اتر گئی۔
شہیر نے اسے کافی دیر تک جاتے دیکھا تھا، وہ اس لڑکی کو کھوجنا چاہتا تھا، ایسی کوئی تو بات ہے جو اسے اتنا سنجیدہ اور ریزرو بنایا ہوا تھا۔ وہ اسے ابھی تک اپنے گھر تک لے کے نہیں گئی تھی، شاید اس لئے کہ وہ بھی اس دنیا کے لوگوں سے ڈرتی تھی۔ شہیر نے گاڑی آگے بڑھا لی تھی۔

☆.....☆

آریکہ نے کھانا وغیرہ سب بنا دیا تھا، وہ حنین کے آنے سے پہلے ہی جانا چاہتی تھی مگر حرا کو اپنی شرٹ کی سلائی لگوانی تھی۔
''میں اگر یہ کل کر دوں تو؟'' اس نے شرٹ کو ہاتھ میں پکڑا۔
''آریکہ باجی! مجھے آج ہی پہننی ہے۔''
''اچھا ٹھیک ہے میں اوپر سے لگا کے بھیج دوں گی۔''
وہ جلد سے جلد اوپر جانا چاہتی تھی۔ حنین عموماً پانچ بجے آفس سے آجاتا تھا۔
''اوپر جائیں گی تو ٹائم لگے گا، آپ اپی کی مشین سے ہی کر دیں۔''
اس نے اندر جا کے مشین کا کور ہٹایا، مشین حرا کے روم میں ہی رکھی تھی، ساتھ والا حنین کا روم تھا، وہ ہچکچا بھی رہی تھی، جتنی دیر سلائی لگائی حنین آ ہی گیا۔ اسے آریکہ کا ڈھائی آنچل نظر آ گیا تھا، دل ایک دم سے خوش ہی ہوا اور حنین کے چہرے پر بھی چمک سی آ گئی۔
''حرا! لو کر دی سلائی۔''
وہ جیسے ہی شرٹ سیدھی کرنے لگی، اسے سامنے دیکھ کر جھینپ ہی گئی۔
''بڑے دنوں بعد نظر آئیں کیا مایوں بیٹھ گئی تھیں۔'' حنین کی رگ ظرافت ہی پھڑکی۔
وہ کلس کے رہ گئی مگر نگاہ نہیں اٹھائی۔
''لگتا ہے لڑکے والوں کو تمہارے گن پتا چل گئے ہوں گے، تب ہی انکار ہو گیا۔'' وہ بظاہر اسے چھیڑ رہا تھا۔
مگر آریکہ کو لگا وہ اس کی تضحیک ہی کر رہا ہو، وہ سلگ کے رہ گئی۔
''ہوتے ہیں کچھ لوگ آپ جیسے بھی جنہیں کسی حال میں دوسروں کا خوش رہنا برداشت نہیں ہوتا، وہی لوگ تھے اس لئے انکار کر دیا اور آئندہ آپ مجھ سے اس طرح کی کوئی بات نہیں کریں گے کیونکہ آپ کوئی حق نہیں رکھتے۔'' اس نے حنین کی طبیعت ہی صاف کر دی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اوہو اکڑ تو دیکھو۔'' وہ کب باز آنے والوں میں سے تھا۔
''یہ اکڑ نہیں آپ کو باور کرا رہی ہوں، آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا مجھ سے ایسے مذاق اور فضول باتوں کا۔''
اس نے حرا کو شرٹ تھمائی اور اپنا آنچل سنبھالتی ہوئی نکل گئی۔
''لگتا ہے رشتہ نہ ہونے کا بہت دکھ ہے۔'' اس نے جاتے جاتے پیچھے سے ہانک لگائی۔
حرا تاسف سے سر ہلا کے رہ گئی۔
''بھائی جان بہت بری بات ہے، آپ نے آریکہ باجی کو ناراض کر دیا۔'' اسے افسوس ہونے لگا۔
''چپ کرو آئی بڑی اس کی حمایتی۔'' اس نے حرا کے سر پر چپت لگائی۔
''ارے حرا یہ آریکہ چلی گئی۔''
امی اندر عصر کی نماز پڑھ رہی تھیں۔
''جی چلی گئی اور بھائی جان نے ان کے ساتھ بالکل اچھا نہیں کیا۔''
جواب میں حرا نے انہیں ان دونوں کی گفتگو بھی سنا دی۔
''حنین کیوں اس بچی کو زچ کرتا رہتا ہے۔''
''امی اس کا سیدھا سا حل ہے آریکہ باجی کا رشتہ مانگ لیں بھائی جان کے لئے۔''
''اے لڑکی کیا بک رہی ہے۔''
حنین تو اس غیر متوقع بات پر حیران ہی رہ گیا۔
''کیوں کیا برائی ہے، ہر کام میں ماہر ہیں۔''
آریکہ ابھی شاید سیڑھیاں نہیں چڑھی تھی، وہ حرا کی باتوں کی وجہ سے رک گئی تھی جو اس سے ہی متعلق وہ حنین کو سنا رہی تھی۔
''کیوں کیا میں ہی رہ گیا ہوں۔'' حنین کی آواز آئی۔
''مجھے بھی آریکہ بہت پسند ہے، کیسے میرا گھر سنبھال لیتی ہے۔''
''پھر امی اس بارے میں سوچا جا سکتا ہے کم از کم گھر تو سنبھال لیتی ہے۔''
حنین نے جیسے تائید ہی کی جبکہ دل تو بلیوں اچھل رہا تھا۔ اس کے دل کی آرزو بھی آریکہ بنتی جا رہی تھی، وہ خود حیران تھا اچانک سے یہ لڑکی اس کے دل میں یوں گھر کر جائے گی۔
آریکہ لب کچل کے رہ گئی حنین کی بات پر یعنی وہ صرف گھر سنبھال لینے کی وجہ سے کہہ رہا تھا ورنہ اسے کوئی لگاؤ نہیں تھا۔ وہ سیڑھیاں چڑھ گئی تھی۔
''حنین اگر تم سنجیدہ ہو تو بات کروں۔''
''آپ بھی کیا آتے ہی لے کے بیٹھ گئیں، میں تو مذاق کر رہا تھا۔''
وہ اپنے روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔ وہ کوئی بھی لگاوٹ اور دلچسپی ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا ورنہ حرا تو آریکہ کو بتا دیتی اور وہ ایسا بالکل بھی نہیں چاہتا تھا۔
''بھائی جان تو ٹال ہی دیتے ہیں۔'' حرا نے منہ بسورا اور اپنی شرٹ لے کے اندر چلی گئی۔
حنین کے لب مسکرانے لگے۔ امی نے کیسے اچانک سے پوچھ لیا تھا۔ وہ نہا دھو کے فریش ہوا اور امی سے چائے کا پوچھنے لگا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''میں نے بنالی ہے، لے کے آتی ہوں۔'' انہوں نے کہا۔
''وہ مذاق میں کہہ رہے ہوں گے۔'' ثمرہ نے ہنس کے کہا۔
''نہیں ثمرہ باجی سچ میں لوز ہے۔''
''ایسا کرو مجھے دے دو تم آج دوسری پہن لو۔'' آریکہ نے شرٹ کو کھول کے دیکھا۔
''نہیں یہی پہنوں گی اصل میں ہم لوگ کہیں جارہے ہیں۔''
حرا کی شوخ اور معنی خیز مسکراتی نگاہ آریکہ پر تھی۔
ابھی ابھی امی نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ حنین کا رشتہ لے کے آج ہی جائیں گی کیونکہ حنین کے موڈ کا کچھ پتہ نہیں تھا اگر منع کر دیا تو۔
''کہاں جارہے ہیں؟'' ثمرہ کو تجسس ہوا۔
''بھائی جان کا رشتہ لے کے جارہے ہیں۔''
وہ اترا کے گویا ہوئی۔ آریکہ نے جھٹ چونک کے دیکھا، اس کے دل میں ایسا لگا چھناکے سے کچھ ٹوٹا ہو۔
''بھئی واہ مبارک ہو، کہیں رشتے داروں میں کر رہے ہو؟''
آریکہ اس کی شرٹ لے کے بیڈ کے سائیڈ پر رکھی سلائی مشین گھسیٹ کے کارپٹ پر بیٹھ گئی تاکہ سلائی لگائے اور حرا کو یہاں سے جلد سے جلد چلتا کرے۔
''نہیں تو، سمجھئے رشتے داروں سے بھی بڑھ کے ہی ہیں۔''
اس کی شوخ شرارتی نگاہ آریکہ کے سنجیدہ چہرے پر بھی پڑی۔
''حنین بھائی کی پسند کی ہے۔''
''بھائی جان کی یا، سمجھئے ہماری پسند کی ہیں، اس لئے بھائی جان سے صرف امی نے پوچھا انہوں نے کہا جیسے آپ کی مرضی۔'' اس نے ثمرہ کو بتایا۔
ابھی تو وہ اپنے بارے میں سن کے آرہی تھی پھر یہ لوگ کہاں رشتہ لے کے جارہے تھے، ضرور حنین نے منع کیا ہوگا، ازلی بیر جو ہے اس سے۔''
وہ سوچے جارہی تھی۔ آریکہ نے جلدی سے اس کی شرٹ کی فٹنگ کی اور ہاتھ میں تھمائی۔
''تھینک یو آریکہ باجی مجھے آپ کی یہی عادت تو پسند ہے، کسی کام کو منع نہیں کرتی ہیں۔ میری دعا ہے جس گھر بھی جائیں لوگ آپ کی قدر کریں۔''
''اچھا اچھا بس دادی اماں نہ بنو۔'' اس نے جھینپ کے اس کے سر پر چپت لگائی۔
ثمرہ کو بھی ہنسی آگئی تھی، حرا مسکراتی ہوئی چلی گئی تھی۔
''آپی یہ اچانک سے حنین بھائی کا رشتہ کہاں ہو رہا ہے؟''
''ہمیں اس سے کیا، بھاڑ میں جائے۔''
آریکہ کے تو تن بدن میں آگ لگی ہوئی تھی، حنین نے اچانک سے اپنا ارادہ کیسے بدل دیا اور کہاں اس کا رشتہ ہونے جارہا تھا۔
''آپ کو آخر حنین بھائی پر غصہ کیوں آتا ہے؟''
''مجھے مغرور اور بد دماغ لوگ نہایت برے لگتے ہیں جنہیں دوسروں کا ذرا احساس نہیں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آریکہ نے دانت پیس کے اندر کے بھڑکتے الاؤ کو دبایا تھا۔
''خیر یہ تو آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں، ہر وقت چیخ و پکار کرتے رہتے ہیں۔ آپ جب بھی صفائی کرتی ہیں یہ نیچے اتنا پانی کیوں بہایا، یہ کچرا یہاں کیوں ڈالا، اتنا پانی بہاتے ہو تم لوگ وغیرہ۔ مالک مکان ہیں تو دماغ بھی بہت ہیں۔'' ثمرہ کو تو موقع مل گیا تھا حنین کی برائیوں کا۔
آریکہ نے اپنا سر ہی پیٹ لیا۔
''ارے ثمرہ کہاں گئی جلدی آؤ انیسہ باجی آئی ہیں۔'' ناہید کی آواز پر دونوں ہی حیرانگی سے چونک گئیں۔
''آریکہ باجی جلدی سے اچھی سی چائے بنائیے۔''
حرا وہی شرٹ زیب تن کیے تیار ہوئی بڑی خوش لگ رہی تھی۔
''تم تو کہیں جا رہی تھیں۔'' آریکہ نے پوچھا۔
''یہیں تو آ رہے تھے۔'' وہ ہنسی۔
ثمرہ تو بھاگ لی تھی اور حرا نے اسے جو کچھ بتایا اس پر شادی مرگ طاری ہو گیا گویا وہ کہیں جانے کی ادھر کی ہی بات کر رہی تھی۔ آریکہ کے تو ہاتھ پیر ہی پھول گئے تھے۔

☆.....☆

صنوبر کے رشتے والے لوگ آئے ہوئے تھے، سب ڈرائنگ روم میں تھے۔ شام کی چائے پر کافی کچھ اہتمام ہو رہا تھا۔ رخشندہ اور بشریٰ کچن میں کھڑی صبا اور ماہا کو ہدایتیں دے رہی تھیں، ٹرالی کس طرح سجانی ہے۔
''رشتہ صنوبر کا ہو رہا ہے ہمیں کیوں یہ سب کہہ رہی ہیں۔''
ماہا بلیک ٹراؤزر پر اورنج ایمبرائیڈ کرتی میں سائیڈ پر دوپٹہ لیے اپنے شولڈر کٹ بالوں کی پونی بنائے مسلسل زبان چلائے جا رہی تھی۔
''زبان کم چلایا کرو اور ہاتھ زیادہ چلایا کرو، صنوبر کے ساتھ تمہارا ابھی معاملہ فٹ کرنا ہے۔''
بشریٰ نے اسے ذرا برہم نگاہوں سے گھورا۔
''جی نہیں، مجھے معاف کریں۔'' اس نے کپ اور ساسر سیٹ کرتے رکھی تھیں۔
''ماہا باجی آپ کتنا بولتی ہیں۔''
''چپ کرو میری اماں نہیں بنو۔'' اس نے صبا کو ڈانٹ دیا۔
''اور تم میری اماں نہیں بنو چلیے بھابی وہ لوگ انتظار کر رہے ہوں گے، یہ سب تیار کر لیں گی تو مجھے آواز دے لیں گی۔''
''ارے یہ خود لے آئیں گی۔'' رخشندہ نے کہا۔
وہ دونوں چلی گئیں، ماہا تو تنک کے رہ گئی۔
''رشتہ اس کا طے ہونے جا رہا ہے ریفریشمنٹ ہم سے منگوایا جا رہا ہے۔'' ماہا کو غصہ آنے لگا۔
''کیوں آپ کو جلن ہو رہی ہے آپ کا رشتہ کیوں نہیں ہو رہا۔''
''بکو مت۔'' اس نے صبا کو ڈانٹ دیا۔
صنوبر تو ان سب کے درمیان اندر بیٹھی تھی۔ صبا کو اس نے دو تین بار کہا جا کے امی کو بلائے مگر امی اور تائی امی

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تو خوشی میں باتوں میں اتنا مصروف تھیں ناشتے پانی کا بھی خیال نہیں آرہا۔
''میں خود لے جاتی ہوں۔'' ماہا نے ٹرالی پکڑی۔
''ماہا باجی! دادی جان ناراض ہوں گی۔''
''دادی جان تو پرانے وقتوں کو ذہن میں رکھتی ہیں کہ چھوٹیوں کو چھپا دو بڑی کی جب کرنی ہو، ارے ہماری صنوبر کا تو سمجھو رشتہ پکا ہی ہے، یہ تو فارملیٹیز ہیں جو پوری کی جارہی ہیں۔''
وہ کچن سے نکل گئی۔
شہریل نے اسے دیکھا جو اسے دانتوں کی نمائش تپ کے کرتی ہوئی چلی گئی۔
''جانے کیوں یہ لڑکی مجھ سے اتنا چڑنے لگی ہے۔''
وہ خود ہی سامنے سے ہٹ گیا۔
ٹرالی ڈرائنگ روم میں لے کے آئی تو سب کی ہی نگاہیں اٹھ گئیں۔
''بشریٰ تم سے میں نے کیا کہا تھا۔'' دادی جان تو شروع ہوگئی تھیں۔
''آؤ آؤ بیٹا۔''
صنوبر کی ساس نے اس کے سلام کا جواب دیا، ان کے ساتھ ان کی دو بیٹیاں اور چھوٹا بیٹا بھی آج پہلی بار آیا تھا۔ ماہا تو گھبرا گئی کیونکہ دادی جان جو غصہ ہو رہی تھیں۔
صنوبر سائیڈ والے بڑے صوفے پر بیٹھی تھی، تایا ابو بھی وہیں تھے۔
ماہا کو اندر آتے اب عجیب گھبراہٹ ہوئی کیونکہ صنوبر کے دیور کی نگاہیں اس پر جو فکس ہوگئی تھیں وہ مسکرا بھی رہا تھا۔
وہ ایک دم سے ہی باہر نکل کے چلی بھی گئی اور اپنا رکا ہوا سانس بحال کیا۔
''کیا ہوا ماہا باجی۔''
شیراز کو چنگ جانے کے لئے بیگ لے کے نکل رہا تھا، اس نے ماہا کی حواس باختہ صورت دیکھی۔
''کچھ نہیں۔'' اس نے خود کو نارمل کیا۔
توبہ ہے کیسا لڑکا ہے، اپنے گھر والوں کے سامنے گھورنے سے ذرا بھی نہیں ہچکچا رہا تھا۔ وہ لاؤنج میں آگئی۔
''اندر آؤ صنوبر کی ساس بلا رہی ہیں۔'' بشریٰ اسے بلانے آگئی تھیں۔
''ارے میں تو ٹرالی لے کے گئی تھی، آپ کو اتنی دفعہ صبا سے بلوایا مگر آپ لوگ تو باتوں میں اتنے بزی تھے کہ ناشتہ وغیرہ سب بھول گئے۔'' اس نے ذرا غصے سے ہی کہا۔
''کوئی بات نہیں لے آئیں تو اچھا کیا، آؤ اندر۔''
''امی میں اب تو بالکل بھی نہیں آؤں گی کیونکہ آپ نے صنوبر کے دیور کو دیکھا تھا، ذلیل کیسے گھورے جارہا تھا۔''
''بدتمیز لڑکی ذرا تمیز سے بولو کیا بول رہی ہو۔'' انہوں نے ماہا کو سرزنش کی۔
''میں بالکل نہیں جاؤں گی اور وہ مجھے کس لئے بلا رہی ہیں۔ ان کی ہونے والی بہو ان کے پاس بیٹھی تو ہے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اسے یہ منطق سمجھ نہیں آرہی تھی۔
''ویسے ہی آکے بیٹھ جاؤ۔'' وہ اس کا ہاتھ پکڑ کے اٹھانے لگیں۔
''میں نہیں جاؤں گی۔''
وہ اڑیل اور ضدی تو انتہا سے زیادہ تھی، اندر اپنے روم کی طرف بھاگ گئی تھی۔
بشریٰ نے اپنا ماتھا ہی پیٹ لیا تھا۔
پتہ نہیں انہوں نے اندر جا کے کیا کہا تھا جو دوبارہ ماہا کو نہیں بلایا گیا تھا مگر جو دھماکہ کر کے وہ گئی تھیں ماہا کے تو چودہ طبق روشن کر گیا تھا۔
صنوبر کے دیور کو ماہا پسند آگئی تھی اور وہ ساتھ ہی ماہا کے لئے بھی بات کر گئی تھیں اور ان سب نے ابھی کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ مگر بشریٰ تو جھٹ مان گئی تھیں، منیب احمد نے کوئی خاطر خواہ اتنی جلدی جواب دینا مناسب نہیں سمجھا تھا۔
ادھر ماہا کا تو غصے کے مارے برا حال تھا کمرا بند کر کے پڑ گئی تھی، بشریٰ نے صنوبر نے سب نے ہی دروازہ پیٹ ڈالا مگر اس نے نہیں کھولا۔ شہریل کو بھی یہ خبر مل گئی تھی اور وہ اس کے غصے اور احتجاج کی وجہ بھی سمجھتا تھا، اسے خطرے کے بادل منڈلاتے ہوئے نظر آرہے تھے۔

☆.....☆

کافی دن سے فہر کی کال نہیں آئی تھی۔ نیل فر نے سکھ کا سانس لیا تھا۔ اس نے ابھی تک شکیل احمد کو حمزہ اور فہر کے متعلق نہیں بتایا صرف اس لئے کہ وہ سن کے پریشان ہی ہوں گے کیونکہ انہوں نے سب سے چھپا کے جو اسے رکھا ہوا تھا۔ شکیل احمد اس کے لئے کافی کچھ لائے تھے اور ہمیشہ کی طرح اس کے ہاتھ میں اچھی خاصی رقم رکھی تھی۔
''آپ ہر دفعہ اتنی رقم دے جاتے ہیں اور اتنا کچھ سامان بھی دے جاتے ہیں ضرورت ہی نہیں پڑتی پیسوں کی۔'' نیل فر نے ہزار ہزار کے اور پانچ پانچ ہزار کے نوٹوں کو دیکھ کر کہا۔
''تم خود سوچو ان پیسوں کو کیسے خرچ کرتے ہیں، تم خود ہی انہیں سنبھالے رہو گی تو بیٹا زندگی سے دور ہوتی جاؤ گی۔'' انہوں نے اس کے ہاتھوں کو تھام کے کہا۔
''ابو میری زندگی میں صرف آپ کی اہمیت ہے، مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔'' اس نے ان کے بازو پر اپنا سر ٹکا دیا۔
''لیکن مجھے ضرورت اس کی ہے کہ ایک دن تمہیں میں اپنے سامنے ہمیشہ کے لئے رکھوں، اپنے بیٹوں کے ساتھ تو ہی مجھے خوشی بھی ہوگی۔''
''کیسے رکھیں گے، اگر آپ کی بیگم نے منع کر دیا۔'' لہجے میں اس کے حسرت تھی۔
''ثریا بظاہر ایسی ہے تو نہیں مگر میں اچانک سے اسے بتانا بھی نہیں چاہتا آہستہ آہستہ بتاؤں گا۔''
شکیل احمد کی خود سمجھ نہیں آتا تھا وہ ثریا سے کیسے بات کریں، وہ ان پر پھر اعتبار کرنا چھوڑ دیں گی۔
''آپ سے ایک بات پوچھوں؟'' نیل فر نے اپنے بلیک پرنٹڈ آنچل کو قرینے سے شانوں پر سمیٹا۔
''پوچھو بیٹا۔''
''آپ کی بیگم آپ سے محبت کرتی ہیں؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

http://paksociety.com

پاک سوسائٹی پر مُوجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد	صائمہ اکرام	عُشنا کوثر سردار	اشفاق احمد
نمرہ احمد	سعدیہ عابد	نبیلہ عزیز	نسیم حجازی
فرحت اشتیاق	عفت سحر طاہر	فائزہ افتخار	عنایت اللہ التمش
قُدسیہ بانو	تنزیلہ ریاض	نبیلہ ابر راجہ	ہاشم ندیم
نگہت سیما	فائزہ افتخار	آمنہ ریاض	مُمتاز مُفتی
نگہت عبدُاللہ	سباس گُل	عنیزہ سید	مُستنصر حُسین
رضیہ بٹ	رُخسانہ نگار عدنان	اقراء صغیر احمد	علیمُ الحق
رفعت سراج	اُمِ مریم	نایاب جیلانی	ایماے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ، حناء ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ، سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دسترخوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی، جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

''ارے یہ کیسی بات کی تم نے، ثریا مجھ سے بہت محبت کرتی ہے۔''
''پھر آپ کو تو پریشان ہونا ہی نہیں چاہئے۔'' اس نے جھٹ کہا۔
''جانے کیوں میرا دل ڈرتا ہے اگر اس نے کوئی شدید ردعمل دکھایا۔'' شکیل احمد ایک دم افسردہ ہی ہوگئے۔
''ردعمل تو دکھائیں گی ظاہر ہے ایک بات ان سے چھپا کے رکھی ہے تو وہ ایسا کچھ تو کریں گی۔'' نیل فر نے کہا۔
''آپ میرے لئے اتنا پریشان نہیں ہوا کریں جیسے ای کی زندگی گزر گئی میری بھی گزر جائے گی میں اپنی وجہ سے آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتی۔''
''نیل فر میری بچی، میں ایسے تو تمہیں ساری زندگی نہیں رکھوں گا۔ میں تمہاری شادی بھی کروں گا۔''
''نن نہیں، مجھے شادی نہیں کرنی۔'' وہ گھبرا ہی گئی۔
''میں تمہاری شادی کرواؤں گا، بیٹیاں بٹھانے کی چیز نہیں ہوتی ہیں انہیں ایک دن پرایا کرنا ہی ہوتا ہے۔''
''نہیں ابو میں یہاں شہوار اور زبیدہ خالہ کے ساتھ ہی رہوں گی۔'' اس نے جھینپ کے بچوں کی طرح کہا۔
''تم کیا سمجھ رہی ہو شہوار کی شادی نہیں ہوگی، اس کی بھی کرنی ہے اور دیکھنا، دونوں میری بیٹیاں اچھے گھروں میں جائیں گی۔ انشاءاللہ۔'' انہوں نے ایک جذب سے کہا۔
شکیل احمد کی نگاہوں میں فخر تھا، وہ اپنی بیٹی کو چاہ رہے تھے خاندان میں ہی دیں تاکہ نظروں کے سامنے تو رہے گی اور شہوار کے لئے بھی انہوں نے اچھا ہی سوچا ہوا تھا۔
شکیل احمد نے اس دن اس سے کافی باتیں کی تھیں، وہ خوش اور مطمئن بھی تھی، وہ اس کی بہت فکر کرتے ہیں۔
''بڑی مسکراہٹ ہونٹوں پر آرہی ہے۔''
شہوار اندر چلی آئی تھی۔
''یہ بتاؤ ایگزام کے بعد کیا کرو گی۔'' نیل فر نے اس سے پوچھا۔
''ایگزام کے بعد میں جاب کروں گی۔''
''کیا جاب.....!'' نیل فر تو کرنٹ کھا کے رہ گئی۔
''اتنا اچھلنے کی کیا بات ہے۔'' وہ اطمینان سے گویا ہوئی۔
''اگر ابو نے سنا تو بہت خفا ہوں گے۔''
''ارے نہیں یار، میں چاہتی ہوں مجھے بھی کچھ کرنا چاہیے۔ یہ انکل کا احسان ہے جو انہوں نے مجھے اور ای کو آسائشوں سے پر زندگی دی ہے، شاید یہ سب تو میرا باپ بھی نہیں کرتا۔''
شہوار نے افسردگی سے کہا کیونکہ اپنے باپ کے ذکر پر وہ افسردہ ہی ہو جاتی تھی۔
زبیدہ نے اس کی بات سنی، انہوں نے شہوار کو ابھی تک ساری حقیقت نہیں بتائی تھی اس کے باپ نے دوسری عورت کے چکر میں انہیں طلاق دی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ایسی بات آئندہ کی تو اتنی مار لگاؤں گی۔'' نیل فر نے اس کے دھمکہ ہی جڑا۔
''یہ سب اوپر والے کا کرم ہے، تم شکر ادا کیا کرو اور ابو کے حق میں دعا کیا کرو کیونکہ وہ میری وجہ سے بہت پریشان رہتے ہیں۔''
''ارے بیٹا بھیا کے لئے تو ہم دونوں ہی ہر وقت دعا کرتے ہیں۔''
زبیدہ بھی اندر چلی آئیں۔
''خالہ اس کی سنی آپ نے یہ جاب کرنے کا کہہ رہی ہے ابو نے آپ کی تو جاب چھڑا دی اسے کرنے دیں گے۔''
نیل فر نے کہا زبیدہ ہوسپٹل میں نرس ہی تھیں جورانی کے بعد شکیل احمد نے چھڑوا ہی دی تھی۔
''کرنے دو اچھا ہے حالات کو سمجھنا آجائے گا۔'' انہوں نے بھی تائید کی۔
''پھر میں بھی کروں گی۔''
نیل فر نے بھی ارادہ باندھ لیا اور شہوار اسے جانتے تھی باہر کے جھمیلوں کی وجہ سے پڑھائی تک تو چھوڑ دی یہ جاب کرے گی خود ہی اس کا تمسخر اڑانے لگی، نیل فر نے اس کے چٹکی ہی لی تھی۔

☆.....☆

وہ آفس سے بہت عجلت میں نکلا تھا۔ سگنل پر ٹریفک اتنا تھا کہ اسے کوفت ہونے لگی پانچ بجے کا نکلا ہوا تھا اور پونے سات بج رہے تھے۔ مسلسل اسٹیئرنگ پر اس کی انگلیاں بے قرار ادھر سے ادھر گھوم رہی تھیں، اس نے اطراف میں نگاہ دوڑائی کہیں سے بھی نکلنے کا راستہ نہیں تھا۔ پتا چلا آگے واٹر بورڈ تھا وہاں لوگ دھرنا دیئے بیٹھے تھے۔ گاڑی چیونٹی کی چال کی طرح آگے بڑھ رہی تھی۔
فہر کی نگاہ اٹھی تو پلٹنا بھول گئی۔ وہ پری پیکر اپنی بلیک گاڑی میں نظر آہی گئی یعنی ہر وقت کی یاد اور خیالات بھی ریس جیتے تھے وہ اس کے مقابل تھی، ٹریفک کا رش تھا، شیشے ونڈو کے اوپر تھے اس لئے بھی وہ شاید اس کی طرف متوجہ نہیں ہو سکی تھی۔ فرنٹ سیٹ پر اس کے ساتھ وہی اس کی فرینڈ اور پیچھے بھی کوئی خاتون تھیں۔ فہر کو زیادہ واضح نظر نہیں آرہا تھا۔
ٹریفک کم ہوا فہر نے ٹھان لی اس کا گھر دیکھ کے چھوڑے گا۔
''ارے کیا پتہ یہ کہیں اور جارہی ہو۔''
خود ہی سوچ کی نفی بھی کی مگر اپنی گاڑی اس کی گاڑی کے پیچھے رکھی۔
نیل فر کو ذرا بھی احساس نہیں ہو رہا تھا کوئی گاڑی اسے فالو کر رہی ہے، وہ بڑی احتیاط سے گاڑی ڈرائیو کر رہی تھی۔ فہر نے اس کا پورا تعاقب ہی کیا، ڈیفنس کے ایریے میں داخل ہو چکی تھی یعنی اس کے گھر کے بالکل ہی قریب، وہ خوش بھی ہوا تھا۔
گاڑی لگژری فلیٹ کے پارکنگ لاٹ میں گئی، وہ بھی پیچھے پیچھے تھا۔ وہ تو گاڑی کے شیشے بلیک تھے ورنہ نیل فر ضرور پہچان لیتی۔
وہ لوگ لگتا تھا شاپنگ کر کے آئی ہیں، تینوں کے ہاتھوں میں شاپرز تھے۔
فہر کو حالانکہ اپنی یہ حرکت چیپ لگ رہی تھی مگر وہ دل کے ہاتھوں مجبور تھا، لفٹ کی طرف بڑھی تھیں چوکیدار نیچے تھا، وہ جب اوپر جاتی تو پتہ بھی تو نہیں چلتا کون سے فلیٹ میں گئی ہیں، وہ پشت گھما کے کھڑا ہوا اور تیزی

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے سیڑھیوں کی طرف بڑھ ہی رہا تھا رک گیا، دماغ میں کچھ اور ہی آیا۔ شکر ہے چوکیدار نے نہیں دیکھا، وہ اپنی گاڑی سے ایک شاپرز میں کچھ رکھ کے لے آیا۔
''سنو ابھی جو یہ خاتون گئی ہیں ان کا سامان ادھر گاڑی سے نیچے گر گیا تھا کس فلور اور فلیٹ میں ہیں وہ۔''
فہر نے ذرا چہرے کو نارمل رکھا۔
''آپ مجھے دے دیں، میں دے دوں گا۔''
''ارے یار نہیں، میرا سامان ان کے ساتھ ہی چلا گیا ہے، تمہیں نہیں پتہ بدل گیا شاپر۔'' وہ بولا۔
''اچھا ایسا کرتا ہوں میں انٹرکام پر اطلاع دے دیتا ہوں۔''
''پکا ہے یہ نہیں بتائے گا، فلیٹ کے باہر سیکورٹی الرٹ ہی رکھی تھی۔'' فہر لب بھینچ کے رہ گیا۔
چوکیدار انٹرکام پر اطلاع دینے لگا، جانے کیا کیا بات کر رہا تھا۔
''جائیے فرسٹ فلور پر، بالکل سامنے کی طرف والا فلیٹ ہے۔''
''کوئی نیم۔'' وہ پوری معلومات چاہتا تھا۔
''شکیل احمد لکھا ہوگا۔''
''شکیل احمد۔''
فہر کے چونکنے کی باری تھی مگر اس نے خود کو فوراً نارمل ہی کیا۔
''ارے کیا پتہ ماموں جان کا نہ ہو۔''
خود ہی نفی بھی کی، لفٹ سے اوپر آ گیا تھا، ایڈریس وغیرہ اور فلیٹ بھی دیکھ لیا تھا مگر اس وقت جانا مناسب نہیں تھا۔ اسے یہ خوشی تھی وہ اس کے گھر تک پہنچ گیا تھا مگر شکیل احمد اسے چونکا ہی رہا تھا۔
گھر آ کے بھی اس کی سوچیں الجھی ہوئی تھیں۔
''شکیل احمد تو ماموں جان کا نام کیا ماموں جان نے یہ فلیٹ اس لڑکی کے گھر والوں کو تو نہیں دیا۔''
''مجھے پتہ ضرور کرنا ہے ماموں جان اتنے لوگوں کی مدد تو کرتے ہیں یہ تو میں بھی جانتا ہوں مگر فلیٹ بھی کیا دیا ہے۔''
وہ جوتے موزے اتارنے لگا۔
''کیا کروں ضیا کو بتاؤں۔'' اس کی سمجھ نہیں آ رہا تھا۔
''نہیں پہلے مجھے پتہ کرنا ہوگا پھر ہی ضیا سے کہوں گا۔'' اسے یہی زیادہ بہتر لگا۔
ہاتھ لے کے وہ فریش ہو گیا، امی سے چائے کا اور کچھ لینے کا کہہ کے آیا اور پھر اپنا سیل اٹھایا، تیل فر کا نمبر ملا لیا۔ کافی دیر کے بعد کال اس نے مارے باندھے ریسیو کی۔
''اگر کال ریسیو نہیں کرتیں تو میں تمہارے گھر پہنچ جاتا۔'' فہر نے اسے آخری دھمکی یہی دی۔
''مجھے ڈرانے کی ضرورت نہیں ہے۔''
''میں ڈرا نہیں رہا سچ کہہ رہا ہوں۔ ابھی میں تمہارے فلیٹ تک آ گیا تھا۔'' وہ ہنسا تھا۔
''یعنی وہ آپ تھے، چوکیدار نے انٹرکام پر آپ کی اطلاع دی تھی۔'' تیل فر تو وحشت زدہ ہو گئی۔
''میں نے دور تک پیچھا کیا ہے جب میں آپ کے گھر تک پہنچا ہوں۔''
وہ اس کے گھبرانے سے محظوظ ہو رہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''یہ انتہائی لوفر اور چیپ حرکت ہے، آپ کو بالکل زیب نہیں دیتی۔'' اس نے فہر کو تیز لہجے میں ناگواری سے کہا۔

''یہ محبت اور ضد ہی انسان سے ایسے کام کرواتی ہے، آپ مجھے مسلسل زچ کر رہی ہیں۔''

وہ بات ہی کر رہا تھا اس نے آگے سے کال ہی کٹ کر دی۔ فہر کے ہونٹوں پر فتح مند مسکراہٹ دوڑ گئی۔

زہرہ اس کے لئے چائے اور سینڈوچ لئے اندر آ گئی تھیں، وہ سنبھل کے بیٹھ گیا تھا۔

☆.....☆

رمضہ نے گھر کو کافی اچھا کر لیا تھا، ڈرائنگ روم میں پردے لٹکا دیئے تھے، اسے گھر سجانے کا بہت شوق تھا، نوید احمد بھی تیزی سے صحت یاب ہو رہے تھے، وہ صحن میں واکر سے چہل قدمی کرنے لگے تھے، رمضہ کو ہر جگہ خوشیاں ہی نظر آ رہی تھیں۔ ثمرہ اور اسجد بھی بہت خوش تھے۔ گھر کے حالات جو سدھر گئے تھے۔

رمضہ اور امی تو ہر وقت شکر ہی ادا کرتی رہتی تھیں۔

رمضہ کا دھیان شہیر کی طرف چلا گیا جس کی وجہ سے آج وہ اچھی جاب پر مامور تھی، کل تک گھر میں خرچ تک کے لئے پیسے نہ تھے۔

اسجد نے بھی کالج کے بعد ٹیوشن پڑھانی شروع کر دی تھی، رمضہ نے اسے بہت ڈانٹا تھا مگر اس نے یہ کہہ کر چپ کرا دیا۔ ''مجھے بھی ابھی سے کام کی عادت پڑ جائے تو اچھا ہے۔'' وہ مسکرایا تھا۔

''رمضہ تمہاری آج چھٹی ہے کیوں نہ ہم لوگ پرانے محلے چلتے ہیں، بہت دن ہو گئے ادھر کے لوگوں سے ملے ہوئے۔''

''امی مل کے کیا کرنا ہے۔''

رمضہ وہاں جانا ہی نہیں چاہتی تھی کیونکہ وہاں اس کا تلخ بچپن ہی گزرا تھا۔ امی اکثر جاتی رہتی تھیں۔ اس نے انہیں کبھی روکا بھی نہیں تھا اور وہ جانتی تھی امی ایک آس لے کے جاتی ہیں کیا پتہ بھائی خود سے چل کے آ جائیں۔

''میں ماں ہوں امید لے کے جاتی ہوں کبھی تو وہ آیا ہوگا۔''

وہ شہزیل کو یاد کر کے رو دیتی تھیں۔

''کاش کاش وہ میرے بھائی ہوں۔''

رمضہ کو ہوسپٹل میں شہیر کے کزن میں اپنے بھائی کی شبیہ نظر آتی تھی۔

''تم چل رہی ہو تو چلو ورنہ اسجد کو لے جاتی ہوں۔'' وہ کھڑی ہو گئیں۔

''ٹھیک ہے چلتی ہوں۔'' وہ رضامند ہو گئی۔

جلدی جلدی تیار ہو گئی تھیں ثمرہ کو ہدایتیں دے کے وہ دونوں پانچ بجے کے قریب نکلی تھیں۔

رمضہ نے رکشہ کر لیا تھا تاکہ آرام سے جا سکیں۔ وہ دونوں پرانے محلے پہنچ گئی تھیں۔ رمضہ نے گھر کو دیکھا جس میں وہ لوگ رہتے تھے۔

''برابر والی سنجیدہ کے چلتے ہیں، بے چاری آتی رہتی ہے، خیر خیریت کے لئے۔'' وہ چلتے ہوئے بول رہی تھیں۔

''امی ایک نظر اپنے گھر کو اندر سے دیکھ لیں۔'' وہ گھر کے آگے رک گئی تھی۔

(جاری ہے)

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

عائشہ الیاس

مکمل ناول

محبت کی وادی

زندگی... جو کبھی کبھی چند قدم کے فاصلے پر ہونے کے باوجود صدیوں کی مسافت پر نظر آنے لگتی ہے اور موت جو ہمیشہ بہت دور محسوس ہوتی ہے لیکن صرف ایک قدم اٹھاتے ہی سامنے آجاتی ہے (علیم الحق حقی)

Downloaded From paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہ آئی سی یو کے دروازے سے سر ٹکائے کتنی ہی دیر سے آنسو بہا رہی تھی، آنسو اس کے رخساروں سے لڑھکتے ہوئے اس کے گریبان کو بھگوتے چلے گئے تھے، اسے لگا شاید وہ اب سانس نہیں لے پائے گی۔ اس کا وجود مٹی کے ڈھیر کی طرح ہو گیا تھا اور وہ بے بس سی آنسو بہاتی جا رہی تھی، اسے یوں لگتا تھا آئی سی یو کے اندر لیٹے ہوئے شخص کے ساتھ اس کی سانسیں جڑی ہوئی ہیں، اس کے زخموں کی تکلیف درد بن کر اس کے وجود میں اتر رہی تھی، اس کی گھٹن بڑھتی جا رہی تھی، کبھی کبھی ہم اجالوں کے انتظار میں ساری ساری رات جاگ کر گزار دیتے ہیں اور یہ اتنا آسان نہیں ہوتا۔ وحشت زدہ دل کو کسی پل قرار نہیں ملتا، حبس کا عالم بڑھ جاتا ہے، سرخ آنکھیں اجالوں کے انتظار میں تھک جاتی ہیں لیکن امید سیاہ رات میں کسی روشنی کی طرح جگائے رکھتی ہے، اس نے بھی بہت انتظار کیا تھا، اجالوں کے انتظار میں راتیں جاگ کر گزاری تھیں، اندر لیٹا وجود اس کے لئے امید کی روشنی تھا، اسے ڈر تھا امید کی یہ روشنی اجالا ہونے سے پہلے نہ بجھ جائے۔ یہ سوچ کر خوف سے اس کا دل کپکپا رہا تھا، اس کے لبوں پر سسکی ابھری تھی اور آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا تھا، ڈاکٹر مرتضیٰ باہر آئے تھے۔ وہ اس کی آنسوؤں سے بھری سرخ آنکھوں کو دیکھ

Downloaded From
Paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

کر چونکے تھے۔ آج تک انہوں نے اسے بہت مضبوط سمجھا تھا، ہسپتال میں بڑے سے بڑے حادثوں پر وہ گھبراتی نہیں تھی، اس کا دل سیسے کی طرح مضبوط تھا مگر تھی تو انسان اور عورت تو وہ پھول ہے جسے توڑا تو مرجھا گئی، انہیں نہیں معلوم تھا اس کا اُس سے کیا تعلق تھا لیکن جو اس کی حالت تھی وہ بتا رہی تھی یقیناً کوئی بہت گہرا تعلق تھا۔

''آؤ میرے ساتھ''۔ وہ بول کر اپنے روم کی جانب بڑھ گئے تھے اور وہ اپنے بھاری قدم گھسیٹتے ہوئے بڑھی تھی جیسے۔

''کیسا ہے وہ؟'' وہ ان کے سامنے بیٹھی بہت مشکل سے بولی تھی۔ اس کے سوال پر ڈاکٹر مرتضیٰ کچھ سوچ میں پڑ گئے تھے، ان کا پُرسوچ انداز اسے خطرے سے آگاہ کر رہا تھا، اس کی سانسیں تھمنے لگی تھیں خوف سے۔

''سرجری تو کامیاب رہی مگر آئندہ چوبیس گھنٹے اس کے لئے کافی خطرناک ہیں، اس کے سر پر کافی گہری چوٹ لگی ہے''۔ وہ متانت سے بولتے کچھ ٹھہر گئے اور وہ جو خود کو مشکل سے سنبھالے سن رہی تھی ان کی خاموشی پر ہول گئی۔

''تو کیا...؟'' وہ فوراً بولی اور انہوں نے ایک بار پھر اس کی آنکھوں کو بغور دیکھا تھا، جہاں خوف کے مہیب سائے مقیم تھے، انہیں اس کا یہ انداز چونکا رہا تھا۔

''تو وہ کوما میں جا سکتا ہے''۔ وہ قدرے توقف کے بعد بولے اور اس کا وجود واقعی ڈھیر ہو گیا، آنسو تواتر سے بہنے لگے تھے، وہ تو ان لوگوں میں سے تھی جو دوسروں کے آگے ایک آنسو گر جانے کو غلطی سمجھتے تھے، آج لاکھ ضبط کے باوجود وہ خود کو سنبھال نہ پائی۔

''اپنے آپ کو سنبھالو مشعل! اور خدا سے دعا مانگو، یقین کے ساتھ، خدا نے چاہا تو وہ جلد ٹھیک ہو جائے گا''۔ انہوں نے اپنے طور پر اسے تسلی دی۔

''مجھے نہیں سمجھ آ رہا میں کیا کروں؟ میرا دماغ مفلوج ہو گیا ہے جیسے''۔ وہ آنسوؤں کو پونچھتی ہوئی بول رہی تھی۔

''اپنے آپ کو سنبھالو، پریشانی کسی بھی چیز کا حل نہیں ہے، اور تم خود ہی تو کہتی ہو اگر یقین متزلزل ہو تو ناکامی مقدر بن جاتی ہے، کامیابی کی کنجی صرف مستحکم یقین ہے، خدا سے سچے دل سے مانگو گی تو وہ خالی نہیں لوٹائے گا''۔ وہ اسے سمجھا رہے تھے اور وہ خالی الذہن سن رہی تھی، یوں لگتا تھا جیسے سننے کی صلاحیت بھی ختم ہو گئی ہو۔ ڈاکٹر مرتضیٰ دیکھ رہے تھے وہ یکدم ہی چپ ہو گئی تھی، وہ اس کی کیفیت پر پریشان بھی ہو رہے تھے، انہیں نہیں سمجھ آ رہا تھا وہ اسے کیسے سمجھائیں، کیسے تسلی دیں، انہیں تو یہ تک معلوم نہ تھا وہ شخص ہے کون۔

''تم نے اس کے گھر والوں کو انفارم کیا؟'' انہیں اچانک خیال آیا اور آگے سے وہ نفی میں گردن ہلا گئی۔

''انہیں انفارم کر دو، وہ پریشان ہو رہے ہوں گے''۔ ان کے کہنے پر وہ بنا کچھ کہے اٹھ گئی، مشکل سے ہی سہی پر یہ کہنا تو تھا، اسے نہیں لگتا تھا وہ ان سے بات بھی کر سکے گی، وہ جا رہی تھی جب ڈاکٹر مرتضیٰ نے اسے پکارا تھا۔

''مشعل...!'' ان کی پکار پر وہ تھم گئی تھی۔

''یہ شخص کون ہے، آئی مین تمہارا کوئی ریلیٹو ہے؟'' بہت دیر کی الجھن میں الجھے ہوئے ان سے رہا نہ گیا تو پوچھ لیا اور وہ گم صم سی ہو گئی تھی۔

☆.....☆.....☆

سیاہ اندھیرے میں وہ پاگلوں کی طرح بھاگ رہا تھا، گھنے جنگل میں ہر طرف جھاڑیاں ہی جھاڑیاں تھیں جن کو وہ چیرتا ہوا نکل رہا تھا، اس کے پاؤں میں نجانے کتنے کانٹے چبھے کتنے پتھر اس نے کسی کا حساب نہ کیا، اس پر

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جنگل کی تاریکی ایسی ہیبت ناک قسم کی طاری ہوئی تھی کہ وہ بدحواس سا ہو گیا تھا۔ اس کی سانسیں پھولی ہوئی تھیں اور جسم پسینے میں شرابور تھا، حلق میں پیاس سے کانٹے چبھ رہے تھے لیکن پھر بھی وہ بھاگتا جا رہا تھا کہ شاید منزل مل جائے، کہ شاید کوئی راستہ نظر آ جائے، لیکن ہر طرف گھٹاٹوپ اندھیرا تھا، گہرا سناٹا، ہر طرف جھاڑیاں ہی جھاڑیاں، ہر راہ مسدود تھی مگر پھر بھی وہ بھاگ رہا تھا، اسے نہیں پتا تھا وہ کون سی جگہ تھی کون سا راستہ تھا، اسے تو بس روشنی کی تلاش تھی، جو اسے تاریکی میں ڈوبے جنگل سے نکال دے لیکن اس کی سب سوچیں بے سود ہو گئی تھیں۔ اسے خبر ہی نہ ہوئی کہ وہ کس رفتار سے بھاگ رہا تھا وہ اردگرد سے بالکل غافل تھا، اندھیرے میں ہر چیز سیاہ پڑ گئی تھی، وہ کچھ بھی دیکھنے سے قاصر تھا، وہ بھاگتا چلا گیا، یہاں تک کہ زمین اس کے پاؤں کے نیچے سے ختم ہو گئی اور گہری کھائی اس کا مقدر بنی، وہ درختوں اور کانٹے دار جھاڑیوں میں الجھتا ٹکراتا نیچے گرتا چلا گیا، اس کا وجود کسی گیند کی طرح لڑھکتا ہوا گرتا چلا گیا اور آخر کار ایک گہری کھائی میں اسے زمین دوبارہ میسر آ گئی تھی، زمین نے اسے اپنی گود میں سمیٹا تو اس کا وجود بھی تھم گیا، ایک طویل مسافت طے کرنے کے بعد اس کا وجود تھک گیا تھا، اس کا سر پھٹ چکا تھا جس سے مسلسل خون بہہ رہا تھا، وہ شدید تکلیف میں تھا، وہ اس تکلیف سے آزادی چاہتا تھا، سکون سے سو جانا چاہتا تھا اور جب غنودگی نے نیند کی شکل اختیار کی تو اس نے بھی آنکھیں موند لیں۔ وہ پتھریلی جگہ پر لیٹا تھا مگر نیند ایسی غالب تھی کہ اس نے محسوس نہ کیا وہ کہاں ہے۔

پھر وہاں ایک اور سایہ نمودار ہوا تھا وہ بھی روشنی کی تلاش میں وہاں آیا تھا، لیکن رات کی سیاہی نے روشنی کی تمام راہیں مسدود کی ہوئی تھیں۔ وہ ادھر اُدھر نظر دوڑاتا ہوا بڑھ رہا تھا کہ سامنے پڑے بے سدھ سے وجود کو دیکھ کر چونکا تھا، وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھا اور گھٹنے کے بل بیٹھ کر بغور اس وجود کو دیکھا تھا جس کا پورا وجود چوٹوں کی زد میں تھا، ہر طرف خون ہی خون تھا، اس نے اس کے چہرے کو ہاتھ لگا کر چھوا تھا جیسے اس کے نقوش کو محسوس کر رہا ہو، پھر اس نے اپنے چہرے کو چھوا تھا جیسے خود کو محسوس کر رہا ہو، وہ پتھر کا سا ہو گیا، سوچ کر کے جو وجود اس کے آگے لیٹا ہوا تھا وہ کوئی اور نہیں وہ خود تھا، وہ حق وق سارہ گیا تھا یعنی وہ مر گیا تھا، اس نے خود سے پوچھا تھا، اس کے جسم میں خوف سا دوڑ گیا، وہ اگر مر گیا تھا تو یہاں تنہا کیوں تھا؟ اندھیرے میں ڈوبی یہ جگہ دنیا کا حصہ تو معلوم نہ ہوتی تھی، اس کے سب اپنے کہاں تھے؟ وہ کیوں تنہا تھا؟ اگر وہ مر بھی گیا تھا تو اسے کیوں قبر نصیب نہ ہوئی؟ ایک کے بعد ایک سوال اسے بری طرح جھنجھوڑ رہے تھے، وہ کس سے مانگتا جواب، وہاں کوئی نہ تھا، سوائے اندھیروں کے۔

''پلیز ہیلپ می''۔ وہ یکدم زور سے چلایا، اس کی آواز سیاہ جنگل میں سائیں سائیں کرنے لگی۔

''کوئی ہے؟'' ایک بار پھر چلایا مگر پھر وہی خاموشی، وہ چلاتا رہا اور خاموشی قائم رہی یہاں تک کہ وہ تھک گیا، اس کا گلا دُکھنے لگا اور دل خوف سے دھڑک رہا تھا۔ اس نے درخت سے اپنا سر ٹکا دیا، وہ تھک گیا تھا سب کو پکار پکار کر، مگر کوئی نہ آیا، اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، اس نے تکلیف سے اپنی آنکھیں بند کر لیں، وہ بالکل کسی چھوٹے بچے کی طرح بلکنے لگا، جو راہ چلتے اپنے گھر کا رستہ بھول جاتا ہے، وہ تڑپ رہا تھا کہ وہ اتنی تکلیف میں اور اس کا کوئی اپنا تلاش کرنے تک نہ آیا اسے۔

آج جب وہ اتنی تکلیف میں تھا تو کوئی کیوں پاس نہیں تھا، وہ رو رو کر سسک سسک کر پکار رہا تھا لیکن کوئی نہ آیا، وہ روتے روتے سوچ میں پڑ گیا تھا، آخر اس نے کون سا گناہ کیا تھا جس کی وہ سزا کاٹ رہا تھا، وہ اگر نیک نہیں تھا تو اتنا بڑا گناہ گار بھی نہ تھا، اس نے اپنی پچھلی زندگی کا سیاق و سباق کرنا شروع کر دیا کہ شاید کوئی سرا، کوئی

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جرم، کوئی غلطی، کسی کی بھی خبر ہو جائے، وہ سوچ کی وادیوں میں اتر گیا تھا، بند آنکھوں کے پیچھے اپنوں کے چہرے نمودار ہوئے تھے جو اسے مزید تڑپا گئے تھے، اس کے اعصاب شل ہونے لگے تھے، اس نے درد کو ضبط کرتے ہوئے لبوں کو بھینچ لیا تھا لیکن سب کوششیں بیکار تھیں، اس کی تکلیف کسی طور کم نہ ہوئی تھی۔

☆.....☆.....☆

وہ بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹا تھا اس سے بڑے دو بھائی اور دو بہنیں تھیں مگر پھر بھی وہ سب کا لاڈلا تھا، یوں لگتا تھا وہ اکلوتا ہو، اس کے باقی بہن بھائیوں کی پرورش سخت اصولوں پر ہوئی تھی، اس کے بابا اعلیٰ عہدے کے افسر تھے اور ماما یونیورسٹی میں لیکچرار، جس طرح ان کی چاروں اولادوں نے اعلیٰ مقام حاصل کیا، مگر وہ آزاد رہا، اس پر نہ کوئی پابندی عائد تھی نہ کوئی روک ٹوک، گھر والے تو اسے دیکھتے اور محبت سے سمیٹ لیتے، وہ اس بات سے بے خبر نہیں تھا، وہ مسرور ہوتا تھا اور خوب لاڈ اٹھواتا تھا، اسے باقی بہن بھائیوں کی طرح کیمبرج کی ہی تعلیم دلوانے کی کوشش کی گئی جو کوشش ہی رہی۔ وہ لاابالی تھا آزادی پسند تھا پڑھائی کا بھاری بوجھ وہ اٹھا نہ پایا، مسلسل خراب گریڈز لیتا رہا۔ سارا دن وڈیو گیمز کھیلنا، دوستوں کا مجمع لگا کر اودھم مچا دینا، ہمیشہ پارٹی وہی رکھتا وہی انوائٹ کرتا، وہ ان میں سے تھا جو پہلا نوالہ دوسروں کے منہ میں ڈالتے تھے اور دوسرا پھر خود لیتے۔ اس کے فراخ دل ہونے کی وجہ سے دوست خوب فائدہ اٹھاتے تھے۔ وہ جانتا تھا مگر پھر بھی کچھ نہ کہتا، وہ ذہین تھا سامنے والے کی آنکھوں کو دیکھ کر وہ احساسات کو محسوس کر لیتا تھا مگر پھر بھی اس نے اپنے دوستوں میں اچھے برے کا شمار نہ رکھا تھا، وہ سب کو یکساں رکھتا تھا اور یہی اس کی بڑی خوبی تھی۔

میٹرک کے بعد اسے نیا جنون چڑھ گیا کہ اسے ہیوی بائیک چاہئے، یہ جنون ویسے نیا نہ تھا گیمز میں تو اس نے بہت ریسنگ لگائی اب عملی زندگی میں لگانی تھی۔ یہ اس کا جنون ہی نہیں خواب بھی تھا۔ یہ ضد تھی جسے بابا نے پورا کرنے سے صاف منع کر دیا تھا، اتنا خطرناک کھیل کم از کم وہ اسے نہیں کھیلنے دے سکتے تھے۔ وہ ان کے دل و جان کا ٹکڑا تھا مگر وہ ضد پر اڑ گیا، رویا دھویا پورے گھر میں کہرام مچا دیا، ضد پھر بھی پوری نہ ہوئی، آخر کو بھوک ہڑتال کر دی اس نے، ایک دو دن بھوکا رہا، سب نے برداشت کیا، سوچا شاید عقل آ جائے مگر اس نے بھی اسے اپنی زندگی موت کا فیصلہ سمجھ لیا، یا تو بائیک لے کر جینا تھا ورنہ مر جانا تھا۔ گھر والوں کو صحیح طور پر اب احساس ہونے لگا انہوں نے اسے ضدی بنا دیا ہے تو اب کیونکر اس سے کسی عاجزی کی توقع رکھتے، وہ ایک ہفتے تک بھوکا رہا، ماما بابا کے پاؤں کے نیچے سے زمین تب کھسکی جب اسے کمرے میں نیم بے ہوش دیکھا، ماما رو پڑیں اور بابا کی آنکھوں میں بھی نمی تیر گئی اور انہیں ہار ماننا پڑی۔ انہوں نے اس کی بات مان تو لی مگر اس شرط کے ساتھ کہ پہلے وہ انٹر کرے پھر ہی بائیک ملے گی۔ وہ تھوڑا جز بز ہوا لیکن پھر مان ہی لی، یہ اس کے لئے کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہ تھا۔

ادھر اس کا دو سال بعد انٹر کا رزلٹ آیا اور اُدھر گھر کے پورچ میں بلیک اینڈ یلو ہیوی بائیک حاضر ہو گئی، وہ خوشی سے جھوم اٹھا۔ سب اندر سے خوفزدہ تھے وہ اسے چھوٹا بچہ ہی سمجھتے تھے۔

''بابا آئی لو یو''۔ وہ خوشی سے بابا کے گلے لگ کر بولا۔ کتنی ہی دیر وہ اسے ڈھیروں نصیحتیں کرتے رہے تھے، اور وہ او کے بابا او کے کہہ کر بات ختم کر دیتا۔

اسے خواب کی تعبیر ملی تو وہ اسے مکمل کرنے میں جت گیا، سڑکوں پر ہیوی بائیک کو یوں دوڑاتا پھرتا تھا جیسے گیم کا مرکزی کھلاڑی وہی ہے۔ اس کے تمام دوست اس پر رشک کرتے تھے، اس کے پیچھے گھوم کر نہ تھکتے، وہ اس بات سے بھی بے خبر نہ تھا دوستوں میں اس کی ویلیو صرف اس کے پیسے سے ہے، جس کا وہ کبھی اظہار کرتا بھی

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

نہ تھا، وہ بے فکر طبیعت کا مالک تھا اور بے خبر ہو کر زندگی گزارنا چاہتا تھا۔

☆..........☆..........☆

وہ چھوٹے چچا کو بابا کا کوئی پیغام دینے آیا تھا، ان کا گھر ان کے برابر میں ہی تھا، ویسے تو یہ بنگلہ تینوں بھائیوں کا تھا لیکن اس کے بابا نے زیادہ ترقی حاصل کی تھی اس لئے شادی کے بعد انہوں نے اپنا علیحدہ برابر میں ہی بنگلہ خرید لیا تھا، باقی دو بھائیوں نے اسے دو حصوں میں تقسیم کر کے علیحدہ سے اپنے اپنے پورشن بنوا لئے، وہ یہاں نہ آتا تھا، اس کے مزاج اور عمر کا کوئی ہم آشنا بھی نہ تھا، بھولے بھٹکے وہ کسی کام سے ہی آتا تھا۔ ابھی بھی وہ اندر سے باہر کی جانب بڑھ رہا تھا کہ لان کے دائیں جانب سے کسی کے رونے کی آواز سنائی دی تھی، اس نے چونک کر وہاں دیکھا تھا جہاں بینچ پر کوئی لڑکی سر نیچے کئے بیٹھی رو رہی تھی، وہ کچھ ٹھٹکا اور اس جانب بڑھ گیا۔

''ہیلو! کون ہو اور رو کیوں رہی ہو؟'' گلابی لان کے سادہ سے شلوار قمیض میں ملبوس سر پر دوپٹہ جمائے کوئی انجان ہی لگی اسے، لڑکی نے اس کی آواز پر سر اٹھایا، سنہری آنکھیں رو رو کر سرخ ہوئی تھیں، آنکھوں کے پپوٹے سوج گئے تھے، میدے کی سی سفید رنگت، تیکھے نقوش، اس کے چہرے پر بلا کی سی معصومیت تھی، وہ دیکھنے میں چودہ پندرہ سال کی معلوم ہوتی تھی۔

''میں تم سے پوچھ رہا ہوں کون ہو؟ اور یہاں بیٹھی کیوں رو رہی ہو؟'' اس کے ٹکر ٹکر دیکھنے پر اس نے اپنا سوال پھر دہرایا مگر وہ ہنوز خاموش رہی، اسے اس کا انداز کچھ عجیب سا لگا، لڑکی کی آنکھوں میں اُمڈتی حیرت اور کچھ خوفزدہ سا دیکھنے کا انداز ایک پل کے لئے اسے ٹھٹکا گیا۔

''ہیلو! میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے''۔ وہ پھر بولا۔

''تم کون ہو؟'' آگے سے اس لڑکی نے الٹا سوال دھر دیا۔

''پہلے میں نے تم سے پوچھا ہے تو جواب بھی تم ہی دو گی پہلے''۔ وہ دوٹوک بولا، آگے سے وہ اسے حیرت سے دیکھنے لگی اور کتنی ہی دیر یک ٹک وہ اس کے رعب و دبدبے پر حیران تھی جو نجانے کس حق سے جتا رہا تھا۔

''یہاں تم خود آئے ہو میں نے نہیں بلایا اس لئے میں جواب دینے کی پابند نہیں ہوں''۔ آگے سے اس نے بھی ٹکا سا جواب دیا تو وہ خجل سا ہو گیا مگر ظاہر نہ کیا۔

''یہ میرے بڑے اور چھوٹے چچا کا گھر ہے''۔ ہار کر اسی نے جواب دیا اور ایک بار پھر وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

''یہ تم آنکھیں پھاڑ کر ہی دیکھتی ہو یا یہ بیماری ابھی لاحق ہوئی ہے''۔ وہ شرارت سے بولا مگر وہ متاثر نہ ہوئی۔

''اب میں نے تو بتا دیا، اب تم بتاؤ تم کون ہو؟'' ہنوز بات آگے اس نے خود ہی بڑھائی۔

''تم مجھے نہیں جانتے کیا؟'' اس کی بات سن کر اس کے لہجے میں حیرت اُمڈ آئی، آگے سے وہ ہنس دیا۔

''کیوں تم کیا کوئی سلیبرٹی ہو؟'' اس کے جواب پر اُس نے صرف چپ چاپ دیکھا جو اس کی کیفیت تھی اس میں ہنسنا تو دور کی بات وہ بول بہت مشکل سے رہی تھی۔

''سنو! میں تمہیں یہاں پہلی مرتبہ دیکھ رہا ہوں''۔ اب کے وہ سنجیدہ ہو گیا

''اگر یہ تمہارے چچا کا گھر ہے تو تمہیں یہ بھی پتا ہوگا کہ تمہارے چھوٹے چچا نے دو شادیاں کی ہوئی ہیں اور میں ان کی دوسری بیوی کی بیٹی ہوں''۔ وہ پتھر کے سے انداز میں بولی اور آگے سے اس پر تو جیسے کوئی پہاڑ آن گرا ہوا، اتنی بڑی خبر سے وہ انجان تھا، اس کے الفاظ کسی دھماکے سے کم نہ تھے، وہ حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا جس

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

نے ابھی ابھی حیرت انگیز انکشاف کیا تھا، حیرت سے اسے ایسی چپ لگی کہ وہ مزید کچھ بول ہی نہ پایا۔
"مشعل...!" اندر سے کسی عورت کی آواز آئی تھی اور وہ تیزی سے اٹھ گئی، جاتے ہوئے اس پر چبھتی ہوئی نگاہ ڈال کر وہ اندر کی طرف بھاگی تھی جبکہ وہ سکتے کے سے عالم میں بس اسے جاتا دیکھ کر رہ گیا۔

☆..........☆..........☆

ہر جگہ چھوٹے چچا کا چرچہ ہو رہا تھا، ویسے تو اس کی عادت تھی، یہ معاملہ حیرت کی نوعیت کا تھا جس میں اس کی دلچسپی خود بخود بڑھ گئی تھی۔
ماما کی ساری ہمدردی چھوٹے چچا کی دوسری بیوی کے ساتھ تھی، ان کی اس سے کئی بار ملاقات ہو چکی تھی، ماما ذہین ہونے کے ساتھ حقیقت پسند اور انصاف پسند تھیں، اگر ان کی یہ رائے تھی تو یقیناً اس بات میں کوئی سچائی ہو گی، اس نے سوچا تھا کیونکہ جہاں تک وہ ماما کو جانتا تھا وہ کبھی بھی غلط بات کا ساتھ نہیں دیتی تھیں۔ اس نے اکثر ماما کو بابا سے یہ کہتے سنا تھا۔
"اس عورت کا صبر ان کو تباہ کر دے گا"۔ آگے سے بابا بھی کچھ متفکر نظر آنے لگے۔ آج کل وہ انہی سوچوں کی زد میں تھا اور کچھ اس دن سے اس لڑکی کا افسردہ چہرہ یاد آ رہا تھا تو ماما کی کہی سب ہی باتیں حقیقت لگتیں۔

☆..........☆..........☆

وہ اپنے دوستوں کے ساتھ کھڑا باتیں کر رہا تھا جب روڈ کے اس پار بے ساختہ اس پر نظر پڑی، وہ کسی بیر اسٹور سے کچھ سامان لے کر جا رہی تھی۔ اس دن کے بعد وہ نہ تو چچا کے گھر گیا اور نہ دوبارہ اس سے ملاقات ہوئی، ہاں پر اس کی حزیں اداس آنکھیں یاد آتی تھیں، جن میں اداسیوں کی سرخی جھلکتی تھی۔ اس کی لڑکے لڑکیوں سب ہی سے دوستی تھی مگر اس طرح کی لڑکی جو اتنی کم عمری میں کسی پختہ عورت کی طرح سنجیدہ نظر آتی تھی کم از کم اس نے نہیں دیکھی تھی، وہ بے اختیار اس کی جانب بھاگا تھا، اس کے دوست بھی چونکے تھے، ایک جست میں وہ اس کے سامنے آ کھڑا ہوا، وہ ایک پل کے لئے ہڑبڑا سی گئی اور چونک کر اسے دیکھا تھا۔
"ہائے!" وہ چہرے پر مخصوص مسکراہٹ سجائے بولا، آگے سے اس نے صرف دیکھا اور آگے بڑھ گئی، وہ بھی بنا جھجک کے ساتھ چلنے لگا، پر اعتماد تو وہ ویسے بھی بلا کا تھا۔
"کیسی ہو؟" وہ دوستانہ انداز میں بولا۔
"تم سے مطلب"۔ وہ اس کی جانب دیکھے بغیر بولی۔
"اس میں مطلب کی کیا بات ہے، تمہارا حال پوچھ رہا ہوں"۔ اس نے وضاحت دی جبکہ اس نے کوئی جواب نہ دیا اور سیدھا چلتی رہی۔
"اچھا سنو! مجھے کچھ کہنا ہے تم سے"۔ وہ اس کی خاموشی کو خاطر میں لائے بغیر بولا۔
"مجھ سے دوستی کرو گی؟" وہ فوراً بولا اور اس کے قدم فوراً تھم گئے، اس نے بغور اسے دیکھا، زندگی سے بھرپور آنکھوں میں خلوص واضح تھا، دیکھنے میں وہ اکھڑ قسم کا لگتا تھا، اسکن شاٹ کے اوپر اورنج کلر کی ٹی شرٹ پہنے، گھنگھریالے بال بکھرے ہوئے تھے، چہرے پر بھی بھرپور مسکراہٹ، وہ کہیں سے بھی سنجیدہ نہیں لگتا تھا، لیکن برا بھی نہیں لگتا تھا، وہ اب تک اسے سرسری لے رہی تھی، آج اس نے بغور اسے دیکھا تھا۔
"کیوں کروں تم سے دوستی؟" وہ اب بغور اسے دیکھ کر بولی تھی۔
"کیونکہ مجھے لگتا ہے، ہم دونوں بہت اچھے دوست ثابت ہوں گے"۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا، وہ آگے سے

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کچھ سوچ میں پڑ گئی، دوست کی تو اسے واقعی ضرورت تھی، آج تک دوست نہ بنانے کی وجہ یہی تھی کہ اسے ہر چہرہ مطلبی لگتا تھا، مگر سامنے کھڑا یہ انسان اسے پہلی نظر میں ہی بھلا لگا تھا، لیکن دوستی کے لئے وہ کشمکش میں گھر گئی۔

''فلرٹ تو نہیں کرو گے؟'' وہ کچھ دارن کرتے ہوئے بولی، آگے سے وہ ہنس دیا۔

''بالکل بھی نہیں بھئی، اس ٹائپ کا لڑکا نہیں ہوں''۔ اس کے جواب پر وہ خاموش ہو گئی۔

''سو فرینڈز...'' وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر بولا، کچھ دیر وہ سوچتی رہی پھر ہاتھ ملا ہی لیا، آگے سے وہ مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ مسکرایا تھا جبکہ وہ صرف دیکھ کر رہ گئی۔

☆.....☆.....☆

دوستی اتنا خوبصورت رشتہ ہو گا یہ اسے اب معلوم ہوا تھا، وہ جتنی خاموش طبیعت کی مالک تھی وہ اتنا ہی بولتا تھا، وہ جتنا کم ہنستی تھی وہ اتنا قہقہے لگاتا تھا، وہ جتنی زندگی سے دور تھی وہ اتنا ہی زندہ دل تھا۔ لیکن اس کے باوجود وہ اسے اچھا لگتا تھا، اور ان کی دوستی مضبوطی سے پروان چڑھ رہی تھی۔ وہ اب ہر وہ شوق رکھنے لگی تھی جو وہ رکھتا تھا، اس کے ساتھ ہر گیم میں حصہ لینا، سیر و تفریح میں حصہ لینا زندگی کا جیسے ایک اہم جزو بن گیا تھا۔

ان دونوں کی یہ حرکات و سکنات سب سے مخفی تھیں، اور جان کا تو شاید کچھ نہ بگڑتا پر اس کی زندگی پر سخت پابندیاں عائد کر دی جاتی تھیں۔ وہ خوش تھی اس زندگی کی نسبت جو وہ گزار رہی تھی اور مطمئن تھی اس بات پر کہ جیسے اس نے چاہا وہ بہت بہتر نہیں بلکہ بہت اچھا تھا۔ وہ ایک بہترین دوست تھا جس کی دوستی ہر غرض سے پاک تھی۔

☆.....☆.....☆

وہ لان میں پودوں کو پانی دے رہی تھی اور جان کی ہیوی بائیک کی آواز سنی تو فوراً پائپ کو گھاس پر پٹخا اور تیزی سے گیٹ کھول کر باہر نکلی، بلیک جینز پر ریڈ ٹی شرٹ پہنے آنکھوں پر سیاہ سن گلاسز چڑھائے، نہانے کی وجہ سے اس کے سیاہ گھنگھریالے بال نمی کے باعث کچھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کی تیاری کہیں جانے کا پتا دے رہی تھی، اس نے بغور دیکھا اس کے کلون کی خوشبو چار سو رقص کر رہی تھی۔

''چلو گی''۔ وہ مسکرا کر بولا۔

''کہاں؟''

''کلب''۔

''ہیں...'' وہ چونکی، اس کی حیرت پر وہ ہنسا تھا۔

''ہیلو! میں ڈسکو کلب کی بات نہیں کر رہا، کلب میں اسنوکر کھیلنے جاتا ہوں''۔ اس نے وضاحت کی تو وہ کچھ شرمندہ سی ہو گئی اور اپنی کم علمی پر افسوس بھی ہوا۔

''بتاؤ پھر''۔ اسے چپ دیکھ کر وہ بولا۔

''ٹھیک ہے چلتی ہوں پر پہلے کپڑے چینج کر لوں''۔

''یار! ٹھیک ہے بس ایسے ہی چلو''۔ وہ ازلی لاپرواہی سے بولا۔

''جی نہیں میں چینج کر کے ہی چلوں گی''۔ وہ ضدی سے لہجے میں بولتی ہوئی تیزی سے اندر کی جانب بھاگی۔

ناچار اسے انتظار کرنا پڑا۔

پانچ منٹ بعد وہ حاضر ہو گئی، لباس تو کیا بدلنا تھا وہی مخصوص سادہ شلوار قمیض تھی، بس فرق یہ ہوا کہ جو پہن کر آئی وہ صاف ستھری تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اگر یہی پہننا تھا تو پہلے والے کپڑوں میں کیا برائی تھی''۔ وہ اس پر نظر ڈالتا ہوا بولا۔
''وہ صاف نہیں تھے ناں''۔ وہ سادگی سے بولی تو وہ مسکرا دیا۔
''اچھا چلو اب بیٹھو اس سے پہلے کوئی آجائے''۔
''ہاں''۔ وہ فوراً بائیک کی جانب لپکی مگر پھر ایک دم سے رک گئی۔
''کیا ہوا''۔ وہ بولا۔
''میں آج تک کسی نارمل بائیک پر نہیں بیٹھی، یہ تو پھر ہیوی بائیک ہے، مجھے ڈر لگ رہا ہے اگر تم نے گرا دیا تو...'' اس کی آنکھوں میں خوف لہرایا، آگے سے وہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔
''بہت بیوقوف ہو تم نہیں گراؤں گا بھئی''۔ اس نے تسلی دی، مگر اس کا خوف جوں کا توں رہا۔
''تم لڑکوں کی طرح بیٹھو گی پھر نہیں گرو گی، اور ہاں پلیز یہ اپنا دوپٹہ کمر کی سائیڈ پر باندھ لو، اگر اس کو چادر کی طرح اوڑھ کر بیٹھو تو یقیناً یہ ہوا لے اڑے گی''۔ اسے ہنوز خوفزدہ دیکھ کر اسے سمجھایا تو اسے کچھ تسلی ہوئی۔
اس نے ویسا ہی کیا، بیٹھنے سے پہلے اس نے دوپٹے کو کندھے پر لٹکا کر کمر کے اردگرد اچھے سے باندھ لیا، سر سے دوپٹہ اترا تو بے ساختہ اس کی نظر اس کے سنہرے گھنگھریالے بالوں پر پڑی جو اس نے اونچے کر کے پونی میں مقید کیے ہوئے تھے۔
''نائس ہیئر''۔ اس نے بے ساختہ تعریف کی، وہ سادہ سا مسکرا دی اور پھر اس کے پیچھے بیٹھ گئی، زندگی میں پہلی مرتبہ وہ ہیوی بائیک پر بیٹھ رہی تھی۔ وہ جتنی بھی بہادر سہی مگر پھر بھی ڈر لگ رہا تھا، اس نے مضبوطی سے اس کے کندھوں پر ہاتھ جما دیئے، اس نے بائیک اسٹارٹ کی تو یوں لگا وہ جیسے اسے ہوا کے زور پر اڑا لے گیا ہو، بیچ میں اسے ڈراتا بھی رہا اور جواب میں اسے پیچھے سے اپنے کندھوں پر مکے کھانے کو ملے۔
کلب کے آگے اس نے بائیک روکی تو اسے سانس میں سانس آیا، بائیک سے تیزی سے اتر کر اس نے پہلے فوراً اپنا دوپٹہ درست کیا پھر اسے خشمگیں نگاہوں سے دیکھا، آگے سے اس کے چہرے پر شرارتی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔
''چلو یا یونہی کھڑی گھورتی رہو گی''۔ وہ مسکراہٹ دبا کر بولا۔
''ظاہر ہے چلنا ہی پڑے گا، کوئی اور آپشن تو تم نے چھوڑا نہیں''۔ وہ چبا کر بولتی اس کے ساتھ کلب کے دروازے کی جانب بڑھی، وہ دونوں ساتھ اندر داخل ہوئے، وہ سرسری سی نگاہیں اردگرد بھی دوڑا رہی تھی۔ چکنے ماربل سے جدید انداز میں بنے در و دیوار جہاں مختلف انواع کے تفریحی حصوں کو منقسم کیا ہوا تھا، ہر چیز جدید تھی خوبصورت تھی اور اپنی ملکیت خود بیان کر رہی تھی۔ کلب کی بلڈنگ چار منزلہ تھی اور ہر منزل پر مختلف تفریحی حصے تھے۔ روشن کشادہ وہ امیروں کی تفریح کی ہی جگہ لگتی تھی۔ خود اور حان بھی اس منظر میں دمک رہا تھا، بس ایک وہی تھی جو کہیں بہت دور اور عام سی نظر آ رہی تھی لیکن وہ گھبراتی نہیں تھی، وہ پُر اعتماد تھی اس لئے ایک مرتبہ بھی اسے اپنے حلیے کا گمان نہ گزرا تھا۔ وہ اسے کلب کے مختلف حصے دکھا رہا تھا اور وہ چپ چاپ متاثر ہوئے بنا دیکھ رہی تھی، اسے مادی چیزوں میں کبھی دلچسپی نہ رہی تھی۔
اس کے بعد وہ لوگ اوپر کی جانب بڑھ گئے۔ اوپر اس نے پہلے اسے جم دکھایا تھا۔ اور حان اسے سب دکھاتے دکھاتے ہر چیز کے بارے میں بیان کر رہا تھا، جو وہ بے دلی سے سن رہی تھی۔ اس کا دل چاہا وہ یہاں سے بس فوراً چلی جائے، لیکن ایسا کرنے میں اسے ڈر تھا کہیں وہ برا ہی نہ مان جائے۔ معاً ہی جم میں سے اور حان کا

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ایک دوست اس کی جانب آیا تو وہ دونوں باتوں میں مگن ہو گئے۔ بلیو ٹراؤزر اور وائٹ ٹی شرٹ میں ملبوس بالوں کے اسپائکس بنائے ہوئے، دائیں کان میں دو تین بالیاں ڈالے ہوئے اور ایک بائی ابرو پر لگائے، آنکھیں ایسی چبھتی ہوئی محسوس ہوتیں جیسے تلوار کی تیز دھار، شاید وہ نشہ کرتا تھا جس کی وجہ سے اس کی آنکھیں نشے میں ڈوبی سرخی مائل ہو رہی تھیں، وہ اورحان کے پیچھے چھپے ہوئے اس کا جائزہ لے رہی تھی، اسے دیکھ کر ایک عجیب سا خوف سرائیت کر گیا تھا اس کے اندر، اگر وہ یہاں تنہا ہوتی تو شاید اس کے سامنے کھڑی بھی نہ ہو پاتی، اورحان کا وجود کسی چٹان کی طرح لگ رہا تھا جہاں اس نے پناہ لے لی ہو۔

''چلو اورحان''۔ اس نے پیچھے سے اس کے کان میں بہت دیر بعد سرگوشی کی تو اس نے دوست کو الوداع کیا۔

''یہ دوست تھا کیا تمہارا؟'' وہاں سے پلٹتے ہوئے اس نے پوچھا۔

''نہیں، بس ویسے ہی کلب میں کبھی کبھار ملاقات ہوتی رہتی ہے''۔ اس نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

''مجھے یہ لڑکا بالکل بھی اچھا نہیں لگا''۔ آگے سے منہ بسور کر بولی۔

''آئی نو''۔ وہ گیمز کے روم میں داخل ہوتے ہوئے بولا، اس نے چونک کر اس کے جواب پر دیکھا تھا۔

''کیسے؟'' وہ بولی۔

''جس طرح تم میرے پیچھے چھپی اسے دیکھ رہی تھیں، مجھے اندازہ ہو گیا تھا''۔ وہ رکا اور اس کی جانب بغور دیکھ کر بولا۔ وہ ذہین تھا یہ تو وہ جانتی تھی پر یقین آج ہوا تھا۔ وہ اس کی ہر کیفیت ہر احساس اور تاثرات کو منٹوں میں بھانپ لیتا تھا، وہ اسے تو سمجھتا تھا مگر وہ خود صرف اسے اتنا جانتی تھی کہ وہ ایک اچھا اور مخلص دوست ہے، اس کے احساسات اس کی سوچیں کیا تھیں وہ نہیں پڑھ پاتی تھی، اسے آج تک یہ بات سمجھ نہیں آئی تھی کہ وہ اس کی طرح کیوں ہر کسی کو نہیں پرکھ لیتی۔ وہ اسے حیرت میں چھوڑتا اسنوکر کے ٹیبل کی طرف بڑھ گیا۔ اردگرد کے لوگ اس کی جانب متوجہ ہو گئے، وہ سب کے لئے نیا نہیں تھا، وہ یہاں کا ممبر تھا اور سب اس کی ذہانت کے تابع بھی تھے، کئی لوگ اب اس کے ساتھ کھیلنے لگے تھے۔ گیم انٹرسٹنگ ہوا تھا روم میں پُراسرار سا سناٹا بھی چھا گیا، اس کے لگتے زبردست شاٹس پر یکدم ہی کمرہ تالیوں سے گونج اٹھتا۔ وہ خاموش کھڑی اس سارے منظر کو دیکھ رہی تھی اور اس کی ٹرکس پر زیرِلب مسکرا رہی تھی۔ وہ گاہے بگاہے اس پر نظر ڈالنا نہ بھولتا تھا جو ستائش بھری نگاہوں سے اسے ہی تک رہی تھی، کتنی ہی دیر گیم چلتا رہا پھر وہ جانے کا بہانہ کر کے اسے ساتھ لئے وہاں سے نکل آیا۔

''تم تو اسنوکر بہت اچھا کھیلتے ہو''۔ وہ اب کلب میں بنے ریسٹورنٹ کے اندر بیٹھے تھے، اس نے ویٹر کو پیزا کا آرڈر کیا، ویٹر کے جاتے ہی وہ بولی، آگے سے وہ مسکرا دیا۔

''میں سب ہی گیمز اچھے کھیلتا ہوں''۔ اس کی تعریف پر اسے کوئی خاص حیرت نہ ہوئی تھی، اسے اعتماد تھا خود پر۔

''ہاں یہ تو ہے''۔ اس نے بھی دل سے تائید کی۔

''خیر چھوڑو ان باتوں کو، میرے بارے میں تو تم سب جانتی ہی ہو، اپنے بارے میں بتاؤ تم''۔

''کیا مطلب، سب کچھ تو جانتے ہو تم''۔

''نہیں میں صرف اتنا جانتا ہوں جتنا دیکھا ہے، مطلب اگر تم مائنڈ نہ کرو تو کیا میں جان سکتا ہوں تمہاری مما نے کیوں چھوٹے چاچو سے دوسری شادی کی، وہ ایک پڑھی لکھی باشعور عورت ہیں انہیں تو اندازہ ہو گا ایسی شادیوں کا کیا حال ہوتا ہے''۔ وہ کچھ ہچکچاتے ہوئے بولا تھا اور آج پہلی مرتبہ ہوا تھا جو اس نے اتنا ذاتی سوال کیا، شاید وہ پوچھتا بھی نہ اگر اس نے یہ نہ سنا ہوتا کہ اس کی ماں جو نوکروں کی طرح زندگی گزار رہی تھیں، ان کا تعلق

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ایک خوشحال گھر اپنے سے تھا، اور خود وہ ایم بی اے کی ٹاپ ہولڈر رہ چکی تھیں، ایسے میں اس طرح کی زندگی اس کی سمجھ سے بالاتر تھی۔ مشعل اس کے سوال پر کچھ خاموش ہی ہو گئی تھی، اس نے اس کے چہرے کے تاثرات کو ٹٹولا، اسے ڈر محسوس ہوا کہ کہیں وہ برا ہی نہ مان گئی ہو جبکہ اس نے حقیقتاً اس نیت سے نہیں پوچھا تھا۔ اس نے غور کیا تھا مگر اس کے چہرے پر ناراضی کے آثار نمودار نہیں تھے۔ ہاں ایک درد تھا جو یکدم نمودار ہوا تھا، جس میں جبر ہی جبر تھا۔ اس کی آنکھیں یکدم سرخ ہوئی تھیں، اس نے نگاہیں اٹھائیں اور اس کی جانب دیکھ کر بولی۔

''اگر مما کو پتا ہوتا کہ پاپا آل ریڈی شادی شدہ ہیں تو وہ یہ قدم کبھی بھی نہ اٹھاتیں، پاپا نے اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے دو عورتوں کو دھوکا دیا ہے، مما تو شاید اس بات کا کبھی ذکر نہ کرتیں مجھ سے، لیکن نانی مجھے سب بتاتی تھیں، نانا اور نانی کبھی بھی اس شادی کے حق میں نہ تھے، میرے نانا ایک ذہین اور سمجھدار انسان تھے، وہ آرمی کے ریٹائرڈ کرنل تھے، اپنے اصولوں کو نہ توڑتے تھے مگر مما نے ان کے اصول کو توڑا اور نانا کے لاکھ منع کرنے کے باوجود پاپا سے شادی کی، اور پھر کچھ ہی عرصے بعد مما روتی دھوتی کسی بچے کی طرح ان کے در پر واپس آ گئیں، وہ ماں باپ کی اکلوتی اور لاڈلی تھیں، نانا نانی ان سے ناراض نہ رہ سکے اور ان کو گلے لگا لیا۔ جب تک نانا نانی زندہ رہے پاپا نے با آسانی اپنی دوسری شادی چھپا لی، اب جب وہ زندہ نہیں ہیں تو ہمارے پاس اس در کے سوا اور کوئی جگہ بچی ہی نہیں۔ آج اگر مما کی زندگی کسی ملازم سے بدتر ہے تو وہ اسے اپنی سزا سمجھ کر برداشت کر رہی ہیں لیکن میں نے تو کوئی گناہ نہیں کیا، پھر میں کیوں برداشت کروں، مما میری بات نہیں مانتیں کہ ہم نانا نانی کے گھر میں اکیلے بھی رہ سکتے ہیں، وہ جاب کر کے ذمہ داری اٹھا سکتی ہیں، انہیں میری سب باتیں بیوقوفوں والی لگتی ہیں، مجھے یقین نہیں آتا وہ ایک کرنل کی بیٹی ہیں مگر مجھے اپنے نانا جیسا بننا ہے، اور میں یہ غلامی کی زندگی نہیں گزاروں گی، میں بہت جلد مما کو لے کر چلی جاؤں گی، یہ میرا وعدہ ہے خود سے۔'' وہ تلخ لہجے میں بولتی ہوئی کسی جانباز سپاہی کی طرح لگ رہی تھی، وہ اس کے تنے ہوئے تاثرات کو دیکھ کر مسکرا دیا، وہ خود بھی بہادر تھا اور بہادر لوگوں کو ہی پسند کرتا تھا اور اس کا یہ انداز اسے اچھا لگا تھا۔

''میری وشز تمہارے ساتھ ہیں کہ تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ، بٹ مجھے تو نہیں بھول جاؤ گی'' ۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا تو جواباً وہ بھی مسکرا دی، اس کے تاثرات یکدم ہی نرم پڑ گئے تھے۔

''آف کورس! تم میرے بیسٹ فرینڈ ہو، یہ کوئی بھولنے والی بات نہیں ہے'' ۔ وہ مضبوط سے انداز میں بولی تو وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔

☆.........☆.........☆

مہکتے پھولوں سے سجی محبت کی وادی تھی جس پر اس نے قدم رکھ دیئے تھے۔ سانسوں میں اترتی لحہ بہ لحہ پھولوں کی خوشبو اسے تر و تازہ کرتی چلی گئی، اجالوں نے اس کی آنکھوں میں روشنیوں کے دیئے جلا دیئے تھے، ریزہ ریزہ اس کے ہوتے خواب اس کی گھنیری پلکوں پر اب سجنے لگے تھے، اس کی آغوش میں طلوع ہوتی نئی امیدیں، سیاہ رات پر غالب ہوتی نئی صبح کی مانند پروان چڑھنے لگیں۔ دکھ، درد، ٹوٹے خواب، ادھوری خواہشیں سب کہیں ایک پل میں ہی جا سوئیں، وہ کوئی مسیحا نہ تھا پر درد کا تاجر ضرور تھا جو آنسوؤں کو چن لینے کے بعد مسکراہٹوں کو لبوں پر سجا دینے کا ہنر ضرور جانتا تھا۔ دوستی کی راہوں پر چلتے ہوئے چپکے سے محبت کا ایک سرور جاگا، جو کسی بہتے پانی کے بہاؤ کی طرح بہا لے گیا۔ مہکتے پھولوں سے سجی محبت کی یہ وادی خوشنما تھی یہاں کی معطر معطر خوشبو سانسوں میں اتر کر روح کو محبت میں قید کر لیتی تھی اور انہیں یہ قید محبت منظور تھی، اس گمان کے ساتھ شاید تمام

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

عمر پھولوں کے بستر پر گزرے گی اور جینے کے لئے محبت کا آب حیات کافی تھا۔ پر دنیا کی اس وادی سے گہری دشمنی تھی اور بدقسمتی سے انہوں نے قدم تو اس وادی میں رکھ دیئے تھے مگر آدھا وجود ابھی بھی دنیا کے قبضے میں تھا جو کسی بھی طور اس وادی کو دینے کے لئے تیار نہ تھی۔

دنیا کی سب سے بڑی خواہش کہ انسان پل پل مرے پل پل تڑپے، وہ جتنا روئے گا دنیا اتنے ہی قہقہے لگانا پسند کرے گی۔ دنیا اگر ڈرتی تھی تو صرف ان سے جو محبت کا آب حیات پی لیتے ہیں، کیونکہ وہ جانتی تھی اس کے بعد مات صرف اور صرف اس کی ہوتی ہے، عاشقوں کے وجود تو مادیت سے پاک ہو جاتے ہیں اور مادیت دنیا کا واحد ہتھیار ہے جو انسان کو شیطان بنانے میں دیر نہیں لگاتی، مہکتے پھولوں سے سجی محبت کی یہ وادی انہیں پکار رہی تھی، وہ ان کے سواگت کے لئے محبت کا آب حیات تھامے کھڑی تھی، جس کو پی کر انہوں نے مادیت سے پاک ہو کر امر ہو جانا تھا اور دنیا نے ہار جانا تھا۔

☆..........☆..........☆

''تم دیکھنا ایک دن یہاں کا کنگ میں ہوں گا''۔ وہ دونوں کھڑے تیز دوڑتی بھاگتی بائیکس کی ریسنگ دیکھ رہے تھے، تب وہ بولا، لہجے میں یقین اور آنکھوں میں خواہش سموئے بہت یقین سے کہا اس نے، وہ جو آئسکریم کھانے میں مگن تھی ایک دم چونکی اس کی خواہش پر۔

''پاگل ہو گیا، یہ بھی کوئی کھیل ہے، یوں لگتا ہے مرنے کا مقابلہ کر رہے ہوں کہ دیکھو پہلے کون مرتا ہے''۔ اس نے آئسکریم نگلتے ہوئے برا سا منہ بنا کر کہا، آگے اس نے اسے دیکھا پھر مسکرا دیا۔

''تم نہیں سمجھو گی، خواہش جب جنون بن جائے تو اسے پورا ہونے میں کوئی نہیں روک سکتا''۔ وہ جذب سے بولا۔

''بھاڑ میں جائے ایسی خواہش جو انسان کی عقل پر قفل ڈال دے''۔ اسے ذرا بھی نہ بھائی اس کی بات۔

''میں نے کہا ناں تم نہیں سمجھو گی''۔ وہ سنجیدگی سے بولا۔

''اچھا بھئی مجھے سمجھنا بھی نہیں ہے اور چلو اب یہاں سے، ختم ہو گئی ہے ریس''۔ وہ لاپرواہی سے بولی، اس کی آئسکریم ختم ہوئی تو اس کا مزہ بھی ختم ہو گیا۔ بائیکس فنشنگ لائن پر آکر رکیں تو لڑکے لڑکیوں کا شور گونج اٹھا، اسے یہ جگہ انتہائی ناگوار لگی تھی، پر وہ اب بھی اس ماحول میں گم تھا، جیتنے والے کو وہ بہت حسرت سے دیکھ رہا تھا، سب لوگ اس کے گرد جمع تھے اور مسلسل خوشی سے شور مچا رہے تھے۔

''چلو ناں اب''۔ اس نے اس کا کندھا جھلایا زور سے تو وہ ہوش میں آیا۔

''تو اب سمجھ آئی مجھے تمہاری اس ہیوی بائیک کی وجہ''۔ وہ اس کے پیچھے بائیک پر بیٹھتے ہوئے معنی خیزی بولی، اس نے مسکرا کر گردن گھما کر اسے دیکھا۔

''یس ٹھیک سمجھی ہو''۔

☆..........☆..........☆

سبک روی سے چلتی زندگی میں کسی طوفان کی طرح انتشار برپا ہوا تھا، جسم کا زخم والا حصہ بھلے سے ہی تکلیف دیتا ہو لیکن جب کٹ جائے پتا تب ہی چلتا ہے، اصل میں معذوری ہوتی کیا ہے وہ جو ہمیشہ اپنی ماں کو غلط گردانتی تھی، آج جب باپ کا سایہ ہمیشہ کے لئے سر سے اٹھا تو پتا چلا تپتے گھر میں رہنا مشکل تھا مگر ناممکن نہیں، اور اب ایسے گھر میں رہنا جو تپتا تو تھا ہی ساتھ آندھی و طوفانوں نے اس کی چھت بھی اڑا دی تھی۔ اب ایسے گھر میں رہنا

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مشکل ہی نہیں ناممکن بھی تھا، اس کے باپ کی حادثاتی موت نے اس سے جینے کا بھی حق چھین لیا تھا، انہیں نظر آرہا تھا اب شاید وہ یہاں نہ رہ پائیں۔ تپتی دھوپ روز بروز ان کے جسموں کو جھلسا رہی تھی، تھکن سے چور بدن اب سب کچھ سہار نہیں پا رہے تھے، وہ زندگی میں پہلی بار بہت روئی تھی ہر ہر زخم کو یاد کیا، باپ کی بے اعتنائی، ماں کی بربادی، نانا نانی کی جدائی، اپنے خاکستر ہوتے بچپن پر زندگی نے اس سے لیا ہی لیا تھا، دینے کی تو کبھی بات کی ہی نہیں، اب کچھ نہیں تھا اس کے پاس دینے کو، وہ جتنا روسکتی تھی روئی یہاں تک کہ آنسو خشک ہو گئے۔

☆.....☆.....☆

سرمئی ڈھلتی شام تھی، جب وہ روز کی طرح اس کے زخموں پر مرہم رکھنے چلا آیا تھا، ہمیشہ کی طرح وہ ڈھیروں کھانے پینے کے لئے چیزیں لایا تھا، جو جو اسے پسند تھیں وہ سب لایا تھا۔ ساتھ وائٹ روز کا پودا بھی اسے معلوم تھا وہ وائٹ روز کی دیوانی ہے، بلاشبہ وہ ایک بہترین دوست تھا اور اول روز سے ہی وہ اس کے لبوں پر مسکراہٹوں کو بکھیرنے کے جتن کر رہا تھا۔ وہ لان میں بنچ پر اداس وملول بیٹھی تھی اس نے دور سے اسے نظر بھر کر دیکھا تھا، شام کے ملگجے سایوں میں اس کا اداس روپ حزن ویاس کی تصویر بنا ہوا تھا۔ وہ آہستہ قدموں کے ساتھ چلتا ہوا اس کے برابر میں آبیٹھا، وہ خیالوں میں اس قدر گم تھی کہ اسے اس کے آنے کی بھی خبر نہ ہوئی۔

''دیکھو میں تمہارے لئے کیا لایا ہوں''۔ آخر کو اسے ہی متوجہ کرنا پڑا، اس نے ہولے سے گردن اس کی جانب موڑی تھی، ہاتھوں میں وائٹ روز تھامے وہ ان ہی کی طرح تر وتازہ لگ رہا تھا، اسے دیکھ کر بھی اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہ ابھرا تھا، البتہ وہ چونکا تھا، اس کی دائیں جانب کے ہونٹ کے نیچے زخم کا نشان تھا، اس نے فکرمندی سے فوراً اس کے چہرے کو پورا اپنی جانب موڑ کر بغور دیکھا تھا، اس کی آنکھوں میں فوراً انتشار ابھرا تھا۔

''ان لوگوں نے مارا ہے تمہیں؟'' غصے سے شل ہوتے دماغ سے اس نے تصدیق چاہی تھی مگر وہ کچھ نہ بولی تھی اور اسے اس کا جواب مل گیا تھا۔ وہ طیش میں فوراً اٹھا، وہ مڑا ہی تھا کہ اس نے اس کا ہاتھ پیچھے سے تھام لیا۔

''کسی سے کچھ مت کہنا ورنہ ہمارے لئے نیا عذاب کھڑا ہو جائے گا''۔ وہ سرد سے لہجے میں بولی تھی، اس نے مڑ کر اسے حیرت سے دیکھا تھا، وہ جو ہمیشہ لڑنے مرنے کو تیار رہتی تھی آج یوں لگتا تھا جیسے برف کی سل ہو، اس کی ویران آنکھیں آنسوؤں سے پاک تھیں اور تاثرات جیسے منجمد تھے۔

''لیکن...''

''پلیز''۔ اس نے کچھ بولنا چاہا مگر اس کی التجا کے آگے وہ ڈھیر ہو گیا اور تھک کر واپس بیٹھ گیا۔

''تم لوگ ہمارے ساتھ چل کر کیوں نہیں رہتے، ماما پاپا کتنی ہی بار تمہاری مما کو کہہ چکے ہیں پر وہ نہیں مانتیں، تم انہیں سمجھاؤ شاید وہ مان جائیں، پھر تم لوگوں کو کم از کم یہ مشقتیں تو نہیں اٹھانی پڑیں گی''۔ وہ متانت سے بولا تھا۔

''وہ کبھی نہیں مانیں گی، اپنی خودداری پر وہ کوئی کمپرومائز نہیں کرتیں''۔ وہ سفاک سی بولی تو آگے سے وہ مزید کچھ نہ کہہ سکا۔ ان کی عزت نفس کو ٹھیس پہنچانے کا وہ بھی کوئی ارادہ نہیں رکھتا تھا۔

''خیر تم جانے دو، تم میرے ایک سوال کا جواب دو گے؟'' وہ خود کو نارمل کرتے ہوئے بولی۔

''ہاں پوچھو''۔ وہ بھی متوجہ ہوا۔

''تم مجھے کبھی بھول تو نہیں جاؤ گے؟'' اس کے سوال پر وہ ایک دم مسکرا دیا۔

''پاگل ہو گیا، میں تمہیں بھلا ایسا نظر آتا ہوں''۔

''پھر بھی''۔ نجانے وہ کس بات کی تصدیق چاہ رہی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تم میری بیسٹ فرینڈ ہو، تو تمہیں تو بھولنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، آج تم نے ایسا سوچ لیا آئندہ ایسا سوچنا بھی مت''۔ وہ کچھ سنجیدگی سے بولا۔

''سوچ لو، اگر میں نے کبھی تمہیں آزما لیا تو...'' اس کی بات پر وہ اب چونکا تھا، جسے وہ بہت نارمل لے رہا تھا وہ سب اتنا بھی نارمل نہ تھا، اس نے بغور اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا جہاں گنجلک سوچیں نمایاں تھیں۔

''تو پھر آزما لینا''۔ وہ قدرے توقف کے بعد دوٹوک سا بولا تھا اور آگے سے وہ ایک درد سے مسکرائی تھی۔

سرمئی شام اب گہرے اندھیروں میں ڈھل گئی تھی، تیز گزرتا وقت خود سے کیے ہوئے سودے کی یاد دلا رہا تھا، اس کے اندر کی بے چینی شوریدہ لہروں کی طرح مچل رہی تھی، اسے جلد سے جلد ان کی آواز دبانی تھی۔

☆.....☆.....☆

سیاہ آسمان پر کڑکتی بجلیوں کی تیز طوفانی رات تھی، جب وہ ماں بیٹی چپکے سے دبے پاؤں اس گھر کی چوکھٹ چھوڑ آئیں جو کبھی ان کا سائبان تھا، تیز برستی بارش میں وہ ماں بیٹی سڑکوں پر بھٹکتی پھر رہی تھیں جب ہر ذی روح اپنے آشیانوں میں چھپا بیٹھا تھا، یہ قدم مشکل ضرور تھا مگر اور کوئی راہ بچی بھی نہ تھی، وہ بہت مضبوطی سے اپنی ماں کا ہاتھ تھامے منزل کی تلاش میں تھی، اس کی ماں کا بھی دل تھر تھر تب تک کانپتا رہا جب تک وہ محتاج تھیں۔ پر آج محتاجی کی قید سے رہائی مل گئی تھی اور اس کی ماں آج ایسی تھی جیسے شیر کے آگے کھڑی بہادر ہرنی، جو تنہا ہوتی ہے تو شکاریوں سے بچنے کے لئے خوف سے لرزتی رہتی ہے اور جب اس کے بچے کی جان کی باری آئے تو وہ ایک دم نڈر ہو جاتی ہے، پھر چاہے وہ زخمی ہو یا مر جائے وہ پروا نہیں کرتی، وہ بھی اپنی بچی کے لئے اس بہادر ہرنی کا روپ دھار چکی تھیں اور وہ خوش تھی اپنی ماں کی اس بہادری پر، ان کی آنکھوں میں جگنوؤں کی طرح روشنیاں جھلملا اٹھی تھیں جو اس اندھیری رات میں مشعل راہ کا کام دے رہی تھیں۔

وہ چلتے چلتے تھک گئیں، یہاں تک کہ ان میں مزید سکت باقی نہ رہی مگر وہ دونوں اپنے ہانپتے کانپتے وجود کو گھسیٹتی رہیں جب تک ان کا ٹھکانہ نہ مل گیا، اور ایک طویل مشقت کے بعد وہ دونوں اپنے ٹھکانے پر پہنچ گئیں۔

اس کی ماں نے اپنے باپ کے گھر کے بند قفل کھولے تھے اور اسے یوں محسوس ہونے لگا جیسے برسوں جلتے سینے پر ٹھنڈی ٹھنڈی پھوار پڑنے لگی ہو، اس کے لبوں پر مسکراہٹ در آئی اور اس نے وقت سے کیے گئے سودے سے کہا تھا مسکرا کر کہ وہ اپنے پہلے پڑاؤ پر جیت گئی ہے اس کے لاکھ تیز گزرنے کے باوجود۔

☆.....☆.....☆

زندگی نے دھوکا دیا تھا، قسمت نے یا پھر اس کی وفاداری ہی میں کوئی کمی تھی جو اس نے اس پر اعتبار کرنا گوارا نہ کیا، اگلی صبح ہر جگہ یہ خبر پھیل گئی تھی، وہ ماں بیٹی گھر چھوڑ کر چلی گئی ہیں، کہاں؟ یہ کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔ ایسا تو ہونا تھا یہ تو اسے معلوم تھا مگر وہ تو اس کا سچا پُرخلوص دوست تھا، اس نے اسے کیوں نہ بتایا، وہ سوچ سوچ کر جھنجھلا گیا، کتنے ہی لمحے تو اسے یقین ہی نہ آیا، وہ چھوٹے چچا کے گھر گیا، وہاں کا چپہ چپہ چھان مارا، خود کو اس بات کی تسلی دینے کے لئے شاید اس نے جھوٹ سنا ہو، وہ ایسا کر ہی نہیں سکتی، اسے بنا بتائے جا ہی نہیں سکتی، اسے مان تھا یقین تھا جو ٹوٹ نہیں سکتا تھا، لیکن وہ تلاش کر کر کے تھک گیا، وہ نہ ملی۔ سب اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے، عجیب متوحش سا لگ رہا تھا، وہ تھک ہار کر واپسی کی طرف چل دیا۔ گھر کے لان میں سے گزرتے ہوئے بے ساختہ اس کی نظر ماربل کی سفید بینچ پر پڑی تھی جب وہ اس سے پہلی بار ملا تھا، تو اسے اسی پر بیٹھا دیکھا تھا، اور آخری ملاقات بھی اس کی وہیں ہوئی تھی، ان کا زیادہ تر وقت اسی جگہ پر گزرتا تھا، وہ باغبانی کا شوق رکھتی تھی اور

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہ اس کا بھرپور ساتھ دیتا تھا۔ مٹی کی کھدائی کرتے ہوئے اکثر وہ چپکے سے اس کے منہ پر چکنی مٹی مل دیتا تھا، جواباً وہ غصے میں جھنجھلا کر پانی کا پائپ تھام کر اسے بھگو دیتی۔ یونہی کبھی وہ اسے مزید زچ کرنے کے لئے پودوں کو چھپا دیتا، واپس لوٹانے کی شرط رکھ دیتا کہ اسے اس کے ساتھ گیمز کھیلنا ہوں گی، وہ مان بھی لیتی پر کھیلتے ہوئے مصنوعی خفگی دکھاتی جسے وہ کسی خاطر میں نہیں لاتا تھا۔ تیز گزرتے لمحوں کے عکس معدوم سے ہوتے چلے گئے۔ وہ اس کے جانے کا دکھ نہ کرتا اگر وہ یہ پہلے کہہ دیتی کہ اس کی زندگی میں وہ کہیں بھی نہیں ہے، یوں لگتا تھا وہ کسی جھونکے کی طرح اس کی زندگی میں آئی تھی اور تیزی سے گزر گئی، اس کی حزن زدہ آنکھیں اس خالی پنجرے کو دیکھ دیکھ کر تھک گئی تھیں، وہ اب بھی بے یقین تھا وہ تو گمان بھی نہیں کر سکتا تھا وہ ایسا کر سکتی ہے، وہ خود سے الجھتا پلٹ گیا۔

''سوچ لو اگر میں نے کبھی تمہیں آزما لیا تو...'' اس کے الفاظ معاً اس کی سماعتوں میں گونجے تھے، اس کے قدم تھم گئے، اس دن کے کہے الفاظ کی اسے آج بخوبی سمجھ آ گئی تھی، وہ فوراً تیزی سے بھاگا تھا، اپنی بائیک کو تیزی سے نکال کر وہ اس کی تلاش کے لئے نکل پڑا تھا، وہ اسے آزما رہی تھی۔ اسے یقین تھا وہ اسے آزما سکتی ہے، مگر دھوکا نہیں دے سکتی، یہ سوچ کر خوشی ایک دم اس کے اندر سرائیت کر گئی تھی، وہ بائیک کو تیز تیز ادھر سے اُدھر یوں مارا پھر رہا تھا جیسے وہ اسے کہیں بھی چلتی پھرتی نظر آ جائے گی، جوش و جذبات میں وہ یہ تک بھول گیا تھا کہ اس کے پاس نہ کچھ کھانے کو ہے نہ پینے کو، اس بڑے سے شہر میں اس کا بسیرا کہاں تھا، یہ جاننا اتنا آسان بھی نہ تھا، صبح سے رات ہو گئی اور وہ یونہی پھرتا رہا، یہاں تک کہ اس کے جسم کا جوڑ جوڑ دُکھنے لگا تھا، ہارنے والوں میں سے تو وہ بھی نہ تھا، لیکن تاریک رات اس کی ہمت گنواتی چلی جا رہی تھی۔

☆.....☆.....☆

وہ ہار گیا تھا؟ نہیں؟ وہ ہارتا تو تب جب یہ دوڑ ختم ہوتی، وہ جو اس سے دعویٰ کر بیٹھا تھا اسے کیسے پورا نہ کرتا، مگر بدقسمتی سے وہ آج بھی اس کے لئے سرگرداں تھا، زندگی کے چپکے سے دس سال گزر گئے تھے لیکن اس کا جنون آج بھی اول روز جیسا تھا، اسے محسوس ہوتا تھا جیسے وہ اس کے ساتھ چھپن چھپائی کھیل رہی ہو، وہ اسے دیکھتی ہو مگر وہ اتنا بے بس تھا کہ اس کے بے حد قریب ہو کر بھی اسے تلاش نہ کر پا رہا تھا۔

زندگی میں بہت کچھ بدل گیا تھا، اس کے بے حد پیار کرنے والے ماں باپ زندہ نہ رہے تھے، اس کے بہن بھائی آج بھی اس سے پیار کرتے تھے مگر اپنی بے حد مصروف زندگی میں سے اسے وقت دے نہیں پاتے تھے۔ اسے کسی سے کچھ چاہئے بھی نہ تھا اور اب تو عادت سی ہو چلی تھی۔ اپنا ایم بی اے مکمل کرنے کے بعد جاب نے اسے مصروف کر دیا تھا، صرف جسمانی طور پر ذہنی طور پر وہ بھٹکتا ہی پھر رہا تھا، کوئی دن ایسا نہ تھا جو اسے سوچے بغیر نہ گزرتا ہو، اسے کبھی کبھی غصہ آنے لگتا تھا اس کے ساتھ کیوں اس نے ایسا کھیل کھیلا تھا، وہ اسے کسی اور طرح آزمائش پر ایسا نہ کرتی۔ اس کا اشتعال اتنا بڑھتا کہ وہ خود سے وعدہ کر لیتا کہ اب وہ کبھی نہیں سوچے گا اسے، مگر پھر وہ بے بس ہو جاتا اور تلاش کے لئے سرگرداں ہو جاتا۔

کھیلوں سے شغف رکھنے والا آج اس کی زندگی خود کھیل بن گئی تھی۔ لڑکیاں اس کی مردانہ وجاہت کی دیوانی تھیں، ٹریک پر جب وہ آتا تھا تو نعرے گونج اٹھتے تھے۔ یہ سب چیزیں کبھی اس کی خواہش رہ چکی تھیں مگر آج اس کے لئے یہ سب بے مزہ تھا، اس ٹریک پر آتا بھی تھا ایک امید کے ساتھ شاید وہ یہاں مل جائے، لیکن ہر بار مایوسی اسی کا مقدر بنی۔ یوں لگتا تھا ساری عمر شاید اس کھیل میں گزر جائے گی، اس نے ایسا کیوں کیا اس کی سمجھ سے یہ بات آج بھی باہر تھی لیکن پچھلے چھ ماہ سے اس کے اندر کچھ کھلبلی سی مچ گئی تھی۔ ایک لڑکی تھی جو دوران کھیل

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

ہائی کوالٹی پی ڈی ایف

ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ

کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ

ایڈ فری لنکس

ڈاؤنلوڈ اور آن لائن ریڈنگ ایک پیج پر

ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

Click on http://paksociety.com to Visit Us

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety

پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1

پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براؤزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بُک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بُک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-

http://paksociety.com

آتی تھی اور اختتام سے پہلے چلی جاتی تھی، دراز قد کی دھان پان سی مبدے کی سی سفید رنگت، گھونگھریالے سنہرے بال اور سنہری آنکھیں، اسے یاد دلانے پر مجبور کر رہی تھیں، ہر تاثر سے پاک چہرے کی نگاہیں اسی پر جمی ہوئی ہوتی تھیں، وہ اس پر جوں ہی نظر ڈالتا تھا بے چین ہو جاتا تھا، اتنی زیادہ مماثلت اسے نگاہیں اٹھانے پر مجبور کر دیتی تھیں، اس نے بہت بار اس تک پہنچنے کی کوششیں کی تھیں مگر سب کوششیں بے کار گئیں۔ اسے یقین ہونے لگا تھا وہ مشعل ہی ہے، اگر وہ نہ ہوتی تو یوں چھپتی ناں۔

اب کی بار ریس شروع ہونے سے پہلے اس نے کچھ لڑکوں سے کہہ دیا تھا، جب یہ لڑکی آئے تو اسے واپس جانے نہ دینا، اپنے اس اقدام پر وہ مطمئن تھا اور بہت کچھ سوچ رہا تھا، ریس شروع ہوئی وہ آ گئی اور اختتام کے قریب جانے کے لئے پلٹ گئی، لیکن جوں ہی سامنے لڑکوں کو کھڑا دیکھا تو وہ چونکی، وہ نظر بچا کر دوسری جانب سے جانے لگی، انہوں نے وہاں سے بھی راہ مسدود کر دی۔

''آپ نہیں جا سکتیں، آپ کے لئے بہتر یہی ہے ریس کے ختم ہونے کا انتظار کریں''۔ انہوں نے اسے وارن کیا۔ اب کے وہ چونکی نہیں بلکہ سب سمجھ گئی، وہ قطار میں جا کر پھر کھڑی ہو گئی مگر بے چینی سے پسینے چھوٹ رہے تھے، اس کا سامنا کرنا اتنا آسان نہ تھا، وہ بے چینی سے دوڑتی بائیکس کو دیکھ رہی تھی، کچھ سمجھ نہ آ رہا تھا کیا کرے۔ وہ کتنی ہی دیر خود سے الجھتی رہی، اچانک زوردار دھماکے کی سی آواز پر چونکی تھی، لڑکے لڑکیوں کا شور ایک پل کے لئے معدوم ہوا اور پھر ابھرا تھا اور سب وہاں بھاگے جہاں بائیکس کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا وہ بھی تیزی سے بھاگی تھی۔ لوگوں کے جم غفیر کو چیرتی وہ بڑی مشکل سے پہنچی تھی اور ایک دم ساکت رہ گئی تھی، خون میں لت پت اسے دیکھ کر اسے یوں لگا جیسے وہ اپنے پاؤں پر اب کبھی کھڑی نہ رہ پائے گی۔

☆.....☆.....☆

گھپ اندھیرے میں اسے سفیدی کوئی چیز نظر آئی تھی، وہ اس سے دور تھی جبھی پہچاننے میں دقت ہو رہی تھی، وہ کیا تھی، پھر محسوس ہوا کوئی چلتا ہوا آ رہا ہے اس نے اپنی آنکھیں پوری طرح کھول لیں اور بغور دیکھنے لگا، سیاہ جنگل میں اس کی سفیدی کی چمک آنکھیں خیرہ کر رہی تھی اور جب وہ قریب آتی محسوس ہوئی تو وہ دنگ رہ گیا۔ وہ وہی تھی، سنہرے گھنگھریالے بال، سنہری روشن آنکھیں، دودھ کی سی رنگت، سفید لباس میں ملبوس اسے خیرہ کر رہی تھی، وہ اس کے مردہ وجود کے پاس آ بیٹھی اور دھیرے دھیرے اس کے سر پر ہاتھ سہلانے لگی، اس کے آنسو بہہ رہے تھے جو اس کے مردہ وجود کے گالوں پر گرے لیکن اس کا لمس اس کو محسوس ہو رہا تھا، وہ فوراً بے چین ہوا تھا اور بہت کوشش سے اپنے لب وا کرنے لگا جو کھلتے ہی نہ تھے، وہ اسے پکارنا چاہتا تھا اپنی جانب متوجہ کرنا چاہتا تھا مگر آواز گلے میں ہی گھٹ کر دم توڑ رہی تھی، اس نے بہت کوشش کی یہاں تک کہ اس کا جسم تھر تھر کانپنے لگا اور کتنی ہی دیر بعد وہ بڑی دقت سے اسے پکارنے میں کامیاب ہوا تھا۔

''مشعل...!'' اس کی پکار پر اس کے چلتے ہاتھ یکدم تھم گئے تھے، دھیرے دھیرے اس کی آنکھیں کھلنے لگیں اور جنگل کا اندھیرا معدوم ہونے لگا اور وہ تیزی سے ڈاکٹر مرتضیٰ کو بلانے کے لئے بھاگی تھی، کرنے کو وہ اسے خود بھی چیک کر سکتی تھی لیکن اسے اپنے اندر اتنی ہمت ہی محسوس نہ ہوئی تھی۔

☆.....☆.....☆

''ڈاکٹر! آپ کو ڈاکٹر مرتضیٰ بلا رہے ہیں''۔ وہ ہاسپٹل کے کوریڈور میں گم صم سی کھڑی تھی جب نرس نے آ کر اسے پیغام دیا تھا۔ جواباً اس نے آہستہ سے اثبات میں گردن ہلا دی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

منوں من بھاری قدموں کے ساتھ جانے کے لئے وہ پلٹی تھی، وہ پورے ایک ماہ بعد کوئے یار سے واپس آیا تھا، یہ گزرا پورا ایک ماہ اس نے سولی پر لٹک کر گزارا تھا، اسے لگتا تھا اگر وہ نہ بچا تو شاید وہ سانس بھی نہ لے پائے، روز اس کے سرہانے کھڑے ہو کر وہ روتے ہوئے دعائیں مانگتی تھی جنہیں خدا نے رد نہ کیا تھا لیکن پچھتاوں میں ضرور گھر گئی تھی، وہ جو اسے آزمانے کا دعویٰ کر بیٹھی تھی درحقیقت تو وہ ایک سزا تھی جو بنا قصور کے دی تھی، جس میں خود اس کا وجود بھی جلتا رہا تھا اور آج ہاتھ کچھ آیا تھا تو ایک شرمندگی۔ اب سمجھ نہیں آرہا تھا اس کا کیسے سامنا کرے گی، نجانے وہ معاف کرے گا بھی یا نہیں، وہ خود سے الجھتی اس کے روم تک پہنچ گئی اور بڑی مشکل سے اندر داخل ہوئی، ڈاکٹر مرتضیٰ فوراً اس کی جانب بڑھے تھے۔

''کانگریجولیشن! اب تم بالکل بے فکر ہو جاؤ، یہ بالکل ٹھیک ہے''۔ وہ بہت پرجوش سے بولے تھے جبکہ وہ نگاہیں بھی نہ اٹھا پائی لیکن اسے محسوس ہو رہا تھا اُس کی نگاہیں اس پر جمی ہوئی ہیں، ان میں کیا تھا وہ دیکھنے کی بھی سکت نہ رکھتی تھی۔ ڈاکٹر مرتضیٰ کمرے سے باہر چلے گئے تو یکدم خاموشی چھا گئی جس میں کتنے ہی لمحے بیت گئے۔ پھر خود ہی وہ چور بنی اس کے بیڈ کے پاس آ بیٹھی۔ وہ مستقل خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا، درحقیقت تو اسے بھی یقین نہیں آرہا تھا اندھیروں کی نگری کی جو مسافت وہ طے کر کے آیا تھا، اس میں اس کے ساتھ گزارے ایک ایک پل تازہ ہو گئے تھے، کچھ تو تھا ایسا جو اس کا خیال اور اس کا ساتھ وہ وہاں بھی نہ بھولا تھا۔ اسے تو لگا تھا وہ مر گیا ہے لیکن ایسا تھا نہیں، اسے نہیں معلوم تھا خدا نے اس کے دل میں کیوں اُس کے لئے اتنی محبت ڈال دی تھی لیکن حقیقت تو یہ بھی وہ لاکھ انکار بھی کر لیتا تب بھی اس کا دل اس جذبے کے ہی زیر اثر تھا۔

''تو آزما لیا تم نے؟'' بڑی دیر بعد تلخی سے بولا تھا اور اس نے چونک کر اسے دیکھا تھا، سنہری آنکھوں میں نمی ابھری تھی جو گھنیری پلکوں کی باڑ کو توڑتی گالوں پر آ گئی جس میں پشیمانی ہی پشیمانی تھی، وہ چپ چاپ درد سے اسے دیکھتا رہا، وہ بے آواز روتی رہی اور وہ اسے دیکھتا رہا۔

''میں ایسا کبھی نہ کرتی لیکن زندگی سے ڈر گئی تھی میں، زندگی نے ہمیشہ مجھ سے لیا ہی لیا تھا، تم مجھے بے حد عزیز تھے مجھے ڈر تھا زندگی تمہیں مجھ سے چھین نہ لے اور میں مزید کمزور نہ ہو جاؤں، میں تمہیں اپنی کمزوری نہیں بنانا چاہتی تھی، مجھے اپنے ارادوں میں کامیاب ہونا تھا، بہت کچھ حاصل کرنا تھا اس لئے یہ سب کرتی چلی گئی، پر آج احساس ہو رہا ہے میں غلط تھی، آج میں نے سب پا تو لیا ہے پر صرف مادی چیزیں اور اس سب کے لئے تمہیں اور خود کو بھینٹ چڑھا گئی، یقین جانو میں نے تمہیں دھوکا نہیں دیا ہے، بس خود کو کمزور ہونے سے بچایا ہے، اب تم جو چاہو مجھے سزا دے سکتے ہو''۔ وہ کتنی ہی دیر دھیرے دھیرے بولتی رہی اور وہ سنتا گیا، یوں لگتا تھا جیسے بہت تیز طوفانی بارش برستی رہی ہو جس کے بعد یکدم گہری خاموشی چھا گئی تھی اور ہر شے دھل کر صاف و شفاف ہو گئی ہو، دلوں میں غبار تو ان کے پہلے بھی نہ تھا لیکن تھوڑی سی گرد تھی جو بارش کے چند قطرے پڑنے سے ہی صاف ہو گئی تھی۔

''اور حان...!'' معاً کمرے میں اس کے سب ہی بہن بھائیوں کی آمد ہوئی تھی اور وہ دونوں چونک اٹھے تھے۔

''تم ٹھیک ہو''۔ سب اس کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ مشعل فوراً اٹھ کر پیچھے ہو گئی، ایسے جیسے وہ یہاں ہو ہی نہیں، اس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا تھا جو اس سے دور ہٹتی چلی جا رہی تھی۔

''شکر ہے خدا کا سب ٹھیک ہو گیا، سچ مجھے تو ابھی تک یقین نہیں آرہا''۔ اس کی بڑی بہن نے چھلکتی آنکھوں سے اس کے ماتھے پر محبت سے بوسہ دیا تھا، سب دیکھ کر حیران تھے اور خوش بھی، وہ اس کے گرد جمع اپنی اپنی رائے

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

کا اظہار کر رہے تھے، بڑے عرصے بعد ایسا ہوا تھا ورنہ وہ سب اتنا مگن ہو چکے تھے کہ ایک دوسرے کے لئے وقت نکالنا مشکل ہوتا تھا، اسے بھی ان کے اسی انداز کی عادت ہوگئی تھی، اس لئے آج وہ ان کے بیچ میں ہو کر بھی نہیں تھا، اور جسے ہر پل سوچا تھا اور ایک طویل عرصے بعد ملا تھا تو اس کا جانا اسے بے چین کر گیا تھا، ابھی تو بہت کچھ کہنا تھا، بہت کچھ اظہار کرنا تھا، ابھی تو وہ برسوں بعد ملے تھے اور چند لمحے بھی جی بھر کر دیکھ نہ سکے تھے، وہ چلی گئی تھی اور اس کی نگاہیں ابھی تک دروازے سے ہی چمٹی تھیں۔

☆.....☆.....☆

نہ وقت تھما تھا نہ زندگی لیکن اس بھاگتی دوڑتی زندگی میں وہ دونوں ٹھہر سے گئے تھے لیکن جذبات مشتعل ہو گئے تھے، نجانے کیوں وہ ایک طویل عرصے بعد ملے تھے، پر پھر بھی ایک دوسرے سے جھجک رہے تھے، وہ ڈسچارج ہو کر گھر چلا گیا تو دوبارہ کوئی رابطہ ہی نہ ہوا۔ اسے اس کا تو پتا نہیں پر وہ ہر لمحہ بے چین تھی، بھٹک بھٹک کر اسی کا خیال آتا، اس کی ہمت ہی نہ ہوتی اس سے رابطہ ہی کرلے خود کو گناہگار جو گردانتی تھی، پر اس کی طرف سے تو منتظر رہتی تھی، شاید وہ آئے، شاید وہ رابطہ کرے، مگر ایسا ہوا ہی نہیں کچھ، اس کی طرف سے مکمل خاموشی تھی، اور یہ بات کم از کم اسے بے چین رکھنے کے لئے کافی تھی۔

☆.....☆.....☆

پھر ایک دن وہ چلا آیا، اس کی ڈیوٹی آف ہوگئی تھی، وہ جاتے کے لئے ہی نکل رہی تھی جب سامنے سے اُسے آتا دیکھا تو تھم سی گئی، بلیک سوٹ میں ملبوس بالوں کو جیل کی مدد سے پیچھے کی جانب سیٹ کیا ہوا تھا، آنکھوں پر نظر کے گلاسز لگائے اور اپنے کلون کی خوشبو بکھیرتا اسی کی جانب بڑھ رہا تھا، وہ یک ٹک اسے دیکھے گئی، جاذب نظر تو وہ تھا لیکن پہلے سے کئی گنا زیادہ ڈیسنٹ اور گریس فل ہو چکا تھا، وہ بلا کا ذہین تھا جس کا رنگ اس کی آنکھوں میں جھلکتا تھا، وہ اس کے پاس آ کر ٹھہر گیا اور ایک نگاہ اس پر ڈالی تھی، نجانے اس کی نگاہوں میں کیا تھا کہ اس کی دھڑکنیں اتھل پتھل ہوگئی تھیں۔

''میں تمہیں لینے آیا ہوں''۔ وہ بولا، آگے سے وہ چونک سی گئی۔

''مجھے تم سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں، اگر تم برا نہ مناؤ تو ہم کہیں باہر بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں''۔ اس کے لہجے میں ایک ٹھہراؤ سا آ گیا تھا، وہ ماضی کے اور حال سے کئی گنا مختلف نظر آ رہا تھا، اس نے اثبات میں گردن ہلا دی تھی اور اس کے ساتھ چل پڑی تھی۔

وہ اسے ایک ریسٹورنٹ میں لے آیا تھا جہاں کا منظر خوابناک سا تھا، گہری خاموشی مدہم روشنیاں ہر ٹیبل ایک دوسرے سے اتنے دور تھے کہ شاید ہی کسی کی آوازیں ٹکرا رہی ہوں۔ ان کے بیٹھتے ہی ویٹر چلا آیا جسے اس نے کچھ دیر بعد آنے کا کہہ دیا۔ اس پورے دورانئے میں وہ مکمل خاموش تھی۔ اسے سب بہت عجیب لگ رہا تھا یقین ہی نہ آتا کہ زندگی یکسر یوں بھی مکمل طور پر بدل سکتی تھی، پہلے تو وہ بولتے ہوئے سانس لینے کا موقع بھی نہ دیتے تھے اور اب صرف خاموشی ہی خاموشی تھی۔

''ہمارے بیچ اس دن بہت سی باتیں ادھوری رہ گئی تھیں مشعل''۔ ایک گہری خاموشی کے بعد وہ اسے دیکھتے ہوئے بولا لیکن وہ نگاہ نہ اٹھا پائی۔

''لیکن مجھے جو کچھ کہنا تھا میں نے کہہ دیا ہے''۔ وہ بہت ٹھہر کر بولی۔

''جانتا ہوں پر مجھے کچھ کہنا ہے''۔ وہ اسے بغور دیکھتے ہوئے بولا جس کی گھنیری پلکیں بار بار گھبراہٹ سے

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تکرار ہی تھیں، جواباً جب وہ کچھ نہ بولی تو وہی بولنے لگا۔

''میں جانتا ہوں تم یقیناً یہ سوچ رہی ہوگی میں اتنے دن کہاں غائب ہوگیا تھا، تو اس کا جواب یہی ہے زندگی کے کچھ احتساب تھے جنہیں روز و شب سوچتے ہوئے گزارا، جن کے جواب ملنے پر میں یہ سوچنے پر مجبور ہوگیا زندگی وہ نہیں ہے مشعل جسے ہم جینا چاہتے ہیں بلکہ زندگی وہ ہے جسے جینے سے ہم ڈرتے ہیں پر وہ ہمیں اسی سے گزارتی ہے اور ہم اسے جیتے بھی ہیں، چاہنے نہ چاہنے کے باوجود بھی، ہم اپنی قسمت کے مصنف کبھی بھی نہیں بن سکتے کیونکہ یہ حق ہمارے پاس ہے ہی نہیں اور جس پر اختیار نہ ہو تو اس پر حکم کیسے چلا سکتے ہیں''۔ اس کے لفظوں پر ایک پل کے لئے اس کا دل لرز گیا تھا، اس نے بھی تو پوری کوشش کی تھی اپنی قسمت کا مصنف بننے کی، وقت کے ساتھ دوڑ لگائی سب کچھ پالینے کے لئے، پر درحقیقت تو اس کی روح کسی اور ہی خواہش کے تابع تھی جسے حقیقی خدا نے بہت پہلے ہی لکھ دیا تھا، بس ہوا یوں تھا وہ خوبصورت مکان کی تلاش میں نکل پڑی تھی، ہر پڑاؤ پر اس کا دل چہکتا تھا وہ کامیاب ہو رہی ہے اور جب مکان پر پہنچی اور اسے خالی پایا تو احساس ہوا اسے خوبصورت مکان کی نہیں بلکہ اس مکین کی ضرورت تھی جس کے احساسات و جذبات کی ڈور خدا نے اس کے ساتھ باندھ دی تھی، اب اس کا حال ایک تڑپتی ہوئی مچھلی کا سا ہو رہا تھا۔

''پتا ہے مشعل، اندھیروں کی نگری کا سفر کرنے کے بعد مجھے ایک بات کا احساس بہت شدت سے ہوا ہے کہ ہم اپنے گرد کتنی محبتوں کو بنائیں پھر پیار سمیٹیں بھی ہیں صرف اس وقت تک جب تک ہم بے خبری میں ہوتے ہیں اور جب ہمیں آگہی ملتی ہے تو ایک تنگ و تاریک اندھیرا ہمیں اپنے گرد نظر آتا ہے اور جانتی ہو وہ اندھیرا کس چیز کا ہوتا ہے؟'' وہ بولتے بولتے ٹھہر گیا، آگے سے وہ یک ٹک اسے دیکھے گئی ایسے کہ کچھ بول بھی نہ پائی تھی۔

''وہ اندھیرا اس چیز کا ہوتا ہے جسے ہم بے خبری میں محبتوں کی روشنی سمجھتے تھے، درحقیقت تو وہ اندھیرا ہی ہوتا ہے بس بے خبری میں ہماری آنکھیں اتنی چندھیا جاتی ہیں کہ ہم محسوس ہی نہیں کر پاتے۔ میں نے اندھیروں میں اپنے تمام محبت کرنے والوں کو پکارا سوائے ایک خدا کے، اور دیکھو جن پر انحصار کرتا تھا ان میں سے کوئی نہ آیا اس لئے کہ اس حقیقی محبت کا تعلق ویسا نہیں تھا جو بندے کا خدا سے ہوتا ہے، سچی محبت وہی کرتا ہے اس لئے کہ آپ کو سب چھوڑ سکتے ہیں پر وہ نہیں، وہ آپ کی زندگی میں روشنی بھی انہی لوگوں کو بنا کر لاتا ہے جنہیں وہ آپ کو عطا کرتا ہے اور یہی ہماری اصل محبت کا امتحان ہوتا ہے کہ ہم اس کے عطا کردہ پر کتنا صبر کرتے ہیں، ہمارا صبر اس کے ساتھ محبت کے تعلق کو مضبوط کرتا چلا جاتا ہے اور آج زندگی کے جس دوراہے پر میں کھڑا ہوں زندگی کے امتحانوں میں سچی محبت کیا ہوتی ہے اس کا علم آج ہوا ہے''۔ وہ چپ ہوگیا۔ یوں لگتا تھا سالوں کے ہجر کا سفر آج تمام ہوگیا تھا۔ وہ جو اس کا ہر پل اضطراب میں گزرا تھا، آج آگہی پالینے کے بعد اس کے چہرے پر بلا کا سکون آگیا تھا۔ اس کا لفظ لفظ اس کے دل میں اتر گیا تھا، وہ اس بات سے انکار کر ہی نہیں سکتی تھی کہ وہ کچھ غلط بول رہا تھا، پشیمانی کے آنسوؤں کے قطرے اس کے گداز گالوں پر آگئے تھے جسے اس نے فوراً پونچھا تھا۔

''ٹھیک کہہ رہے ہو تم، میں اب تک زندگی اپنے خیال کے مطابق جیتی آئی، پر جس دن تمہیں خون میں لت پت دیکھا اس دن سمجھ آیا میں نے اپنی زندگی میں کیا گنوا دیا ہے، شاید ان سب سے گزر کر ہی مجھے آگہی کا عمل حاصل ہونا تھا''۔ وہ لہجے کو بہت مضبوط بنا کر بولی، وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔ وہ روانی میں اپنے دل کی بات کہہ گئی تھی، شاید اسے خبر بھی نہ تھی، پر اسے تو ہوگئی تھی اس کے یہ لفظ اس کے جذبات کی عکاسی کر رہے تھے۔

''کیا دیکھ رہے ہو؟'' اسے یوں یک ٹک دیکھتے ہوئے وہ جز بز سی ہوگئی، آگے سے وہ اس کی معصومیت پر

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بے اختیار مسکرا دیا تھا، اس کی مسکراہٹ اسے مزید پریشان کر گئی۔
''بتاؤ کیا ہوا؟'' وہ اپنے مخصوص ضدی انداز سے بولی۔
''تمہیں نہیں پتا تم نے کیا کہا ہے؟'' اس نے مزید زچ کیا اسے۔
''نہیں''۔ وہ بھولپن سے بولی۔
''چلو تو میں بتا دیتا ہوں کے یہی جب تم نے مجھے خون میں لت پت دیکھا تو کیا گنوا دیا تھا، اس کے میں کیا معنی سمجھوں''۔ وہ آنکھوں میں شرارت سموئے بولا تو وہ یکدم جھینپ گئی تھی۔
''وہ... وہ تو میرا مطلب تھا...'' وہ فوراً گھبرا کر بولی لیکن اس نے بیچ میں ٹوک دیا۔
''تمہارا مطلب جو بھی ہو تم کسی چیز کا اظہار کر دیا نہ کرو لیکن میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں''۔ وہ یکدم سنجیدہ ہوتے ہوئے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا۔
''کیا...'' اس کی دھڑکنیں یکدم تیز ہو گئی تھیں۔
''یہی کہ محبت کرتا ہوں تم سے اور تمہیں پورے عزت و احترام سے اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا ہوں، کیا تم میرا ساتھ قبول کرو گی؟'' وہ اپنے مخصوص بولڈ انداز میں بے دھڑک اسے بول گیا اور آگے سے اس کی دھڑکنیں مزید تیز ہو گئیں، خوشی کے رنگ دھنک کی طرح اس کے چہرے پر پھیل گئے تھے، اس کے لئے اس سے بڑھ کر خوشی کی کیا بات ہو سکتی تھی کہ جسے چاہا اسے پالے۔
''بولو''۔ وہ اس کی خاموشی پر بے چین ہوا۔
''ساتھ تو ان کا قبول کیا جاتا ہے جن سے کوئی نیا تعلق بنے اور میرا تعلق تو تم سے بہت پرانا ہے''۔ وہ مانت سے بولی اس کے معنی خیز انداز پر وہ مسکرا دیا۔
''ایسی بات ہے تو اس بات کو ابھی مہر لگا دیتے ہیں''۔ اس نے کہتے ہوئے اپنے کوٹ کی جیب ٹٹول کر سیاہ مخملی چھوٹی سی ڈبیا نکالی جس میں سے ایک ڈائمنڈ رنگ نکال کر اسے پیش کر دی تھی، وہ چونک کر مسکرا دی تھی۔
''یعنی تم پوری تیاری کے ساتھ آئے تھے''۔ اس نے مسکرا کر طنز کیا تو آگے سے وہ ہنس دیا۔
''ہاتھ دیں گی آپ؟'' وہ بڑے احترام سے بولا، آگے سے جھینپتے ہوئے اس نے اپنا ہاتھ اس کی جانب بڑھا دیا اور اس نے بڑی محبت سے اس کی مخروطی انگلی میں رنگ پہنا دی۔
''ویسے ایک بات ہے تم لڑکیاں کبھی سیدھا جواب نہیں دیتیں، اب دیکھو میں نے تمہیں سیدھے صاف لفظوں میں پرپوز کیا جس کا تم نے ٹیڑھا میڑھا جواب دیا''۔ رنگ پہناتے ہوئے اس نے کہا تو وہ ہنس دی۔
''جبھی تو تم لڑکے ہم سے اظہار کرنے کے لئے خود ہی مجبور ہو جاتے ہو''۔ آگے سے اس نے اسے اپنی انگلی میں رنگ دکھاتے ہوئے مذاق کیا، اس کی بات پر وہ زیر لب مسکرا دیا تھا۔
مہکتے پھولوں کی محبت کی وادی میں آج انہوں نے مکمل طور پر قدم رکھ دیئے تھے۔ محبت کی اس وادی میں اترتے ہی ان کے پاؤں سے دنیا کی ساری زنجیر ٹوٹ گئی تھی۔ دنیا بے چین ہو گئی تھی لیکن جب انہوں نے محبت کا آب حیات لبوں سے لگا لیا تو وہ خود بخود ہار تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئی۔ اب وہ جانتی تھی ان کے جذبات ہمیشہ کے لئے امر ہو گئے ہیں، وہ انہیں تب تک رلاتی رہی تھی جب تک انہوں نے اسے اپنے لبوں سے نہیں لگایا تھا، پر آج دو انسانوں کا نہیں بلکہ دو روحوں کا ملن ہو گیا تھا، صرف اور صرف محبت کے توسط سے۔

☆.....☆.....☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

مریم شیراز

ناولٹ

تاوان

کچن سے برتنوں کی کھٹ پٹ کی آوازیں آ رہی تھیں، ریشماں پچھلے دو گھنٹوں سے گندے برتنوں کا ڈھیر دھو رہی تھی، اس نے باقی برتنوں پر مصروفیت بھری نظر ڈالی، برتنوں کی صفائی ہونے کو تھی،

Downloaded From paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اب اسے برتن سوکھنے کے لئے دھوپ میں پھیلانا تھے پھر سارے گھر کی صفائی میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹے سے زائد لگتا تھا' اس کے بعد کھانا بھی تیار کرنا تھا' بیگم نغمہ جعفری کے ہاں رات کو پارٹی تھی ان کا سوشل سرکل کافی وسیع تھا وہ مہینہ میں دو تین بار پارٹی کرتی رہتی تھیں اور وہ ہر پارٹی پر بے بہا پیسہ لٹاتی تھیں اس کے بدلے میں وہ اپنا کنٹیکٹ وسیع کر کے اپنا بزنس بڑھا رہی تھیں رات بھی ان کے تقریباً چالیس سے زائد دوست پارٹی میں شریک تھے' ریشماں ان کی کل وقتی ملازمہ تھی' وہ پارٹی والے روز اسے رات کو بھی گھر روک لیتی تھیں اور زائد کام کے تنخواہ کے علاوہ پیسے دیتی تھیں۔ اسی لئے وہ بھی بیگم صاحبہ کا کام تھکاوٹ کے باوجود کسی مشین کی مانند کر لیتی تھی' پیٹ کا دوزخ بھی تو بھرنا ہوتا ہے اسے اپنے بچوں اور کام چور شوہر کا بھی خیال رکھنا ہوتا تھا' پارٹی سے اگلے روز ان کے ہاں عید کا سماں ہوتا' کیونکہ بیگم صاحبہ اسے بچا کھچا سارا کھانا اور زائد پیسے دے دیتی تھیں' بیگم جعفری کام کے معاملے میں جتنی سخت' پیسے کی ادائیگی کے معاملے میں ان کا ہاتھ اتنا ہی کھلا ہوتا تھا اسی لئے ریشماں بھی بخوبی کام میں جتی رہتی تھی۔

Downloaded From paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''میں برتن سوکھنے تک گھر کی صفائی کر لیتی ہوں پھر کھانا چولہے پر چڑھا کر برتن الماری میں سیٹ کرلوں گی''۔ وہ کل صبح سے یہیں تھی' اسے بچوں کی یاد آرہی تھی وہ صبح کی آئی شام تک روزانہ گھر لوٹ جاتی تھی' اسے رات یہیں رکنا پڑا تھا' اسے جس دن رات رکنا پڑتا اگلے روز کام جلد نمٹانے کی کوشش میں رہتی' اس نے برتن دھو کر ٹیرس میں دو چارپائیاں بچھائیں اور ان پر گیلے برتن پھیلاتے ہوئے سوچا تھا۔

''ریشماں! تم جاتے ہوئے گھر اندر سے لاک کر کے چابی چوکیدار کو دے جانا' آج صاحب بھی لیٹ آئیں گے''۔ جعفری صاحب رات دیر سے سونے کے باعث ابھی تک نہ جاگے تھے' ان کی آفس میں اہم میٹنگ تھی ان کو واپسی میں دیر ہو جاتی بیگم جعفری ملک کی مشہور بیوٹیشن کی مقامی برانچ کی افتتاحی تقریب میں بطور مہمان خصوصی مدعو تھیں' وہ تک سک سے تیار ہو کر ڈسٹنگ میں مصروف ریشماں کو ہدایات دے کر اس کا جواب سنے بناء مڑ گئیں ریشماں اثبات میں سر ہلاتی تیزی سے ہاتھ چلانے لگی۔

''جی بیگم صاحبہ جی!'' ریشماں صفائی کر چکی تھی اس نے با آواز بلند جواب دیا اور کچن کا رخ کیا تھا اب بچوں سے ملاقات میں تھوڑی ہی دیر تھی۔

☆☆☆☆

''تو کام پہ نہیں گیا آج''؟ ریشماں گھر لوٹی تو صدیق لیٹا چارپائی توڑ رہا تھا' وہ سدا کا کام چور تھا' مزدوری کرتا تھا اور خاصا صحت مند اور ہٹا کٹا تھا اگر وہ چاہتا تو ہفتے کے چھ دن دیہاڑی لگا سکتا تھا' مگر وہ اپنی ازلی سستی اور کام چوری کے باعث ہفتے میں تین چار دن ہی دیہاڑی کرتا تھا ریشماں اور اس کی اکثر اسی بات پر لڑائی ہوتی تھی وہ اس کے قریب آ بیٹھی۔

''تو ابھی گھر لوٹی ہے اور تو نے آتے ہی لڑائی شروع کر دی نا''۔ وہ کل کا بچا کھانا شاپرز میں بھر کر لائی تھی صدیق صحن کے کونے میں کچن کے نام پر بنے چھوٹے سے چھپر سے پراٹ اور دیگچی اٹھا لایا اس نے محبت سے ریشماں کا ہاتھ تھام کر گلہ کرتے ہوئے اس کے سامنے پراٹ اور دیگچی رکھی اور مصنوعی خفگی سے منہ پھلا کر چارپائی کے کنارے پر ٹک گیا۔

''چل ناراض تو نہ ہو نا میں تو ویسے ہی پوچھ رہی تھی''۔ دونوں میاں بیوی میں بلا کا اتفاق اور محبت تھی گھر میں غربت ضرور تھی مگر سکون و چاہت جیسی دولت نے مادی غربت کا اثر خاصا زائل کر رکھا تھا' دونوں کی چاہت انمول تھی۔

''لے کھالے صدیق''۔ ریشماں جھٹ کچن سے پلیٹ اٹھا لائی اور اس میں بریانی ڈال کر تورمے سے مرغ کی دو بڑی بڑی بوٹیاں ڈال کر شوہر کی طرف بڑھاتے ہوئے محبت سے اس کا کندھا ہلایا اسے شلوار اور میلی بنیان میں ملبوس تیل سے چپڑے بال اور آنکھوں میں سرمے کی موٹی دھاریں ڈالے سانولی رنگت کے عام سے نقوش کے حامل صدیق پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا جو بچوں کی سی معصومیت سے روٹھا ہوا تھا۔

''پہلے تو کھا''۔ وہ صدیق ہی کیا جو ریشماں سے پہلے چاول کا ایک دانہ بھی منہ میں ڈال جاتا' اسے علم تھا وہ کل سے کام میں جتی کھانا کھانا بھول چکی ہوگی اور ایسا ہی تھا ریشماں محنتی اور دیانتدار تھی وہ بیگم جعفری کے اندھے اعتماد کا ناجائز فائدہ نہ اٹھاتی تھی صدیق کا دل ہی نہ مانا کہ ریشماں تو صبح سے بھوکی ہو اور وہ کھانا کھانا شروع کر دے۔

''نہیں پہلے تو.....'' ریشماں کا دل محبوب کی خفگی کے تصور سے سہما جا رہا تھا' دونوں میں مثالی محبت تھی وہ لاکھ کام چور سہی مگر اس کا دل بہت اچھا تھا' اس نے آتے ہی شوہر کو خفا کر دیا تھا اگر وہ بھی کام پر چلا جاتا تو پیچھے گھر میں کون رہتا' تینوں بچے اسکول گئے ہوئے تھے۔

''تو بھی نا جھلی ہے بڑی''۔ ریشماں نے اس کی

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

طرف چاول کا نوالہ ہاتھ سے بنا کر بڑھایا تو اس نے دونوں ہاتھوں میں اس کا ہاتھ تھام کر نوالہ منہ میں بھر لیا' اس کا پرسرزنش لہجہ محبت سے چور تھا' ریشماں اس کی محبت پر نازاں مسرور سی ہنس دی۔

''ابھی تک بچے نہیں آئے''۔ ریشماں کو آئے آدھ گھنٹہ ہو چکا تھا' اس نے کچے آنگن میں پھیلی دھوپ سے ٹائم کا اندازہ لگا کر تشویش سے دروازے پر جھانکا صدیق بھی پریشان ہو گیا۔

''السلام علیکم''۔ جلد ہی تینوں بچوں کی صورتیں دروازے سے برآمد ہوئیں ریشماں نے محبت سے بانہیں پھیلا دیں وہ تینوں بہن بھائی بھاگتے ہوئے ماں کی ممتا بھری آغوش میں سما گئے صدیق کے چہرے پر طمانیت کی لہر دوڑ گئی تھی اس کے گھر آنگن کی جنت کا منظر مکمل ہو گیا تھا' اس کے وجود میں سکون پھیلتا گیا' دور دھوپ آنگن کے انتہائی سرے پر مسکرا کر اس منظر کو دیکھ کر دھیرے دھیرے دیوار پر سمٹنے لگی تھی۔

☆☆☆☆

''صدیق! تو کسی ڈاکٹر کو کیوں نہیں دکھاتا ہے''۔ صدیق کو ہفتہ بھر سے بخار تھا جو کبھی دن کو چڑھ جاتا اور کبھی رات کو وہ خود ہی کسی ڈاکٹر کو دکھائے بغیر بخار کی گولی پھانک لیتا تو طبیعت سنبھل جاتی ورنہ جسم درد سے ٹوٹتا رہتا اور طبیعت الگ بوجھل رہتی تھی' اس کا سارا جسم بخار میں پھنک رہا تھا' وہ کافی دیر سے اسے برف کی پٹیاں رکھ رہی تھی اور بخار تھا کہ وہ کم ہونے کا نام ہی نہ لے رہا تھا' ریشماں کے لہجے سے تشویش جھلک رہی تھی وہ ناسازی طبیعت کی بناء پر دس روز سے دیہاڑی پر بھی نہ گیا تھا' وہ نہ نہ میں بھی مہینہ میں سات آٹھ ہزار کما لیتا تھا' وہ بھی کوٹھی سے چھ ہزار لیتی تھی یوں مل ملا کر دونوں گھر کی گاڑی کھینچ رہے تھے ان کے بچے سرکاری اسکول میں پڑھتے تھے ان کی کئی دیگر چھوٹی چھوٹی ضرورتیں تھیں جو صرف ریشماں کی تنخواہ میں پوری ہونا مشکل تھیں ریشماں کو حقیقی معنوں میں اب اس کی محنت کی قدر آئی تھی اس کی تھوڑی سی بھی بھلی تھی اس کے سر پر کم از کم اس کا سایہ تو تھا' محلے میں کسی کی جرأت نہ تھی کہ صدیق کے گھر کی طرف آنکھ بھی اٹھا کر دیکھ لیتا' اس کا دم کتنا غنیمت تھا کوئی ریشماں سے پوچھ کر تو دیکھتا' جس کا رواں رواں صدیق کی جلد صحت یابی کے لئے دعا گو تھا۔

''جلی تو کیوں فکر کرتی ہے میں جلد بھلا چنگا ہو جاؤں گا''۔ فخر فاخر اور ندا کے چہروں پر بچپن کی معصومیت مفقود تھی وہ بھی باپ کے لئے پریشان اس کے سرہانے موجود تھے' صدیق نے کمر کے نیچے تکیہ برابر کرتے ہوئے تینوں بچوں کو اپنے سینے سے لگا لیا' وہ خود بھی اپنی بیماری سے پریشان تھا اسے ان کو دلاسا دینا تھا اگر وہ بھی فکرمند رہتا تو پھر انہیں کون تسلی دیتا۔

''انشاء اللہ''۔ ریشماں نے زیرلب بڑبڑاتے ہوئے اپنے سہمے ہوئے دل کو تسلی دی تھی بچے ہنوز باپ سے چمٹے ہوئے تھے۔

☆☆☆☆

''بیگم صاحبہ! مجھے دو ہزار روپے ایڈوانس چاہئیں''۔ وہ کام ختم کر کے گھر جانے لگی تو نغمہ کے کمرے میں چلی آئی وہ حسب معمول کہیں جانے کو تیار تھیں ان کے مہینے میں بمشکل ہفتہ بھر دن گھر گزرتے تھے' ریشماں ہی سارے گھر کی دیکھ بھال کرتی تھی صدیق کا بخار ٹھیک نہ ہوا تھا بلکہ اسے کھانسی کا دورہ بھی پڑنے لگا تھا' جب اسے کھانسی کا شدید دورہ پڑتا تو اسے سانس تک لینا دشوار ہو جاتا تھا۔

ریشماں ہر ماہ کے اختتام پر تنخواہ لیتی تھی وہ اپنی پچھلی تنخواہ ہفتہ بھر میں ختم کر چکی تھی صدیق باقاعدگی سے محلے کے ڈاکٹر سے چیک اپ کروا رہا تھا مگر خاص افاقہ نہ ہوا تھا' مانگنا بھی جان جوکھوں کا کام ہوتا ہے خوددار لوگوں کے لئے یہ کسی پل صراط سے کم نہیں ہوتا خواہ وہ اپنا حق ہی کیوں نہ مانگ رہے ہوں'

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ان کے معصوم دل کو دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کہیں ان کی عزت نفس مجروح نہ ہوجائے ریشماں نے بھی بہت ہمت کرکے مانگنے کا کام کیا تھا۔

''میں نے تمہیں ابھی ہفتہ پہلے ہی تو تنخواہ دی تھی کیا وہ اتنی جلدی ختم ہوگئی؟'' بیگم نغمہ جعفری نے ساڑھی کا فال درست کرتے ہوئے مرر میں جھانکتے ریشماں کے عکس پر اچٹتی نگاہ ڈالی' ان کا لہجہ خاصا کرخت تھا' وہ ملازموں کو بلاوجہ چھوٹ دے کر سر چڑھانے کی قائل نہ تھیں' ریشماں لاکھ محنتی اور بااعتماد سہی مگر وہ تھی تو آخر ملازمہ ہی نا' وہ اسے کیونکر چھوٹ دیتیں' اگر وہ اسے ایک بار دے دیتیں تو وہ آئے روز پیسوں کا تقاضا کرتی رہتی۔

''بیگم صاحبہ! میرا شوہر بہت بیمار ہے اسے کسی اچھے اسپتال میں دکھانا ہے''۔ ریشماں کا لہجہ پست تھا' اسے دھڑکا تھا کہیں بیگم صاحبہ انکار نہ کردیں اسے تو کوئی دوسرا در بھی نظر نہ آرہا تھا' جہاں سے اسے پیسے ملنے کی امید ہوتی' عزیز رشتہ دار تو ایک ایک کرکے ان کی غربت میں ساتھ چھوڑ گئے تھے۔

''یہ لو پیسے اور باقی پیسے مہینے کے اینڈ پر ہی ملیں گے''۔ نہ جانے انہیں جانے کی عجلت تھی یا انہیں ریشماں پر ترس آگیا تھا اس نے پہلی بار پیسوں کا تقاضا کیا تھا وہ تو وہ اپنی تنخواہ بھی نہ مانگتی تھی وہ خود ہی ہر ماہ ملازموں کا حساب کرتی تھیں' نغمہ نے دو نیلے نوٹ پرس سے نکال کر تھماتے ہوئے سختی سے باور کرایا اور چلی گئی تھیں ریشماں کی پیسوں پر گرفت سست ہوگئی تھی اوقات ضرورت مجبوری و بے کسی پر غالب آکر ہر انسانی جذبے کو کچل کر اسے بے حس بنادیتی ہے ریشماں کے اندر احساس تذلیل تیزی سے امڈا اسے نغمہ نے نوٹ یوں تھمائے تھے جیسے وہ اسے اس کی تنخواہ نہیں بھیک یا خیرات دے رہی ہوں' ریشماں نے آنکھوں کے گوشے جھلساتے گرم آنسوؤں کو آنکھوں میں ہی جذب کرلیا تھا۔

''ڈاکٹر صاحب یہ صحت یاب تو ہوجائیں گے نا''۔ شہر کی کچی آبادی سے پرے بڑی سڑک کنارے بنے اسپتال میں صبح سے مریضوں کا بے پناہ رش تھا' ریشماں اسے قریبی بڑے اسپتال لے کر آئی تھی ڈاکٹر نے اس کا تفصیلی معائنہ اور ٹیسٹ کروائے تھے اسے ٹی بی کا مرض تشخیص ہوا تھا' ریشماں کا تو سنتے ہی دل ہول اٹھا اسے طرح طرح کے وہم ستانے لگے اس نے بلامبالغہ ڈاکٹر سے بیسویں بار پوچھا تھا۔

''جی بی بی! آپ بے فکر رہیں انشاءاللہ یہ جلد صحت یاب ہوجائیں گے آپ اسے باقاعدگی سے دوائیں دیں اور ہر ماہ یہاں آکر ان کا مکمل چیک اپ کروائیں یہ آٹھ ماہ کا کورس ہے آپ جتنا دھیان سے ان کی دوا اور خوراک پر توجہ دیں گی یہ اتنا جلد ریکور کریں گے''۔ ریشماں کے چہرے و لہجے سے گہرا اضطراب چھلک رہا تھا' اس کی آنکھوں میں یاسیت کا عکس جھلملا رہا تھا' ڈاکٹر بلال نے اپنے مخصوص نرم پیشہ ورانہ لہجے میں تفصیلاً سمجھاتے ہوئے تسلی دی۔ وہ ایک ہاتھ سے صدیق کا بازو اور دوسرے میں کاغذ تھامے میڈیکل اسٹور آگئی دوائیں لینے کے بعد اس کے پاس خوراک کے لئے صرف چار سو روپے بچے تھے' وہ واپسی پر مزید پیسوں کا بندوبست کرنے کا ذریعہ سوچتی رہی تھی۔

''بیگم صاحبہ! آپ میری تنخواہ بڑھادیں''۔ اس روز بیگم نغمہ جعفری گھر پر فراغت سے لطف اندوز ہورہی تھیں ریشماں صفائی سے فارغ ہوئی تو نغمہ لان میں اسی سے سر کی مالش کروانے لگی تھیں گرمی کا زور ٹوٹ چکا تھا' سنہری دھوپ کی حدت جسم وجاں پر گراں نہ گزرتی تھی ریشماں نے تیل ہتھیلی پر پھیلاتے ہوئے آہستگی سے مطالبہ کیا تھا' صدیق کے طویل علاج اور گھر کے خرچے کے لئے اس کی تنخواہ بے حد کم تھی نغمہ کا موڈ بے حد خوشگوار تھا' اس

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نے موقع غنیمت جانا تھا۔

''کیوں.....؟'' حسب توقع نغمہ کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے اس نے بدک کر ریشماں کے ہاتھ پر سے ہٹائے تھے غریبوں کی ہمدرد نغمہ کا نرم دل یکدم سخت پڑ گیا تھا اس نے دل ہی دل میں بقیہ ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کا حساب لگایا تو ماہانہ لاکھوں روپے کا اضافہ اس کا دل ہولا گیا تھا' حالانکہ وہ دونوں اکیلی تھیں وہ چاہتیں تو اس کی تنخواہ میں اضافہ کر کے اسے کسی دوسرے ملازم سے ذکر نہ کرنے کی سختی سے تاکید کر سکتی تھیں اور ریشماں زبان کی پکی تھی وہ ہرگز کسی کو ہوا تک نہ لگنے دیتی۔

''بیگم صاحبہ! میں سارے گھر کا کام معمولی تنخواہ میں کرتی ہوں اگر آپ ان کاموں کے لئے الگ الگ ملازم رکھیں تو آپ کو کم از کم دس ہزار دینا پڑیں آپ میری تنخواہ آٹھ ہزار کر دیں''۔ ریشماں نے قریبی بنگلوں میں کام کرنے والی ملازماؤں سے ان کی تنخواہیں معلوم کر لی تھیں وہ اس کی تنخواہ سن کر حیران رہ گئی تھیں انہوں نے تو برملا اسے بے وقوف تک کہہ ڈالا تھا' ریشماں جوڑ توڑ کر چکی تھی اس نے ایک اور بنگلے میں کام ڈھونڈ لیا تھا' جہاں اسے دس ہزار ماہانہ ملتے مگر وہ بہت دور تھا اس کا آنے جانے میں کرایہ ہی تین ہزار لگ جاتا وہ چاہتی تھی کہ اسے یہیں قریب ہی مناسب تنخواہ میں کام مل جائے تاکہ وہ وقت پر گھر بھی پہنچ جائے۔

''اچھا ٹھیک ہے تیری بڑی زبان چلنے لگی ہے اب ہاتھ تیز چلا''۔ انہیں ریشماں جیسی محنتی اور دیانتدار ملازمہ ملنا مشکل تھی اور اس کی بات درست تھی ریشماں اکیلی جتنا گھر کا کام کرتی تھی اتنے کام کے لئے تین ملازم رکھنا پڑتے اور انہیں دس ہزار سے زائد تنخواہ دینا پڑتی نغمہ گویا اس پر احسان کرتے ہوئے مان گئی تھیں ریشماں خوشی سے تیز تیز ہاتھ چلانے لگی۔

''سن باتی ملازمین کو پتہ نہ چلے''۔ نغمہ فی الحال چوکیدار اور مالی کی تنخواہ بڑھانے کے موڈ میں نہ تھیں۔

''آپ بے فکر رہیں بیگم صاحبہ!'' ریشماں نے تیل کی شیشی بند کرتے ہوئے انہیں یقین دہانی کرائی تھی۔

☆☆☆☆

رات کافی بیت چکی تھی نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی وہ کھانے کے بعد صدیق کو دوا کھلا کر سونے کے لئے لیٹی تھی اور نیند تھی کہ آنے کا کسی طور پر نام ہی نہ لے رہی تھی صدیق کی طبیعت رفتہ رفتہ سنبھل رہی تھی اس کے لئے باقاعدہ دوا بے حد ضروری تھی۔

''ریشم تو سو کیوں نہیں رہی ہے؟'' یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ مارے پریشانی کے جاگتی رہے اور صدیق لاپرواہی سے سوتا رہ جائے وہ دل کا بے حد اچھا اور خیال رکھنے والا تھا' ریشماں اس کی بچپن کی منگ اور چچا زاد تھی وہ اس کا بچپن سے خیال رکھتا آ رہا تھا دونوں کو شعور کی منزل پر قدم رکھتے ہی ایک دوسرے سے جڑے رشتے کا علم ہوا تو دونوں ہی کے دلوں میں محبت کا نرم سا پودا پروان چڑھنے لگا تھا' وہ تو ریشماں کے دل کی بات بناء کہے بوجھ لیتا تھا۔ وہ اضطراب و پریشانی سے چارپائی پر لیٹی کروٹیں بدل رہی تھی صدیق کافی دیر سے اس کی پریشانی نوٹ کر رہا تھا' آخر اس سے نہ رہا گیا اسے جب بیوی پر بے حد پیار آتا تو وہ اسے ریشم کہہ کر پکارتا تھا۔

''صدیق! میں سوچ رہی ہوں کہ بچوں کا کچھ عرصے کے لئے اسکول سے نام کٹوا دوں''۔ ریشماں نے بالآخر مسئلے کا حل سوچ لیا تھا وہ دونوں بیٹوں کو گھر سے قریب کریانے کی دکان پر مزدوری کے لئے ڈالنا چاہتی تھی اور بیٹی کو اپنے ساتھ کوٹھی پر کام پر لگوانا چاہتی تھی اس نے ایک اور کوٹھی میں کام ڈھونڈ لیا تھا' ریشماں نے دل پہ جبر کر کے کئے

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

فیصلے سے شوہر کو آگاہ کیا۔

''کیا تیرا دماغ تو درست ہے ناں''۔ صدیق کرنٹ کھا کر اچھلا اور غصے سے اس پر برس پڑا تھا' اسے بیوی کا فیصلہ بالکل پسند نہ آیا تھا اس نے تو ریشماں کے ساتھ مل کر بچوں کے بہترین مستقبل کے خواب دیکھے تھے ان کے بچے پڑھ لکھ کر کسی اچھی جگہ نوکری کرتے تو ان کی زندگیاں سنور جاتیں وہ دونوں محنت کر کے بچوں کا مستقبل روشن کرنا چاہتے تھے نہ کہ تاریک۔ اگر ان کے بچے بہترین زندگی گزارتے تو وہ یقیناً والدین کو دعائیں دیتے جنہوں نے اپنی زندگیاں مشکلات میں ڈال کر ان کے لئے سنہرا مستقبل روشن کیا تھا ان کی آنکھوں میں بچوں کے مستقبل کے سہانے خواب لہرانے لگے تھے اس نے خفگی سے بیوی کو ڈانٹتے ہوئے سوتے ہوئے تینوں بچوں پر خوفزدہ نگاہ ڈالی تھی' بچوں کے معصومیت بھرے چہروں پر سوتے میں بھی مسکان اور بچپن کا بھولپن نمایاں تھا۔

''دیکھ صدیق! مجھے بھی ان کا مستقبل بہت عزیز اور پیارا ہے میرا تجھ سے وعدہ ہے کہ میں تیرے ٹھیک ہوتے ہی ان کو دوبارہ اسکول میں داخل کروا دوں گی''۔ ریشماں نے اتنا مشکل فیصلہ یونہی نہ کیا تھا' اس نے پچھلے کئی روز اسی کشمکش میں گزارے تھے' اس نے صرف وقتی طور پر بچوں کی تعلیم چھڑوانے کا فیصلہ کیا تھا۔

''پر ریشماں.....'' صدیق کا دل مان کر ہی نہ دے رہا تھا وہ بیوی کی دلیلوں سے قائل ہی نہ ہو پا رہا تھا۔

''پر ور کچھ نہیں صدیق! بس تو جلدی سے بھلا چنگا ہو جا' ہماری خوشیاں تجھی سے ہیں''۔ ریشماں کی آنکھیں نمی سے بھر گئیں۔

''چل ٹھیک ہے جیسے تیری مرضی''۔ صدیق کے چہرے پر مردنی چھا گئی اسے چارو ناچار ماننا ہی پڑا تھا' ریشماں جو بھی کر رہی تھی اس کے لئے کر رہی تھی۔ وہ فیصلہ سنا کر لیٹ گیا' ریشماں بھی سونے کی کوشش کرنے لگی۔

☆☆☆☆

''السلام علیکم بیگم صاحبہ!'' اس نے اگلے روز سے ہی بیٹوں کو اسکول سے ہٹوا کر قریبی کریانے کی دکان پر بٹھا دیا تھا' اس نے بچوں کو روزانہ سو سو روپے دینے کی بات طے کی تھی۔ ریشماں کو یہ بھی غنیمت تھا اسے دونوں بچوں کے چھ ہزار مل جاتے' ندیا اس کے ساتھ بنگلوں میں کام کرنے لگی اس کا اور صدیق کا دل بیٹی کے لئے کڑھتا تھا' دونوں کو بیٹی بے حد عزیز تھی معصوم و بھولی صورت ندیا بے حد من موہنی تھی وہ والدین کی آنکھوں کا تارا اور بھائیوں کی لاڈلی گڑیا تھی' ریشماں نے حسب معمول کام شروع کرنے سے پہلے نغمہ کو سلام کیا تھا۔

''وعلیکم السلام! یہ کون ہے؟'' جواباً سلامتی بھیجتی نغمہ نے ندیا پر نظر پڑتے ہی چونک کر استفسار کیا اس کی آنکھوں میں واضح پسندیدگی تھی اخبار کا مطالعہ کرتے جاوید کی نظریں ندیا پر پڑیں تو پلٹنا بھول گئیں نو سالہ ندیا کی اٹھان زبردست تھی وہ قد کاٹھ سے بارہ تیرہ سال کی لگتی تھی چہرے پر معصومیت اور بھولپن اور بچپن کا معصوم حسن بکھرا تھا' آنکھوں میں اک سحر تھا جو دیکھنے والوں کو اپنی گرفت میں یوں جکڑتا جیسے مقناطیس دھاتی اشیاء کو اپنی سمت کھینچتا ہے اس کے وجود میں چھپا بانکپن دیکھنے والوں کی ہوس بڑھاتا تھا' جاوید کی اٹھی نگاہوں میں ستائش کی جگہ رفتہ رفتہ مردانہ ہوس بھرنے لگی تھی ان کی آنکھیں کسی عیار گیدڑ کی مانند چمک اٹھی تھیں وہ اخبار کا مطالعہ کرنا بھول کر گردو پیش سے بے نیاز ندیا کی معصوم و بھولی صورت کو تکے جا رہے تھے وہ اس پل یہ بھی بھول بیٹھے تھے کہ وہ خود بھی دو جوان ہوتی بیٹیوں کے باپ ہیں اگر انہیں کچھ ہوش تھا تو صرف ندیا کا' جس کا

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

معصوم و بھولا پن ان کے حواسوں پر بری طرح حاوی ہو چکا تھا۔

''کیا نام ہے تمہارا بیٹا؟'' ریشماں کے جواب دینے سے قبل ہی نغمہ نے دوسرا سوال فوراً داغ دیا تھا۔

''یہ میری بیٹی ندیا ہے بیگم صاحبہ''۔ ریشماں نے بیک وقت ان کے دونوں سوالوں کا جواب دیا تھا۔

''بیگم صاحبہ! یہ آج سے میرے ساتھ کام کرے گی''۔ ریشماں نے لمحہ بھر کے توقف کے بعد اپنے جواب میں اضافہ کیا تھا جاوید کی مردانہ حس کو بے حد تسکین ملی تھی ان کے اندر کا مرد بھرپور انگڑائی لے کر جاگ چکا تھا۔

''بہت پیارا نام ہے اس کا''۔ ندیا کا وجود حقیقتاً کسی جھرنے کی مانند بہتا جسم و ذہن کو تسکین پہنچاتا تھا جاوید صاحب کی آواز میں انجانی خوشی کا واضح احساس تھا' نغمہ نے بری طرح چونکتے ہوئے شوہر کو سرتاپا گھورا تھا۔ جاوید صاحب فطرتاً عیاش آدمی تھے ان کے شادی کے بعد بھی نغمہ نے دو تین معاشقے پکڑے تھے اور ایک بار تو نوبت طلاق تک بھی آن پہنچی تھی جو جاوید صاحب کے سدھرنے کے وعدے کے بعد صلح میں بدلی تھی جاوید صاحب نے پھر انہیں ناراضی کا موقع نہ دیا تھا۔

''تم جاؤ بچی کو لے کر ریشماں''۔ نغمہ جعفری شوہر کو پرتپش سلگتی نظروں سے گھورتے ہوئے ریشماں پر دبے لہجے میں پھنکاری تھی' وہ حکم کی پابند غلام کی مانند اثبات میں سر ہلاتی ہوئی یہ جا وہ جا' جاوید صاحب کو بیوی کا غصہ بھانپ کر اپنے خول میں سمٹنے میں لمحہ بھر ہی لگا تھا وہ چہرے پر بیچارگی بھری معصومیت طاری کرتے دوبارہ اخبار کے مطالعے میں محو ہو چکے تھے' نغمہ کی پرتپش غصیلی نگاہیں ہنوز ان پر جمی تھیں۔

☆☆☆☆

موسم صبح سے ہی گرد آلود تھا' آندھی کے ہلکے جھکڑ رفتہ رفتہ بگولوں کی صورت فضا میں بلند ہوتے اور گرد بکھیر کر دھرتی کا رخ کرتے' آندھی میں شامل ہوتی ہلکی سی نمی کسی طوفان و بادباراں کی پیش گوئی کر رہی تھی صدیق کی طبیعت رفتہ رفتہ سنبھل چکی تھی وہ کام پر جانا چاہتا تھا مگر ڈاکٹر نے اسے مکمل صحت یاب ہونے سے پہلے کام پر جانے سے سختی سے روک دیا تھا' اس نے بے حد حوصلے اور مکمل آرام سے اپنی بیماری کو شکست دے دی تھی' اس کا علاج مکمل ہونے کو تھا اس مرحلے پر ذرا سی بداحتیاطی بیماری کو حاوی ہونے کا دوبارہ موقع فراہم کر دیتی۔

بیماری نے صدیق کے اندر کے کام چور انسان کو بالکل بدل ڈالا تھا' جس طرح ریشماں نے کٹھن حالات کا مردانہ وار مقابلہ کیا تھا وہ دل میں سخت محنت کا پختہ ارادہ کر چکا تھا وہ دوائی لے سکون سے اس وقت سو رہا تھا۔

''ندی! تو آج اکیلی کام پر چلی جا' میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے''۔ ریشماں کی طبیعت بوجھل و سست تھی اس کا کام پر جانے کو بالکل دل نہیں کر رہا تھا اس کا دل بیٹی کو بھی تنہا بھیجنے کو نہیں چاہ رہا تھا مگر مجبوری تھی جب سے اس کی تنخواہ بڑھی تھی بیگم صاحبہ ایک چھٹی کے بھی تنخواہ سے پیسے کاٹنے لگی تھیں جو ریشماں کو کسی طور پر گوارا نہ تھا اس نے پیسے کی اہمیت زندگی کے اس کٹھن دور میں ہی تو جانی تھی اس کا دل صبح سے انجانی گھبراہٹ کا شکار تھا اس نے دل پہ جبر کر کے نہ چاہتے ہوئے بھی بیٹی کو کام پر تنہا بھیج دیا ندیا ماں کے حکم کی تعمیل کی خاطر چلی گئی اس کا معصوم ذہن بھی گھریلو مشکلات کو سمجھنے لگا تھا' ریشماں کی گھبراہٹ نہ جانے کیوں بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ اضطراب بے کلی اس کے وجود میں پھیلتا جا رہا تھا' وہ سر جھٹک کر خود کو بہلانے کے لئے گھر کے چھوٹے چھوٹے کام کرنے لگی' آسمان پر گرد تیزی سے اکٹھا

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہونے لگا اور گرد سے جھانکتے گھنے سیاہ بادل بارش کی نشاندہی کررہے تھے۔

☆☆☆☆

کچن سے مسلسل کٹر پٹر کی آواز آرہی تھی' آج ریشماں چھٹی پر تھی نغمہ حسب معمول اپنی پارٹی میں شرکت کے لئے چلی گئی تھیں چاروں بچے اسکول تھے وہ گھر پر تنہا تھے' تنہائی میں ان کے اندر کا وحشی مرد بھرپور انگڑائی لے کر جاگ اٹھا تھا' وہ لاونج میں بیٹھے ٹی وی دیکھ رہے تھے' یہاں سے اوپن کچن میں برتن دھوتی معصوم ندیا ان کا سکون تہہ وبالا کررہی تھی۔

''ندیا.....'' وہ دبے پاؤں اس کے پیچھے جا کھڑے ہوئے ان کی آنکھوں میں سفاکانہ وحشیانہ چمک نمایاں تھی چہرے پر طاری کرخت پن ان کی مردانہ وجاہت کو نگل چکا تھا' ان کے اندر کا مرد جاگ چکا تھا' ان کی مردانگی نے اپنے اخلاق وحیاء کے تقاضے بھی بھلا دیئے تھے وہ اس پل یہ بھی بھول گئے تھے کہ ندیا ان کی دونوں بیٹیوں سے بھی چھوٹی ہے انہیں صرف یہ یاد تھا کہ ان کے سامنے حسن موجود ہے۔

''جی صاحب جی!'' ندیا ان کی آواز پر بری طرح اچھلی تھی اس کے ہاتھوں سے شیشے کے قیمتی ڈنر سیٹ کی پلیٹ پھسل کر ٹوٹ گئی تھی وہ سہم کر خوفزدہ ہوگئی' بیگم صاحبہ کو علم ہوتا تو ان سے ڈانٹ یقینی تھی' بیگم صاحبہ گھر کی صفائی میں تو کمی وبیشی برداشت کرجاتی تھیں مگر وہ اپنی مہنگی کراکری کا نقصان کسی طور پر برداشت نہ کرتی تھیں۔

''کوئی بات نہیں ہے یہ ٹوٹنے والی چیز تھی' میں نغمہ کو سمجھادوں گا تم مجھے ایک گلاس پانی پلادو''۔ جاوید اسے تسلی دیتے ہوئے اس کے اور قریب آگئے ندیا کے معصوم ذہن سے خوف کا عکس مٹ گیا وہ مطمئن سی مڑگئی اور پانی کا گلاس بھر کر جاوید کی سمت بڑھایا۔

''تھینک یو''۔ جاوید نے گلاس تھامتے ہوئے اس کے ہاتھ کو دانستہ چھوا تھا' ندیا نے جھٹکے سے ہاتھ پیچھے کیا' پانی چھلک کر جاوید کی شرٹ بھگو گیا' ندیا کی آنکھوں میں دفعتاً ہراس جاگا تھا وہ سہم کر دو قدم بے ساختہ دور ہٹی قدرت نے عورت کو عمر کی قید سے آزاد فطری طور پر یہ شعور بخشا ہے کہ وہ اپنی سمت اٹھتی مرد کی نگاہ پہچان جاتی ہے' ندیا نے وحشت بھری گھبراہٹ سے جاوید کو دیکھا اسے ان کی آنکھوں کی سفاکانہ چمک اور ہونٹوں پر پھیلی دھیمی مکروہ مسکراہٹ سے سخت گھن آتی تھی اس کا دل یہاں سے بھاگ جانے کو چاہا تھا۔

''ندیا جاوید نے مزید آگے بڑھ کر اس کی فرار کی راہیں مسدود کردی تھیں جاوید صاحب کے ہاتھ معصوم ندیا کے کندھوں سے دھیرے دھیرے پھسلتے ہوئے کہنیوں تک پہنچ گئے تھے ندیا کے تمام اعضاب شل ہوگئے تھے اس کا وجود پتھر کی طرح ساکت اور آنکھوں میں سراسیمگی وخوف تھا۔

''صاحب جی!'' جاوید صاحب کے ہاتھ کہنیوں سے پھسل کر اس کے ننھے ہاتھوں تک پہنچ گئے تھے ندیا کی منجمد تمام حسیات یکدم بیدار ہوگئیں اس نے جاوید صاحب کے ہاتھوں پر زور سے دانت سے کاٹا تھا' نہ جانے اس میں اتنی ہمت کہاں سے آگئی تھی کہ وہ اپنے کمزور وناتواں چھوٹے وجود سے انہیں زور دار دھکا دیتی ہوئی وہاں سے بھاگ نکلی تھی۔

''آہ.....'' جاوید صاحب درد سے بے حال کراہتے بیل کی مانند چیختے ہوئے اوندھے ہوگئے تھے ندیا کو قدرت نے انمول موقع دیا تھا وہ تیزی سے بھاگتی ہوئی کچن سے لاؤنج سے ملحقہ راہداری اور راہداری سے بنگلے کا مرکزی منقش لکڑی کا گیٹ کھولتی ہوئی لان میں داخل ہوگئی تھی اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی تھی جاوید صاحب کا شاطر ذہن تیزی سے بیدار ہوا وہ اپنا زخمی ہاتھ چھوڑتے

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہوئے سرعت سے اس کے پیچھے لپکے مگر تب تک خاصی دیر ہو چکی تھی ندیا زار و زار روتی سسکتی آنسو بہاتی ہوئی گیٹ تک پہنچ چکی تھی۔

''نذیر .....'' لان میں مالی پودوں کی کانٹ چھانٹ کر رہا تھا' ان کا شاطر ذہن مجرمانہ ذہنیت اختیار کر چکا تھا وہ اسے زندہ یہاں سے باہر نہ نکلنے دینا چاہتے تھے انہوں نے مالی کو آواز بلند کی اور ندیا کو پکڑنے کا اشارہ کیا چوکیدار چند ثانیے قبل گیٹ کھلا چھوڑ کر کسی کام سے باہر گیا تھا' نذیر فطرتاً لالچی آدمی تھا وہ اسے چند ہزار روپوں کا لالچ دے کر ساتھ ملا لیتے لیکن قدرت بھی ندیا کے ساتھ تھی۔

نذیر جب تک مالک کا اشارہ پا کر صورتحال سمجھ کر ندیا کے پیچھے لپکتا وہ گیٹ کراس کر کے مین روڈ پر پہنچ گئی تھی اب اسے پکڑنا ناممکن تھا وہ اسے باہر پکڑ کر کوئی مصیبت مول نہ لے سکتے تھے' جاوید کف افسوس ملتے ہاتھ مسلتے رہ گئے گو نذیر صورتحال کی نزاکت ان کا زخمی ہاتھ دیکھ کر سمجھ گیا تھا مگر وہ کچھ بول کر اپنی نوکری خطرے میں نہیں ڈال سکتا تھا' وہ خاموشی سے پلٹ کر اپنا ادھورا کام کرنے لگا' جاوید صاحب سوچوں میں گم خوفزدہ صورت لئے کھڑے تھے ان کے ہاتھ پر دانت کے گہرے نشانوں سے ٹپکتی خون کی بوندیں ''سچائی'' چیخ چیخ کر بیان کر رہی تھیں نذیر کو نوکری پیاری تھی وہ اپنے کام میں مگن رہا۔

☆☆☆☆

بعض خواب انسان پودوں کی طرح سینچتا ہے وہ انہیں روز تازگی دیتا ہے ان کی گوڈی کرتا ہے اور جب وہ تناور درخت بن جاتے ہیں اور انسان کے خواب اس کی حسین پلکوں سے نوچ کر دلکش خوابوں کی جگہ خاردار پودا لگا دیا جاتا ہے اور انسان کو خبر بھی نہیں ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ یہ ظلم ہوا ہے تقدیر نے ان کے ساتھ ایسا گھناؤنا مذاق کیوں کیا ہے وہ اپنے خوابوں کی دلکش تعبیر کی جگہ خوابوں کی راکھ سمیٹتے ہیں' آنکھوں میں راکھ بھری ویرانی مستقل ڈیرے ڈال لیتی ہے۔ ندیا گرد و پیش سے بے نیاز مسلسل آنسو بہاتی سڑک پر بھاگی جا رہی تھی وہ وقتاً فوقتاً پیچھے مڑ کر دیکھ لیتی اس کے پیچھے کوئی شناسا صورت نہ تھی اس کے قدموں کی رفتار ڈھیلی نہ پڑی وہ جلد از جلد گھر پہنچنا چاہتی تھی وہ دوسری کوٹھی پر کام پر نہ گئی تھی اس کا لوگوں پر سے اعتماد اٹھ گیا تھا' وہ گھر پہنچی تو ریشماں کھانا بنا رہی تھی وہ والدین کو سلام کئے بغیر سیدھی صحن کے کونے میں لگی ٹونٹی کے نیچے بیٹھ کر اپنے دونوں بازو کہنیوں تک دھونے لگی وہ بار بار بازو ہاتھوں سے کہنیوں اور کہنیوں سے ہاتھوں تک دھوئے جا رہی تھی اس نے چند ثانیے بعد ٹونٹی بند کر دی اور صابن سے بازو رگڑ رگڑ کر یوں دھونے لگی جیسے وہ اپنے وجود سے گندگی صاف کر رہی ہو اسے اپنے بازو اور ہاتھوں سے شدید گھن آ رہی تھی اس کا بس چلتا تو وہ گندگی اس گھڑی کو اپنے وجود سے کاٹ کر دور پھینک دیتی۔

''ندیا.....'' ریشماں ہنوز کچن میں اس کی آمد سے بے خبر مصروف تھی ریشماں کا دھیان بار بار بھٹک کر اس کی طرف جا رہا تھا' اس کے دل میں عجب بے چینی بھری تھی وہ درود پاک کا ورد کئے جا رہی تھی صدیق نے اسے دیوانہ وار جنونی کیفیت میں ناخنوں سے بازو رگڑتے دیکھا تو تشویش سے اس کے پاس چلا آیا۔

''ندیا.....'' وہ گرد و پیش سے بے نیاز ناخنوں سے بازو رگڑے جا رہی تھی اس کے بازو پر نیل سے کھرنچ پڑ گئے تھے بلکہ کہیں کہیں سے تو خون بھی رسنے کو تھا' صدیق کو اس کی مجنونانہ حالت سے وحشت ہوئی تو اس نے ہول کر اس کا کندھا ہلایا۔

''کون''۔ وہ بدک کر سہمی ہرن کی مانند خوفزدہ ہو کر دور ہٹی اس کی آنکھوں میں وحشت و خوف تھا' وہ لاشعوری طور پر اپنی چنری میں اپنا وجود ڈھانپنے لگی تھی وہ ناخن دانتوں سے کتر کتر کر تھر تھر کانپ رہی تھی اس

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کا ننھا نازک وجود کسی زلزلے کی زد میں تھا۔
''ندیا''۔ اسی لمحہ ریشماں بھی کچن سے باہر نکل آئی صدیق کا وجود پتھرا گیا ریشماں تیزی سے بیٹی کی طرف لپکی تھی' ندیا کا معصوم ذہن باپ کی بیماری اور گھریلو مشکلات کی بھٹی میں سلگ کر وقت سے پہلے اپنا بچپن گزار کر شعور کی سیڑھی پر قدم رکھ چکا تھا اسے اپنے والدین کی تکالیف کا بخوبی احساس تھا اس نے وقتی طور پر والدین کی خاطر اپنے خوابوں سے دستبرداری بھی سہہ لی تھی' ندیا کے وجود پر طاری کپکپاہٹ بڑھتی جارہی تھی ریشماں نے گھبرا کر اسے سینے سے لگا لیا۔
''امی! وہ جاوید انکل ......'' بعض باتیں بناء کہے انسان سمجھ لیتا ہے اسے ادھوری باتوں کو تکمیل دینے کی ضرورت نہیں پڑتی ہے کیونکہ اس میں مزید کرب سہنے کی ہمت نہیں ہوتی ہے اس میں اتنا حوصلہ نہیں ہوتا کہ وہ آگہی کے عذاب کو جھیلنے کے لئے الفاظ کا سہارا لے یا پھر الفاظ ہی بے کار ہوجاتے ہیں انسان کے محسوسات ہی اسے بناء کہے سب کچھ سمجھا جاتے ہیں ندیا کے لبوں سے ٹوٹے پھوٹے الفاظ ادا ہوئے وہ روتی بلکتی ماں کے سینے سے آ لگی تھی اس کی ادھوری بات کسی قیامت سے کم نہ تھی۔ ریشماں اور صدیق پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا' وہ تو جعفری ولاء کے مکینوں پر اندھا اعتماد کرتے تھے شاید یہ فطری بات ہے انسان کو ٹھوکر یا غم ہمیشہ وہیں سے ملتا ہے جہاں سے اسے امید یا توقع نہیں ہوتی اور جب انسان کی امید یا توقع ٹوٹتی ہے تو اسے دکھ بھی بے انتہا ہوتا ہے ریشماں تو ایسا سوچ بھی نہ سکتی تھی اس نے دھواں دھار روتے ہوئے بلکتی ہوئی بیٹی کو سینے میں زور سے بھینچ لیا جیسے اسے زمانے کے سرد و گرم سے بچانا چاہتی ہو اس نے ندیا کو چڑیا کی مانند اپنے پروں میں سمیٹ لیا صدیق ہنوز بت کی مانند ساکت دور خلاؤں میں تک رہا تھا۔

☆☆☆☆

''تم لوگ اچھی طرح سوچ لو اسی میں تمہارا فائدہ ہے''۔ جاوید نے شادی کے بعد دوبار افیئر ز چلائے تھے وہ ایک بار تو کسی مشہور فلمی ایکٹریس کے عشق میں اتنا سنجیدہ تھا کہ اس کے نام پر اپنا دوسرا بنگلہ کر کے اس سے شادی کرنا چاہتا تھا' نغمہ کو نہ جانے کیسے عین وقت پر خبر ہوگئی اس نے گھر میں وہ فساد برپا کیا کہ الامان الحفیظ جاوید کو فلمی ایکٹریس کا خیال دل سے نکالنا ہی پڑا۔ نغمہ ملک کے بڑے صنعتکار گھرانے کی اکلوتی بیٹی تھی اور ان سے مالی و معاشی حیثیت میں کہیں بڑھ کر تھی وہ بیوی سے بگاڑ کر سڑکوں پر نہیں آنا چاہتا تھا اسی لئے انہیں نغمہ کی بات ماننا پڑی جبکہ فلمی ایکٹریس کو جلد ہی دوسری موٹی آسامی مل گئی تھی یوں دونوں کا دھواں دھار عشق پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکا تھا' نغمہ نے اک عرصے تک انہیں طعنے دے کر ناک میں دم کئے رکھا تھا اگر انہیں خبر ہوجاتی تو وہ حقیقی معنوں میں کوڑی کوڑی کو محتاج ہوجاتے' ان کی بزنس ایمپائر دنوں میں زمین پر آجاتی' ان کے بزنس کا سارا انحصار نعمان جعفری (سسر) پر تھا۔ جاوید نے ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچا تو ان کے حصے میں گھاٹا ہی گھاٹا تھا' انہوں نے نذیر کا منہ بند کر کے ادھر کا رخ کیا تھا گھر کا دروازہ کھلا ہی تھا وہ آہستگی سے دروازہ کھول کر اندر آگئے گھر میں کسی طوفان کے بعد کی خاموشی و ویرانی پھیلی تھی وہ دبے پاؤں چھوٹے برآمدے کے سامنے بنے کمرے میں آ گیا۔ اندر ریشماں اور صدیق ندیا کو اپنی محفوظ پناہ میں لیے خاموش بیٹھے تھے ان کے چہروں پر مردنی چھائی تھی اور آنکھوں میں ویرانی نے ڈھیرے ڈال رکھے تھے۔ وہ تینوں آہٹ پر چونکے ندیا انہیں سامنے پا کر ماں کے اندر گھسی جارہی تھی ریشماں اسے بانہوں میں لئے اس کے کمر کے گرد ہولے سے ہاتھ پھیر کر اسے حوصلہ دینے لگی صدیق کی آنکھوں میں خون اتر

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آیا وہ کسی خونخوار جانور کی طرح جاوید کی سمت بڑھا جاوید اس سے ڈیل ڈول اور طاقت میں زیادہ تھا اس نے باآسانی درمیانے قد کے صدیق پر قابو پالیا وہ صدیق کو نرمی سے پکڑے چارپائی پر آ بیٹھا۔

''صدیق! مجھ سے بھول ہوگئی مگر بخدا تمہاری بیٹی کی عزت پر ذرا سی بھی آنچ نہیں آئی ہے مجھے معاف کردو' میں تم سے دوستی کے لئے یہ تحفہ لایا ہوں''۔ جاوید نے بہت سوچ سمجھ کر ان کی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کیا تھا اس نے پچیس ہزار کا چیک صدیق کی سمت بڑھایا جسے صدیق نے چھوا تک نہیں' وہ دہشت زدہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے چیک کو تکے جارہا تھا جیسے جاوید صاحب کے ہاتھ میں چیک نہیں کوئی سانپ یا بچھو ہو' صدیق کی بیماری اور علاج کے لئے مزید رقم درکار تھی' جاوید کا خیال تھا کہ وہ اس کی پیشکش فوراً قبول کرلیں گے جبکہ صدیق نے چیک کو چھونا تو درکنار دیکھنا تک گوارہ نہ کیا تھا۔

''نہ صاحب جی! ہم غریب ضرور ہیں مگر بے ضمیر یا بے غیرت نہیں''۔ صدیق نے نفرت بھری نگاہ جاوید پر ڈالتے ہوئے تنفر بھری سانس لی تھی اس کا بس چلتا تو وہ جاوید کی بوٹی بوٹی نوچ کر کدھ یا کوؤں کے سامنے ڈال دیتا' ندیا بدستور ماں سے چمٹی ہوئی تھی اس کے چہرے پر دہشت وزردی کھنڈی تھی۔

''تم لوگ اچھی طرح سوچ لو اسی میں تمہارا فائدہ ہے''۔ جاوید نے اس کے صاف انکار پر غصے سے پیچ وتاب کھاتے ہوئے بظاہر نرمی سے اس کا کاندھا زور سے دبایا گویا وہ اسے دبے لفظوں میں سنگین نتائج کی دھمکیاں دے رہا تھا وہ معاملہ صلح صفائی سے حل کرنا چاہتا تھا جبکہ صدیق بات سمجھنے کے لئے کسی طور پر تیار نہ تھا۔

''صاحب جی! آپ جائیں ہم اپنا فائدہ خوب جانتے ہیں''۔ ریشماں نے نفرت سے انہیں دھتکار دیا' وہ غصے سے کھول اٹھا تھا یہ وقت غصہ کرنے کا نہیں تھا معاملہ فہمی سے ٹھنڈے دل و دماغ سے کام لینے کا تھا۔

''تم دونوں اچھی طرح غور کرلو' میں پھر آؤں گا''۔ وہ جاوید کی کوئی بات سمجھنے کی پوزیشن میں نہ تھے۔

''ہونہہ.....'' صدیق نے اس کے جاتے ہی نفرت سے زمین پر تھوکا تھا اسے اپنی خودداری اور غیرت بے حد عزیز تھی جبکہ دوسری طرف جاوید کو مکمل یقین تھا کہ وہ جلد معاملہ سنبھال لے گا خواہ انہیں رقم بڑھانا پڑے۔

☆☆☆☆

''جاوید! آپ کے ہاتھ پر یہ کیسا زخم ہے؟'' نغمہ پارلر سے تھکی ہاری گھر لوٹی تو آتے ہی سوگئی تھیں وہ جاگیں تو جاوید گھر نہ تھے وہ گھر خلاف معمول لیٹ لوٹے تھے اور آتے ہی کمرے میں گھس گئے تھے نغمہ ڈنر کے بعد بچوں کو ان کے کمروں میں بھیج کر سونے کے لئے کمرے میں آئی تھیں وہ خاصی فریش لگ رہی تھیں اور ان کا موڈ بھی ٹھیک تھا۔ نغمہ نے نائٹ بلب آن کیا اور سونے کی کوشش کرنے لگیں چونکہ وہ دوپہر کو خاصا سو چکی تھیں اس لئے انہیں نیند نہ آرہی تھی اسی دوران جاوید نے کروٹ بدلی تو بے دھیانی میں زخم والا ہاتھ اوپر ہوگیا حالانکہ وہ اپنا ہاتھ نغمہ سے چھپانے کی غرض سے بغل میں دبائے ہوئے تھے مگر ہائے رے قسمت نغمہ کی نظر پڑ گئی تھی انہوں نے سونے کا ناٹک کرتے جاوید کا ہاتھ تھام کر بغور زخم چیک کرتے ہوئے استفسار کیا۔

''کچھ نہیں بس ذرا ایسے ہی میں روڈ پر پھسل گیا تھا تو ہاتھ چھل گیا''۔ جاوید کو چار سو چالیس وولٹ کا کرنٹ لگا تھا' انہوں نے جھٹکے سے ہاتھ نیچے کھینچتے ہوئے بتایا' نغمہ ان کی حرکت پر تحیر زدہ رہ گئیں انہیں اک عجیب سے احساس نے اپنی گرفت میں جکڑ لیا۔

''کیسے پھسلے تھے آپ؟'' نغمہ کا دل مان کر ہی

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نہ دے رہا تھا' زخم کسی طور پر بھی چھلنے کا نہ تھا اس پر کاٹے کا نشان تھا اور زخم کے سامنے والے حصے پر دو دانتوں کے نشان کی جگہ گہرا نیل پڑ چکا تھا' نغمہ نے انہیں سخت نظروں سے دیکھتے ہوئے جرح کی ان کے لہجے میں بے اعتباری ہی بے اعتباری تھی میاں بیوی کے مقدس رشتے کو محبت اور اعتبار جیسی ڈور مضبوط بناتی ہے' اعتبار کی ڈور کمزور پڑ جائے تو ازدواجی رشتہ محض نام کا رشتہ بن کر رہ جاتا ہے۔

''میں گاڑی سے نکل کر آفس جا رہا تھا تو روڈ پر بکھری تھوڑی سی بجری پر پاؤں غیر متوازن ہونے سے پھسل گیا تھا''۔ کہتے ہیں کہ ایک سچ کو چھپانے کے لئے سو جھوٹ بولنے پڑتے ہیں نغمہ شوہر کی رگ رگ اور مزاج سے بخوبی واقف تھیں جاوید کو بیوی کو اعتبار دلانے کے لئے جھوٹ پر جھوٹ بولنا پڑ رہے تھے مگر اسے اعتبار پھر بھی نہ آ رہا تھا' ان کی آنکھوں میں بے اعتباری واضح تھی۔

''دکھائیں مجھے' کہیں زخم گہرا نہ ہو''۔ نغمہ بات کی کھال اتارنے والوں میں سے تھیں جاوید کی رنگین مزاجی ان سے ڈھکی چھپی نہ تھی' دونوں کا تین سالہ کالج افیئر تھا اور دونوں نے خاندان کی بھرپور مخالفت کے باوجود شادی کر لی تھی' جاوید نے شادی کے بعد بھی روش نہ بدلی تھی' ان کے ہاتھ پر موجود زخم کی نوعیت نظر انداز کرنے کے لائق ہرگز نہ تھی نغمہ کو شدت سے کسی گڑبڑ کا احساس ہوا تھا۔

''کم آن ڈارلنگ! ڈونٹ وری آئی ایم فائن''۔ جاوید نے فوراً پینترا بدلا تھا وہ ذرا سی بد احتیاطی سے بنا بنایا گیم خراب نہیں کرنا چاہتے تھے ان کی نیند غائب ہو چکی تھی' وہ مزید سونے کا ناٹک کر کے اپنے لئے کوئی مشکل پیدا نہیں کرنا چاہتے تھے سو انہوں نے اپنی جون بدلتے ہوئے محبت سے نغمہ کا دھیان بٹانے کے لئے اپنی بانہوں میں بھر لیا عورت صرف محبت کی بھوکی ہوتی ہے مرد اسے چاہے دو وقت کی روٹی نہ بھی کھلا سکے اسے محبت سے رکھ لے تو وہ مرد کے لئے اپنا سب کچھ دان کر دیتی ہے اس کا خمیر ہی محبت سے گندھا ہوتا ہے وہ محبت کے اک بول کے لئے خود کو مرد پر لٹا دیتی ہے اور بدلے میں اس کی محبت کا اک بول ہی پا کر خود کو دنیا کی خوش قسمت ترین عورت سمجھتی ہے وہ بھی جاوید کی ذرا سی محبت بھری قربت پا کر شک کرنا بھول گئی تھیں۔

''میں خواہ مخواہ جاوید پر شک کئے جا رہی ہوں''۔ نغمہ نے ان کی محبت بھری آغوش میں سماتے ہوئے خود کو لتاڑا تھا وہ لمحہ بھر کو دل میں محبت کرنے والے شوہر کی وفا پر شک کرنے پر نادم ہوگئی تھیں انہوں نے اطمینان سے جاوید کے سینے سے سر لگا دیا جاوید نے کن انکھیوں سے نغمہ کے دلکش چہرے پر نظر ڈالی اس کے چہرے پر شادی کے پندرہ سال بعد بھی اولین دنوں جیسی محبت کی چمک تھی جاوید نے اطمینان بھری طویل سانس کھینچی انہیں اب جلد از جلد اس مسئلے کا حل نکالنا تھا جاوید کا ذہن سوچ کے گھوڑے دوڑا رہا تھا اور نظریں کسی غیر مرئی نقطے پر ٹکی تھیں۔

☆☆☆☆

وہ رات کسی قیامت سے کم نہ تھی قطرہ قطرہ اذیت کا زہر رگوں میں اترتی دھیرے دھیرے سرکتی رات کی سحر کا دور دور تک کہیں نام و نشان نہ تھا ریشماں نے بمشکل بہلا پھسلا کر ندیا کو سلا دیا تھا۔ دونوں بھائی بھی بہن کی دگرگوں حالت پر بے حد پریشان تھے اور ماں سے بہن کے متعلق استفسار کر رہے تھے ریشماں نے ندیا کی ناساز طبیعت کا بہانہ بنا دیا تھا صدیق کا دل شدت سے موت کی تمنا کر رہا تھا وہ خود کو بیٹی کی بربادی کا ذمہ دار تصور کر رہا تھا حالانکہ اس کا نہ تو ندیا کی اس حالت میں کوئی قصور تھا اور نہ ہی اپنی بیماری میں کوئی قصور۔

''امی' امی مجھے بچائیں''۔ فخر اور فاخر تھکے ہارے لوٹے تھے وہ کھانا کھاتے ہی ماں کے بہلانے

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے بہل کر جلد سو گئے تھے صدیق اور ریشماں جاگے ہوئے تھے نیند ان کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی سوچیں ناگ کی مانند لمحہ لمحہ ذہن کو ڈس رہی تھیں۔ والدین کے لئے سب سے زیادہ اذیت ناک لمحہ وہ ہوتا ہے جب اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی اولاد مصیبت میں ہو اور وہ اس کے لئے لاکھ چاہ کر بھی کچھ نہ کرسکیں کوئی بے بسی تھی دونوں کے چہروں پر صدیوں کی تھکن تھی ندیا نیند میں بڑبڑائی تو دونوں چونکے نیند میں بھی ندیا کے ننھے وجود پر کپکپاہٹ اور چہرے پر ہراس وخوف تھا ریشماں تڑپ کر رہ گئی۔

''ندیا.....'' اس نے زاروقطار روتے ہوئے محبت سے اسے اپنی آغوش میں سمیٹ لیا تھا۔

''چھوڑیں مجھے''۔ نیند میں محو ندیا بری طرح سہم کر ماں کا بازو زور سے جھٹکتے ہوئے اٹھ بیٹھی تھی ریشماں ماں تھی وہ تو ندیا کے لئے تڑپ ہی رہی تھی مگر صدیق کی حالت تو مردوں سے بدتر تھی اسے بیماری نے اتنا کمزور نہ کیا تھا جتنا وہ اب لگ رہا تھا۔

''امی.....'' ندیا کی آنکھ کھلی تو اس نے خود کو دو محافظ پناہ گاہوں میں گھرا پایا تھا وہ خواب میں ڈر گئی وہ لپک کر ماں سے چمٹ گئی تھی' صدیق اس کے سر پر دست شفقت پھیرنے لگا تھا' تھی ندیا کا بچپن رخصت ہوگیا تھا اب اسے شاید یونہی سہم کر زندگی بتانا تھی۔

''جاوید میں تجھے برباد کردوں گا' جیسے تو نے میری بچی کو تباہ کیا ہے میں تجھے سکون کے لیے ترسا دوں گا''۔ ریشماں کسی حد تک جاوید کی فطرت سے آگاہ تھی اسی لئے تو وہ بیٹی کو تنہا بھیجتے ہوئے گھبرا رہی تھی مگر اس کے دل کو ایک آس بھی تھی کہ بیگم صاحبہ بھی گھر پر ہی ہوں گی' صدیق کے حلق سے کربناک غراہٹ برآمد ہوئی تھی فخر اور فاخر ہنوز سو رہے تھے' اذیت ناک رات انسانی نفس کی سیاہیوں کو خود میں سموئے دھیرے دھیرے سرک رہی تھی۔

☆☆☆☆

وہ اگلے روز صبح سویرے خلاف معمول نماز فجر ادا کرکے ناشتہ بنانے لگی اس نے دونوں بیٹوں کو ناشتہ کرواکر دکان بھی جلد روانہ کردیا اور احتیاطاً اپنا موبائل اٹھا کر جعفری ولاء جانے کی تیاری کرنے لگی فخر اور فاخر اکثر رات کو تاخیر سے گھر آتے تھے وہ بچوں کی تاخیر پر پریشان رہتی' اس نے صدیق کے مشورے پر ایک سستا سا موبائل خرید لیا تھا' صدیق بچوں کی تاخیر پر دکان فون کرکے بچوں کے متعلق پوچھ لیتا تھا۔

ریشماں نے چھٹی پاس فخر سے موبائل کا استعمال اور میسج کرنا سیکھ لیا تھا وہ پانچویں پاس تھی سو وہ ذرا سی محنت کے بعد سیکھ گئی تھی' ندیا اور صدیق سوئے ہوئے تھے دونوں کی آنکھ صبح کاذب کے وقت لگی تھی جبکہ وہ خود رات بھر کی جاگی ہوئی تھی اسے ساری رات نیند نہ آئی تھی اب اس کا اپنا موڈ سونے کا نہ تھا' انسان ہمیشہ سو کر ہی تو خسارہ پاتا ہے اگر وہ بیدار رہے تو ناکامی بھی اس کے قدم نہ چومے اسے اب بیدار رہنا تھا' وہ ایک بیٹی کی ماں تھی اور جن بیٹیوں کی مائیں بیدار رہیں قدرت ان بیٹیوں کی حفاظت کرتی ہے۔ وہ دونوں کا ناشتہ تیار کرکے ہاٹ پاٹ میں رکھ آئی تھی تاکہ ان دونوں کو کسی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے' ندیا کل دوپہر کی بھوکی تھی' صدیق اپنے ساتھ اسے بھی ناشتہ کروا دیتا' وہ آہستگی سے دروازہ بھیڑ کر منزل کی طرف روانہ ہوگئی اس کے قدم تیز تیز اٹھنے لگے' نہ جانے کیوں آج مسافت بھاری ہوگئی تھی کہ منزل آکر ہی نہ دے رہی تھی اس کا تنفس تیز ہونے لگا۔ جن مسافروں کے قدم بیچ مسافت ڈھیلے پڑ جائیں انہیں کامیابی بھی دیر سے ملتی ہے اس نے عزم نو کا ارادہ کرتے ہوئے قدموں کی رفتار بڑھا دی تھی' منزل قریب آنے لگی اس کے اندر عجب سکون اترنے لگا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

http://paksociety.com

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

''رکو تم اندر نہیں جا سکتی ہو''۔ حسب معمول بڑے آہنی گیٹ سے ملحقہ چھوٹا دروازہ کھلا ہوا تھا' گیٹ پر متعدد چوکنا موجود نزیر سختی سے اس کی راہ میں حائل ہو گیا تھا' جاوید نے پلاننگ مکمل کر لی تھی' انہوں نے پہلے مرحلے میں نور اُبھانے سے چوکیدار کو پیشگی مہینہ بھر کی تنخواہ دے کر دو ہفتوں کے لئے اس کے گاؤں بھجوا دیا تھا' اور نزیر کو الگ نذرانے کے علاوہ ڈبل تنخواہ پر ڈبل ڈیوٹی سونپ دی تھی تاکہ ریشماں یا صدیق میں سے کوئی ادھر بھٹک بھی نہ سکے۔

''کیوں.....؟'' ریشماں نے اچنبھے سے سوال کیا اس کی بے قرار نظریں وسیع و عریض لان کے بیچوں بیچ موجود اندرونی حصے پر بھٹک رہی تھیں اسے جلد نغمہ سے ملنے کی بے چینی تھی آخر اسے صدیق کا مشن مکمل کرنا تھا' وہ تو روایتی ماؤں کی طرح اپنی اور عدیا کی عزت کی خاطر خاموشی کا لبادہ اوڑھنے پر تیار تھی مگر اسے صدیق نے بڑی طرح ڈانٹ کر سمجھاتے ہوئے یہاں آنے پر آمادہ کیا تھا۔

''نکلو باہر' اور اگر آئندہ کبھی ادھر کا رخ کیا تو تم خود نتائج کی ذمہ دار ہو گی''۔ نزیر نے بدمعاشی کی انتہا کر دی تھی وہ اسے سنگین نتائج کی دھمکیاں دیتا ہوا بازو سے کھینچ کر گیٹ سے باہر نکالنے لگا۔ ٹھہرو میں خود چلی جاتی ہوں''۔ جوں ہی نزیر نے اس کی نازک کلائی تھامی وہ زخمی شیرنی کی طرح دھاڑی تھی' نزیر کا مبہم رویہ واضح ہو چکا تھا' بعض اوقات انسان اپنی زندگی کے کئی برس جی کر بھی شعور نہیں پاتا اور بعض اوقات کوئی ایک پل اسے عمر بھر کے لئے شعور کی دولت عطا کر جاتا ہے' وہ اپنی کلائی چھڑاتی گیٹ سے باہر نکل آئی نزیر اسے نغمہ تک نہ پہنچنے دیتا' اسے ابھی کچھ اور کرنا تھا' وہ چلتے چلتے ذرا سا مڑی' نزیر اسی پر نظریں مرکوز کئے اسے دور جاتا دیکھ رہا تھا اس کے چہرے پر خباثت بھری تھی۔ وہ اس کے سامنے تیز چلتی رہی جوں ہی وہ واپسی کے راستے پر مڑی نزیر مطمئن ہو کر اندر پلٹ گیا' ریشماں نے اپنے بائیں طرف کن انکھیوں سے دیکھا' سفید گیٹ بند تھا' وہ تیزی سے چکر کاٹ کر بنگلے کے پچھلے چھوٹے گیٹ کی طرف بڑھنے لگی اسے نذیر کبھی بھی بیگم صاحبہ سے نہ ملنے دیتا' اسے خود کوئی تدبیر کرنا تھی بنگلے کے پچھلے گیٹ پر ہمہ وقت تالا رہتا تھا' نغمہ نے اس پر اندھے اعتماد کی وجہ سے اسے گیٹ کی ایک چابی دے رکھی تھی جو وہ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتی تھی۔ اس نے گیٹ کے سامنے پہنچ کر چابی تالے میں ڈال کر گھمائی مگر تالا نہ کھلا گیٹ کا تالا بدلا جا چکا تھا' اس نے ناکام ہو کر چابی نکال کر زور سے مٹھی میں دبا لی۔ وہ لمحہ بھر کو رکی' وہ جاگ گئی تھی اسے اب جاگنا ہی تھا' جن بیٹیوں کی مائیں سو جائیں ان کے مقدر بھی سو جاتے ہیں اس نے اگلے لمحے سرعت سے اپنی چادر میں چھپایا موبائل نکالا۔

''بیگم صاحبہ! میں کام پر آ چکی ہوں' مجھے نذیر اندر نہیں آنے دے رہا''۔ اس نے ٹیکسٹ لکھ کر نغمہ کے نمبر پر سینڈ کر دیا تھا وہ میسج کی ڈیلیوری رپورٹ موصول ہونے کے بعد تقریباً بھاگتے ہوئے سفید آہنی گیٹ کے سامنے آ گئی اب اسے گیٹ کھلنے کا انتظار کرنا تھا۔ بعض انتظار لاحاصل ہوتے ہیں اور بعض طویل انتظار اپنے ساتھ سکون و اطمینان بھی لاتے ہیں ریشماں کے رگ و پے میں پرکیف سرور اترنے لگا تھا' اس کے چہرے پر اطمینان اور لبوں پر پرسکون مسکراہٹ طاری تھی' اس کی منتظر نگاہیں بند گیٹ پر مرکوز تھیں بند گیٹ کے پیچھے اس کی فتح تھی۔

☆☆☆☆

''بیگم صاحبہ میں کام پر آ چکی ہوں مجھے نذیر اندر نہیں آنے دے رہا ہے''۔ بچے اسکول جا چکے تھے جاوید آفس کے لئے تیار ہو رہے تھے نغمہ آج فارغ تھی' وہ فراغت سے ناشتہ کرنے کے بعد اخبار کا مطالعہ کر رہی تھی انہیں آج ریشماں کے نہ آنے پر

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

خود ناشتہ بنانا پڑا تھا' جاوید واش روم میں نہا رہے تھے' نغمہ کے موبائل کی بیپ بجی انہوں نے ٹیکسٹ میسج کھولا تو ریشماں کا نمبر تھا' ریشماں نے چند روز قبل ہی موبائل لیا تھا' وہ بیٹوں کے اکثر دکان سے لیٹ آنے پر فکر مند رہتی تھی اس نے شوقیہ نغمہ کا بھی نمبر لے لیا تھا۔

''واٹ''۔ میسج پڑھتے ہی نغمہ کا دماغ بھک سے اڑ گیا وہ تو کافی دیر سے ریشماں کا انتظار کر رہی تھیں اور نذیر اسے اندر نہیں آنے دے رہا تھا' وہ تیزی سے چپل پاؤں میں گھسیٹتی گیٹ پر آ گئیں نذیر آن ڈیوٹی مستعد تھا۔

''نذیر گیٹ کھولو فوراً''۔ نغمہ کی چھٹی حس فوراً جاگی تھی انہوں نے آتے ہی نذیر کو ڈانٹنے کے بجائے اسے حکم دیا تھا' وہ اسے ڈانٹ کر یا کسی قسم کی پوچھ گچھ کر کے ہوشیار نہیں کرنا چاہتی تھیں ان کے انداز میں کچھ ایسا تھا کہ نذیر نے بغیر کوئی سوال جواب کیے گیٹ کھول دیا۔

''آؤ ریشماں''۔ نذیر مطمئن سا گیٹ کھول کر سائیڈ پر ہو گیا' اس کے خیال میں ریشماں جا چکی تھی نغمہ نرمی سے کہتی ریشماں کی طرف بڑھی ریشماں اٹھی گردن سے پر اعتماد چال چلتی اندر داخل ہوئی نذیر کا رنگ فق ہو گیا' اس کی حالت قابل دید تھی۔

''بیگم صاحبہ''۔ ریشماں کٹے درخت کی شاخ کی مانند نغمہ کے سینے سے آ لگی تھی' اس کی حالت اس مسافر کی مانند تھی جس کی ساری عمر کی جمع پونجی منزل کے قریب کسی رہزن نے لوٹ لی ہو وہ دھواں دھار روئے جا رہی تھی' آنسوؤں کی اپنی الگ زبان ہوتی ہے جس کے لئے الفاظ بے معنی اور بے مول ہو جاتے ہیں کچھ جذبوں کی ترجمانی آنسوؤں سے بہتر کوئی نہیں کر سکتا نغمہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے دور خلاؤں میں تکے جا رہی تھیں ریشماں کی سسکیاں ان کے دماغ پر ہتھوڑے کی مانند برس رہی تھیں فضا یکدم ساکن ہو گئی تھی' کائنات کی ہر شے تھم گئی تھی حتیٰ کہ وقت کی نبض بھی۔

☆☆☆☆

''نغمہ پلیز! تم میری بات سمجھنے کی کوشش کرو وہ جھوٹ بول رہی ہے''۔ ریشماں کی حالت ایسی نہ تھی کہ وہ گھر کا کام کر سکتی' اس نے ریشماں کو چھٹی دے کر گھر بھیج دیا تھا' نغمہ نے کٹیلی نگاہ نذیر پر ڈالی جو اپنی جگہ چور بنا کھڑا تھا' نغمہ ساری صورتحال سمجھ چکی تھیں اب کچھ بھی چھپانا بے کار تھا' نذیر کو نوکری پیاری تھی اس نے ساری حقیقت اگل کر ریشماں کی تصدیق کر دی۔ نغمہ اپنے خالی وجود اور ویران آنکھیں لئے وجود کو گھسیٹتی اندر آ گئی تھیں جاوید نہا کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے بال تولیے سے رگڑ رہے تھے وہ زخمی شیرنی کی طرح بل کھاتی ان کی پشت پر آ کر انہیں خونخوار نظروں سے گھورنے لگی تھیں۔

''تمہارے ہاتھ پر زخم کیسے آیا تھا جاوید؟'' اس کی پشت پر نغمہ کی ٹھنڈی ٹھار سرد آواز ابھری تھی' جاوید کے پورے وجود میں سنسنی دوڑ گئی ان کے بال رگڑتے ہاتھ ساکت رہ گئے' نغمہ کے کاٹ دار لہجے میں کچھ تو ایسا تھا کہ جاوید کو اپنی سانسیں تھمتی محسوس ہوئی تھیں۔

''بولو جاوید! تمہارے ہاتھ پر زخم کیسے آیا تھا''۔ فضا پر بھاری سکوت کا پردہ حائل تھا' نغمہ چند ثانیے جواب کی منتظر رہیں پھر ان کے سامنے جا کر ڈٹ کھڑی ہوئی تھیں انہوں نے چبھتی نگاہوں سے جاوید کی سراسیمہ نظروں میں جھانکا تھا ان کا وجود برف کی مانند ہو گیا' وہ چاہ کر بھی اپنے وجود میں جنبش نہ پیدا کر سکے تھے۔

''سچ چھپائے نہیں چھپتا جاوید''۔ نغمہ کی برفیلی نگاہیں جاوید کے وجود میں گڑ گئیں اور سرد آواز کی بازگشت نے جاوید کی روح تک تھرا دی تھی' ان کا وجود سن ہو گیا' ان کی جامد بھید بھری خاموشی ہی ان کا

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اقرار تھی نغمہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھتی چلی گئیں۔ ان کے حلق سے چیخیں نکل گئیں آنکھوں سے بھل بھل آنسو گرنے لگے۔

''نغمہ پلیز! تم میری بات سمجھنے کی کوشش کرو وہ جھوٹ بول رہی ہے''۔ جاوید کے سن وجود میں ارتعاش پیدا ہوا جسم میں خون کی گردش تیز ہوئی تو اسے اپنا سود و زیاں صاف دکھنے لگا۔ وہ نغمہ کے بغیر اک کوڑی کے نہ تھے وہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے ان کے سامنے آ بیٹھے اور ان کے دونوں ہاتھ تھام لیے تھے انہوں نے جھٹکے سے اپنے ہاتھ چھڑائے اور ہتھیلی کی پشت سے آنسو پونچھتی اٹھ کھڑی ہوئیں۔ انہوں نے گہری بھید بھری خاموش نگاہ جاوید پر ڈالی جاوید کے وجود کی عمارت اندر سے ہل کر رہ گئی کچھ بھید کھوجنے میں انسان سال ہا سال گزار دیتا ہے اور کچھ بھید از خود ہاتھ سے پھسلے ریشم کی مانند انسان کے سامنے کھل جاتے ہیں' وہ لاکھ جھٹلاتے نغمہ سچائی جان چکی تھیں۔

''نغمہ پلیز!'' نغمہ وارڈ روب سے اٹیچی نکال کر اپنے کمرے ہینگرز سے نکالنے لگیں جاوید تڑپ کر آگے بڑھا نے سود و زیاں اپنی جگہ وہ ان کی محبت بھی تھیں ان کے بچوں کی ماں نغمہ بے حس بنی کپڑے اٹیچی میں بھرنے لگیں انہوں نے اٹیچی بھر کر زپ بند کی اور جاوید پر کٹیلی نفرت بھری نگاہ ڈالی' اگلے لمحے وہ اٹیچی سمیت باہر تھیں جاوید نے سر دونوں ہاتھوں میں گرالیا۔

''نغمہ! مجھے آخری موقع دو ہمارے بچے رل جائیں گے''۔ ان میں علیحدگی ہوگئی تھی نغمہ ان کی شکل تک دیکھنے کی روادار نہ تھیں وہ انہیں بارہا منا کر تھک چکے تھے وہ آج آخری کوشش کے طور پر ان کے پاس آئے تھے' بچے بھی ان سے نفرت کرنے لگے تھے اور ماں کے پاس تھے جاوید تہی داماں تھے وہ اپنا سب کچھ ہار چکے تھے۔ نغمہ کے والد نے انہیں حقیقی معنوں میں کوڑی کوڑی کا محتاج کر دیا تھا' انہیں بزنس سے نکال کر بنگلہ خالی کرنے کا بھی نوٹس بھجوا دیا تھا' بنگلہ نغمہ کے نام تھا نغمہ کی سرد مہری میں رتی بھر فرق نہ آیا تھا انہوں نے نگاہ غلط تک شوہر پر ڈالنا گوارا نہ کیا تھا۔

''مجھے آخری موقع دے دو نغمہ''۔ جاوید کو اپنی غلطی کی بہت بھاری قیمت چکانا پڑی تھی انہوں نے عورتوں کی طرح روتے ہوئے ان کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے تھے۔

''غلطی کرنے سے پہلے سوچنا تھا جاوید'' نغمہ ذرا سی پگھلی کچھ سہی وہ ان کا محبوب تھا مگر وہ دل سے ان کی محبت ہمیشہ کے لئے کھرچ کر پھینک چکی تھیں انہیں جاوید پر بس صرف ترس آ رہا تھا ایسا ترس جیسے کسی کو کسی راہ چلتے مظلوم پر آ جائے۔

''میری غلطی بہت چھوٹی ہے میں نے اسے صرف چھوا تھا''۔ جاوید نے بالآخر بازبان اقرار اعتراف جرم کر لیا تھا وہ مسلسل رو رہے تھے۔

''بات غلطی کے چھوٹا یا بڑا ہونے کی نہیں ہے جاوید تم نے میرا اعتبار توڑا ہے مجھے تمہارے ساتھ نہیں رہنا ہے یہ میرا آخری فیصلہ ہے''۔ نغمہ ٹھوس لہجے میں اپنا حتمی فیصلہ سنا کر چلی گئیں جاوید کی سسکیاں جو فضا میں گونجنے لگیں وہ نہ جانے کب تک روتا رہا پھر وہ اٹھ کر شکستہ قدموں سے چلے گئے ان کے پورے وجود پر شکست خوردگی طاری تھی ان کا مضمحل وجود ہارے جواری کی مانند ڈھلک رہا تھا۔

''بعض گناہوں کا تاوان اولاد کو بھرنا پڑتا ہے جاوید! میں نہیں چاہتی ہوں کہ تمہارے کسی گناہ کا تاوان میری بیٹیاں بھریں''۔ لان میں کھیلتی اپنی بیٹیوں کمرے کی کھڑکی سے جھانکتی نغمہ نے دور جاتے جاوید کو دیکھتے ہوئے آزردگی سے سوچا تھا ان کی آنکھ سے اک آنسو نکلا اور گریبان میں جذب ہو گیا۔

☆.....☆.....☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

حنا اشرف

افسانہ

نیا سال نئی خوشیاں

''فیم انجم! تم کبھی نہیں سدھرو گی''۔ وشمہ کی غصے سے بھرپور آواز سنتے فیم کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ آ گئی۔

''وشمہ! تم جب بھی غصے میں ہوتی ہو مجھے بہت پیاری لگتی ہو''۔ فیم نے ہنستے ہوئے اسے چھیڑا۔

''بس بس رہنے دو باتیں بنانا تو کوئی تم سے سیکھے''۔ پھولے ہوئے چہرے کے ساتھ وشمہ نے ایک بار پھر نروٹھے لہجے میں جواب دیا۔

''ارے کیا ہوا خیر تو ہے ناں؟'' ان کے ساتھ والی چیئر پر بیٹھتے ہوئے سحر نے حیرت سے دونوں کو دیکھا۔

''کچھ نہیں یار! بس ایسے ہی''۔ وشمہ نے چہرے کے تاثرات میں نرمی لاتے ہوئے کہا۔

''اچھا یہ بتاؤ مس سمیرا کی اسائنمنٹ مکمل کر لی تم دونوں نے؟'' سحر نے باری باری دونوں کی طرف دیکھا۔ اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی جواب دیتی فریحہ ان کے پاس آئی، اس وقت وہ لائبریری میں موجود تھیں۔

''سنو پلیز! مس سمیرا والی اسائنمنٹ تو دے دو، طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے میں لکھ نہیں سکی''۔ فیم نے فریحہ کو جواب دینے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ وشمہ نے اپنی چیزیں اٹھائیں، غصے بھری نظروں سے فیم کو دیکھا اور باہر چلی گئی، فریحہ نے حیرت سے اسے جاتے دیکھا۔

''اسے کیا ہوا؟ لگتا ہے یہ ناراض ہو کر گئی ہے''۔ فریحہ نے جواب طلب نظروں سے فیم کی طرف دیکھا۔

''ایکچولی اسائنمنٹ کل مجھ سے عائشہ ملک لے گئی تھی اور آج وہ کالج ہی نہیں آئی، اب مجھے مس کی ڈانٹ سننی پڑے گی، وشمہ اسی وجہ سے خفا ہے کہ میں ہمیشہ دوسروں کی مدد کرتی ہوں جس کا صلہ مجھے آج ملا ہے''۔ اس نے آہستگی سے جواب دیا۔

''فری یار! ٹائم کم ہے تم جلدی سے اہم پوائنٹ نوٹ کر لو''۔ بیگ سے اسائنمنٹ نکال کر سحر نے اس کے حوالے کی۔

''تھینکس سحر ڈیئر! فیم پلیز تم اداس نہیں ہو ہم سب مل کر وشمہ کو منا لیں گے''۔

☆.....☆.....☆

اپنوں سے دوری کس قدر تکلیف دیتی ہے اس کا اندازہ ان سب کو تھا، وشمہ کے جانے سے جیسے سب کو ہی چپ لگ گئی تھی۔ شہنی اور میرب نے وشمہ کو منانے کی اپنی سی کوشش کر لی، مگر اس نے تو جیسے واپس ان کے گروپ میں نہ آنے کا فیصلہ کر لیا تھا، ایسا پہلی بار ہوا تھا، عموماً جب بھی کسی کی لڑائی ہوتی وہ تھوڑی دیر بعد ایک دوسرے کو منا لیتی تھیں مگر وشمہ کی ناراضی کا دورانیہ طویل ہو گیا تھا۔

''وشمہ! بات سنو''۔ وہ لائبریری میں جا رہی تھی

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

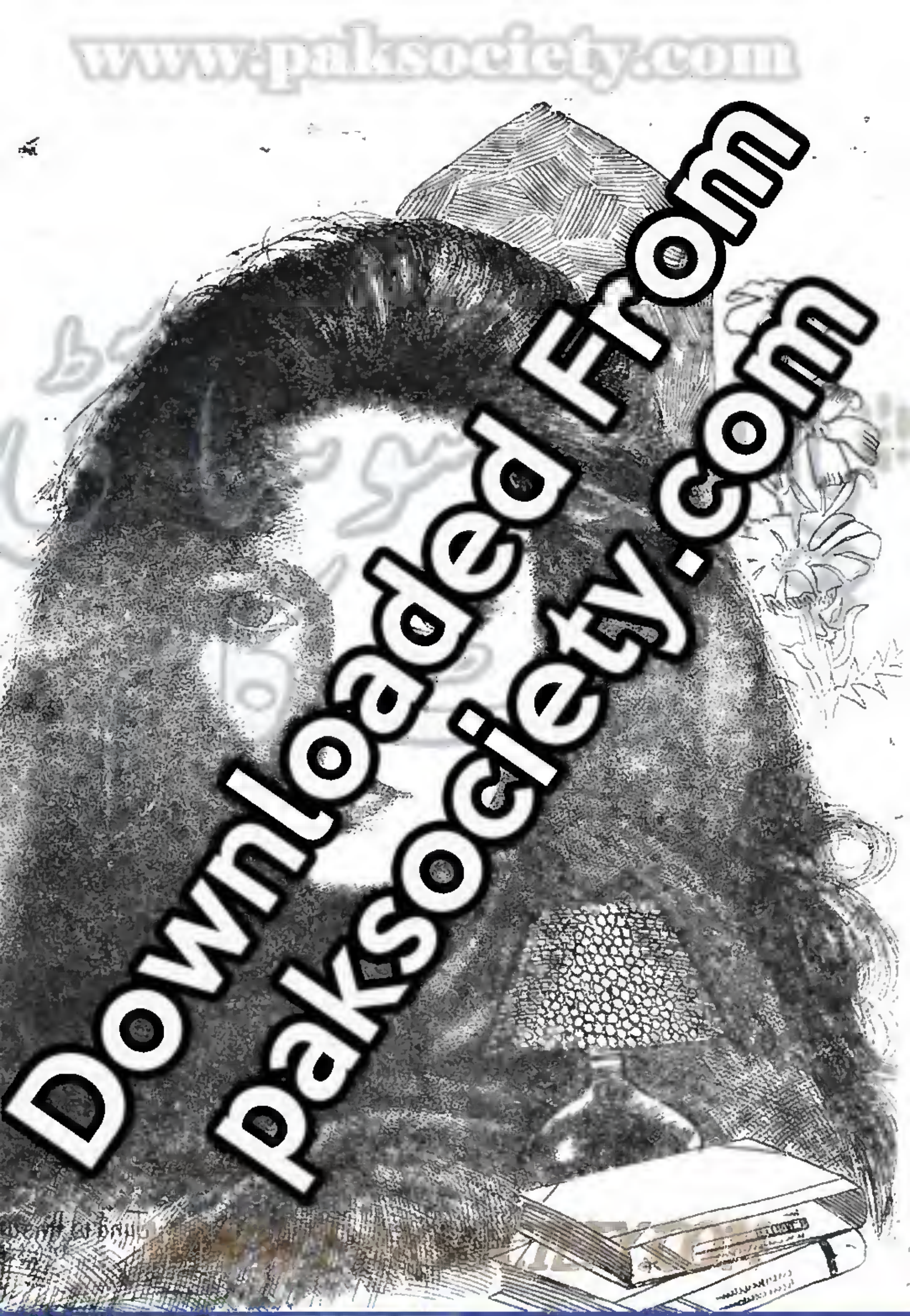

Downloaded From
Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

جب فریحہ نے اسے پکارا۔
''جی بولیں کیا کہنا ہے؟'' ان کے انداز میں اجنبیت تھی، مکمل سنجیدگی سے وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی۔
''یار! یہ سب کب تک چلے گا؟ تم ایسی تو نہیں تھیں''۔ فریحہ نے بے چارگی سے کہا۔
''اس کے علاوہ اگر کوئی بات ہے تو جلدی کریں، میرے پاس وقت نہیں''۔ فریحہ نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا اور نم آنکھوں سے واپسی کی راہ لی۔
''کیا ہوا فری! طبیعت تو ٹھیک ہے ناں تمہاری؟'' شہنی جلدی سے اس کے قریب آئی، اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھے بے چینی سے پوچھا۔ باقی سب بھی وہیں آ گئیں۔ ساری بات معلوم ہونے کے بعد میرب خاموشی سے وہاں سے نکل کر مس سمیرا کے روم میں چلی گئی، اب وشمہ کو منانا لازم ہو گیا تھا ورنہ ان کے درمیان فاصلے مزید بڑھ جاتے۔

☆.....☆.....☆

''شائننگ اسٹارز'' کے تمام ستارے ہی چمکتے دمکتے تھے، فہمیدہ (جسے سب پیار سے فیم کہتی تھیں) شہنی، میرب، مہر، فریحہ، سحر یہ سب میٹرک سے ایک ساتھ تھیں، ایک ہی شہر ہونے کے باعث ان میں دوستی ہو گئی تھی۔ میٹرک کے بعد انہوں نے ایک ہی کالج میں ایڈمیشن لیا تھا، پورے کالج میں ہر طرف ان کی دوستی کے چرچے تھے، ان کا گروپ کالج میں ''شائننگ اسٹارز'' کے نام سے مشہور تھا۔

☆.....☆.....☆

''وشمہ، فیم آپ دونوں کو مس سمیرا نے اپنے روم میں بلایا ہے''۔ تھرڈ ایئر کی شبنم آپی نے آ کر انہیں پیغام دیا۔ باقی سب کے چہروں پر دبی دبی مسکراہٹ نمودار ہوئی، انہیں معلوم تھا اب ان کی صلح ہو جائے گی، میرب نے اپنی ہنسی روکنے کی ناکام کوشش کی۔ شہنی اور میرب جانتی تھیں دونوں کی لڑائی سے متعلق میرب سب تفصیل پہنچا آئی تھی، میرب بہت امن پسند تھی۔
''جاؤ یار جلدی جاؤ، یہ نہ ہو وہ غصہ ہو جائیں''۔ سحر نے شریر لہجے میں کہا، وہ اپنی دوستوں کی اداسی جلد از جلد دور ہو جانے کا انتظار کرنے لگی، ان کے جانے کے بعد وہ کلاس کی دوسری لڑکیوں سے گپ شپ لگانے لگیں۔
''مے آئی کم اِن؟'' وشمہ نے اجازت چاہی۔
''یس کم اِن، کیا پرابلم ہے بھئی آپ دونوں کو؟'' ان کی آواز پر بے ساختہ انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔
''اتنے دنوں سے آپ کی بول چال بند ہے، آپ کی دوستیں کس قدر تکلیف میں ہیں اور آپ کو احساس ہی نہیں۔ ایک چھوٹی سی بات کو انا کا مسئلہ بنا لیا''۔ جب وہ بولیں تو بولتی چلی گئیں۔
''ایسا کچھ نہیں ہے جیسا آپ سمجھ رہی ہیں، میں خود سے منسلک لوگوں کا بہت احترام کرتی ہوں پھر وشمہ تو میری عزیز از جان دوست ہے مس، بھلا اس سے کیسے ناراض ہو سکتی ہوں''۔ فیم نے نظریں جھکائے آہستگی سے کہا جبکہ وشمہ خاموش نظروں سے کسی غیر مرئی نقطے کو گھورتی رہی۔
''وشمہ بیٹا! آپ مجھے ایک بات بتائیں، آپ نے فیم کو دوسروں کو اسائنمنٹ یا اسٹڈی میں ہیلپ کرنے سے کیوں منع کیا؟'' اب کی بار نرمی سے انہوں نے وشمہ سے پوچھا۔
''یہ اتنی محنت کرتی ہے اسائنمنٹس کے لئے ڈیٹا اکٹھا کرتی ہے، آپ جانتی ہیں یہ کتنا مشکل کام ہے، پھر باقی لڑکیاں جب پکا پکایا حلوہ لینے آ جائیں یہ تو

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بہت غلط بات ہے ناں، وہ خود محنت کریں نا کہ فیم کی کی گئی محنت پر سارا کریڈٹ لے جائیں، اکثر لڑکیوں کے تو مارکس بھی اس سے زیادہ آتے ہیں، یہ تو سراسر ناانصافی ہے جو یہ اپنے ساتھ کر رہی ہے، میں اس کی دوست ہوں مگر مجال ہے جو کبھی اس کی اسائنمنٹ کاپی کی ہو"۔

"بچے آپ کی بات بھی بالکل درست ہے مگر جہاں تک میں فیم کو جانتی ہوں یہ نرم دل حساس لڑکی سب کی مدد کرنے کو ہر وقت تیار رہتی ہے، کسی کو انکار نہیں کر سکتی، علم تو بانٹنے سے اور زیادہ بڑھتا ہے نہ کہ کم ہوتا ہے۔ عموماً ہم چاہتے ہیں کہ ہماری محنت ضائع نہ ہو اور نہ ہی کوئی ڈیٹا کاپی ہو، اس لیول پر آ کر سب ایسے ہی ہو جاتے ہیں آگے سے آگے جانے کی خواہش میں بہت سوں کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں، فیم کو سب کا خیال رہتا ہے یہ سب کی مدد کرتی ہے، بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں"۔ وشمہ کی بات پر انہوں نے کہا۔

"فیم آپ میری ایک بات یاد رکھئے گا، کسی کو گائیڈ کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ اپنا میٹریل ہی ان کے حوالے کر دیا جائے، مدد کوئی پوائنٹ سمجھا کر بھی کی جا سکتی ہے، آئی تھنک آپ میری بات سمجھ رہی ہیں"۔ فیم نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اب تو آپ ناراض نہیں ہیں ناں؟" انہوں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"بالکل بھی نہیں"۔ جواب وشمہ کی طرف سے آیا، فیم نے اس کا بازو تھام لیا اور جانے کی اجازت چاہی۔

"ہاں جی جلدی جائیں وہ سب انتظار میں ہوں گی، آخر ٹریٹ بھی تو لینی ہوگی"۔

"چڑیلوں کی ملکہ دل تو کر رہا ہے ایسے جھانپڑ رسید کروں کہ آئندہ ناراض ہونے سے پہلے سو بار سوچو"۔ فیم نے مصنوعی خفگی سے اس کے کاندھے پر مکا مارا، وشمہ زیر لب مسکراتی رہی۔ ابھی تو ڈھیروں ڈھیر باتیں بھی کرنی تھیں، وہ باقی سب کی طرف چلی آئیں۔

☆.....☆.....☆

نیا سال شائننگ اسٹارز کے لئے نئی خوشیاں لے کر آیا تھا، گروپ کی جان وشمہ کے نکاح کی تاریخ طے ہو گئی تھی۔

"جانم اب آپ بھی منگنی شنگنی کروا ہی لیں"۔ فیم نے شہنی کو چھیڑا تھا، سب ہنسنے لگی تھیں۔

"اتنی دیر سے کیوں آتے ہیں آخر یہ شہزادے لوگ"۔ فریحہ نے آنکھیں میچے شرارت سے کہا، سب کا قہقہہ بے ساختہ تھا، فری کی شرارت کو سب نے انجوائے کیا تھا۔

☆.....☆.....☆

وہ سب گراؤنڈ میں بیٹھی خوش گپیوں میں مصروف تھیں، ہنسی تھی، مسکراہٹیں تھیں اور پیار بھی تھا، اگر نہیں تھی تو کوئی بدگمانی نہیں تھی۔

"اس لئے تو کہتے ہیں دوستی بہت خوبصورت رشتہ ہے، اگر دوستوں میں ذرا سی بدگمانی آ جائے تو ختم ہوتے دیر نہیں لگتی، پچھلی تمام باتیں بھلا کر نئے سرے سے خوشیاں بکھیری جاتی ہیں"۔ وشمہ کا ہاتھ ہاتھوں میں لئے فیم رب کا شکر ادا کر رہی تھی کہ اسے اتنی چاہنے والی دوستیں ملی ہیں، جن سے اس کی زندگی مزید خوبصورت ہو گئی تھی۔

مہرو نے کوئی لطیفہ سنایا تھا، سب کا قہقہہ بلند ہونے پر وہ چونک کر اپنی سوچوں سے باہر نکلی اور ان کے ساتھ مسکرانے لگی۔

یہی زندگی ہے اور یہی اس زندگی کی خوشیاں اور رنگینیاں، جس نے بھی کہا ہے واقعی سچ کہا ہے، "زندگی میں دوست نہیں، بلکہ دوستوں میں زندگی ملتی ہے"۔

☆.....☆.....☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ثوبیہ ملک

افسانہ

آداب لوٹ جلیں

''میرے خیال میں ہمارے درمیان یہ بات طے ہوگئی تھی کہ میں کسی بھی قیمت میں شوبز کو نہیں چھوڑوں گی۔'' مژگان نے اپنے ہونٹوں پر پنک لپ اسٹک لگاتے ہوئے کہا۔

''تم کیوں نہیں سمجھتی ہو کہ جب کوئی غیر محرم تمہیں ہاتھ لگاتا ہے تو مجھے بہت برا لگتا ہے جیسے کسی بچھو نے تمہیں ڈنک مار لیا ہو۔''

''او پلیز سوید رضا! کم از کم تم ایسی باتیں تو نہ کرو نہ جانے تمہاری سوچ کو کیا ہوتا جارہا ہے۔''

''یہ مت بھولو کہ تم میری بیوی ہو۔'' سوید نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

''جانتی ہوں تمہاری بیوی ہوں اور تم میرے شوہر یعنی مجازی خدا، رائٹ۔ پتا نہیں تم مردوں کا کیا مسئلہ ہے جہاں کہیں عورتوں کو خود سے آگے بڑھتے ہوئے دیکھتے ہو تمہیں حسد ہوتا ہے۔'' مژگان نے تلخی سے ہونٹ سکوڑے۔

''بھاری نہیں ہو تم مجھ پر کس چیز کی کمی ہے تمہیں بولو، تمہارے منہ سے نکلنے سے پہلے تمہاری فرمائش پوری کرتا ہوں لیکن تم ہو کہ سارا دن یہاں تک کہ اکثر رات میں بھی شوٹنگ میں مصروف ہوتی ہو، صرف اتنا ہی نہیں اگر کبھی ہم باہر نکلے تو تمہارے ان گنت فینز ہوتے ہیں جو ہماری پرائیویسی میں دخل دیتے ہیں۔'' سوید نے برہمی سے کہا۔

''تو گویا تم جلتے ہو کہ لوگ مجھے اہمیت دیتے ہیں اور تمہیں کوئی پوچھتا بھی نہیں۔''

''مژگان! میں چاہتا ہوں کہ تم صرف میرے لیے تیار ہو تمہارا سنگھار صرف میرے لیے ہو، تمہاری یہ گھنی زلفیں ان پر صرف میرا حق ہو تمہارے یہ یاقوتی لب، یہ جھیل سی آنکھیں، یہ گال یہاں تک تمہارے جسم پر صرف میرا حق ہو، کوئی تمہیں چھوئے بھی نہیں۔'' سوید نے مژگان کو خود سے قریب کیا۔

''یہ سب کچھ تمہارا ہے سوید اور پھر میں تو صرف کام کرتی ہوں، مجھے اپنی حد کا پتا ہے اور مان جاؤ کہ میں صرف تمہاری ہی ہوں، کوئی نہ تمہیں مجھ سے چھین سکتا ہے اور نہ مجھے تم سے جدا کرسکتا ہے۔'' مژگان نے سوید کے سینے پر اپنے لب رکھ دیئے۔ جب کہ سوید نے گہری سانس لی۔ مژگان ہمیشہ سوید کے ایسے قریب ہوتی جیسے کوئی ڈرامے کا سین کررہی ہو حالانکہ دونوں میں شرعی رشتہ تھا لیکن سوید کی خواہش تھی کہ مژگان کو جب وہ چھوئے تو وہ شرم سے نگاہیں جھکالے نہ کہ اس کی آنکھوں میں دیکھے۔

''لائٹ بند کردو مجھے نیند آرہی ہے۔''

''تم سو جاؤ مجھے ابھی ڈائیلاگ یاد کرنے ہیں۔'' اور سوید اس کی بات پر سوائے کڑھنے کے کچھ نہ کرسکا۔

☆.....☆

''مژگان! تمہیں بال تو کٹوانے ہی پڑیں گے اور پھر یہ سین کی ڈیمانڈ ہے۔'' ڈائریکٹر نے اسے کہا تو وہ عجیب سوچ میں پڑ گئی کیونکہ اسے اچھی طرح پتا

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

Downloaded From
Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

تھا کہ سوید کو اس کے لمبے گھنے بال کتنے پسند ہیں۔
''ضروری ہیں کیا؟ میں وگ کا استعمال بھی تو کر سکتی ہوں ناں۔'' اس نے کچھ جھجکتے ہوئے کہا۔
''دیکھو مژگان! جو چیز نیچرل ہوتی ہے وہ سب کو پسند آتی ہے اور تمہیں پتا ہے ناں اچھی طرح کہ لوگ تمہیں کتنا پسند کرتے ہیں، یار بالوں کو نئی لک دو یہ کیا تم ہر وقت دادی اماں جیسے بال رکھتی ہو، میں بوبی کو بولتا ہوں تاکہ وہ تمہاری خوب صورت سی کٹنگ کردے۔''
''او کے سر! میں تیار ہوں۔'' مژگان نے بجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اس کی لیئر کٹنگ کردی گئی تھی، جس میں اس کا چہرہ اور بھی نمایاں لگ رہا تھا۔ پھر سب نے اسے سراہا بھی بہت تھا تو اس نے آئینے میں اپنا جائزہ لیا تو اسے لگا کہ واقعی ہی سب ٹھیک کہہ رہے ہیں اور پھر اس کے خیال میں خوب صورت چیز کو چھپا کر نہیں رکھنا چاہیے۔ دو گھنٹے تک وہ شوٹنگ میں مصروف رہنے کے بعد جب گھر آئی تو بہت بری طرح تھک گئی تھی۔ آدھا گھنٹہ باتھ لینے کے بعد وہ خود کو فریش محسوس کرنے لگی اور کچن میں چلی آئی جہاں رحیم کاکا دیگر ملازمین کے ساتھ کھانا بنانے میں مصروف تھے۔
''رحیم کاکا کھانا تیار ہے؟''
''بس میڈم! تیار ہی ہے سب کچھ۔'' انہوں نے مودبانہ لہجے میں کہا۔
''تو ٹھیک ہے آپ لگا دیں سوید بھی آتے ہوں گے۔'' تھوڑی ہی دیر تک سوید بھی آگئے اور کھانے کی میز پر کھانا لگ گیا۔
''واؤ بھئی آج تو بہت کچھ کھانے میں ہے اور ویسے بھی مجھے بہت بھوک لگی تھی۔'' سوید نے ایک نظر کھانے پر ڈالی جہاں بریانی، کوفتے، پھلکے، کڑاہی گوشت کے علاوہ سیلڈ اور میٹھے میں کسٹرڈ شامل تھا۔
''یہ سب آپ کے ہی لیے ہیں جناب۔'' مژگان نے مسکراتے ہوئے بریانی اس کی پلیٹ میں ڈالی اور اسی اثناء میں سوید نے بھی ایک نظر اسے دیکھا تو اس کے بالوں پر نظر پڑی تو حیرت زدہ رہ گیا۔
''یہ کیا مژگان؟'' اس نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔
''اچھے لگ رہے ہیں ناں اور پھر ایک نئی لک بھی آگئی۔ سب تعریف کررہے تھے۔'' وہ بہت خوش دکھائی دے رہی تھی۔
''ہاں بہت اچھے لگ رہے ہیں۔'' سوید نے نہ جانے کس دل سے کہا۔
''ارے یہ کیا سوید! تم کچھ لے کیوں نہیں رہے۔ یہ کوفتے لو ناں۔'' مژگان نے اس کی پلیٹ میں کوفتے ڈالے۔
''بس مجھے بھوک نہیں ہے۔ مجھے نیند آرہی ہے۔ پلیز مجھے ڈسٹرب نہ کرے کوئی۔'' جب کہ مژگان نے کوئی نوٹس نہ لیا حالانکہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی سوید نے بھوک بھوک کی رٹ لگا رکھی تھی۔

☆.....☆

احمد رضا اور یاسمین کو اللہ نے جہاں بے تحاشا دولت دی تھی وہیں سوید رضا جیسی انمول دولت سے بھی مالا مال کیا تھا پھر اس کے بعد یاسمین بیگم کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی اکلوتی اولاد ہونے کے باوجود بھی ماں، باپ کے لاڈ پیار نے اسے بگاڑا نہ تھا ہمیشہ ہر بات پر وہ والدین کے سامنے سر جھکاتا۔ زندگی بہت خوب صورتی سے گزر رہی تھی کہ اچانک مژگان اس کی زندگی میں آئی جسے دیکھتے ہی وہ دل ہار بیٹھا اور اسے پرپوز کردیا۔ پہلے تو مژگان حیران رہ گئی پھر کافی سوچ بچار کے بعد اس نے ہاں کردی لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ شوبز کو نہیں چھوڑے گی۔ احمد رضا نے دبے لفظوں میں سوید کو سمجھایا کہ وہ اچھی طرح سوچ لے کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ مژگان کو گھرداری یا شوہر سے کوئی دلچسپی نہیں لیکن

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس وقت سوید کی آنکھوں میں محبت کی پٹی بندھی تھی لیکن اب جب وہ پٹی اتری تو بہت دیر ہو چکی تھی۔''

''پہلے پہل تو سوید مژگان کی محبت میں اس قدر ڈوبا ہوا تھا کہ اسے اردگرد کا کوئی ہوش نہ تھا وہ تو ماں کے سمجھانے پر جب اسے ہوش آیا تو بزنس میں کافی نقصان ہو گیا تھا پھر اس نے سنجیدگی سے کام کرنا شروع کیا تو چند مہینوں میں دوبارہ سے اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا لیکن نہ بدلی تو مژگان بلکہ وہ پہلے سے زیادہ شوبز کو ٹائم دینے لگی۔ خوب صورت تو وہ تھی ہی اس لیے ہر پروڈیوسر اسے ہی کاسٹ کرتا کوئی بھی سیریل آرہا ہوتا مژگان نہ ہو اس میں یہ تو ناممکن ہی تھا اور سین بھی ایسے بولڈ ہوتے کہ بندہ نظریں چرانے پر مجبور ہو جاتا۔ اب جا کر سوید کو اندازہ ہوا تھا کہ جسے وہ ہیرا سمجھ بیٹھا تھا حقیقت میں وہ پتھر تھا لیکن اب پچھتانے کا کوئی فائدہ نہ تھا لیکن حقیقت میں تو اس نے بھی چاہا تھا کہ مژگان.....!

☆.....☆

''مژگان یار میری اس شرٹ کے ساتھ ٹائی نہیں مل رہی تم ذرا اٹھ کر دیکھو۔''

''تم خود دیکھ لو مجھے سونے دو۔'' مژگان نے کروٹ بدلتے ہوئے کہا۔

''میں پچھلے پندرہ منٹ سے دیکھ رہا ہوں اگر مجھے مل جاتی تو تمہیں کہتا۔''

''تو کوئی اور دیکھ لو ضروری تو نہیں کہ یہی پہن کر جاؤ۔'' سوید نے تاسف سے اسے دیکھا۔

''او کے تم سو جاؤ میں خود ہی کچھ کر لیتا ہوں۔'' وہ گہرا سانس لیتا دوسرا لباس لے کر شاور لینے لگا۔ جب کہ اسی دوران مژگان کے موبائل پر ہونے والی بپ نے اس کی نیند اڑا دی تو اسکرین پر چمکتے عالی کے نمبر نے اسے خوشگوار حیرت میں مبتلا کر دیا۔

''ہیلو عالی! کیسے ہو اور آج کیسے یاد کر لیا۔''

''میں بالکل ٹھیک ہوں اور تم سناؤ کیا حال چال ہیں۔''

''میں بھی ٹھیک ہوں۔'' سوید نے اس کے کھنکتے ہوئے چہرے پر نظر ڈالی اور دل پر بوجھ مزید بڑھ گیا۔

''تم آرہے ہو کب؟'' وہ بہت خوش لگ رہی تھی۔

''آج شام میں آرہا ہوں اگر تم مجھے پک کر لو تو بہت نوازش ہوگی۔''

''کیوں شرمندہ کرتے ہو میں ضرور آؤں گی ویسے تمہاری آواز سن کر میری ساری نیند غائب ہو گئی اور سچ میں مجھے اس قدر خوشی ہو رہی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔ خیر پھر شام میں ملتے ہیں او کے بائے۔''

''کس کا فون تھا جو تم اس قدر خوش لگ رہی ہو۔'' سوید نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

''عالی کا فون تھا وہ آج شام کو آرہا ہے۔''

''تو پھر.....؟''

''تو کیا سوید آپ بھی کمال کرتے ہیں اتنے دنوں بعد میرا کزن مجھ سے ملنے آرہا ہے اور آپ ہیں کہ فضول سوال کر رہے ہیں خیر مجھے یہ بتانا تھا کہ آج شام میں اسے پک کرنے جاؤں گی ایئرپورٹ تو ہو سکتا ہے مجھے دیر ہو جائے تو پلیز آپ پریشان مت ہوئیے گا۔'' جب کہ سوید نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے پھر نہ جانے کیوں خاموشی اختیار کر لی۔ کیوں کہ آج ان کی شادی کی سالگرہ تھی لیکن مژگان تو بھلا بیٹھی تھی سوید نے سوچ رکھا تھا کہ آج وہ جلدی آ کر اسے سرپرائز دے گا لیکن.....''

☆.....☆

''عالی میں یہاں ہوں۔'' مژگان نے دور سے آواز لگائی اور بھاگ کر عالی کے گلے لگ گئی۔

''پتہ ہے میں تمہیں کتنا یاد کرتی تھی۔'' اس نے مصنوعی ناراضی سے کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

''کیوں سوید رضا کے ہوتے ہوئے بھی تمہیں کسی کو یاد کرنے کی ضرورت پڑتی ہے حالانکہ اس کی خاطر تو تم نے مجھ جیسے ہینڈسم لڑکے کو بھی ٹھکرا دیا۔''

''اوکم آن عالی تم ابھی تک اسی بات کو دل سے لگا کر بیٹھے ہو۔''

''مذاق کر رہا تھا ڈیئر کزن، اب یہیں پر کھڑی رہو گی یا گھر بھی لے چلو گی۔'' عالی نے اس کی زلفیں بکھیریں۔

''کیوں نہیں چلو آؤ۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کار اسٹارٹ کی اور ایک گھنٹے بعد وہ گھر پہنچ گئے جہاں سوید کھانے کی ٹیبل پر کھانا کھا رہا تھا۔

''ہیلو سوید رضا کیسے ہو۔'' عالی نے اس کے گلے لگنا چاہا جب کہ اس نے صرف ہاتھ ملانے پر اکتفا کیا۔

''کیسے آمد ہوئی تمہاری یہاں؟'' سوید نے جانچتی نظریں عالی پر ڈالیں۔

''کیا ہو گیا ہے سوید آپ کو اب کیا میری فیملی یہاں نہیں آسکتی۔'' مژگان نے برا مناتے ہوئے کہا۔

''کیوں نہیں تمہارا گھر ہے میں کیوں روکوں گا کسی کو۔''

''اوکم آن گائز کیوں لڑ رہے ہو اگر سوید کو میرا آنا برا لگا ہے تو میں چلا جاتا ہوں۔''

''کیسی باتیں کر رہے ہو عالی اور پھر تم میرے مہمان ہو اور مہمان تو اللہ کی رحمت ہوتے ہیں۔ او کے مژگان تم عالی کی خاطر مدارت کرو مجھے کچھ کام ہیں میں پھر آتا ہوں۔'' سوید لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا۔

''ویسے مژگان برا مت منانا تمہارا شوہر کافی عجیب انسان ہے ان فیکٹ اسے میرا یہاں آنا اچھا نہیں لگا۔''

''ارے ایسی بات نہیں ہے۔ دراصل آج کل کام کا برڈن بہت ہے ناں نہ تو کافی ٹینشن رہتی ہے انہیں۔''

''تو اسے اتنی محنت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ جب تم اتنا اچھا کماتی ہو۔''

''جی نہیں عالی تمہیں پتا ہے سوید مجھ سے ایک روپیہ بھی نہیں لیتے۔'' مژگان نے محبت سے چور لہجے میں کہا۔

''تو یوں کہو ناں کافی خود دار انسان ہے سوید رضا۔''

''جی ہاں اچھا اب تم سب باتوں کو چھوڑو اور جلدی سے فریش ہو جاؤ۔ پھر ہم مل کر کھانا کھاتے ہیں۔''

''او کے باس جو آپ کا حکم۔'' عالی کورنش بجالایا تو مژگان دھیرے سے ہنس دی۔

☆.....☆

آج کل مژگان کا بیشتر وقت عالیان کے ساتھ گزر رہا تھا جس سے سوید رضا کو عجیب سی الجھن ہو رہی تھی اس وقت بھی وہ ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھا تاکہ تنہائی کم ہو سکے لیکن یہ تنہائی تو اس کی روح میں رچ گئی تھی مژگان کو اس نے جتنی شدت سے چاہا تھا آج وہی محبت اس کے لیے رسوائی کا باعث تھی۔ جب لوگ اسے تحقیر بھری نظروں سے دیکھتے، تو اس کا دل ڈوب مرنے کو چاہتا حالانکہ وہ زبان سے تو کچھ نہ کہتے لیکن ان کی نظریں وہ سب کچھ کہہ دیتی تھیں۔''

اس وقت بھی اس کا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔ یوں ہی چینل سرچ کرتے ہوئے اس کا ہاتھ ساکن رہ گیا کہ اسکرین پر چلنے والے سیریل میں مژگان نہایت ہی زیادہ ہیرو کے قریب تھی اور وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے اس کی کمر سہلا رہا تھا اس قدر بے ہودہ سین دیکھ کر اسے لگا کہ اس کے دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے اسی وقت مژگان کی بھی آمد ہوئی جو نہایت مختصر سی شرٹ اور پینٹ پہنی ہوئی تھی۔ شرٹ اس قدر مختصر تھی کہ جسم کا ہر ہر حصہ باخوبی دکھ رہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''کہاں سے آرہی ہو تم؟'' سوید کی گرج دار آواز گونجی کہ لمحے بھر کے لیے مژگان بھی سہم گئی۔

''ظاہر ہے شوٹنگ سے آرہی ہوں اور کہاں سے آؤں گی اور یہ کون سا انداز ہے تمہارا بات کرنے کا۔''

''یہ انداز تو مجھے پہلے ہی اپنا لینا چاہیے تھا مژگان رضا۔'' اس نے خاصی برہمی سے کہا۔

''پہلی بات تو یہ کہ میں ایسے رویے کی عادی نہیں ہوں اور.....'' اس سے پہلے کہ وہ مزید بات مکمل کرتی سوید نے اس کی بات کاٹ دی۔

''میں تمہارے منہ سے کوئی فضول بکواس نہیں سننا چاہتا اور تمہارا جو کزن ہے اسے یہاں سے چلتا پھرتا کرو نفرت ہوتی ہے مجھے جب یہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے۔''

''تو یوں کہو ناں کہ تمہیں عالی کا یہاں رہنا اچھا نہیں لگتا مگر یہ تمہاری بھول ہے کہ وہ یہاں سے جائے گا۔'' مژگان نے چیخ کر کہا۔

''یہ میرا گھر ہے اور اس کا فیصلہ بھی میں کروں گا کہ کس کو یہاں رہنا ہے اور کس کو نہیں۔''

''تو پھر ٹھیک ہے تم رہو اپنی اس دوزخ میں خوش۔ میں عالی کو لے کر یہاں سے چلی جاتی ہوں۔'' مژگان نے دروازے کی جانب قدم بڑھائے۔

''تم کہیں نہیں جاؤ گی اگر تم یہاں سے گئی تو یاد رکھنا پھر کبھی بھی اس گھر میں تم واپس نہیں آپاؤ گی۔''

''میں آنا بھی نہیں چاہتی تم جیسے شخص کے پاس جسے میری ہر بات پر اعتراض ہو میرے جاگنے، سونے، کھانے، پینے تک۔ کم از کم یہاں سے نکل کر میں کھل کر سانس تو لے سکتی ہوں دم گھٹتا ہے میرا یہاں۔''

''واہ کیا بات ہے تمہارا دم گھٹتا ہے تمہارا آزادی سے رہنا چاہتی ہو۔ اگر تم سمجھتی ہو کہ غیر مرد کی بانہوں میں بانہیں ڈالنا تمہاری آزادی ہے یا پھر ان کے ساتھ ایک ہی بیڈ پر سونا (اسے کچھ دیر قبل ٹی وی پر لگا ڈرامہ یاد آیا) تمہارے لیے آزادی ہے تو لعنت بھیجتا ہوں میں ایسی آزادی پر ایک بات یاد رکھنا مژگان یہ نہ ہو جب تمہاری آنکھیں کھلیں اور تم واپسی کے لیے قدم موڑنا چاہو تو تم چاہ کر بھی واپس نہ لوٹ پاؤ۔''

''ایسا کبھی بھی نہیں ہوگا اور مجھے یقین ہے تم جلد ہی کوئی فیصلہ کرلو اور میں چاہتی ہوں کہ تم دیر نہ کرنا ورنہ میں خود کورٹ سے خلع لے لوں گی۔'' جب کہ سوید اس کو خود سے دور جاتا دیکھتا رہا اور ویسے بھی ان کے درمیان یہ ہونا ہی تھا کیوں کہ شوبز میں ہونے والی شادیوں کا المیہ ہی یہی ہے کہ میاں بیوی شادی جیسے مقدس بندھن کو نبھا ہی نہیں پاتے۔

☆.....☆

کتنے دن ہو گئے تھے اسے سوید سے جدا ہوئے لیکن اس کی یاد تھی کہ دل سے نکلتی ہی نہیں تھی جب وہ پاس تھا تو اس نے قدر ہی نہ کی اور اب جب وہ دور تھا تو لگتا تھا اس کی یادیں اسے پاگل کردیں گی۔ کتنی مشکل سے پاپا مانے تھے کہ ان کی لاڈلی بیٹی بھلا کیسے سوید جیسے انسان کے ساتھ رہ پائے گی لیکن اس نے آخر منا کر ہی دم لیا۔ کتنی خوش تھی وہ سوید کی سنگت میں، سوید کو پا کر اسے لگتا تھا جیسے کوئی مفت اقلیم مل گیا ہو اور وہ بھی تو کتنا چاہتا تھا اسے کہ ہر بات اس کے منہ سے نکلنے سے پہلے پوری کردیتا۔ شادی کے دو سال بخوبی خیر و عافیت سے گزرے پھر نہ جانے اسے کیوں مژگان کا شوبز میں کام کرنا برا لگنے لگا حالانکہ شادی سے پہلے بھی وہ شوبز میں کام کرتی تھی اور وہ کھلے دل سے اس کی ایکٹنگ کی تعریف کرتا تھا پھر رفتہ رفتہ اس کا رویہ تبدیل ہوتا گیا اور اس نے اٹھتے بیٹھتے مژگان کو شوبز کو چھوڑنے پر زور دیا لیکن وہ بھی ضد میں آکر زیادہ سے زیادہ کام

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کرنے لگی وہ چاہتی تھی کہ سوید اسے پیار سے کہے کہ وہ شوبز چھوڑ دے تو وہ چھوڑ دے گی لیکن وہ تو ہمیشہ اسے حکم ہی دیتا تھا جب کہ وہ.....

"لو تم یہاں اداس بلبل بنی بیٹھی ہو اور میں تمہیں پورے گھر میں ڈھونڈتا پھر رہا ہوں۔" عالی نے اس کے آگے چٹکی بجائی جو ماضی میں گم تھی۔

"کیوں کوئی کام ہے؟" مژگان نے بیزاری سے کہا۔

"تمہارے سینکڑوں کی تعداد میں فون آچکے ہیں کہ میڈم مژگان کب شوٹنگ پر آئے گی پر وہ تو یہاں سوگ منا رہی ہیں۔"

"پلیز عالی! خیر اگر اب کال آئے تو منع کر دینا۔"

"وہ تو میں کہہ چکا ہوں کہ تم بیمار ہو اور کچھ دن تک تم ہرگز کام نہیں کر سکتی پر ایسا کب تک چلے گا۔"

"میں کچھ دن ریسٹ کرنا چاہتی ہوں۔"

"او کے لیکن آج شام میں ہم لانگ ڈرائیو پر چلتے ہیں اس طرح تمہارا موڈ بھی بہتر ہو جائے گا اور طبیعت پر بھی اچھا اثر پڑے گا۔"

"ٹھیک ہے چلیں گے۔" مژگان نے جان چھڑائی۔

"ایک بات پوچھوں تم سے۔" عالی نے کہا۔

"ہاں پوچھو۔"

"تم سوید رضا سے پیار کرتی ہو؟"

"پتا ہے عالی میں اس سے پیار نہیں کرتی یہ تو میں نے اب جانا ہے کہ وہ تو عشق ہیں میرا۔" جس کی یاد سے پیچھا چھڑانا چاہتی تھی اسی کا قدم قدم پر ذکر تھا۔

"تو پھر جو تم نے سوید سے علیحدگی چاہی ہے وہ؟" عالی نے حیرت سے پوچھا۔

"مجھے نہیں پتا کہ میں نے ایسا کیوں کیا لیکن میں اس کے بغیر ادھوری ہوں ہاں میں ادھوری ہوں۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

☆.....☆

اگلے دن جیسے ہی وہ گھر سے باہر نکلی تو میڈیا میں اس کی اور سوید کی لڑائی کی خبر عام تھی۔ ہر نیوز چینل اپنی پبلسٹی کے لیے بڑھ چڑھ کر سوال کر رہا تھا۔ وہ ایسی سچویشن کے لیے ہرگز تیار نہیں تھی تو گھبرا گئی۔

"میڈم جی آپ کے درمیان لڑائی کی وجہ کیا ہے؟"

"دیکھیے پلیز میں آپ کی کسی بھی بات کا جواب نہیں دینا چاہتی۔"

"پلیز میڈم! یہ تو بتا دیں کہ آپ کے شوہر نے آپ کو مارا پیٹا کیوں ہے اور سننے میں تو یہ بھی آیا ہے کہ انہوں نے آپ کو خود گھر سے بے دخل کر دیا ہے۔"

"پلیز اسٹاپ اٹ اور میرا ذاتی معاملہ ہے جس میں کسی کی بھی دخل اندازی مجھے ہرگز گوارا نہیں سو پلیز آپ یہاں سے جائیں۔" مژگان نے خاصی برہمی سے کہا لیکن وہ لوگ بھی لگتا تھا کہ ایسے رویوں کے عادی تھے۔ بڑی مشکل سے ان سے جان چھڑوا کر وہ گاڑی میں آ بیٹھی اور تیزی سے وہاں سے نکل آئی اور تھوڑی دیر میں اسٹوڈیو میں پہنچ گئی جہاں اس کی کولیگ شاید اس کے بارے میں ہی بات کر رہی تھی مگر اس کو دیکھ کر خاموش ہو گئی تو اس نے بھی نظر انداز کر دیا۔

"میڈم مژگان آپ کو اندر سر بلا رہے ہیں۔" پیون نے اسے اطلاع دی تو وہ سر ہلا کر اندر چلی آئی۔

"کم ہیئر مژگان میں کب سے تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔"

"جی بولیے۔" وہ تھکے سے انداز میں بولی۔

"مژگان ابھی بولی ووڈ سے تمہارے لیے فلم کی آفر آئی ہے جس سے تمہیں لاکھوں کا نہیں کروڑوں کا فائدہ ہوگا تو بس تم تیاری پکڑو تا کہ ہم جلد از جلد انڈیا

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جائیں۔''

''سوری سر! مگر میں فلم میں کام نہیں کرنا چاہتی۔''

''یہ کیا کہہ رہی ہو تم کل تک تو تم خود چاہتی تھیں اور آج جب تمہیں اتنی بڑی فلم کی آفر آئی ہے تو تم انکار کر رہی ہو، دیکھو ٹھنڈے دماغ سے سوچو اور پھر فیصلہ کرنا۔''

''میں فیصلہ کر چکی ہوں۔'' وہ اٹل لہجے میں بولی۔

''ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی لیکن پھر بھی ایک بار ضرور غور کرنا۔'' جب کہ وہ خاموشی سے وہاں سے نکل آئی۔

☆.....☆

موسم انتہائی خوب صورت ہو رہا تھا۔ ہلکی ہلکی بوندا باندی تقریباً دو گھنٹے سے جاری تھی۔ یہ موسم ہمیشہ سے اسے پسند رہا تھا لیکن اس وقت جتنی شدت سے بادل برس رہا تھا اتنی شدت سے اس کی آنکھیں بھی برس رہی تھیں۔

''دل عجیب طرح سے گھبرا رہا تھا اس وحشت سے گھبرا کر وہ سمندر کے کنارے چلی آئی۔ اوپر بادل برس رہے تھے اور ادھر اس کی آنکھیں وہ بے نیازی سے چلتی جا رہی تھی جب کہ اس کا دل ماضی میں گم ہوتا جا رہا تھا۔

''پاپا مجھے نہیں کام کرنا ان ڈراموں میں۔''

''نہ جانے تم میں کیسی بڈھی روح سمائی ہوئی ہے۔ آج بلال صاحب آ رہے ہیں تم تیار رہنا۔''

''مگر بابا.....'' جب کہ انہوں نے اس کی بات کاٹ دی۔

''بس جتنا کہا ہے اتنا ہی کیا کرو۔ اب جاؤ اپنے کمرے میں۔''

وہ ہمیشہ سے اپنے باپ کی مانتی آئی تھی۔ وہ فطری طور پر بزدل واقع ہوئی تھی جو چاہتے ہوئے بھی حق کو حق نہیں کہہ سکتی تھی۔ ماں کے مرنے کے بعد روحیل صاحب نے ہی اسے پالا تھا۔ وہ ہائی سوسائٹی میں موو کرنے والے انسان تھے اور چاہتے تھے کہ ان کی بیٹی بھی ان کے نقش قدم پر چلے۔ اس لیے آج وہ بلال صاحب سے اپنی بیٹی کو ملوا رہے تھے۔ تاکہ وہ کمرشل کے لیے اسے او کے کر سکے اور انہوں نے مژگان کو دیکھتے ہی فائنل کر لیا تھا۔ کیوں کہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ وہ نہ صرف معصوم ہے بلکہ انتہائی خوب صورت بھی ہے اور شوبز میں آ کر تہلکہ مچا دے گی۔ پھر اس کے بعد تو دھڑا دھڑ اسے آفر ہونے لگی اور وہ خود کو بھی بھول گئی لیکن نہ جانے کیوں اس کے دل میں باپ کے لیے ایک گرہ سی آ گئی کیوں کہ وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ اس کا باپ صرف پیسے کی خاطر اسے استعمال کر رہا ہے کہ اس مشینی زندگی میں اس کی ملاقات سوید رضا سے ہوئی اور سوید نے اسے پہلی ہی نظر میں پسند بھی کر لیا یہ واحد ایسا فیصلہ تھا جس پر وہ ڈٹ گئی اور روحیل صاحب کو مجبوراً اس کی شادی سوید سے کرنی پڑی حالانکہ وہ دل سے چاہتے تھے کہ عالیان جوان کا بھانجا تھا اس سے اپنی بیٹی بیاہ دیں لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا اسی لیے وہ بیاہ کر رضا ولا میں چلی آئی جہاں وہ اس وقت سوید رضا کی منتظر تھی اور تھوڑی دیر میں وہ چلا آیا۔ جہاں وہ سر جھکائے اس کا انتظار کر رہی تھی۔

''پتا ہے مژگان آج میں کتنا خوش ہوں تمہیں پا کر دل کر رہا ہے پوری دنیا کو بتاؤں۔'' جب کہ وہ دھیرے سے مسکرا دی۔

''مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا جس مژگان کو میں ٹی وی اسکرین پر دیکھتا ہوں وہ زیادہ خوب صورت ہے یا جو سامنے موجود ہے۔'' وہ اس کے ہاتھوں میں گولڈ کا بریسلٹ پہناتے ہوئے بولا۔

''کیا مطلب ہے آپ کا۔ یہ میری تعریف ہو رہی ہے۔'' وہ مصنوعی غصے سے بولی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''سوری جی لیں کان پکڑتے ہیں۔'' وہ اپنے کانوں کے بجائے اس کے کان پکڑنے لگا تو وہ اس کی شرارت پر خود میں سمٹ گئی۔

''سوید میں بھی آج بہت خوش ہوں اور اب میں اپنی ساری زندگی صرف آپ کے ساتھ گزارنا چاہتی ہوں۔ میرا دل چاہتا تھا کہ کوئی ایسا ہو جس کے لیے میرا یہ روپ ہو وہ صرف آپ ہی ہیں اور میں سوچ رہی ہوں کہ شوبز کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ دوں اور سارا وقت آپ کو دوں جب آپ تھکے ہوئے گھر آئیں تو میں تمام کاموں سے فارغ ہو کر صرف آپ کا انتظار کروں آپ کے لیے کھانا بناؤں۔ ہم ساتھ گھومیں پھریں۔'' وہ معصومیت سے اپنی خواہشات بتا رہی تھی۔

''یہ کیا کہہ رہی ہو مژگان ارے تم تو بالکل گنوار عورتوں کی طرح بی ہیو کر رہی ہو، ارے اگر تمہیں خدا نے ٹیلنٹ دیا ہے تو اسے ضائع کیوں کر رہی ہو اور پھر میں چاہتا ہوں کہ لوگ تمہیں سراہیں اگر مجھے شادی کرنی ہی ہوتی کسی گھریلو عورت سے تو کب کا کر بھی چکا ہوتا مگر میں خود چاہتا تھا کہ میری بیوی میرے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلے ورنہ تو میں اپنے والدین کی بات مان لیتا۔'' وہ عجیب سے لہجے میں بولا۔

''مگر سوید آپ تو.....'' مزید اس سے کچھ بولا ہی نہ گیا کہ آنسوؤں کا گولہ اس کے گلے میں پھنس گیا۔

''چلو چھوڑو یار آج کا دن ان باتوں کے لیے نہیں ہے۔'' وہ اسے خود سے قریب کرتا گیا جب کہ وہ احتجاج بھی نہ کر سکی۔

☆.....☆

دن یوں ہی گزرتے جا رہے تھے۔ سوید خود مژگان کو سیٹ پر چھوڑ کر آتا۔ پہلے پہل تو اس نے کوشش کی کہ وہ سوید کو منا لے گی مگر یہ اس کی خام خیالی تھی سوید نے شاید اس سے شادی ہی اس لیے کی تھی اُسے ایسی لڑکی چاہیے تھی جو اس کے ساتھ ڈانس پارٹیوں میں شرکت کرے۔ لوگ سراہیں اسے۔ جیسا اس نے چاہا ویسا ہی ہو رہا تھا مگر کچھ عرصے بعد اسے یہ سب برا لگنے لگا۔ حالانکہ ایسی زندگی کی چاہ اس نے خود کی تھی اور اب جب وہ خود کو داؤ پر لگا چکی تھی تو اسے کیوں ناگوار گزر رہا تھا۔ اب وہ اسے منع کرنا تھا لیکن اسے بھی ضد ہو گئی تھی کہ وہ اس دلدل سے نہیں نکلے گی پہلے اس کے باپ نے اسے اس جہنم میں دھکیلا تھا اور اب شوہر نے مگر اسے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ سوید اب کیوں اسے شوبز کو چھوڑنے کا کہہ رہا ہے۔

وہ مزید ابھی ماضی کے دھندلکوں میں گم رہتی کہ کوئی نوک دار چیز اس کے پاؤں سے ٹکرائی تو درد کی شدت سے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے مگر وہ نظر انداز کیے اپنی گاڑی میں آ بیٹھی۔

☆.....☆

سوید نے تمام باتوں کو بھلائے اپنا بیشتر وقت عبادات میں گزارہ۔ وہ ہر دعا میں اللہ سے معافی مانگتا کہ وہ مرد ہو کر بھی کتنا گھٹیا نکلا کہ صرف اپنی پہچان کے لیے اس نے مژگان کو استعمال کیا۔ اس کی کتنی خواہش تھی کہ دنیا میں لوگ اسے جانیں اور اس کے لیے دن رات ایک کر کے اس نے محنت کی۔ بہت سے ڈائریکٹرز وغیرہ کی منت سماجت کی کہ اسے صرف ایک چانس دیا جائے تو وہ بھی ایکٹنگ میں اپنا نام بنا سکتا ہے۔ لیکن ہر کوئی اسے ریجیکٹ کر دیتا تو ایسے میں مژگان سے اس کا اتفاقی طور پر ٹکراؤ ہو گیا جو اسے دیکھتے ہی پسند آ گئی پھر اس نے سوچا کیوں نہ ایک تیر سے دو شکار کر لیے جائیں۔ مژگان سے شادی بھی ہو جائے اور اس طرح وہ انڈسٹری میں قدم بھی جما لے گا۔ قدرت نے اسے اچھا موقع فراہم کر دیا تھا۔ مژگان کو اس نے پا لیا اور ان کی شادی کی خبر پورے میڈیا میں پھیل گئی اب وہ جہاں بھی جاتا لوگ اسے جاننے لگے تھے کہ یہاں تک

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اسے ایک ڈرامے کی آفر بھی ہوگئی۔ اسی سلسلے میں وہ ڈائریکٹر سے ملنے چلا آیا۔ جہاں اتفاقی طور سے اس کی باتیں سوید کے کانوں میں پڑ گئیں۔

''ارے یار یہ تو مژگان کی وجہ سے اسے کاسٹ کررہا ہوں ورنہ اسے کہاں آتی ہے ایکٹنگ۔''

''صحیح کہہ رہے ہو چوہدری صاحب مژگان ہے ہی ایسی چیز بندہ جان بھی دے دے تو کم ہے۔ سنا ہے اس کا شوہر خود ہی نہیں چاہتا کہ وہ شوبز چھوڑے۔''

''چلو اچھا ہی ہے اسی بہانے ہم بھی دیدار یار کرتے رہیں گے۔'' چوہدری صاحب خباثت سے مسکرایا۔

''یہ تو سچ ہے جتنا حسن خدا نے اسے دیا ہے۔ دل بے ایمان ہو جاتا ہے۔ پر وہ تو اپنے اس ڈفر شوہر پر ہی لٹو ہے ورنہ.....'' اس کے بعد اس سے برداشت نہ ہوا اور وہ چپ چاپ چلا آیا۔ پھر اس نے لاکھ کوشش کی کہ مژگان شوبز چھوڑ دے مگر اس نے ایسا نہیں کیا حالانکہ شادی سے پہلے مژگان خود بھی نہیں چاہتی تھی مگر سوید کو پا کر اس نے اپنا ارادہ بدل لیا۔ اب تو شاید ضد ہی تھی کہ وہ جان بوجھ کر سوید کو آزمارہی تھی کہ ایک وقت وہ تھا جب وہ اس کے سامنے گڑگڑائی تھی مگر اس نے پروا نہیں کی تو پھر مژگان نے بھی تمام شرم ولحاظ رکھ دیئے اب وہ جان بوجھ کر ایسا لباس پہنتی جو سوید کو ناگوار گزرتا حتیٰ کہ اس کے سین بھی ایسے بولڈ ہوتے کہ شریف بندہ دانتوں میں انگلی دبالے۔ نہ جانے وہ کس سے بدلہ لے رہی تھی یا پھر خود کو ہی سزا دے رہی تھی ایسے میں عالیان کا آنا سوید کے غصے کو بڑھا گیا اور جو وہ نہیں چاہتا تھا وہ ہوگیا۔

☆.....☆

وہ کب سے چاند کو دیکھنے کی کوشش کررہی تھی کہ آخر کار اسے چاند نظر آگیا تو اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے مگر اس کے لب ساکت تھے مگر آنسو قطرہ قطرہ بہنے لگے تو وہ بغیر دعا کیے ہی نیچے آگئی۔ جہاں اس کا موبائل بج رہا تھا جس پر سوید کالنگ جگمگا رہا تھا وہ حیرت میں پڑ گئی کہ آج اتنے مہینوں بعد اسے کیسے خیال آگیا۔

''ہیلو مژگان میں بات کررہا ہوں، کیسی ہو؟''

''ٹھیک ہوں۔'' وہ مختصر بولی۔

''میں ملنا چاہتا ہوں تم سے آج ہی بلکہ ابھی اگر تم چاہو تو۔''

''او کے آپ پانچ منٹ بعد مجھے گھر سے پک کرلیں۔''

''ٹھیک ہے میں آتا ہوں۔'' اس نے کال کاٹ دی۔

''تو کیا فیصلے کا وقت آگیا۔ اے میرے اللہ میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوتا ہے۔'' وہ رو رہی تھی کہ کندھے پر کسی کے ہاتھ کا دباؤ پڑا تو وہ چونکی۔

''عالی تم اس وقت.....؟'' مژگان نے اس کے حلیے پر نظر ڈالی تو دھک سے رہ گئی کیونکہ اس نے ڈرنک کی ہوئی تھی۔

''ارے یہی تو وقت ہے نیو ایئر منانے کا مگر تم رو کیوں رہی ہو۔ لگتا ہے اس سوید کے لیے اپنے قیمتی آنسو بہا رہی ہو۔ چھوڑو اسے، ادھر آؤ میرے پاس میں تمہارے آنسوؤں کو چن لوں گا۔'' وہ بہکے بہکے انداز میں اس کے قریب آیا۔

''تم جاؤ اس وقت ہم صبح بات کریں گے۔'' مژگان نے وہاں سے جانے کے لیے قدم بڑھائے مگر اس کی کلائی عالیان کی گرفت میں آگئی۔

''چھوڑو مجھے کیا کررہے ہو تم۔'' وہ وحشت سے چلائی۔

''ہنی کیوں ضد کرتی ہو، اتنی خوب صورت رات ہے اور تمہارا یہ روپ، اب اور انتظار نہیں ہوتا۔'' اس نے مژگان کا دوپٹہ کھینچ کر اسے بیڈ پر دھکیلا اور

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جھک کر اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگا تو اسے لگا کہ وہ اپنی عزت نہیں بچا پائے گی کہ قدموں کی چاپ ابھری بس اس ایک لمحے سے مژگان نے فائدہ اٹھایا اور عالیان کو دھکیل کر سیدھی ہوئی اور اندھا دھند بھاگی جہاں سامنے سے آتے سوید سے ٹکرا گئی اور پیچھے اس کے عالیان بھی آ گیا۔

''مجھے بچالیں اس سے سوید پلیز۔'' آنکھوں سے بہتے آنسو بکھرے بال بے ترتیب سانسیں وہ شاکڈ رہ گیا۔

''ارے یہ کیا بچائے گا یہ تو خود تجھے میرے حوالے کرے گا اگر یہ مرد ہوتا تو تجھے دوسرے مردوں کے لیے نہ چھوڑتا۔'' اس کی بات نے سوید کو غصے سے لال کر دیا اور پھر جو اس کا ہاتھ اٹھا تو لگتا تھا وہ اس کی جان لے کر رہے گا۔

''سوید چھوڑیے، کیوں اس کا ناپاک خون اپنے سر لے رہے ہیں۔''

''مار ڈالوں گا اس کمینے کو اس نے میری عزت پر ہاتھ ڈالا ہے اور مردانگی کا طعنہ مارا ہے۔'' وہ غصے سے دوبارہ آگے بڑھا مگر مژگان اس کی راہ میں حائل ہوگی اور عالیان بھی وہاں سے بھاگ گیا۔ جب کہ وہ مژگان کی طرف دیکھنے لگا جو مسلسل آنسو بہا رہی تھی اور اس کے آنسو عجیب قیامت ڈھا رہے تھے۔

''معاف کردو مجھے مژگان میں اس قابل تو نہیں مگر مجھے معلوم ہے کہ تمہارا ظرف بہت بڑا ہے۔'' اور مژگان تو اس کے سینے سے لگی روتی ہی چلی گئی۔

''بس کردو لڑکی کتنا روؤ گی لگتا ہے میری جان لینی ہے تم نے۔''

''بہت برے ہو تم۔'' مژگان نے اس کے ہونٹوں پر اپنا ہاتھ رکھا۔

''ٹھیک کہا تم نے بہت برا ہوں میں جو اپنی بیوی کی حفاظت نہیں کر پایا اور اسے جنگل میں شکاریوں کے حوالے کر دیا مگر پتا نہیں کون سی نیکی کام آ گئی جو اللہ نے میری عزت کو محفوظ رکھا۔'' وہ ندامت سے چور لہجے میں بولا۔

''جو ہو گیا وہ ہمارا کل تھا بھول جائیے سب کچھ اور پھر آپ کی غلطی نہیں تھی میں بھی تو آپ کو ہرانے کے لیے اپنا آپ داؤ پر لگانے لگی تھی مگر میرے پروردگار نے ہماری حفاظت فرمائی۔'' کچھ دیر پہلے وہ جتنی اداس تھی اب ہم اتنی ہی خوش خدا نے اس کی اوقات سے بڑھ کر نوازا تھا تو وہ اس کے حضور سجدہ ریز تھی کہ اس کی نادانی نے اسے کسی نقصان سے بچالیا تھا۔

''میرے خیال میں باقی باتیں اب گھر پر ہوں گی کیونکہ تمہارے بغیر میرا گھر بھی اداس ہے اب چلو جلدی سے۔'' جب کہ وہ اس کے قدم سے قدم ملانے لگی۔

''اب میری جان صرف آرام کرے گی اور صرف ہمارے لیے ہی کھانا بنائے گی اور جب میں گھر آؤں گا تو گیٹ پر ہمارا استقبال کرے گی پھر اس کے بعد.....'' جب کہ وہ اس کے بولنے پر ہنستی چلی گئی۔

''ایسے کیا دیکھ رہے ہیں۔'' وہ بلش ہوگئی۔ جب کہ سوید اس کے حیا سے لپٹے چہرے کو دیکھ کر دم بخود رہ گیا اور اپنے پیار کی مہر ثبت کر دی۔

''دیکھ کر گاڑی چلائیں یہ آپ کا بیڈ روم نہیں ہے۔''

''یار اب پیار کرنے پر بھی پابندی لگاؤ گی کتنا ترسایا ہے تم نے اب اور دور نہیں رہا جاتا۔'' اس نے مژگان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

''آپ نے نیوایئر تو کہا نہیں۔'' وہ منہ بسورتے بولی۔

''ہیپی نیوایئر جانِ سوید۔''

''آپ کو بھی۔'' اس نے بھی کہا اور اپنا سر اس کے کندھے پر رکھ کر آنکھیں موند لیں کیونکہ اب اس کی زندگی کے تمام اندھیرے ختم ہو گئے تھے۔

.....☆.....

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

افسانہ

کروبیاں

یقین مانیے ایمانداری، شرافت جیسی چیزیں معاشرے سے بالکل ختم ہوگئی ہیں۔ یہ اور ان جیسے بہت سے لفظ آپ کو کتابوں میں جابجا ملیں گے مگر انسانی کردار اور معاشرے میں ان الفاظ کی عملی تفسیر کہیں باقی نہیں رہی۔ وہ دور گزر گیا جب ملنسار، دیانت دار فرشتے انسانیت کی امداد کے لیے ہمہ وقت موجود رہتے تھے۔ اب تو خود غرضی کے ڈیرے ہیں ہر جانب۔ ابھی پرسوں کی مثال لے لیں۔

میرے دفتر کے ایک معزز اور سینئر منیجر کا قصہ ہے یہ۔ موصوف دفتر سے جانے لگے تو داخلی دروازے پر سو روپے کا نیا نوٹ پڑا دیکھا۔ یہ جھٹ نزدیک گئے۔ ابھی اٹھانے ہی والے تھے کہ سامنے سے کسی اور صاحب کو آتے دیکھا۔ یہ پہلے والے موصوف جلدی سے نوٹ تک پہنچے اور نوٹ پر اپنا پاؤں رکھ کر کھڑے ہوگئے۔ جب تک وہ دوسرے صاحب پاس سے گزر نہیں گئے یہ وہیں کھڑے رہے۔ ان کے جاتے ہی جھک کر نوٹ اٹھایا اور رفو چکر۔

''الامان، یار سو روپے کی کیا حیثیت۔''

میرے پڑوسی ہیں جناب رشید صاحب۔ مجھے بڑے مزے لے لے کر اپنا قصہ سنا رہے تھے۔ جناب کسی ہوٹل میں گئے کھانا کھانے کی غرض سے۔ خالی ٹیبل پر جا کر بیٹھے تو اسی ٹیبل پر موبائل پڑا دیکھا۔ جناب نے اِدھر اُدھر دیکھا اور موبائل جیب میں۔ کھانا کھانے گئے تھے۔ فقط پانی کے دو گلاس پیئے اور گھر۔ موبائل مالک نے دو چار دفعہ موبائل پر فون کیا تو سم بدل ڈالی۔ نیا بارہ ہزار والا موبائل مفت میں مل گیا اور کیا چاہیے؟

☆......☆

کاروبار کے سلسلے میں اسلام آباد جانا ہوا، گیا تو جہاز سے تھا، واپسی میں سیٹ نہ ملی تو بائی روڈ آنا پڑا۔

گھر آیا تو والٹ غائب۔

سارا سامان چھان مارا۔ جیبیں الٹ لیں، کہیں نام و نشان تک نہیں۔ اہلیہ نے تسلی دی لیکن پریشانی کی بات تو تھی۔ بارہ تیرہ ہزار کا سیل تھا۔ اے ٹی ایم کارڈ، شناختی کارڈ اور چند ضروری کاغذات۔

ایک تو سفر کی تھکن اوپر سے یہ نئی مشکل، میرا سر مانو چکرا گیا۔ جس کوچ سے اسلام آباد سے آیا تھا اسے فون کیا۔ اس نے پوری کوچ چیک کی مگر ندارد۔

نہ میں فرشتہ نہ کوچ کا ملک بشر ہی تو ہیں ناں۔

تو بس!

بی پی شوٹ کر گیا میرا۔

تین دن گزرے۔

چوتھے دن کوئی شام 6 بجے ملازم نے بتایا کوئی ملنے آیا ہے۔ میں باہر آیا تو دیکھا کوئی اکیس بائیس سالہ دیہاتی سا لڑکا میرے انتظار میں ہے۔ چہرے پر تھکن کے اثرات جوتے گرد سے اَٹے ہوئے۔

''آپ امیر علی ہیں ناں؟''

میں نے اثبات میں گردن ہلا دی۔ اس نے جھٹ اپنی قمیض کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور کپڑے میں لپٹا میرا والٹ سامنے تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

http://paksociety.com

پاک سوسائٹی پر مُوجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد	صائمہ اکرام	عُشنا کوثر سردار	اشفاق احمد
نمرہ احمد	سعدیہ عابد	نبیلہ عزیز	نسیم حجازی
فرحت اشتیاق	عفت سحر طاہر	فائزہ افتخار	عنایت اللہ التمش
قُدسیہ بانو	تنزیلہ ریاض	نبیلہ ابر راجہ	ہاشم ندیم
نگہت سیما	فائزہ افتخار	آمنہ ریاض	مُمتاز مُفتی
نگہت عبدُاللہ	سباس گُل	عنیزہ سید	مُستنصر حُسین
رضیہ بٹ	رُخسانہ نگار عدنان	اقراء صغیر احمد	علیمُ الحق
رفعت سراج	اُمِ مریم	نایاب جیلانی	ایماے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ، حناء ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ، سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دسترخوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی، جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

Downloaded From
Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"وہ جی میرے ابا کام کرتے ہیں اسلام آباد ہوٹل میں صفائی وغیرہ کا۔ وہاں ایک کمرے کی صفائی کرتے ہوئے ملاان کو۔ انہوں نے منیجر کو دکھایا، تب تک آپ جا چکے تھے۔ منیجر نے کہا کہ وہ رکھ لیتا ہے پھر کبھی آپ اسلام آباد آئے تو دے دے گا پر میرا ابا نہ مانا۔ اس نے منیجر سے کہا کہ وہ خود یہ والٹ آپ کو پہنچائے گا۔ وہ خود آپ کو دینے آرہا تھا۔ جی پر جس بس میں وہ آرہا تھا اس کا ایکسیڈنٹ ہوگیا، بڑا زخمی ہے۔ جی وہ، پر اسے تب بھی پرس کا خیال تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ میں یہ آپ کو پہنچا دوں اور دیر سے پہنچانے کی معذرت بھی کروں۔"

وہ مجھ سے اجازت مانگ کر واپس پلٹنے لگا جب میں نے اسے روکا اور ہزار کے چند نوٹ اس کی جانب بڑھائے۔

"تمہارا انعام ہے رکھ لو۔"

"ناں جی ناں، ابا کہتے ہیں انعام کے لیے کوئی کام کرو تو پھر وہ ایسے ہی ہے جیسے بڑی محنت سے کوئی گھر بناؤ اور پھر خود ہی ڈھا دو۔ صلہ نہیں چاہیے جی مجھے۔ نیکی ضائع نہیں کرنی جی، ناں جی...... آپ رکھیں، آپ کی امانت آپ کو لوٹا دی بس کام ختم، اچھا جی اللہ حافظ۔"

مجھے نہیں معلوم فرشتے کیسے دکھتے ہوں گے۔ وہ کیسے بات کرتے ہوں گے۔ ان کی عادات واطوار کیسی ہوں گی۔

میں دور جاتے اس اجنبی کو دیکھتا رہا
جو خمیر خدا فرشتوں کی تخلیق کے لیے استعمال کرتا ہے۔ یقیناً اسی خمیر سے اس اجنبی کا دل بنایا گیا تھا۔

ایمانداری، شرافت، دیانت داری
ابھی میں نے کہا کہ ختم ہوگئے لیکن
یہ ختم ہوگئے تو دنیا ہی ختم ہو جائے گی
اور دنیا تو ابھی باقی ہے
اسی لیے ایمانداری، شرافت بھی قائم ہے
کہیں کہیں
کسی کڑیاں (فرشتے) کی صورت میں

......☆......

قارئین
متوجہ ہوں

☆ اکثر قارئین کی شکایات کے مطابق کہ یہاں پر پرچہ دستیاب نہیں ہے۔
☆ ایجنٹ کی سہولت کے لیے پرچہ نہ ملنے کی صورت میں آپ ادارے سے رابطہ کریں۔
☆ اپنے شہر اور علاقے کا نام۔
☆ بک اسٹال کا نام جہاں پر پرچہ دستیاب نہیں ہے، ہو سکے تو بک اسٹال کا کنٹیکٹ نمبر لکھ کر ادارے کو بتائیں۔
☆ ہماری ہر ممکن کوشش ہوگی کہ ردا آپ کو بروقت مل سکے۔

رابطہ نمبر
ردا پبلی کیشن
021-34535726

خط وکتابت کا پتہ:
D-129۔ بلاک 2
پی۔ ای۔ سی۔ ایچ۔ سوسائٹی، کراچی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.paksociety.com

Downloaded From
Paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.paksociety.com

فرح ناز رفیق

افسانہ

حسین شرارت

''ہپی نیو ایئر!'' انتہائی شور میں کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی، فائر ورکس اور شدید فائرنگ میں جابجا گاڑیوں میں بجتے تیز میوزک نے آسمان سر پر اٹھایا تھا۔ وہ اپنے کانوں پر ہاتھ رکھتی کار میں بیٹھ گئی تھی۔

''اوہ پلیز یار! عبیرہ انجوائے کرو، تم کب سدھرو گی، 3 سال ہو گئے ہیں تمہیں ہمارے ساتھ، اب تو ہمارے ساتھ موو کرو''۔ اس کی کزن عنایہ نے اسے دروازہ بند کرنے سے روکا تھا اور اس نے کوفت سے اس کے شارٹ ڈریس کو اور اُس کے ساتھ کھڑے اس کے بوائے فرینڈ کو دیکھا تھا۔ وہ دونوں ایک ہی کین سے ڈرنک کر رہے تھے۔

بابا کی ڈیتھ کے بعد وہ اماں کے ساتھ مجبوراً ماموں کے گھر آ گئی تھی، وہ کوئی مڈل کلاس لڑکی نہیں تھی جو ان کی ہائی سوسائٹی موو نہیں کر سکتی تھی۔ بس اس کے بابا نے ہمیشہ اسے اس ڈگر سے دور رکھا تھا تبھی وہ عنایہ اور ماموں کی زبردستی کے باوجود اس ماحول میں ایڈجسٹ نہیں ہو پا رہی تھی۔

عنایہ اس کا ہاتھ کھینچ کر بھیڑ میں لے گئی تھی، وہ اسٹیج کے بالکل سامنے کھڑے تھے۔ تبھی مائیک پر سنگر نے گٹار پلے کیا تھا۔ بڑے لمبے بال پھٹی جینز ٹی شرٹ گلے اور بازو پر چند ایک ٹیٹوز، کلائی میں ڈھیر سارے بینڈز، عبیرہ کو سخت کوفت ہوئی تھی اس لڑکے کو دیکھ کر جو عنایہ کا ہی یونیورسٹی فیلو تھا۔ راک میوزک کے ساتھ فضا میں شور بھی بڑھ گیا تھا۔ عبیرہ، عنایہ کو وہیں چھوڑ کر آہستہ آہستہ پیچھے ہو رہی تھی، بھیڑ اتنی تھی کہ بہت مشکل تھا خود کو بچانا۔ گانا ختم ہوا اور وہ گاڑیوں تک پہنچی تھی کہ کسی نے اس کا بازو پکڑا اور کھینچتا ہوا بیک اسٹیج لے گیا، وہ بدحواسی میں چیخ بھی نہ سکی، اس لڑکے نے اس کا دوپٹہ کھینچ کر الگ کیا تھا۔ عبیرہ کی چیخ نکل گئی تھی۔

''اس شور میں کوئی تمہاری آواز نہیں سن سکتا بے بی''۔ دوسرے لڑکے نے خباثت سے کہا تھا تبھی پیچھے سے کسی نے گٹار ایک لڑکے کے سر پر مارا تھا اور دوسرے کے بازوؤں کے پاس فائر کیا تھا، وہ چاروں لڑکے بھاگ گئے تھے۔ عبیرہ اب تک چہرہ ہاتھوں میں لئے زمین پر بیٹھی تھی۔ اس مہربان نے گٹار رکھ کر اس کا دوپٹہ اٹھا کر عبیرہ کو دیا تھا تو اسے ہوش آیا تھا۔ وہی عجیب الخلقت حلیہ لئے سنگر اس کے سامنے کھڑا تھا۔

''ریلیکس کچھ نہیں ہوا، آپ یہاں اکیلی کیوں ہیں، اس سنسان جگہ پر''۔ وہ ایک کے بعد ایک سوال کر رہا تھا مگر عبیرہ کو جانے کیا ہوا اس کے ہاتھ سے گٹار لے کر توڑ دیا تھا۔

''جاہل یہ سب تم جیسے آوارہ صفت لوگوں کی وجہ سے ہوتا ہے، حلیہ دیکھو تمہارے ہی قبیلے کے

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہوں گے وہ بھی پڑھے لکھے جاہل ہو تم بھی، لگن آتی ہے مجھے تم جیسے لوگوں سے، وحشت ہوتی ہے، ہٹو آگے سے''۔ عنیرہ اسے دھکا دے کر بھاگی تھی جو ششدر کھڑا تھا، کبھی کسی کی ہیلپ کر کے یہ صلہ اسے پہلی بار ملا تھا۔ عنیرہ کے الفاظ اس کے کانوں میں گونج رہے تھے۔

''ازمیر، ازمیر''۔ عنایہ نے اسے سوچوں سے نکالا تھا۔

''یہ میری کزن ہے اسے دیکھا ہے کہیں''۔ آئی فون میں جگمگاتا چہرہ اس کا خون کھولا گیا تھا۔

''بھاڑ میں جاؤ تم اور تمہاری کزن''۔ وہ ٹوٹا گٹار روند کر چلا گیا تھا۔

☆.....☆.....☆

''تو تمہیں ضرورت کیا تھی اکیلے وہاں سے جانے کی، جانتی ہو کیسے لوگ ہوتے ہیں وہاں''۔ گھر پہنچ کر عنایہ نے اماں، ماموں، ممانی کے سامنے اسے لا کھڑا کیا تھا۔

''جانتی ہوں تمہاری ہی طرح کے جاہل لوگ ہوتے ہیں''۔

''شٹ اپ عنیرہ! بالکل بیک ورڈ اور کنزرویٹو ہو تم''۔

''ہاں ہوں میں بیک ورڈ، بخش دو مجھے نہیں ہونا تمہارے جیسا انسانیت سے گرا ہوا''۔

''عنیرہ کیا بول رہی ہو، چپ کرو''۔ ہمیشہ کی طرح اماں نے اسے خاموش کروایا تھا۔

''ڈیڈ! آپ بھول جائیں آئندہ میں اسے کہیں لے کر نہیں جاؤں گی، ربش ساری نیو ایئر نائٹ برباد کر دی، ہونہہ...'' عنایہ ماں باپ کو جتاتی لاؤنج سے واک آؤٹ کر گئی تھی۔

''اماں! یقین کریں میں نے کچھ نہیں کیا''۔

''عنیرہ بیٹا! ہم جانتے ہیں تم پریشان مت ہو، آئندہ تمہیں کوئی انسسٹ نہیں کرے گا کسی چیز کے لئے، اوکے اب جاؤ آپ روم میں''۔ ممانی نے اسے بھیج کر بات ختم کی تھی۔

''آپا ایک بات کہوں آپ سے؟'' انہوں نے اماں کو متوجہ کیا۔

''عنیرہ کی ایجوکیشن کمپلیٹ ہو گئی ہے اب آپ اس کی شادی کر دیں، اس طرح وہ اپنی مرضی سے لائف گزار سکے گی''۔ انہوں نے مخلصانہ مشورہ دیا تھا۔

''تمہاری نظر میں ہے کوئی رشتہ؟'' اماں نے بھاوج سے رائے لی تھی۔

''ہم، ہم... میں بتاتی ہوں کچھ دن میں آپ کو''۔ ممانی نے تسلی دی تھی۔

☆.....☆.....☆

عنیرہ دیکھ رہی تھی صبح سے گھر میں چہل پہل تھی۔

''ممانی! کوئی آ رہا ہے کیا آج؟'' اس نے ممانی سے پوچھا تھا جو ملازموں کے سر پر سوار تھیں۔

''ہاں جانی! وہ کچھ مہمان آ رہے ہیں تمہارے ماموں کے فرینڈ کی فیملی، اصل میں وہ تمہارا رشتہ لا رہے ہیں تم سات بجے تک اچھا سا تیار ہو جانا بیٹا، ضرورت ہو تو عنایہ یا مجھے کہہ دینا، ویسے تو تم ایسے بھی بہت پیاری ہو''۔ ممانی نے اپنی مصروفیت میں اس پر دھماکہ کیا تھا۔ وہ ایسی ہی تھیں موڈی، کبھی بہت مہربان کبھی بہت فارمل، مگر کبھی انہوں نے اسے یا اماں کو تکلیف نہیں دی تھی۔ وہ روایتی بھابی نہیں بنی تھیں۔

اسی ادھیڑ بن میں دن گزرا تھا، اماں کے اصرار پر اسکن کلر لائٹ شرٹ پنک دوپٹے کے ساتھ بہت سادہ سا تیار ہوئی تھی۔ سات سے نو بج

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گئے تب ملازمہ نے اسے باہر بلایا، راستے میں ہی ممانی مل گئیں۔

''بیٹا! تم باہر لان میں چلی جاؤ، لڑکا وہیں ہے، اسے کچھ باتیں کرنا ہیں تم سے او کے ڈرو نہیں جانی بی بریو''۔ اس کا گال تھپتھپائے وہ راہداری سے گزر گئی تھیں۔

وہ کوئی ڈرپوک لڑکی نہیں تھی شروع سے کوایجوکیشن میں رہی تھی مگر اس وقت وہ کافی نروس تھی، دوپٹہ سنبھالتی وہ اس کے پاس کین چیئر کے قریب آئی تھی، جو آہٹ پر کھڑا ہوا تھا۔ عنیرہ حیران رہ گئی تھی، وہ اسی رات والا سنگر تھا مگر اب شارٹ ہیئر کٹ اور سوٹ میں بہت ڈیسنٹ اور ہینڈسم لگ رہا تھا۔

''تم... تمہاری ہمت اتنی کہ میرے گھر آؤ''۔ عنیرہ آؤٹ آف کنٹرول ہو رہی تھی۔

''اتنا غصہ کیوں کرتی ہیں آپ، جو آپ کو پسند نہیں تھا اب تو ایسا کچھ بھی نہیں ہے مجھ میں''۔ سامنے کھڑے شخص نے بازو پھیلا کر اپنا جائزہ لیا تھا۔

''مجھے تمہاری کوئی چیز نہیں تم ہی پسند نہیں ہو، ال مینرڈ انسان''۔ وہ بھڑک گئی تھی۔

''ہونے والے ہسبینڈ کو ال مینرڈ کہہ رہی ہیں آپ، محترمہ کچھ دیر میں ہماری انگیج منٹ ہے''۔ اس کے دھماکہ پر وہ سنبھل نہ سکی تھی کہ عنایہ اسے لاؤنج میں لے آئی تھی جہاں اس کے ہاتھ میں گمنام انسان کی انگوٹھی پہنا دی گئی تھی اور اماں نے اس کا ماتھا چوما تھا۔ ایک ہفتہ بعد کی شادی پر وہ اماں کے سامنے چیخ اٹھی تھی۔

''اتنی بری ہوں میں، نہ پوچھا نہ بتایا اور اتنی جلدی شادی...''

''میری بچی بدگمان نہ ہو، اصل میں شاہ میر کو دو ہفتے بعد ابروڈ جانا ہے اسی لئے جلدی کی، یقین کرو ہمارا انتخاب بہت اچھا ہے، میرا مان رکھنا بیٹا''۔ اماں کی التجا پر وہ صرف آنسو بہا سکتی تھی۔

بس ایک آخری کوشش کے طور پر اس نے عنایہ کے موبائل سے شاہ میر کا نمبر چرایا تھا اور مایوں کی رات نمبر ڈائل کیا تھا۔ دوسری طرف گھمبیر آواز پر وہ تھوڑا ڈری تھی۔

''میں عنیرہ ہوں، مجھے بس یہ کہنا ہے کہ تم میری پسند کبھی نہیں ہو سکتے، حلیہ بدلنے سے کیا ہوتا ہے رہو گے تو وہی، نہیں کرنا مجھے شادی، آگے تم سوچ لو بہت بری ہوں میں''۔ جلدی جلدی اسے دھمکاتی عنیرہ نے لائن ڈسکنیکٹ کر دی، بس اپنی ہی سنائی تھی آگے والے کی سننے کی زحمت نہیں کی تھی۔

☆.....☆.....☆

ہفتے بعد وہ بڑے طمطراق سے اسے بیاہ کر اپنے گھر لایا تھا۔ ڈھیروں رسموں میں گھری وہ اس کے بیڈروم تک لائی گئی تھی۔

''بھابی تیار ہو جائیں نیگ کے لئے''۔ اس کی نند فروا نے شوخی سے کہا تھا۔ اس نے حیرت سے اپنے بیڈ پر بیٹھے اسی لمبے بالوں والے لڑکے کو دیکھا تھا۔

''اف کہیں یہ وگ تو یوز نہیں کرتے''۔ عنیرہ نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

''پریشان نہ ہوں بھابی یہ ہماری رسم ہے اگر آپ کو بیڈ پر بیٹھنا ہے تو پہلے اپنے دیور کو نیگ دینا ہوگا''۔ فروا کی بات پر اسے شاک لگا تھا۔

''دیور، دیور کہاں ہے میرا؟'' اس نے حیرت سے پوچھا تھا اور بیڈ پر پھیل کر بیٹھے ازمیر کی ہنسی نکل گئی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''قسم سے کیا توپ چیز بنتی ہیں آپ بھابی اور اتنی بے وقوف ہیں، حد ہے، بھائی شکر کریں آپ اس زمانے میں یہ پیس ملا ہے''۔ ازمیر کی شوخی پر اس نے گھوم کر اپنے برابر دیکھا تھا۔ شاہ میر اپنے شارٹ ہیئر کٹ کے ساتھ شرارتی مسکراہٹ لئے کھڑا تھا۔

''کیا کہہ رہے ہو، کیا قصہ ہے یہ''۔ فروا کا برا حال تھا سسپنس سے۔

''رہنے دو مل گیا مجھے نیگ، تم چلو بتاتا ہوں تمہیں''۔ ازمیر نے فروا کا ہاتھ پکڑا تھا۔

''کسی کو کال کرتے ہیں تو دوسرے کی بات بھی سننی چاہئے لڑکی، جو تمہیں نیو ایئر نائٹ کو ملا وہ ازمیر تھا، اس کی درگت جو تمہارے ہاتھوں بنی وہ سن کر مجھے بہت اچھا لگا کہ چلو کوئی میرے جیسا بھی ہے۔ ازمیر ہمیشہ مجھ سے ڈانٹ کھاتا ہے اپنے حلئے کی وجہ سے، ہم دونوں ٹوئنز نہیں ہیں مگر بلا کی مشابہت ہے ہم میں۔ تمہارے خیالات بہت اچھے لگے تم میرے دل کو بہت پسند آئی تھیں، اب ہم دونوں مل کر اس بگڑے ازمیر کو سدھاریں گے''۔ شاہ میر نے اپنا ماتھا اس کی جبیں پر ٹکایا تھا۔

''دز از ناٹ فیئر، میں بگڑا ہوا نہیں ہوں''۔ ازمیر دھڑ سے دروازہ کھول کر اندر آیا تھا، وہ دونوں بری طرح بوکھلا گئے تھے۔

''تبھی کہا تھا میں نے تمہیں ال مینرڈ، ناک کر کے نہیں آسکتے تھے ڈفر''۔ ان کی ساری شرارت سمجھ کر عبیرہ ہلکی پھلکی ہوگئی تھی اور اپنی ٹون میں واپس آ گئی تھی۔

''بھابی! جیسا بھی ہوں کرکٹر کا اچھا ہوں، گواہ ہیں آپ''۔ ازمیر نے اپنا امیج بھائی کی نظروں میں بہتر کیا تھا۔

''ہاں یہ تو ہے اور باقی خرافات میں دور کردوں گی''۔ عبیرہ نے اس کا بھرپور جائزہ لیا تھا۔

''اچھا ناں گھورنا بند کریں آپ پرامس میں اپنے حسین بال کٹوادوں گا، بس''۔ ازمیر نے ہاتھ جوڑے تھے۔

''اچھا اور وہ خوفناک ٹیٹوز؟'' عبیرہ کے سوالات پر شاہ میر بہت خوش تھا۔

''اف! وہ صرف اسٹیکرز تھے سچ میں پاگل نہیں ہوں میں''۔

''اور وہ گن کہاں سے لی تھی؟'' اس بار ازمیر کے طوطے اڑ گئے تھے۔

''گن کون سی گن، تمہارے پاس گن ہے''۔ شاہ میر نے اس کا ہاتھ مروڑا تھا۔

''بھائی قسم سے اس کا لائسنس ہے میرے پاس سیفٹی کے لئے ہے، بس دیکھیں کام آگئی ناں، بھابی بچائیں مجھے''۔ ازمیر چیخ اٹھا تھا۔

''میں بس آپ دونوں کو ہیپی نیو ایئر کہنے آیا تھا۔ میں جانتا ہوں آپ دونوں کو نہیں پسند، سوری یار مگر آج تو بنتا ہے ناں''۔ شاہ میر دروازہ لاک کرتا عبیرہ تک آیا تھا۔

''میں نیو ایئر کبھی سیلیبریٹ نہیں کرتا مگر ازمیر ہر سال مجھے وش کرتا ہے اور اسی کی ضد کی وجہ سے ہماری شادی بھی نیو ایئر نائٹ پر ہوئی۔ آج واقعی اپنی نئی زندگی کی شروعات نئے سال کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں، ساتھ دو گی میرا''۔ شاہ میر کے بڑھے ہاتھ پر عبیرہ نے جھجک کر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔ باہر ازمیر اپنی سریلی آواز کا جادو جگا رہا تھا کزنز کے ساتھ۔

شاہ میر اور عبیرہ ہنس پڑے تھے اس کی شرارت پر۔

☆.....☆.....☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

شہلا گل سحر

افسانہ

نئی رُت، نیا سال، نئی صبح

"باجی پلیز! اس لسٹ پر نظر ڈالیں کہیں کوئی کمی بیشی تو نہیں ہے۔" رُبا نے ایک بڑی لسٹ ایمن کو پکڑائی، جس میں بڑی تعداد میں ڈشز اور انواع و اقسام کے پکوان درج تھے۔ دوسری لسٹ میں مہمانوں کی تعداد درج تھی۔ ایمن انہماک سے ہر چیز چیک کر رہی تھی۔

"روحانہ کیا مسئلہ ہے، مت تنگ کرو مصور کو ابھی جاگے گا تو کوئی کام نہیں کرنے دے گا۔" رُبا نے روحانہ کو ڈانٹا جو بار بار مصور کے بے بی کاٹ کے پاس جا رہی تھی۔

"آپی! کم سے کم اس کو تو آپ گھر چھوڑ کے آتیں۔" رُبا نے جھنجھلاتے ہوئے ایمن کی طرف دیکھا جو شرمندہ نظر آ رہی تھی۔

"اِدھر آؤ روحی۔" اس نے کڑی نظروں سے اپنی سات سالہ بیٹی کو دیکھا جو خاموشی سے آ کے اس کے پاس بیٹھ گئی تو رُبا نے سکھ کا سانس لیا۔

"تو آپی پھر کیا خیال ہے، نئے سال کی پارٹی اس بار نئی کوٹھی میں رکھ لیتے ہیں۔ اس کا لان بھی وسیع و عریض ہے اور اسٹائلش سی ارینجمنٹ کروا دیں گے، بس آپ نے ہی ساری سیٹنگ کرنی ہے اور آج مظہر کہہ رہے تھے کہ ایمن آپی آئیں تو لنچ کے لیے ان کے ہاتھوں کی بریانی تیار کروانا۔ ان کے ہاتھوں جیسا ٹیسٹ تو فائیو اسٹار ہوٹلوں میں بھی نہیں ملتا اور میری تو آج سیکنڈ ٹائم بہت سی دلہنوں کی اپائنٹمنٹ ہے مجھے بھی پارلر جلدی جانا ہوگا۔ ابھی تو ورکرز نے سب سنبھالا ہوگا کہ مجھے ضروری آپ سے اس پارٹی کے بارے میں ڈسکشن کرنی تھی۔

"مما۔" روحی کی دلخراش چیخ کے ساتھ ہی رُبا کی زبان کو بریک لگی۔ دونوں آگے پیچھے دوڑیں۔ روحی جانے کب اٹھ کے سیڑھیوں کی طرف چلی گئی تھی اور جانے کیسے اس کا پاؤں پھسلا کہ نیچے گر پڑی۔ منہ کے بل گرنے سے اس کے منہ سے خون بہنا شروع ہو گیا تھا اور ماتھے پر گومڑ سا بن گیا تھا۔

"رشید! جلدی سے فرسٹ ایڈ باکس لے آؤ۔" روبا نے اپنی نوکرانی کو آواز دی۔ روحی کی بینڈیج کرنے کے بعد ایمن گھر جانا چاہ رہی تھی۔

"اُف آپی! رک جائیں ناں مظہر نے بھی آپ سے کچھ ڈسکس کرنا ہے۔ اس کو فہمیدہ آپا (جو روحی کی چچی تھی) کے پاس بھجوا دیں، ویسے بھی وہ ان کے ساتھ مانوس ہے۔" رُبا نے اسے روکنے کی بہت کوشش کی مگر جانے ایمن کے دل میں کیا سمائی کہ زندگی میں پہلی بار وہ اپنی چھوٹی بہن سے اتنی متنفر ہوئی اور رکشا لے کے گھر آ گئی۔ اس نے روحی کو آرام سے بیڈ پر لٹایا جو اس کی گود میں راستے میں سو گئی تھی۔ وہ زین کو دیکھنے فہمیدہ کے پورشن میں آئی تو وہ اکیلا ریت کا گھروندا بنائے اسے گھور رہا تھا۔

"زین بیٹا!" ایمن نے اسے پکارا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔

"اٹھو زین! کیا حال بنا لیا اپنا۔" اس نے سختی سے کہتے ہوئے اسے اٹھایا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

Downloaded From
Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

''چھوڑو مجھے سب گندے ہیں، کوئی مجھ سے پیار نہیں کرتا فہمیدہ چچی، حسان کے لیے پراٹھا بناتی ہے، مجھے ڈانٹتی ہے اگر میں مانگوں۔'' اس کا پانچ سال کا بیٹا کس قدر سب سے بدظن تھا اور وجہ بھی ایمن سیال بخاری خود تھی۔

بابا کی وفات کے بعد اس نے ماں کا بیٹا بن کے دکھایا تھا۔ اس کے بعد احسن، عمیر، زویا اور روباش تھی اور ان میں ان کی جان تھی۔ اماں کے ساتھ سلائی کرتی، ساتھ ساتھ پرائیویٹ تعلیم جاری رکھی۔ ٹیوشن پڑھائی، اور آخر نگ دوو کے بعد گورنمنٹ اسکول میں اسے کی پوسٹ مل گئی۔ اس کی ساری پیمنٹ گھر پر اور بہن بھائیوں پر خرچ ہوتی۔ وہ بھی بلا تردد اس سے فرمائش کرتے، وقت کا پہیہ گھومتا رہا، اس کے ماموں زاد سیال کی وہ پہلی اور آخری چاہت تھی مگر اس نے شادی نہ کرنے کا اور خود کو بہن بھائیوں کے لیے وقف کرنے کا فیصلہ کیا تھا مگر اماں جہاندیدہ خاتون تھیں، انہیں ہر چیز کا پتا تھا، اس لیے اپنے سر کی قسم دے کر انہوں نے اسے سیال کے ساتھ رخصت کر دیا۔ سیال بہت اچھا جیون ساتھی ثابت ہوا اور اپنا کہا سچ کر دکھایا وہ واقعی اس کے اور اس کے گھر والوں کے درمیان نہیں آیا۔ وہ خود بزنس مین تھا، اس کی تنخواہ سے اسے کوئی غرض نہیں تھی، وہ اب بھی اپنی فیملی کو سپورٹ کرتی تھی، حسن کو جاب مل گئی۔ عمیر جرمنی سیٹل ہو گیا، رُبا اور زویا اپنے گھر کی ہو گئیں۔ رُبا کا پوش علاقے میں پارلر تھا، جسے وہ بہت کامیابی سے چلا رہی تھی، زویا شوہر کے پاس دبئی چلی گئی۔ اماں نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آنکھیں موند لیں اور دیر سے سہی مگر اس کے آنگن میں بھی دو پھول روحانہ اور زین مہکے۔ اتنے بہت واقعات رونما ہونے کے بعد اس کا وطیرہ نہ بدلا۔ حسن اور اس کی بیوی کا جھگڑا ہوتا، یا کہیں کا ٹور ہوتا تو بچوں کی ذمے داری اس پر ڈالی جاتی۔ صلح صفائی وہ کرواتی۔ ہر دوسرے دن رُبا کی کال آ جاتی تو وہ اس کی خدمت کو پہنچ جاتی۔ وہ اماں کی روح کو تسکین پہنچانے کے لیے ان کی چھاؤں بن گئی اور ان لوگوں نے بھی اسے مہرہ بنا لیا۔ اس کی سیلری آج بھی بہن بھائیوں اور ان کی اولاد پر خرچ ہوتی تھی جب کہ وہ سب خیر سے خوش حال تھے۔

رفتہ رفتہ سیال اس سے دور ہوتا گیا۔ بچوں نے اس کی کوکھ سے جنم لیا مگر پالا انہیں چچی نے۔ جس کے احسانات کے صلے میں وہ اکثر کچھ نہ کچھ اس کے لیے لاتی تھی۔ وقت کے ساتھ ساتھ بچے سمجھدار ہو رہے تھے اور رویے خود اس کی سمجھ میں بھی آ رہے تھے۔

''کیا خوب لکھا ہے کسی نے کہ خوب صورت اور نرم دل رکھنے والے لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ دوسرے لوگ ان کو بے وقوف بنا رہے ہیں یا کھلونا سمجھ کے کھیل رہے ہیں۔ جانتے بوجھتے بھی وہ دوسروں سے اچھا سلوک بحال رکھتے ہیں کیونکہ وہ ایک خوب صورت دل کے مالک ہوتے ہیں۔''

آج صبح ربا کی روحی کے لیے اکتاہٹ اسے بہت عجیب لگی۔ پھر زین کا عجیب و غریب رویہ بھی اسے بری طرح جھنجھوڑ گیا۔ اس کے پھول سے بچے پرائے در پر پل رہے تھے وہ دوسروں کا مسیحا بن کے گھوم رہی تھی۔ جہاں وہ صرف ایک استعمال کی چیز تھی۔ باقی اس سے اور اس کی فیملی سے کسی کو سروکار نہیں تھا۔ ضمیر کی آواز اور لاشعور کی سوچوں نے اسے بری طرح گھما ڈالا تھا۔ اس نے روحی کے لیے کھیر بنائی اور زین کے لیے آلوؤں والا پراٹھا بنایا اور ان کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔

''بیٹا! فہمیدہ آنٹی آپ کو کھانا نہیں دیتی۔'' اس نے دکھ سے زین کو دیکھا جو بڑے بڑے نوالے کھا رہا تھا اور ہاتھ اور چہرہ دونوں خراب ہو رہے تھے۔ البتہ روحی کو چوٹ کی وجہ سے وہ خود احتیاط سے کھلا رہی تھی۔

''آپ جو لنچ دیتی ہیں وہ میرے ساتھ حسان بھی کھاتا ہے اور گھر میں ہم شرارت کرتے ہیں تو چچی اسے چھوڑ کے مجھے ڈانٹتی ہیں۔ کبھی کبھی باتھ روم میں بھی بند

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

کرتی ہیں حسان کو کھانے کی چیز دیتی ہیں مجھے نہیں۔" زین نے شکایتی لہجے میں کہا تو ایک اور انکشاف نے اسے ادھ موا کر دیا۔ اس کی صبح ڈیوٹی ہوتی پھر بچے نزدیکی انگلش میڈیم اسکول میں تھے۔ اس لیے جلدی گھر آتے اور فہمیدہ کے پاس ہوتے۔ گھر آنے کے بعد کبھی کسی کولیگ کے گھر جانا ہوا۔ یا اکثر ربا کو کوئی کام درپیش آتا، رات کو تھکی ہاری وہ سو جاتی بچوں کے بیگ کھولنے کا ٹائم بھی نہیں ملتا۔

"کیسی زندگی گزار رہی ہو تم ایمن سیال بخاری۔" اس کے ضمیر نے ایک اور کوڑا لگایا۔

"بلا کسی مقصد کا سفر طے کر رہی ہو جس کی کوئی منزل ہی نہیں ہے، پیارے رب نے اولاد جیسی نعمت سے نوازا اور تم نے انہیں وقت کے گرم تھپیڑوں کے لیے چھوڑ دیا۔ دیا ہوا میں رکھو تو بجھ جاتا ہے، پھول ٹہنی سے جدا ہو کر مرجھا جاتا ہے، ہریالی کی صحیح آبیاری نہ کی جائے تو وہ گھاس پھونس کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ چمن کو تراش خراش ہی دلکش بناتی ہے۔" اور اس کے آنگن کے پھول پھر اس کی گود اور اس کی درسگاہ سے کیوں محروم تھے۔ آسائشات دل کا سکون نہیں بن سکتیں۔ بغیر کسی تربیت اور شفقت سے بچے احساس محرومی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ پتا نہیں وہ اپنے رب کو کیا منہ دکھائے گی۔ اپنے فرض سے کوتاہی برت کے وہ دوسروں کے لیے مسیحائی پھرتی تھی۔ شام کو سیال آیا تو وہ اسے بہت پریشان اور الجھی الجھی سی لگی۔ موبائل اس نے آف کیا ہوا تھا۔ سوچوں کے لامتناہی سلسلے اور ضمیر کی عدالت نے اسے ندامت کے سمندر میں جھکیل دیا تھا اور کوئی مثبت سرا اس کے ہاتھ بالکل آ بھی نہیں رہا تھا۔ سیال نے بھی اسے چھیڑنا مناسب نہ سمجھا اور مناسب وقت کا انتظار کرنے لگا جب ایمن خود سے اپنی پریشانی شیئر کرے، بچے سو چکے تھے، سیال کے ہلکے خراٹے کمرے میں گونج رہے تھے اور غیر مرئی نکتے پر جمی ایمن کی نظر ساکت تھی مگر سوچوں کی ایک یلغار تھی جس نے دل و دماغ کو جھنجھوڑا ہوا تھا، جانے کب آنکھ لگی۔

"اماں۔" اس نے خوشی سے چیخ لگائی مگر یہ کیا۔ اماں سب سے گلے ملیں اور اسے نظر انداز کر دیا۔ انہوں نے زمین پر بیٹھے دونوں بچوں کو گود میں بٹھایا اور روحی کے زخم دیکھ کے ایک ملامتی نظر اس پر ڈالی۔ سب خوش تھے۔ آپس میں خوش گپیوں میں مصروف تھے مگر اماں اداس بیٹھی تھیں، اس کے دونوں بچے اماں کی گود میں بیٹھے تھے اور وہ ان کے قدموں میں بیٹھی رو رہی تھی مگر اماں نے منہ پھیر لیا تھا۔

"اماں! آپ کے جانے کے بعد میں نے ماں بن کر سب کا خیال رکھا پھر آپ مجھ سے کیوں خفا ہیں۔ آپ کی خوشی کی خاطر میں نے کبھی اپنی ذات کے بارے میں نہ سوچا۔" وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

"ایمن..... ایمن!" سیال نے اسے جھنجھوڑا تو اس کی آنکھ کھل گئی، گویا فیصلہ ہو چکا تھا۔ دوسرے لمحے وہ سیال کی بانہوں میں سسک رہی تھی۔

"مجھے معاف کر دیں میں اپنے مدار سے ہٹ گئی تھی۔ میں بہت بدقسمت ہوں جو اتنا پیارا گھر اچھے دوست جیسا شوہر اور پھولوں جیسے بچوں سے غفلت برت رہی تھی۔ اماں بھی مجھ سے ناراض ہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہوگا کہ میں اپنے فرائض پورے نہیں کر رہی تھی، بلکہ زندگی کو ایک مذاق سمجھ رہی تھی۔ آج کے بعد میرا سارا ٹائم اپنے گھر، شوہر اور بچوں کے لیے ہوگا۔ آپ کو مجھ سے کبھی شکایت نہ ہوگی۔" سیال نے اسے خود میں بھینچ لیا تھا اور وہ پرسکون پناہ میں آ کے سنبھل گئی تھی۔ اب اسے اپنے بچے اور اپنا گھر خود سنبھالنا تھا۔ ایسا لائحہ عمل تیار کرنا تھا کہ جس سے ان چاروں کی زندگی سکھی اور پرسکون گزرے۔ دو دن بعد نیا سال تھا مگر اس کے دکھوں کے دسمبر کا اینڈ ہو چکا تھا۔ نئی رُت اس کی منتظر تھی اور ایک روشن صبح اس کی چھوٹی اور پیاری سی ہیلپ کے لیے منتظر تھی جس کی آغوش میں ہر چیز روشن اور نئی تھی۔

.....☆.....

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

صبا سعید

افسانہ

محبت جو تم سے ہوئی

گاڑی کا ہارن سنائی دیا تو گیٹ کیپر نے دروازہ کھول دیا گاڑی پورچ میں آ کر رکی تو اس نے گاڑی کو لاک کیا اور اپنے کندھے پر ڈالا بیگ دوسرے کندھے پر کیا اور اندر داخل ہوگئی۔

''السلام علیکم مما!'' وہ سلام کہہ کر اپنے کمرے میں چلی گئی اس نے بیگ کندھے سے الگ کیا اور جوتے اتارے یعنی ایک جوتا اٹھا کر صوفے کے پیچھے پھینکا اور دوسرا کسی اور جگہ پھر وہ اوندھے منہ لیٹ گئی تھوڑی دیر بعد مہمان آنا شروع ہوگئے تھے کیونکہ آج اس نے مایوں بیٹھ جانا تھا سو وہ پلان بنا رہی تھی کہ کس طرح گھر سے نکلے۔ آخر کار اس نے پلان بنایا اور اپنے کافی ساری دوپٹوں کو ایک دوسرے کے ساتھ باندھ کے ٹیرس سے نیچے پھینکا اور گھر سے نکل گئی۔ شام ڈھل چکی تھی رات ہونے والی تھی کتوں کی آوازیں آ رہی تھیں وہ ڈر کے مارے تھر تھر کانپ رہی تھی کہ سامنے سے آتی گاڑی کے ٹائر اس کے پاس چرچرائے۔

''تم یہاں کیا کر رہی ہو تمہیں تو آج مایوں بیٹھ جانا تھا پھر اس سڑک پر کیا کر رہی ہو؟'' وہ گاڑی سے اتر آیا تھا اور بالکل اس کے روبرو کھڑا تھا اور سامنے کھڑی غنیزہ انور نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا اسے پتہ تھا کہ ایسا ہی کچھ ہونے والا ہے یہ اس کا تایا زاد کزن عرشمان عرف (عاشو) تھا وہ دونوں بچپن سے ایک دوسرے کا ساتھ دیتے آئے تھے عاشو جب سات سال کا تھا تو اس کے ماں باپ کا روڈ ایکسیڈنٹ میں انتقال ہوگیا تھا تو پھر وہ اپنے چچا کے پاس آ گیا چچا لوگوں نے اسے پڑھایا لکھایا اور آج وہ اس قابل تھا کہ اپنا گھر گاڑی سب کچھ اس کے پاس تھا صرف ایک چیز کی کمی رہ گئی تھی وہ تھے اس کے ماں باپ۔

''تم خود کو کیا سمجھتے ہو بتاؤ نا کیا سمجھتے ہو خود کو کیسا پیار کیا تم نے میرے ساتھ بتاؤ چپ کیوں ہو بہت دعوے کرتے تھے جب وقت آیا تو پیچھے ہٹ گئے مسٹر عرشمان ملک ساری میری ہی غلطی تھی جو تمہاری جھوٹی محبت کو بہت کچھ سمجھتی رہی پلیز تم ایک بار کہہ دو کہ تم مجھ سے پیار کرتے ہو پلیز کہہ دو نا''۔ وہ التجا کر رہی تھی اپنی محبت کی بھیک مانگ رہی تھی۔

''میں واقعی تم سے محبت کرتا ہوں''۔ یہ کہنے کی دیر تھی کہ وہ اس کے سینے سے جا لگی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

''میں تم سے محبت کرتا ہوں ایک دوست کی حیثیت سے ایک کزن کی حیثیت سے''۔ وہ آہستہ آہستہ اس سے علیحدہ ہوئی اور اس کی شکل دیکھنے لگی یہ منظر کسی اور نے بھی دیکھا تھا عمیر علی جو اس کا منگیتر تھا اس نے سب کچھ سنا تھا جیسے جیسے وہ پیچھے ہو رہی تھی کہ سامنے سے آتی کار اس سے بری طرح ٹکرائی تھی۔ عاشو نے چیخ کر اسے پکارا اور دوسری طرف سے بھی ویسی ہی آواز تھی ایک سیکنڈ کے لئے انہوں نے ایک

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

Downloaded From
Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

دوسرے کو دیکھا اور اسے اٹھا کر قریبی اسپتال لے گئے تھے عاشو نے چچا اور چچی کو بھی فون کر دیا تھا وہ بھی روتے ہوئے اسپتال پہنچ چکے تھے۔ آئی سی یو کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر باہر آیا۔

''جلد از جلد بلڈ کا بندوبست کریں''۔

''ڈاکٹر میرا بلڈ اے پازیٹو ہے''۔ یہ الفاظ عاشو کے تھے وہ ڈاکٹر کے ساتھ عنیزہ کو خون دینے کے لئے چلا گیا چچا تو باہر چلے گئے تھے اور چچی وہیں ڈھے سی گئی تھیں خون کافی سارا نکل چکا تھا جس کی وجہ سے عنیزہ کا رنگ سفید ہو گیا تھا اس نے دو بوتلیں خون کی دی تھیں۔ دو گھنٹے بعد عنیزہ کو ہوش آ گیا تھا اس نے آنکھیں کھولتے ہی اپنی مما کو سامنے پایا۔ وہ ان کے گلے لگ کر رونے لگی پھر اس کے ساتھ کیا ہوا کیسے ہوا اس نے صاف صاف اپنی مما کو بتایا۔ جس بات کا ان کو اندازہ تھا وہ درست نکلا۔

''مما میں مر جاؤں گی پلیز مجھے بچا لیں میں عاشو کے علاوہ کسی دوسرے انسان کو سوچ بھی نہیں سکتی پلیز مما''۔ وہ اپنی ماں سے اپنے پیار کی بھیک مانگ رہی تھی نائلہ بیگم کو سب سے زیادہ پیار اپنی اسی چھوٹی بیٹی سے ہی تھا وہ نہیں چاہتیں تھیں کہ ان کی بیٹی کو ذرا سی بھی تکلیف ہو وہ تو اس کی خوشی میں ہی خوش تھیں۔

☆☆☆☆

آج اس کی برات تھی نکاح کے بعد دودھ پلائی کی رسم ادا کی جانی تھی اس کی سب کزنز نے میز پر ایک فیڈر اور دوسرا گلاس رکھا ہوا تھا فیڈر پر تیس ہزار اور گلاس پر پچاس ہزار لکھ کے لگایا گیا تھا۔ پہلے اس کا ہاتھ فیڈر کی طرف گیا تو سب نے کنجوس کنجوس کا نعرہ لگانا شروع کر دیا آخر کار اس نے گلاس اٹھایا اور پچاس ہزار نکال کر اس نے اپنی کزن کو دیئے اللہ اللہ کر کے جان چھوٹی پھر رخصتی کے وقت سب کی آنکھوں میں پانی اتر آیا۔

☆☆☆☆

دروازہ کھلا تو آگے کا منظر دیکھنے لائق تھا وہ اپنے لہنگے کی پوری آستین اوپر کئے ہوئے تھی دوپٹہ اس کا بیڈ کے دوسرے کونے پر پڑا ہوا تھا اور وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے اسے دیکھے جا رہی تھی اس نے آہستہ سے سلام کیا جس کا آگے سے کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ پھر وہ اس کے پاس ہی بیڈ پر بیٹھ گیا۔

''اٹھو یہاں سے تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے بیڈ روم میں آنے کی''۔

''کیسی ہمت جناب! یہ تو میرا بیڈ روم ہے''۔ اس نے مسکرا کر جواب دیا۔

''اچھا جی''۔ اس نے طنز سے کہا۔

''ہاں جی''۔ اس نے بھی اسی اسٹائل سے جواب دیا۔ عاشو نے عنیزہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سینے سے لگا لیا۔

''جو بھی گلے شکوے ہیں آج ہی کہہ دو اور جتنا رونا ہے آج ہی رو لو میں نہیں چاہتا دوبارہ میری بیوی کی آنکھوں میں آنسو آئیں''۔ اس نے اس کی آنکھوں میں آئے آنسوؤں کو صاف کیا اور اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔

''آئی لو یو عنیزہ! میں واقعی تم سے بہت پیار کرتا ہوں''۔

''می ٹو عاشو''۔

☆☆☆☆

آج ان کا ولیمہ تھا دونوں کی جوڑی بہت خوبصورت لگ رہی تھی ہر کسی کی نظر ان پر ہی مرکوز تھی چچی نے چپکے سے ان دونوں کی نظر بھی اتاری تھی اور ڈھیروں دعائیں دی تھیں۔

''آج میں بہت خوش ہوں مر بھی جاؤں تو کوئی گلہ نہیں''۔ عنیزہ نے خوشی سے کہا۔

''پلیز میرے سامنے مرنے کی باتیں مت کیا کرو''۔ عاشو نے محبت سے اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے خود سے قریب کیا۔

☆.....☆.....☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

عائشہ مری

افسانہ

دامنِ دل

اعوان منزل کے سنہرے گیٹ کے اس پار آج رنگ و بو کا سیلاب جیسے امڈ آیا تھا۔ عظمت اعوان کے لاڈلے بیٹے شہیر اعوان کی آج مہندی کی رسم تھی، پورا خاندان جیسے اس تقریب میں شرکت کرنے آیا تھا، وسیع و عریض لان میں برقی قمقمے، تازہ پھولوں کی مہک اور اشتہا انگیز کھانوں کی خوشبو نے ماحول کا عجب سا حسن بخشا تھا، مہمانوں سے بھرے ہال میں نظر دوڑاتے کوئی تیسری بار اس نے حشمت کو متوجہ کیا تھا۔

''ابے یہ یاسین کہاں رہ گیا ہے''۔ جواباً اس نے شانے اچکائے۔

''یار! تو ایک کام کیوں نہیں کر لیتا، منابل کی بجائے تو اسے لا کر یہاں بٹھا کیوں نہیں دیتا، پھر تو ساری ٹینشن ہی ختم''۔ اس نے فقط گھورنے پر اکتفا کیا۔

''مذاق کر رہا ہوں، ہوگا کہیں اپنی فوٹو گرافی کا شوق پورا کرتا، کسی خوبصورت دوشیزہ کو اپنے کیمرے میں فوکس کرتا''۔ بات تو اس نے از راہ مذاق کے کہی پر منابل کو شاید اس کی بات ناگوار گزری جبھی گردن موڑ کر فوراً بولی۔

''یامین! تم لوگوں کی طرح بالکل نہیں ہے یہ چھچھورے اور لوفر کے القابات صرف تم لوگوں پر سوٹ کرتے ہیں یو گیٹ اٹ''۔ اپنی اس قدر عزت افزائی پر وہ جل ہوتا سر کھجانے لگا۔ جبکہ شہیر نے اپنی مسکراہٹ چھپانے کو رخ تک پھیر لیا۔

''سنبھل کے بچو، تیرا مستقبل تو مجھے تاریک نظر آ رہا ہے بلیک بلیک''۔ اب وہ شہیر کے کندھے پر ہاتھ رکھ کے آہستگی سے کہنے لگا۔ اس کے فضول مذاق اور چھیڑ چھاڑ سے اب اسے کوفت ہونے لگی، مہندی کی رسم ہونے میں نجانے وقت کتنا باقی تھا وہ سوچنے لگی۔ اتنے میں مخصوص کلون کی خوشبو پر اس نے رخ پھیر کر دیکھا یہی لمحہ تھا کہ یامین نے اپنے کیمرے میں اس کا عکس سمو لیا۔ اسے سامنے پا کر اس کے چہرے کے تاثرات میں ناراضی کا عنصر نمایاں ہونے لگا۔

''ہاں اب اس پکچر کا ٹائٹل ہونا چاہئے The Whild Butterfly، کیوں تتلی؟'' اس کی بات پر وہ جیسے سلگ اٹھی۔

''اوہ ریلی... اور اپنے بارے میں کیا خیال ہے تمہارا Rabbit''۔ بدلہ لینے میں تو ویسے بھی اس کا کوئی ثانی نہ تھا۔

''فار گاڈ سیک گائز! یہ جھگڑے کسی اور وقت پر اٹھا رکھو''۔ شہیر باقاعدہ ہاتھ جوڑ کر بولا تو یامین آگے بڑھ کر اس کے گلے لگ گیا۔

''ہاں، میں بھی تو ابھی یہی کہہ رہا تھا کہ کچھ تو خیال کرو، دلہن اس طرح پٹر پٹر کرتی کوئی اچھی لگتی ہے بھلا؟'' اس کی بات پر اس کا موڈ مزید خراب ہو گیا۔ اس کے بعد جب تک یامین ان کے درمیان کھڑا رہا، وہ ایک لفظ تک نہ بولی۔ رسم ختم ہوتے ہی

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

Downloaded From
Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

وہ فوراً اپنے روم میں چلی آئی۔ بے دردی سے جیولری اتار کر وہ بیڈ پر ڈھے سی گئی، کتنے آنسو چپکے چپکے سے اس کے گال کو بھگونے لگے۔

''بالآخر تم جیت گئے یامین ملک اعوان، منالو اپنی جیت کا جشن''۔ سائیڈ ٹیبل پر رکھے ان تینوں کے مشترکہ تصویر میں یامین کو دیکھتے وہ مخاطب ہوئی جس کی دلکش مسکراہٹ اسے صاف اپنا مذاق اڑاتی محسوس ہوئی بلاشبہ، اس نے ہاتھ بڑھا کر فوٹو فریم سے الگ کی اور تصویر کے دو ٹکڑے کر کے گویا اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنی زندگی سے نکال دیا۔ تصویر دو حصوں میں بٹ کے کتنی بدنما لگ رہی تھی۔ شہیر اور وہ ایک ساتھ ہو کر بھی دو انجان راہوں کے مسافر لگ رہے تھے جبکہ یامین، اس کی مسکراہٹ ہنوز برقرار تھی۔ جیسے ان سب سے اسے کچھ فرق ہی نہ پڑا ہو تصویر کا ایک حصہ ہوا کے جھونکے سے اڑ کر دور جا گرا۔ جبکہ یامین کی تصویر والا حصہ اس کے ہاتھ میں پھڑ پھڑا کر رہ گیا۔ کچھ سوچتے اس نے فوٹو تکیے کے نیچے چھپا دی اور صوفے پر پڑا دوپٹہ شانوں پر پھیلا کر وہ اوپر یامین کے روم کی جانب چلی آئی۔

دروازہ ناک کیے بنا وہ اندر داخل ہوئی، بیگ پیک کرتے اس نے فقط گردن موڑ کر دیکھا، چہرے کے تاثرات یکلخت بدلے جیسے اس وقت اس کے آنے کی توقع نہ ہو۔

''تو یہاں سے جانے کی تیاری ہو رہی ہے یعنی یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے''۔ آگے بڑھ کر ٹیبل پر رکھے پیپر ویٹ کو ہاتھ میں لے کر دیکھتے وہ سرد مہری سے پوچھنے لگی۔

''ہوں... رکنے کی کوئی وجہ بھی تو نہیں''۔ وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

''میرا مطلب تمہاری شادی کے بعد یہاں رکنے کا جواز جو نہیں بنتا بٹ سیریسلی میں تمہیں بہت مس کروں گا تتلی''۔ وہ ٹیبل کے پاس اس کے مقابل آ کھڑا ہوا۔

''پلیز ڈونٹ کال می تتلی اوکے، اب میں تمہاری تتلی نہیں ہوں، یہ حق تم کھو چکے''۔ پیپر ویٹ ٹیبل پر پٹخ کر اس نے سختی سے کہا، وہ بے یقینی سے اس کے بدلے انداز کو دیکھنے لگا۔

''کیا ہو گیا ہے تمہیں، پہلے تو تم کبھی ایسی نہ تھیں''۔ اس کے حد درجہ روکھے پی ہیو پر وہ ٹوکے بنا نہ رہ سکا۔ مناہل تو کبھی ایسی نہ تھی اور یامین کے معاملے میں تو ہرگز نہیں، کچھ دنوں سے اس کے بدلے رویوں پر وہ بہت حیران تھا۔

''ہاں شاید، صحیح کہہ رہے ہو''۔ وہ کھوئے لہجے میں کہنے لگی۔

''دیکھو، یامین یہ جو کچھ ہو رہا ہے سب ٹھیک نہیں ہو رہا، پلیز ان سب کو روکو۔ اگر تم چلے گئے تو سب ختم ہو جائے گا۔ تم رک جاؤ میں سب ٹھیک کر دوں گی، آئی پرامس''۔ گال پر پھسلتے آنسو کو صاف کرتے وہ فوراً بولی تو وہ بے یقینی سے اسے دیکھے گیا۔ ہوا کی سرسراہٹ ماحول میں پھیلے سناٹے کو چیرنے لگی۔

''مناہل...'' کسی خدشے کے تحت اس نے پکارا۔ سرخ آنکھیں، نم پلکیں اٹھا کر وہ اسے دیکھنے لگی۔

''کیا تم اس رشتے سے خوش نہیں ہو؟'' اس کی آنکھوں میں جھانکتے نجانے وہ کیا تصدیق کرنا چاہ رہا تھا۔ جواباً اس نے سر جھٹک دیا۔

''کیا فرق پڑتا ہے میرے خوش ہونے یا نہ ہونے کی پروا بھلا کسے ہے''۔ وہ مایوسی میں گھری کہنے لگی۔

''ایسا نہیں ہے، دیکھو شہی بہت اچھا لڑکا ہے تمہیں بہت خوش رکھے گا، ہم بچپن سے اچھے دوست ہیں، کیا تمہیں اب بھی کوئی ڈاؤٹ ہے''۔ وہ کہنے لگا۔ جواباً وہ پھیکی سی ہنسی ہنسی۔

''ضروری تو نہیں ایک اچھا دوست ایک اچھا

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

لائف پارٹنر بھی بنے''۔ اس کی بات پر ایک پل کو تو وہ کچھ کہہ ہی نہ سکا۔ ہوا کے دوش پر پردے پھڑ پھڑانے لگے، اس نے آگے بڑھ کر سلائیڈ ونڈو بند کر دی۔ گھنے درختوں کے سنگ ہوا مل کر پیدا ہونے والی ہیبت ناک آواز جیسے کہیں دب کر رہ گئی۔ وہ صوفے پر پڑا کیمرہ لے کر دوبارہ اس کے روبرو چلا آیا۔

''شہی تمہیں شروع سے بہت لائیک کرتا ہے، تمہیں اس کی محبت پر شک نہیں کرنا چاہئے''۔ بظاہر فوٹوز دیکھتے وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔

''یعنی اس کی محبت تو تمہیں نظر آ گئی پر میرا درد کیوں نظر نہیں آتا، میں بھی تو تمہاری دوست تھی، مجھ سے ایک بار میری رائے تک پوچھنا ضروری نہ سمجھا''۔ وہ جیسے پھٹ پڑی، وہ بے بسی سے اسے دیکھنے لگا جسے صرف اپنی پرواہ تھی، دوسروں کی خوشیوں سے جیسے کوئی سروکار نہ تھا، اس نے نظریں دوبارہ کیمرے پر جما دیں۔ یہ مناہل کے مایوں والے روز کی فوٹوز تھیں، لڈو کھاتے مناہل کو شہیر کس قدر وارفتگی سے دیکھ رہا تھا کیمرے کی آنکھ نے یہ منظر کس خوبصورتی سے قید کر لیا۔

''یہ دیکھو شہیر کتنا ہینڈسم لگ رہا ہے، باقی لڑکیاں تو تم سے جیلس ہو کر کباب بن گئی ہوں گی''۔ بلیک شلوار سوٹ میں مسکراتے شہی کی تصویر وہ اسے دکھانے لگا، تو اس نے عاجز آ کر کیمرہ اس کے ہاتھ سے جھپٹ لیا اور دوبارہ صوفے پر اچھال دیا۔

''جسٹ اسٹاپ اٹ، بند کرو اپنا ڈرامہ، تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں کچھ نہیں جانتی کہ تم کس تکلیف میں ہو، تمہارا چہرہ صاف صاف بتا رہا ہے کہ سچ کیا ہے بھلے تم زبان سے کچھ بھی کہتے پھرو''۔ اس کے انداز پر اول تو اسے تاؤ آ گیا پر اس کے الفاظ پر وہ ٹھٹک سا گیا، کون سی تکلیف، کیسا سچ۔ پتا نہیں وہ واقعی انجان تھا یا جان بوجھ کر بننے کی کوشش کر رہا تھا، وہ فقط سوچ کر رہ گئی۔

''تم بھی میری طرح اس درد سے گزر رہے ہو بھلے تم نے شہی کی دوستی کی خاطر اپنی محبت قربان کر دی، بٹ میں تمہیں تمہاری لائف برباد کرنے نہیں دوں گی''۔

''واٹ...'' اسے جیسے چار سو چالیس وولٹ کا جھٹکا لگا، یہ مناہل کیا کہہ رہی تھی۔

''آر یو میڈ، ایسا کچھ نہیں ہے، جیسے شہی میرا دوست ہے ویسے ہی تم صرف میری اچھی دوست ہو، مجھے نہیں پتا یہ خناس تمہارے دماغ میں آیا کہاں سے، یا پھر یہ تمہارا کوئی نیا رنگ ہے۔ دیکھو تلی، شہی میرا بیسٹ فرینڈ ہے اور میں بہت خوش ہوں تم دونوں کو لے کر، ایسی باتیں کر کے تم مجھے میری ہی نظروں میں گرا رہی ہو''۔ وہ رسان سے کہنے لگا۔

''اوہ ریئلی...'' وہ ٹیبل کے سائیڈ سے ہوتے اس کے سامنے چلی آئی۔

''تمہیں کیا لگا تم ایسا کہہ دو گے اور میں مان لوں گی، نیور، اگر یہ جھوٹ ہے تو یہ سب کیا ہے بولو''۔ اس کی الماری کے سامنے جا کھڑی ہوئی اور مخصوص ڈور کھول کر وہ سارے کارڈز، گفٹس اسے دکھانے لگی جو اس نے مختلف موقعوں پر اسے دیئے تھے جنہیں وہ کسی متاع حیات کی طرح چھپا کے رکھے ہوئے تھا۔

''اور یہ سب کیا ہے؟'' دیوار پر لگی ان دونوں کی مشترکہ تصاویر کی جانب اشارہ کرتے وہ کہنے لگی، ہر تصویر سے ان دونوں کے درمیان عیاں ہوتی بے تکلفی کو اس نے کیا نام دیا تھا، وہ واقعی شاک رہ گیا۔

''سنو! ایسا کچھ نہیں ہے، یہ سب تمہارا وہم ہے تم صرف میری دوست ہو بس، اس سے آگے کوئی سین نہیں اور پھر اگر یہ سب شہی نے سنا تو اسے بہت دکھ ہوگا، پلیز اب تم چلی جاؤ صبح بات ہوگی''۔ وہ صاف اسے ٹالنے لگا۔ یقیناً اب اس کے پاس مناہل کی باتوں کا کوئی جواب نہ تھا۔

''اچھا تو پھر منظر سے بھاگ کیوں رہے ہو یہاں رہ کر تماشا کیوں نہیں دیکھ سکتے۔ تم نہیں کر سکتے

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ایسا، کیونکہ جو تمہارے دل میں ہے اسے زبان پر لانے سے کترا رہے ہو کہ کہیں برسوں کی دوستی میں دراڑ نہ پڑ جائے، یا پھر کہیں بڑوں کے مابین چپقلش ہی نہ شروع ہو جائے، نہیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ تم بزدل ہو، دیکھو تم صرف ایک بار ہاں کر دو پھر میں شہی کو کوئی بھی بہانہ بنا کر منع کر دوں گی، آئی سویئر پھر سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا''۔ وہ بے ربط و بنا سوچے سمجھے بولنے لگی، اسے دکھ ہونے لگا۔

''شٹ اپ مناہل! تم ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہو اور پھر میں نے کب تم سے محبت کے وعدے کئے، قسمیں کھائیں جو تم مجھے اس طرح بلیم کر رہی ہو، پلیز لسن، مجھے جانا ہوگا یہ میرے کیریئر کا سوال ہے، میں یہاں صرف تمہاری شادی کے لئے رکا ہوا تھا اس لئے جو فضول خیالات تمہارے دماغ میں پل رہے ہیں پلیز انہیں بھلا کر خوشی خوشی اپنی نئی زندگی کا آغاز کرو، اسی میں سب کی بھلائی ہے اور مجھ سے جو تم توقع کر رہی ہو وہ امپاسیبل ہے، ایسا سوچنا تو دور میں نے کبھی یہ تصور بھی نہ کیا تھا''۔ وہ اس کے شانوں سے تھام کر نرمی سے سمجھانے لگا تو اس کا ہاتھ جھٹک کر وہ بدک کر پیچھے ہٹ گئی۔

''تمہاری ہمدردی کے لئے شکریہ''۔ وہ رکھائی سے کہنے لگی۔

''اینڈ تھینکس مجھے میری اوقات یاد دلانے کے لئے، شہی بالکل ٹھیک کہتا ہے تم واقعی ایک خودغرض، مطلبی اور سیلفش انسان ہو جسے صرف اپنی پروا ہے، باقی سب جائیں بھاڑ میں، تم کسی کا درد کیا سمجھو گے، درد تو اسے ہوتا ہے جس کے پاس دل ہو اور تمہارے دل کی جگہ تو پتھر فٹ ہے، تم یہ باتیں کیونکر سمجھ پاؤ گے۔ ہاں ایک وقت آئے گا جب میری باتیں، میرا دکھ تمہیں اپنے آپ سمجھ آجائے گا، جب تمہیں محبت ہو گی، ٹھوکر ملے گی، جب درد دل سے آشنا ہو گے تو سب تمہیں اپنے آپ سمجھ آجائے گا۔ لیکن کہیں تمہیں سمجھنے میں دیر نہ ہو جائے اور وقت ریت کی مانند مٹھی سے پھسل نہ جائے اور تمہارے ہاتھ صرف پچھتاوے ہی پچھتاوے نہ رہ جائیں''۔ مناہل کہہ کر جا چکی تھی، کمرے میں اس کی مہندی اور ابٹن کی ملی جلی خوشبو اس کے اردگرد اس کے ہونے کا احساس بنی چھائی رہی۔

کتنے پل وہ ساکت و جامد کھڑا رہا۔ بچپن کی دوستی وقت کے ساتھ مزید گہری ہوتی گئی، رفتہ رفتہ اس میں شہی کا بھی اضافہ ہو گیا، وہ تینوں جیسے ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم بن چکے تھے۔ مناہل کے لئے یامین جتنا اہم تھا، یامین کے لئے شہیر کی دوستی اسی قدر اہم تھی۔ شہیر اس کے تایا کا چھوٹا بیٹا تھا اور اس سے اڑھائی ماہ چھوٹا تھا جبکہ مناہل ان دونوں کی پھپھو زاد تھی۔ مناہل سے بڑی شائل شادی کے بعد ابوظہبی میں ہی مقیم تھی۔ پھپھا کا چونکہ کوئی کاروبار نہ تھا اور پھپھو بینک میں کام کرتی تھیں تو پھپھا نے سسرال میں رہنے کو ترجیح دی۔ نچلے پورشن میں تایا کی فیملی مقیم تھی۔ اوپر یامین کے والد اور ان کی فیملی رہتے۔ پھپھو کا پورشن الگ تھا، یوں ایک ساتھ رہتے ان کی دوستی وقت کے ساتھ مزید پختہ ہونے لگی۔ البتہ اکثر مناہل اور شہی میں ان بن ہو جاتی جسے حل کرنا یامین کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔

وقت رفتہ رفتہ سرکنے لگا اور وقت کے ساتھ دوستی کے معنی بھی بدلنے لگے۔ شہی کی آنکھوں میں نازک مزاج اور لاپروا سی مناہل کے سنگ زندگی گزارنے کا خواب ستارہ بن کر چمکنے لگا تو دوسری جانب مناہل نے اپنے نام کے ساتھ یامین کے علاوہ کسی اور کا نام تصور بھی نہ کیا تھا۔ وہ بچپن سے یامین کی بات کم ہی ٹالتی۔ یامین کا فیورٹ کلر اس کا پسندیدہ ہوتا، اس کا پسندیدہ سنگر، اس کی پسندیدہ فلم اور اسپورٹس مین سے لے کر کتاب اور ادیب تک، اپنے روم کلر سے لے کر پارٹی جانے والے ڈریس کا کلر تک وہ یامین کی پسند سے چنتی۔ ایم اے اردو بھی اس نے یامین کی چوائس پر کیا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

ہائی کوالٹی پی ڈی ایف

ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ

کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ

ایڈ فری لنکس

ڈاؤنلوڈ اور آن لائن ریڈنگ ایک پیج پر

ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

Click on http://paksociety.com to Visit Us

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety

پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1

پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براؤزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بُک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بُک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-

http://paksociety.com

www.paksociety.com

تھا حالانکہ اس سبجیکٹ میں اس کی دلچسپی رتی برابر بھی نہ تھی۔ ایک بار اس کے کالج کے بیسٹ فرینڈ سے اس بات پر جھگڑا ہوا تھا کہ اس نے یامین کو برا بھلا کہا تھا۔ اکثر وہ یامین کو لے کر شہی سے بھی لڑ جاتی۔ اس کی دیوانگی سے ہر کوئی واقف تھا۔ اسے یقین تھا یامین کی فیلنگز بھی اسے لے کر کم وبیش ایسی ہی ہوں گی (پر یہ اس کی غلط فہمی ثابت ہوئی) اس لئے جب پہلی بار اسے شہیر کے پرپوزل کے متعلق پتا چلا تو اس نے محض اسی خیال کے بنا اور کچھ سوچے انکار کر دیا۔ تب شہیر جا کر یامین کے سر ہو لیا۔

''کیسے بھی کر کے اسے منا لو یار! وہ تیری بات نہیں ٹالے گی۔ مجھے پتا ہے وہ بچپن کی شرارتوں اور پرانی باتوں کو لے کر اپ سیٹ ہے، پر وہ سب پرانی باتیں ہیں اور اب معاملہ سیریس ہے''۔ یامین نے بھلا کب شہیر کی کوئی بات ٹالی تھی۔ مناہل کو منانے کی ذمے داری اس نے لے لی۔ آخر شہیر کی خوشی اس کی خوشی تھی اور اب تو معاملہ اس کی تسلی کا تھا، وہ کیسے حامی نہ بھرتا۔

یامین کے ماموں باقر ملک جو پچھلے کئی سالوں سے اٹلی میں قیام پذیر تھے ان کے ایک دوست جو وہاں ایک مقامی جریدہ چلاتے تھے کو اپنے میگزین کے لئے ایک قابل فوٹو گرافر کی ضرورت تھی، انہوں نے فوراً یامین کا نام تجویز کر دیا۔ یامین کا کام انہیں کافی پسند آیا تھا۔ یامین کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ دو سالہ یہ تجربہ اس کے لئے کافی کارآمد ثابت ہو سکتا تھا۔ اس نے فوراً حامی بھر لی اور جانے کی تیاری کرنے لگا۔ مناہل نے جب سنا دوڑی چلی آئی۔

''حد ہوتی ہے یامین! تم نے اتنا بڑا فیصلہ لے لیا اور مجھے بتانا تک ضروری نہ سمجھا''۔ وہ آتے ہی گلہ کرنے لگی۔

''تم نے بھی تو مجھ سے کچھ پوچھنا ضروری نہ سمجھا، بس کھٹاکھٹ اپنا فیصلہ سنا دیا''۔

''کس معاملے میں؟'' وہ ٹھٹکی۔

''شہی کے معاملے میں''۔ خفا خفا سے لہجے میں کہا گیا۔

''اوہ... یعنی یہ بات ہے''۔ اس کے اکھڑے اکھڑے رویے کی وجہ یہ تھی۔

''تو میں اور کیا کرتی''۔ وہ اپنی صفائی دینے لگی۔ کیمرہ صاف کرتے اس کے ہاتھ ایک پل کو تھمے۔

''یہ تم اب پوچھ رہی ہو، کم از کم تمہیں شہیر کے لئے انکار نہیں کرنا چاہئے تھا۔ یونو شہی کتنا اپ سیٹ ہے، کم از کم میرے پاس کوئی وجہ تو ہوتی یہاں رکنے کی، پر اب کچھ سبب نہیں بنتا، میرا یہاں سے چلے جانا ہی بہتر ہے''۔ اس کے جانے کا سن کر وہ بے چین ہو اٹھی۔

''اور اگر میں ہاں کرتی تو تم رک جاتے''۔ وہ نجانے کیا تصدیق کرنا چاہ رہی تھی یا پھر فی الوقت اس کا مقصد صرف یامین کو جانے سے روکنا تھا۔ وہ کچھ بھی کر کے اس کے فیصلے سے باز رکھنا چاہتی تھی۔ اسے یامین کے فوٹو گرافی کے جنون کا بخوبی اندازہ تھا۔ اس نے تو بس اپنے تئیں معمولی سی کوشش کی تھی اسے روکنے کی۔

''تم ہاں تو کرو تتلی! دیکھنا کتنا مزہ آئے گا، ہم راک کریں گے''۔ وہ اس کا ہاتھ تھام کر اشتیاق سے کہنے لگا تو نہ چاہتے ہوئے اس کا سر اثبات میں ہل گیا۔

☆.....☆.....☆

منگنی کے فوراً دو ماہ بعد شادی کی تاریخ رکھ دی گئی تھی۔ سب کچھ آناً فاناً ہو گیا۔ شہی تو مارے خوشی کے گویا ہوا میں اڑنے لگا۔ مناہل کے لئے فی الوقت یہی کافی تھا کہ یامین زیادہ سے زیادہ اس کے ساتھ وقت گزارنے لگا تھا۔ اس کا پہلے سے زیادہ خیال رکھنے لگا تھا۔ اتنا تو وہ بخوبی جانتی تھی کہ دباؤ میں آ کر کئے گئے رشتے دیرپا ثابت نہیں ہوتے، جلد یا بدیر رشتوں کی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نازک ڈور ٹوٹ ہی جاتی ہے۔اس کا خیال تھا کہ کوئی مناسب موقع اور ٹھوس وجہ کو لے کر وہ اس رشتے سے انکار کر دے گی کیونکہ محض کسی معمولی وجہ کو لے کر انکار کر کے وہ یامین کو مایوس نہیں کرنا چاہتی تھی کیونکہ وہ اکثر دبیشتر ہی کی غلطیوں اور لاپرواہیوں کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتی تا کہ یامین کو اس کا فیصلہ جلد بازی میں لیا گیا اور غلط لگے، پر وہ ان سب باتوں کو چٹکیوں میں اڑا دیتا۔ شہی خوش تھا اسے اور کیا چاہیے تھا، محض معمولی باتوں کو وجہ بنا کر وہ اس کے خلوص پر کیونکر شک کر سکتا تھا، یہی بات مناہل کو سمجھانا بے حد مشکل تھا اور مناہل اسے تو اصل دھچکا تب لگا جب مایوں والے دن اسے یامین کے جانے کے متعلق پتا چلا، گویا یامین نے اس سے دروغ گوئی کی تھی، اپنی لاعلمی پر اسے غصہ آنے لگا۔ وہ خاصی بددل ہونے لگی اسے کچھ بھی اچھا نہ لگ رہا تھا۔ نہ چاہتے ہوئے یامین کے ساتھ بھی اس کا رویہ تلخ ہونے لگا اور یامین جو دوسروں کی خوشیوں کی پروا کرتے جیسے خود کو فراموش کر بیٹھا ہو پر آج مناہل کے انکشاف نے اس کے اندر انتشار برپا کر دیا۔ وہ عجب دوراہے پر لاکر کھڑا کر دیا گیا تھا۔ اس کا دل جیسے مٹھی میں بھینچنے لگا۔ ذہن اگر اقرار کرنے پر اسے انکاری تھا تو دل اس کی باتوں کو جھٹلا نہیں پا رہا تھا۔ وہ عجب کشمکش میں گھرا ہوا تھا۔ تتلی کا دل دکھا کے وہ خود بھی بے چین اور مضطرب رہا، اپنے حال دل سے ناآشنا، کتنا خوش دگمن تھا وہ اب تک، سارا بھرم ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گیا۔ تتلی کے بغیر رہنے کا تصور بھی اب اسے گراں گزرنے لگا۔ محبت کا ننھا پودا اس کے دامن دل میں بیج بوئے نجانے کب سے پنپ کر قد آور درخت بن چکا تھا بس فقط آشنائی دیر سے ہوئی تھی، تتلی کے بغیر رہنے کا تصور بھی اب اسے گراں گزرنے لگا تھا۔

☆............☆............☆

آج اس کی شادی تھی۔ ریڈ کامدار لہنگے ہیوی جیولری اور نفاست سے کیے گئے میک اپ کے ساتھ وہ غضب ڈھا رہی تھی۔ وہ سانس روکے اسے دیکھے گیا، اتنے میں خوشبوؤں میں بسا شہی اس کے پاس سے گزر کر مناہل کے مقابل جا کھڑا ہوا۔ اب مناہل کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا اور وہ جھک کر اس کے کان میں نجانے کیا کہنے لگا، وہ ہولے سے مسکرا دی، آج وہ دونوں اس کے بغیر بھی کتنے پرفیکٹ لگ رہے تھے جیسے کبھی وہ ان کے درمیان تھا ہی نہیں۔

نجانے کیا سوچ کر اس نے گلے میں لٹکا کیمرہ ہاتھوں میں لیا اور اس خوبصورت منظر کو یادگار بنانے کے لئے قید کرنے لگا، کلک کی آواز پر مناہل کی نظریں بے ساختہ اس کی جانب اٹھیں، اس کے بعد اس کی مزید کچھ دیکھنے کی چاہ ہی دم توڑ گئی، کیا نہیں تھا اس کی نگاہوں میں، شکوہ، درد، بےگانگی یا نفرت، ہاں شاید نفرت، وہ اس کی نظروں کا مفہوم سمجھ نہ پایا بھی، اگر وہ جانتا تو شاید آج یوں تنہا تہی داماں نہ رہتا۔ اب شہی کا ہاتھ تھامے وہ اسٹیج پر چڑھنے لگی تو بالوں کے جوڑے میں لگی گلاب کی ادھ کھلی کلی جھٹکے سے نیچے جا گری، جسے اٹھانے وہ فوراً آگے بڑھا پر افسوس بے دھیانی میں کسی کے پیروں تلے آ کر وہ روندی جا چکی تھی۔ جھک کر اس نے مرجھائی کلی اٹھالی۔

نکاح کا شور اٹھتے اسٹیج کی سمت رش بڑھنے لگا اور وہ زخمی کلی اور دل لئے منظر سے اوجھل ہونے لگا۔ وہ خود کو اوجھل ہی کر دینا چاہتا تھا اس نے مٹھی کھول کر دیکھی تو ہاتھ میں تڑی مڑی کلی تقریباً مرجھا گئی تھی، کم وبیش اس کے دل کا بھی یہی حال تھا۔ درد دل سے آشنا ہونے سے قبل اس کا دل بے دردی سے روند دیا گیا، دامن دل میں پھول کھلنے سے قبل ہی مرجھا گئے تھے۔

☆............☆............☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

افسانہ

بہو بیگم

''ارے آپ کو اتنے ڈھیر سارے فروٹس لانے کی بھلا کیا ضرورت تھی؟'' نوین نے آنکھوں میں حیرت بھرتے ہوئے سوالیہ انداز میں آفس سے آتے ابرار سے استفسار کیا تھا۔

Downloaded From paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"آپ خود تو فروٹس کھاتے نہیں ہیں مجھ سے بھی نہیں کھایا جاتا ہے، اتنی مہنگائی ہے اس مہنگائی میں انسان اپنا پیٹ بھر لیں یہی بہت ہے، نجانے آپ کو اتنا خرچہ کرنے کا شوق کیوں ہے"۔ نوین نے تیکھے چتونوں سے گھورتے ہوئے ابرار سے کہا تھا۔

"تم بھی حد کرتی ہو یار! ابو نے مجھ سے ذکر کیا تو میں لے آیا اور یہ ساری چیزیں میں نے پچھلے ماہ کے بچائے ہوئے پیسوں سے خریدی ہیں، تم پریشان مت ہو کہ ہمارا بجٹ متاثر ہو جائے گا"۔ ابرار نے نوین کو بہلاتے ہوئے کہا تھا۔

"میں ہی پاگل ہوں جو آپ کی فکر کرتی ہوں، آپ کے ابو کو تو ہر وقت کھانے، پینے کی ہی فکر ستائے رکھتی ہے، صبح دے دوں تو ان کو فکر ستاتی ہے کہ دوپہر میں کیا پکے گا، پھر شام کا ناشتہ، رات کا کھانا، اف کتنا کھاتے ہیں آپ کے ابو اس عمر میں بھی، آپ کے ابو کو تو بیٹے کے بجٹ کی فکر نہ سہی مگر اپنی عمر کا ہی خیال کر لیا کریں، میں تو آپ کی بیوی ہوں ناں مجھے آپ کی فکر نہیں ہوگی تو کسے ہوگی؟ محنت آپ کرتے ہیں تھکن مجھے ہو جاتی ہے، کہیں اگر میں غلط کہہ رہی ہوں تو؟"۔ نوین نے ابرار کے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے یقین دہانی چاہی تھی۔

"تم صحیح کہہ رہی ہو، واقعی پیسہ کمانا بے حد مشکل کام ہے جو شخص کماتا ہے اسی کے دل سے پوچھو، میں واقعی بے حد خوش قسمت ہوں کہ مجھے تم جیسی بیوی ملی ہے"۔ ابرار نے مسکراتے ہوئے نوین سے کہا تھا۔

☆..........☆..........☆

"بیٹا! مجھے ایک کپ چائے بنا دو میرے سر میں بہت درد ہو رہا ہے"۔ سرفراز صاحب نے فون پر محو گفتگو اپنی بہو (نوین) سے کہا تھا۔

"آپ جائیں میں بنا دیتی ہوں تھوڑی دیر میں"۔ نوین نے باتوں کے دوران ہی مصروف انداز میں کہا تھا۔

"یہ پکڑیں چائے، آپ کو ذرا احساس نہیں کہ میں اپنی امی کی طبیعت پوچھ رہی ہوں اور آپ کو اپنی چائے کی پڑی رہتی ہے، روز تو ٹائم پر چائے پیتے ہیں ناں آج ذرا دیر کیا ہوگئی تو گویا قیامت ہی ٹوٹ پڑی آپ پر"۔ نوین نے غضبناک ہو کر سرفراز صاحب کو چائے کے ساتھ گرما گرم جھاڑ بھی سنا دی تھی۔

"بیٹا! تم غصہ مت کرو میں تو بس ...." سرفراز صاحب نوین کے غصے سے ڈر گئے تھے۔

"آپ چپ رہیں پلیز"۔ نوین نے سرفراز صاحب کو گھورتے ہوئے کہا تھا، سرفراز صاحب صرف نوین کی شکل ہی دیکھتے رہ گئے تھے۔

"یہ لسٹ ہے اس ماہ کے راشن کی، جائیں اور ساری چیزیں لے کر آئیں، آپ نے پتہ نہیں ابرار کو کیا سمجھ رکھا ہے، بے چارے ہفتے بھر آفس جا کر اپنا دماغ بھی کھپائیں اور چھٹی والے دن گھر کے کاموں میں بھی الجھے رہیں، نہ ہی آپ کو ان کے آرام کی فکر ہے نہ ہی میری خوشی کا خیال، میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ آپ کو آخر گھر میں بیٹھ کر آرام کرنے کی کون سی لت لگی ہوئی ہے"۔ نوین نے بدتمیزی کی انتہا کرتے ہوئے سرفراز صاحب سے کہا تھا۔

"بہو! مجھ سے پیدل نہیں چلا جاتا ہے اور میں اتنی ساری چیزیں کیسے لاؤں گا، تمہیں پتہ تو ہے کہ پچھلے دنوں میرے گھٹنوں کا آپریشن ہوا ہے"۔ سرفراز صاحب نے منمناتے ہوئے کہا تھا۔

"بس بس زیادہ بہانے مت بنائیں، نہیں لانا چاہتے تو صاف منع کر دیں، ویسے روز پارک میں جا کر واک کرنے سے آپ کے گھٹنوں کو کچھ نہیں ہوتا ہے، تو یہ حد ہے اس عمر میں جھوٹ بولتے آپ کو شرم نہیں آتی، میں تو تنگ آ گئی ہوں اپنی زندگی سے،

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہائے اللہ کتنی بدقسمت ہوں میں کہ اس کے شوہر کے پاس اپنی بیوی کے لئے ٹائم ہی نہیں ہے۔" نوین زور زور سے روتے ہوئے اپنی قسمت کو کوسنے لگی تھی۔

☆......☆......☆

ڈور بیل کی آواز پر نوین نے دروازہ کھولا تو روتی ہوئی فرحین اس کے گلے لگ کر رونے لگی تھی۔

"فرحین! بتاؤ مجھے اس طرح کیوں رو رہی ہو؟"

نوین نے اضطراب کا شکار ہوتے ہوئے فرحین کو صوفے پر بٹھاتے ہوئے استفسار کیا تھا۔

"تم بیٹھو آرام سے میں ابھی پانی لے کر آتی ہوں"۔ نوین نے کہا۔

نوین جب پانی لے کر آئی تو فرحین صوفے پر سر ٹکائے آنکھیں موندے بیٹھی ہوئی تھی، نوین کو وہ بے حد تھکی ہوئی نڈھال لگ رہی تھی۔

"آپی! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں؟" فرحین کہتے ہوئے پھر سے رونے لگی تھی۔

"روتی ہی رہو گی یا بتاؤ گی بھی کہ مسئلہ کیا ہے آخر؟" نوین نے استفسار کیا تو فرحین کہنے لگی۔

"آپی! ساری غلطی میری ہی ہے، آپ تو جانتی ہیں ناں کہ معاویہ اپنے گھر والوں سے کتنا پیار کرتا ہے، بس یہی بات روز اول سے مجھے زہر لگتی تھی، حالانکہ معاویہ کے گھر والوں کا رویہ میرے ساتھ بالکل بیٹیوں والا ہوتا تھا مگر میں نے شروع سے ہی الگ ہونے کی ضد لگا رکھی تھی، معاویہ کے ابوامی سے سیدھے منہ بات تک کرنا مجھے گوارا نہ ہوتا تھا۔ آپ کو تو علم ہے ناں کہ ثمرینہ (نند) جب گھر آتی تو میں امی کے گھر یا آپ کے گھر آجایا کرتی تھی مگر پھر بھی معاویہ کے گھر والے میری کوتاہیوں کو نظر انداز کردیا کرتے تھے۔ معاویہ کی بھی چاہت تھی کہ میں بھی ان کی فیملی میں گھل مل کر ساتھ رہوں، مگر مجھے کچھ سمجھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ پچھلے دنوں تو میں نے حد ہی کردی تھی، آپ نے مجھے جو شادی میں سیٹ دیا تھا اسے میں نے اپنی الماری کے دراز میں رکھ دیا تھا پھر آپ نے مجھ سے سیٹ پہننے کے لئے منگوایا تھا، یاد ہے ناں آپ کو"۔ فرحین نے نوین سے استفسار کرنا چاہا تو نوین نے کہا۔

"ہاں تمہارا سیٹ تو ابھی بھی میرے پاس ہے، ٹائم ہی نہیں ملا کہ تمہیں واپس کردوں۔ کیوں تمہارے سسرال والوں نے اعتراض کیا ہے کیا؟"

"نہیں آپی، میرے سسرال میں ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے سب اپنی مرضی کے مالک ہیں، غلطی سراسر میری خود کی ہے، مجھے معاویہ کے کولیگ کی ویڈنگ اینیورسری میں جانا تھا، میں نے سوچا میں وہی سیٹ پہن لوں گی، میں نے الماری کھولی تو خالی دراز میرا منہ چڑا رہا تھا، پھر پتہ نہیں مجھے کیا ہوا مجھے اتنا غصہ آیا کہ کیا بتاؤں، میں نے معاویہ کے سامنے چیخ چیخ کر سیٹ چوری ہو جانے کا الزام اپنے سسرال والوں پر لگادیا۔ میں نے ان کو نہیں بتایا تھا کہ سیٹ میں نے آپ کو دیا ہے، میں نے سوچا چیز میری ہے میں جو بھی کروں۔ سسرال والے میری اس حرکت سے سکتے میں آ گئے تھے، میری ساس بے چاری تو گھبرا کر رونے لگی تھیں، ثمرینہ بھی آئی ہوئی تھی اس نے سارا تماشا دیکھا اور کہہ دیا کہ وہ کبھی دوبارہ نہیں آئے گی۔ معاویہ مجھے سنبھالتے سنبھالتے خود نڈھال ہو گئے تھے مگر پھر بھی میرا غصہ کم نہیں ہو رہا تھا، مگر آفرین ہے ان لوگوں کی شرافت پر کہ اتنی بدتمیزی پر بھی ان لوگوں نے مجھے کچھ نہیں کہا۔ معاویہ نے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی اور کہا کہ مجھے ویسا سیٹ بنوا دے گا۔ پھر میرے سسر نے معاویہ کو الگ ہو جانے کا کہہ دیا کہ جب بہو اس گھر میں خوش نہیں ہے تو کیا فائدہ ساتھ رکھ کر ہم اسے اذیت سے دوچار کریں اور جب بہو کے دل میں ہم لوگوں کے لئے عزت نہیں، محبت نہیں تو پھر کیا ضرورت ہے ساتھ رہ کر تم اسے ٹینشن میں رکھو، وہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہماری فیملی میں ایڈجسٹ نہیں ہونا چاہتی ہے، بیٹا اب میں چاہتا ہوں کہ تمہارے نام پر جو فلیٹ ہے تم اس میں شفٹ ہو جاؤ، تمہارے لئے یہی بہتر ہے۔ بہو کا مزاج اور اس کے سوچنے کا انداز ہم لوگوں سے یکسر جدا ہے، ہم سب کی بھلائی اسی میں ہے کہ تم بہو کو لے کر الگ رہو۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ ایسا بھی کر سکتی ہے، میں بہو کے لئے صرف ہدایت کی دعا ہی کر سکتا ہوں اور کچھ نہیں، تم میرے اکلوتے بیٹے ہو، بڑھاپے کا سہارا ہو مگر میں اپنے مفاد کے لئے تمہاری زندگی برباد ہوتی ہوئی نہیں دیکھ سکتا، جاؤ بیٹا بہو کو اللہ ہدایت دے۔ میں اپنے روم میں بیٹھی یہ ساری باتیں سن رہی تھی، میں خوش ہو رہی تھی کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی ہوں۔ پھر میں روم سے باہر آ کر دیکھنے لگی، میرے سسر معاویہ کے گلے لگ کر رونے لگے تھے مگر اس وقت مجھے اپنے عمل پر کوئی شرمندگی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ پھر ہم اپنے فلیٹ میں شفٹ ہو گئے۔ میں بے حد خوش تھی کہ میں نے اپنا مقصد حاصل کر لیا ہے۔ معاویہ اپنے تمام فرائض سرانجام دے رہا ہے مگر ان کا رویہ میرے ساتھ دن بدن سرد ہوتا جا رہا ہے۔ وہ مجھ سے صرف کام کی باتیں کرتے ہیں، میری سہولت کے لئے گھر میں ماسی بھی رکھ دی ہے مگر کچھ دنوں سے میری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی ہے، مجھ سے کوئی کام نہیں ہو پا رہا ہے۔ ڈاکٹر نے مجھے فل بیڈ ریسٹ کے لئے کہا ہے۔ معاویہ اکثر و بیشتر کھانا باہر سے ہی لے کر آ جاتا ہے۔ میں خود سے تنگ آ گئی ہوں اور اپنے حالات سے بھی، باہر کے کھانے کھا کھا کر میری طبیعت بھی اکتا سی گئی ہے۔ معاویہ کے آفس جانے کے بعد سارا سارا دن خالی گھر کو تکتی رہتی ہوں۔ کبھی کبھی دل چاہتا ہے کوئی اپنا پاس ہو، آپ یقین جانیں میں لوگوں سے باتیں کرنے کے لئے ترس گئی ہوں، میں نے سوچا تھا اماں کے گھر چلی جاؤں گی مگر ان کی طبیعت خود ٹھیک نہیں رہتی۔ آپ کا گھر بھی اتنا دور ہے۔ مجھے معاویہ کی بھی ٹینشن سوار رہتی ہے، وہ کچھ کہتے نہیں ہیں مگر مجھے میرا ضمیر ہر وقت ملامت کرتا رہتا ہے۔ ان تمام حالات کی ذمہ دار میں خود ہوں۔ مجھے سکون کی نیند نہیں آتی ہے، سسرال میں آرام طلبی کی عادت ایسی لگی کہ اب روٹین کا کام بھی مجھے پہاڑ جیسا لگتا ہے۔ مجھے بتائیں آپی میں کروں تو کیا کروں؟ آج بھی معاویہ کی منت سماجت کر کے آپ کے یہاں آئی ہوں۔ طبیعت کی خرابی کے باعث وہ مجھے کہیں آنے جانے نہیں دے رہا ہے۔ مگر آج میں نہیں آتی تو میرے دماغ کی رگیں پھٹ جاتیں''۔ فرحین نے روتے ہوئے ساری داستان نوین کو بتا دی۔ فرحین پھر کہنے لگی۔

''امی نے بھی کبھی اپنے سسرالیوں کو اہمیت نہیں دی اور نہ ہی آپ نے، مجھے کبھی احساس ہی نہیں ہوا کہ میں غلط ہوں، ہوتا بھی کیسے میں نے جیسا دیکھا ویسا ہی کیا۔ مجھے یاد ہے مجھے بخار ہو گیا تھا تو میری ساس نے کتنی محبت سے میرا خیال رکھا تھا وہ مجھے اس طرح ٹریٹ کر رہی تھیں کہ جیسے میں کوئی چھوٹی بچی ہوں، اس وقت مجھے ان کی محبت دکھاوا اور وہ اپنے بیٹے کے آگے اپنا نمبر بڑھا رہی ہوں ایسا لگ رہا تھا، کتنی احمق ہوں میں کہ کھرے اور کھوٹے کی پہچان ہی نہیں تھی مجھے، جب سے میں الگ ہوئی ہوں نہ امی مجھے دیکھنے آئیں اور نہ ہی آپ، میں نے تو کبھی آپ لوگوں کے ساتھ سرد رویہ نہیں رکھا تھا۔ سسرال میں ہزاروں کام ہوتے تھے، امی کا یا آپ کا ایک فون آتا اور میں دوڑی چلی آتی تھی، یہ کیسی محبت ہے آپ لوگوں کی؟'' فرحین نے نوین سے کہا تو نوین خاموش نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

''مجھے معاف کر دو فرحین! پچھلے دنوں گھریلو مصروفیات اور خاندان کی شادیوں کی مصروفیت کی

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وجہ سے تم سے کانٹیکٹ میں نہیں رہ سکی، گھبراؤ نہیں میں چلتی ہوں تمہارے ساتھ، واقعی تم نے بدتمیزی کی ہے اپنے سسرالیوں کے ساتھ، تم معافی مانگ لو تمہیں سکون مل جائے گا اور ویسے بھی تمہاری کنڈیشن اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ تم اتنی ٹینشن لو۔ تم معاویہ کو مناؤ وہ مان جائے گا، وہ کون سا خوش ہوگا اپنے گھر والوں سے الگ ہو کر''۔ نوین نے فرحین سے کہا تو فرحین کہنے لگی۔

''آپی! میری ہمت نہیں ہوتی ہے ان لوگوں کا سامنا کرنے کی، کس طرح ان لوگوں کا سامنا کروں گی میں، مجھے ڈر لگتا ہے ان لوگوں نے مجھے معاف نہ کیا تو میں کیا کروں گی، میں نے بہت دل دُکھایا ہے ان لوگوں کا''۔ فرحین نے کہا تھا۔

''مجھے امید ہے وہ لوگ تمہیں ضرور معاف کر دیں گے۔ ویسے بھی معاویہ کے گھر والے بے حد اچھے ہیں''۔ نوین نے فرحین کو تسلی دی تھی۔

پھر معاویہ کے آنے سے قبل نوین فرحین کو لے کر اس کے سسرال پہنچ گئی تھی۔ دروازہ چوکیدار نے کھولا، دونوں بہنیں گھر کے اندر داخل ہوئیں تو خاموشی نے ڈیرے جما رکھے تھے۔ فرحین کے قدم من من بھر کے ہو رہے تھے، ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کہ گھر میں کسی ذی روح کا وجود موجود ہی نہ ہو۔

فرحین نے آہستگی سے اپنی ساس کے کمرے کا دروازہ ناک کیا تھا جب اندر سے کوئی آہٹ محسوس نہیں ہوئی تو فرحین نے بے ساختہ دروازہ وا کیا تھا، اس نے دیکھا بیڈ پر اس کی ساس لیٹی ہوئی ہیں، دونوں نے بیڈ کے قریب جا کر دیکھا تو آسیہ بیگم دھیمی آواز میں پانی پلانے کے لئے کہہ رہی ہیں، ان کی آنکھیں بند تھیں، ان کے چہرے سے بھی نقاہت اور کمزوری صاف نمایاں ہو رہی تھی۔ فرحین کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے، اس نے سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھایا اور بیڈ پر بیٹھ کر سہارا دے کر انہیں پانی پلانے لگی۔

''کون ہے؟'' آسیہ بیگم نے استفسار کیا تھا۔

''میں ہوں امی فرحین''۔ اس نے بے حد دقت سے کہا تھا، آواز اس کے حلق میں پھنس رہی تھی۔

''مجھے معاف کر دیں امی! آپ نے اپنی کیا حالت بنا رکھی ہے، ایسے تو کبھی نہیں رہتی تھیں آپ، بہت دل دُکھایا ہے میں نے، مجھے معاف کر دیں پلیز امی''۔ فرحین نے آسیہ بیگم کے گلے لگ کر روتے ہوئے کہا تھا۔

''بہو! تمہیں احساس ہو گیا ہم لوگوں کے لئے اتنا ہی بہت ہے، تم لوگ خوش رہو ہماری خوشی اسی میں ہے، تمہارے اور معاویہ کے بنا گھر کاٹنے لگتا ہے، بیٹا کچھ اچھا نہیں لگتا''۔ آسیہ بیگم نے بڑی رقت اور دکھ بھرے لہجے میں کہا تھا۔ آنسو ان کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔ کپکپاتے ہاتھوں سے انہوں نے فرحین کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔

''میں آپ لوگوں کی گنہگار ہوں، جب سے میں گئی ہوں مجھے کبھی دلی سکون نصیب نہیں ہوا، معاویہ بھی خوش نہیں رہتے ہیں، میری خود کی طبیعت صحیح نہیں ہے، میں خود بہت پچھتائی ہوں اس گھر سے جا کر آپ لوگوں سے الگ ہو کر، مجھے آپ لوگوں کی ضرورت ہے مجھے اس گھر کی آپ لوگوں کی محبت کی عادت ہو گئی ہے، امی میرا دم گھٹتا ہے وہاں، مجھے اپنی محبت بھری چھاؤں میں لے لیجئے، مجھے دل سے اپنا لیں، میری تمام کوتاہیوں کو میری نادانی میری حماقت جان کر مجھے معاف کر دیں''۔ فرحین نے روتے ہوئے کہا تھا۔

آسیہ بیگم نے اسے بڑے پیار سے گلے لگا کر پیار کیا اور بھیگی آنکھوں سمیت مسکرانے لگی تھیں۔ دروازے کے پیچھے امتیاز صاحب بھی بھیگی پلکوں کو صاف کرتے ہوئے روم کے اندر داخل ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی ساری باتیں سن لی تھیں۔ فرحین احتراماً

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

فوراً کھڑی ہوگئی تھی۔
''ابو...'' فرحین نے کچھ کہنا چاہا تھا۔
''بس بیٹا! جو ہوگیا اسے بھول جاؤ، ہم نے تمہیں اسی دن ہی معاف کر دیا تھا، تم معاویہ کو فون کر کے یہیں بلوالو، آج میرا گھر پھر سے آباد ہوگیا ہے، آج میں بے حد خوش ہوں''۔ امتیاز صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔
پھر فرحین نے معاویہ کو فون کیا اور کہا۔
''آپ امی ابو کے گھر آجائیں''۔
تو معاویہ نے پریشان ہو کر کہا۔
''تم وہاں، سب خیریت تو ہے ناں؟'' معاویہ نے گھبرا کر فرحین سے استفسار کیا تھا۔
''آپ آپی سے بات کریں وہ بھی میرے ساتھ ہیں''۔ فرحین نے فون نوین کے ہاتھوں میں تھما دیا تھا۔
''معاویہ گھبراؤ نہیں فرحین کو لے کر میں تمہارے گھر آگئی ہوں اور اب سے یہ یہیں رہے گی اور اب یہ اس گھر میں ''بہو'' نہیں بیٹی بن کر رہے گی، تم خوش ہو جاؤ تمام معاملات حل ہوگئے ہیں''۔
☆.....☆.....☆
نوین کو بھی اپنے گزشتہ تمام برے رویوں کے لئے سرفراز صاحب سے معافی مانگنا تھی۔ جب وہ گھر پہنچی تو اس نے دیکھا کہ سرفراز صاحب کچن میں چائے بنانے میں مصروف تھے، اس نے دیکھا ان کے ہاتھ بری طرح کانپ رہے تھے۔
''ابو! آپ ہٹیں میں لاتی ہوں چائے''۔ نوین نے سرفراز صاحب سے کہا تو وہ کچن سے باہر آگئے تھے۔
''ابو! چائے''۔ نوین نے سرفراز صاحب کو مخاطب کر کے چائے کا کپ پکڑایا تھا۔ نوین کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔
''رو کیوں رہی ہو بیٹا! فرحین کے یہاں سب خیریت تو ہے ناں؟ گھبراؤ نہیں اللہ پہ بھروسہ رکھو سب بہتر ہو جائے گا''۔ سرفراز صاحب نے نوین کو تسلی دی تھی۔ وہ سمجھے کہ وہ فرحین کی وجہ سے رو رہی ہے۔
''ابو! آج میں آپ سے اپنے تمام برے رویے کی معافی مانگنا چاہتی ہوں۔ میں تہہ دل سے پشیمان ہوں۔ مجھے کبھی احساس ہی نہیں ہوا کہ میں غلط ہوں۔ ابرار نے بھی کبھی مجھے نہیں ٹوکا، آپ بھی کچھ نہیں کہتے اور میرا رویہ آپ کے ساتھ روز بروز بدترین ہوتا چلا گیا، آپ نے مجھے کبھی ڈانٹا کیوں نہیں ابو؟'' نوین سرفراز صاحب کے ہاتھوں کو تھامے رونے میں مصروف تھی۔
''بیٹا! تمہیں احساس ہوگیا یہی بہت ہے، میں نہیں چاہتا تھا میری وجہ سے گھر کا ماحول خراب ہو۔ ویسے بھی تم پر پورے گھر کی بچوں کی ذمہ داری ہے، ایسے میں تمہارا رویہ مجھے اضطراب کا شکار ہونے پر مجبور کر دیتا تھا لیکن میں دعا کرتا تھا کہ تم خود سمجھ جاؤ، تمہیں خود احساس ہو جائے۔ میں جانتا ہوں تمہارا دل بے حد صاف ہے، مجھے امید تھی وقت کے ساتھ ساتھ تمہیں خود احساس ہو جائے گا، بھلے میں رہوں یا نہ رہوں''۔ سرفراز صاحب کہتے ہوئے رو پڑے تھے۔
''اللہ ہمیشہ ہم پر آپ کا سایہ قائم و دائم رکھے ابو! میں کوشش کروں گی کہ اس گھر میں اب آپ کی بہو نہیں آپ کی بیٹی بن کر رہوں''۔ نوین نے سرفراز صاحب کو یقین دلایا تھا۔
''بیٹا! میں نے تمہیں کبھی بہو نہیں سمجھا ہمیشہ اپنی اولاد کی طرح سمجھا ہے، مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں ہے میں دعا کرتا ہوں تم ہمیشہ خوش رہو اور تمہارا گھر آباد رہے''۔ سرفراز صاحب نے نوین سے کہا تھا۔
''شکریہ ابو''۔ نوین نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔
☆.....☆.....☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تہمینہ بانو

افسانہ

عورت کا مقام

آج یونیورسٹی میں بڑے پیمانے پر تقریری مقابلہ تھا جس میں یونیورسٹی کے علاوہ باہر کے بھی طلباء اور دوسرے لوگ انوائیٹ تھے۔ اس نے اسکول میں کوئی ایک آدھ دفعہ تقریر کی تھی اتنے عرصے بعد اس نے اچانک ہی اس مقابلے میں حصہ لینے کا سوچا اور عمل بھی کرلیا۔

ٹاپک اس نے اپنی چوائس کا ہی چوز کیا تھا اور آج وہ بغیر تیاری کے وہاں موجود تھی۔ ہال کھچا کھچ لوگوں سے بھرا ہوا تھا باہر بھی لوگوں کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ جگہ جگہ کیمرے اور اسپیکر فٹ کیے گئے تھے۔

گیارہواں نمبر اس کا تھا، اپنے نام کی پکار پر وہ چیئر سے اٹھی۔ مائیک کے سامنے آنے تک اس کا ذہن بالکل خالی تھا۔ سوائے تین الفاظ ''عورت کا مقام'' پر مبنی تقریر کے موضوع کے.....!

''عورت کا مطلب کیا ہے؟ عورت کا اصل مفہوم کیا ہے؟ مجھے آج تک ٹھیک سے معلوم نہیں ہوسکا۔''

اس نے تقریر کا آغاز کیا تھا۔ نہ کوئی شعر نہ کوئی تمہید نہ کوئی مکالمہ اور نہ ہی کوئی فلسفہ۔ وہ اسپیچ اسٹارٹ کر چکی تھی اس کے ہاتھ میں دوسروں کی طرح پرچہ بھی نہیں تھا۔

''شاید اس لیے کہ دنیا میں ہر جگہ اس کی یکساں حیثیت نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے۔ ہمارے اسلام نے تو عورت کو اتنا بلند مقام دے دیا کہ ماں کے قدموں تلے جنت رکھ دی۔ اس سے بلند مقام اور کیا ہوسکتا ہے ایک عورت کا، اگر معاشرے کو دیکھیں تو اس معاشرے نے عورت کو کیا مقام دیا ہے، جگہ جگہ اس کا مختلف مقام ہے۔ اس معاشرے کے مردوں نے تو عورت کو پاؤں کی جوتی سمجھا ہے ہر جگہ عورت کو مرد سے ہی نیچ ہی دکھایا ہے۔ حالانکہ دیکھا جائے تو عورت مرد کے شانہ بشانہ چلتی ہے۔ وہ کہتے ہیں نا کہ ایک مرد کی کامیابی کے پیچھے عورت کا ہاتھ ہوتا ہے، یہ کچھ ہی مرد سمجھتے ہیں۔ ورنہ زیادہ تو اپنی ہی بڑھائی چاہتے ہیں۔

آج تک جو میں نے دیکھا ہے وہ یہ کہ عورت کو کبھی بھی اس کا اصل مقام نہیں ملا۔ جتنے حوق و فرائض مرد کے لیے اسلام نے رائج کیے ہیں بالکل اس کے برابر ہی عورت کے حقوق و فرائض ہیں لیکن آج کل کے مرد عورت کے فرائض ہی دیکھتے ہیں، چاہتے ہوئے بھی اس کے حقوق پر نظر نہیں ڈالتے ہیں۔'' وہ تقریر نہیں کر رہی تھی بلکہ اپنے اندر کا غبار نکال رہی تھی اس کی آواز آہستہ آہستہ تلخ ہوتی جارہی تھی۔

''ہر جگہ عورت ہی عزت کیوں بچاتی ہے۔ جب وہ اپنے والدین کے گھر ہوتی ہے تو والدین، بہن بھائیوں کی عزت کا پاس رکھنے کا درس دیا جاتا ہے، جب وہ اس میں سرخرو ہو جاتی ہے تو اسے اگلے گھر کے لیے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس وقت اسے یہ سمجھایا

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Downloaded From
Paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

جاتا ہے کہ تمہیں اپنے شوہر کی عزت کا خیال رکھنا ہے بس ایک عورت کی ساری زندگی عزتوں کے پاس رکھنے میں گزر جاتی ہے جب کہ مرد بہت انا پرست اور خوددار ہوتے ہیں۔ اپنی منوانا جانتے ہیں کسی کی نہیں مانتے۔ ہر مرد اپنی انا کے جال میں جکڑا ہوا ہے اگر عورت اسے جان لے تو ٹھیک ورنہ ان چھوٹی چھوٹی اناؤں کی خاطر بہت سے گھر برباد ہو جاتے ہیں جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ مرد اپنی انا کی خاطر گھر برباد کر لیتا ہے لیکن انا نہیں چھوڑتا۔ زیادہ تر مردوں کی انا یہ ہوتی ہے کہ وہ ایک عورت کے سامنے جھکنا پسند نہیں کرتے، غلطی پر ہوتے ہوئے بھی بیوی سے معافی نہیں مانگتے کہ ہم ایک عورت کے آگے جھکیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ہم خود کو ان کے سامنے نیچا کریں، امپاسبل۔'' آواز کے ساتھ ساتھ اس کے چہرے پر بھی غصے کے اثرات تھے۔ سامنے بیٹھے لوگوں میں سے کچھ تو اس کی باتوں پر اتفاق کر رہے تھے تو کچھ اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا رہے تھے لیکن اسے کسی کی پروا نہیں تھی۔ وہ آج عرصے سے دبا اپنے اندر کا غبار نکال رہی تھی۔

''ایک بیٹی کے والدین جب اسے رخصت کرتے ہیں تو اسے صرف ایک بات ذہن نشین کرواتے ہیں کہ بیٹا اب وہی تمہارا گھر ہے آگے کی زندگی اس گھر میں ہی گزارنی ہے اس گھر سے تمہارا جنازہ ہی اٹھنا چاہیے ویسے اس گھر میں کبھی نہ آنا اس گھر کو کبھی مت چھوڑنا۔ آدھی ہمت تو اس کی اس وقت ٹوٹ جاتی ہے کیونکہ اب اسے اس گھر والوں کے ساتھ جڑے رشتے ادھورے لگنے لگتے ہیں۔'' اس کی پلکیں نم ہونے لگی تھیں۔

جس کے ساتھ وہ رخصت ہوتی ہے اگر وہ اچھا ہے تو پھر اسے سسرال کسی جنت سے کم نہیں لگے گی۔ اگر وہی ایسا ویسا ہو تو نبھا لیے رشتے اس نے۔ اگر لڑکے نے والدین کی زبردستی کرنے پر شادی کی تو پھر بیوی کا تو اللہ ہی حافظ ہے۔ وہ جتنی بھی خوب صورت عقلمند ہوگی، اسے وہ اتنی ہی جاہل گنوار، بدتمیز اور پتا نہیں کیا کیا لگے گی۔ وہ کبھی بھی اسے اپنے ساتھ برداشت نہیں کرے گا۔ وہ والدین کی خاطر رشتہ نبھانے پر مجبور ہوتا ہے۔ اسے یہ ذرا بھی احساس نہیں ہوتا کہ جسے وہ اپنا لائف پارٹنر بنا کر لایا ہے اس کی بھی کچھ خواہشات، احساسات، جذبات ہیں جو کہ صرف اس شوہر کے لیے ہیں جسے وہ قبول کرنے کو تیار نہیں ہے۔ اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اسے یہ بھی احساس نہیں ہوتا جسے وہ بیوی بنا کر لایا ہے وہ صرف اس ایڈیٹ کے لیے گھر، والدین، بہن بھائیوں اور سب کچھ، صرف اور صرف اس جاہل کے لیے چھوڑ کر آئی، جسے وہ قبول کرنے کو تیار نہیں ہے۔''

اس کا فرینڈ گروپ جو کہ فرنٹ پر بیٹھا تھا اشاروں کنایوں میں اسے کول ڈاؤن ہونے کا کہہ رہے تھے اور وہ خود کو کنٹرول رکھنے کے باوجود نہیں رکھ پا رہی تھی۔ اپنے اندر دہکتا الاؤ وہ لفظوں کے ذریعے باہر نکال رہی تھی۔

''اس پر تو صرف دوسری عورت (محبوبہ) کے عشق کا بھوت سوار ہے۔ چاہے وہ اسے گھاس بھی نہ ڈالتی ہو لیکن وہ اسے ہی اہمیت دیتا ہے۔ وہ جسے وہ جان بوجھ کر چکی میں پیس رہا ہے اس کا کیا قصور۔ وہ صرف والدین، بھائیوں کی عزت کی خاطر ان جنیسوں کے ساتھ نبھا کرتی ہیں۔''

''اور اللہ تعالیٰ نے عورت کو اتنا صبر عطا کر دیا کہ وہ بڑے سے بڑے ظلم کو بھی برداشت کر لیتی ہے۔ کبھی والدین کی خاطر تو بہن بھائیوں کی خاطر تو کبھی شوہر کی خاطر لاسٹ میں بچوں کی خاطر زیادہ تر عورتیں بچوں کی خاطر اتنے ایڈیٹ، جاہل انسان کے ساتھ نبھا کرتی ہیں۔'' تیز بولتے بولتے اس کے آنسو رخساروں پر بہنے لگے۔ جسے اس نے بے دردی

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے صاف کر ڈالا۔

عورت کتنا بھی بڑا عہدہ کیوں نہ لے لے۔ رہتی پھر بھی عورت ہی ہے جس کی عزت کو داغ لگانے میں مرد ایک سیکنڈ بھی نہیں لگاتا۔ ایسے خبیث انسان کو بھی مرد ہی کہتے ہیں۔'' وہ جتنا خود پر قابو پانا چاہ رہی تھی اتنی ہی بے قابو ہو رہی تھی اور وہاں بیٹھے بہت سے مردوں کو بغلیں جھانکنے پر مجبور کر رہی تھی۔

''ایسے مرد بھی ہوتے ہیں جو عورت کی عزت کرنا جانتے ہیں۔'' سننے والوں کو اس کی آواز میں تھوڑی نرمی محسوس ہوئی تھی۔

''چاہے وہ بہن ہو، ماں ہو، بیوی ہو، بیٹی ہو، ہر رشتہ میں ان کی عزت کرتے ہیں۔''

''اس معاشرے نے بھی عورت کو تھوڑا بہت مقام دیا ہے لیکن ذلیل زیادہ کیا ہے۔ اگر وہ طلاق یافتہ ہو تو اس کی رہی سہی عزت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اس معاشرے نے طلاق یافتہ عورت کو گالی کا نام دیا ہے۔'' اس کے لہجے میں سابقہ پن ایک دم عود آیا تھا۔

''چاہے وہ کتنی ہی مظلوم کیوں نہ ہو۔ کیا پتا اس بے چاری نے طلاق لی یا دی گئی ہے اس میں فرق صرف اسے ہی پڑتا ہے۔ مرد تو دو منٹ میں طلاق دے کر فارغ ہو جاتا ہے جیسے کوئی دوسری مل جاتی ہے وہ اس کی خاطر بیوی بچوں کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔

آج کل مردوں کا تو ایک عدد بیوی کے ساتھ گزارہ ہی نہیں ہے۔ اسے چین نہیں ملتا جب تک دوسری نہ آئے۔ ایک لڑکا ایک وقت میں تین تین لڑکیوں کو فیس یعنی چیٹ کر رہا ہوتا ہے کسی کو کال پر کسی کو SMS پر کسی کو ڈیٹ پر۔ خود تو اس نے اتنی لڑکیاں رکھی ہوئی ہیں لیکن جب کسی اپنی کو دوسرے کے ساتھ دیکھ لیتا ہے، چاہے بہن ہو بیٹی، بیوی ہو یا منگیتر برداشت نہیں ہوتا وہ مرنے مارنے تک جاتا ہے لیکن خود ایک پل کے لیے نہیں سوچتا کہ جس پر وہ لائن مارتا پھر رہا ہے۔ وہ بھی تو کسی کی کچھ لگتی ہوگی۔

اگر تو پسند کی شادی ہے تو وہ اس کی عزت کرے گا اگر نہیں تو وہ اسے اس کا حق نہیں دے گا عزت نہیں دے گا جس کی وہ حق دار ہے آخر کیوں؟ ہر فیصلے کا حق مرد کو ہی کیوں دیا جاتا ہے۔ عورت کو کیوں نہیں دیا جاتا۔'' سامعین مکمل متوجہ تھے کچھ تو خونخوار نظروں سے گھور رہے تھے۔

''ہر جگہ عورت ہی کمپرومائز کیوں کرتی ہے خود کو شوہر کے سامنے کٹھ پتلی بنا کر رکھتی ہے۔ اس کی خوشی میں خوش ہوتی ہے جیسا وہ چاہتا ہے خود کو ویسا ہی ظاہر کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتی ہے۔ صرف اپنا گھر ٹوٹنے سے بچانے کی خاطر سب برداشت کرلی ہے اگر پھر بھی وہ بیوی کو اہمیت نہ دے تو لعنت بھیجنی چاہیے ایسے شوہر پر جسے بیوی کی اہمیت کا ہی نہیں پتا۔ یہ معاشرہ کب تک مردوں کے ہاتھ میں ہوگا آخر کب تک..... کون بدلے گا یہ اصول جو کہ نسل در نسل چلے آرہے ہیں۔''

آج کل کی عورت دنیا کے کس شعبے میں نہیں ہے۔ ٹیچنگ، پولیس ڈپارٹمنٹ، پائلٹ، بزنس وومن، فیشن، ڈیزائنگ، فیکٹریز ایون کے ہر جگہ عورت دیکھی جارہی ہے لیکن جو شوہر اور بیوی کا رشتہ ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں آرہی ہے۔ برسوں سے ہی مردوں کا راج ہے۔ یہ معاشرہ مردوں کا ہے۔ عورت کے اندر تو صبر کا پہاڑ ہے۔ جس کا وہ ہر جگہ ہر ممکن حد تک استعمال کرتی ہے۔

لیکن مرد یہ بھی جانتا ہے کہ یہی عورت، یہی کٹھ پتلی، یہی پاؤں کی جوتی جب کاٹتی ہے تو کوئی نشان پیچھے نہیں چھوڑتی، وہ اسے وہاں پہنچاتی ہے جہاں سے کبھی واپس نہ آئے۔ زندگی میں جب اس کا ضبط ختم ہوتا ہے اس کی برداشت جواب دے جاتی ہے تو پھر وہ آگے پیچھے کچھ نہیں دیکھتی۔ اس کے والدین

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نے گھر سے رخصت کرتے ہوئے اسے کیا نصیحت کی تھی کیا سمجھایا تھا اسے کچھ یاد نہیں رہتا۔ یاد رہتا ہے تو صرف اپنی برداشت و صبر کا صلہ جو کہ اسے نہیں ملتا تھا۔ جب اس کا صبر ٹوٹتا ہے اور برداشت کی حد ختم ہو جاتی ہے جب انتقام لینے پر آتی ہے تو...... تو وہی عورت اچھے بھلے مرد کو کاٹھ کا الو بنا دیتی ہے۔‘‘

ہال میں بیٹھی خواتین میں سے چند ایک کے چہرے پر مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

’’اسے وہاں لے جا کر مارتی ہیں جہاں اسے پانی بھی نہ ملے۔ جب یہی عورت اپنا آپ دکھاتی ہے تو مرد کا اکڑ پن، غرور، تکبر خاک میں ملانے میں دیر نہیں لگاتی ہے۔ یہ بھی بات مانی جاتی ہے کہ عورت مرد کے مقابلے میں کمزور ہے۔ جب یہی کمزوری ہمت میں بدلتی ہے تو پھر مرد کسی کام کا نہیں رہتا۔‘‘

اس نے پاس ڈائس پر پڑا پانی کا گلاس اٹھایا تین گھونٹ پینے کے بعد بولی۔

’’میں بالکل سوری نہیں کروں گی جس کو برا لگتا ہے لگے۔ یہ سب اسے ہی برا لگے گا جس میں یہ سب کوالٹیز پائی جاتی ہیں۔ اپنی تقریر میں اس نظم سے ختم کروں گی۔

بنت حوا دنیا کے لیے رونقِ بازار ہوئی ہے
خود اپنے لیے باعث آزار ہوئی ہے
فرسودہ روایات کا شکار ہوئی ہے
بیٹی جننے کو کوسنے اس کا نصیب ہوئی ہے
بیٹے کو جنن کے بھی سدا خواب ہوئی ہے
یہ خون کے رشتوں پر نثار ہوئی ہے
زندہ بھی کسی پر نذرو ناز ہوئی ہے
جیون کے ہر اک موڑ پر خود کو مٹا کر
اس بنتِ حوا کی صدا یاز ہوئی ہے
صدیوں پرانی بات ہو یا آج کا قصہ
ہر عہد کی عورت لاچار ہوئی ہے
اپنے سبھی جذبے سبھی ارماں دفنا کر
بھائی تو کبھی باپ پر نثار ہوئی ہے
کر کے فنا خود کو دیتی ہے سب کو خوشی
وائے نصیب پھر بھی گناہ گار ہوئی ہے
لیے حسن کائنات اور جنت کا وسیلہ
پھر بھی ہمیشہ تار تار ہوئی ہے
ہر شے نے اس کو کیا تکالیف سے دوچار
ہر آن مصائب سے ہمکنار ہوئی ہے

مودب انداز میں اس نے تقریر ختم کی تھی۔ آڈینس میں زیادہ تر لوگوں کی آنکھیں نم ہو چکی تھیں اسٹیج سے واپسی پر سب نے کھڑے ہو کر اسے ویلکم کہا۔ جن میں پنجاب اسمبلی کے ممبرز بھی شامل تھے۔ اس نے وزیر پرائز ون کیا تھا جس کی اسے رتی برابر بھی خوشی نہیں تھی۔ وہ پرائز نہیں چاہتی تھی اپنی ہی باتوں پر عمل کروانا چاہتی تھی۔ عورت کو اس کا مقام دلوانا چاہتی تھی۔

☆......☆

’’وردہ میین...... وردہ پلیز میری بات سنو۔‘‘ وہ ہال سے نکل کر مین گیٹ کی طرف بڑے بڑے قدم اٹھا رہی تھی جب وہ رستے میں آیا تھا۔

’’ایم سوری وردہ...... ایم سو سوری۔‘‘ اس نے اس کی کلائی پکڑی جسے اس نے بے دردی سے چھڑا لیا تھا۔

’’وردہ پلیز مجھے معاف کر دو۔‘‘ وہ کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح اس کے سامنے کھڑا تھا۔

’’مجھے غلط فہمی ہو گئی تھی۔ پلیز وردہ مجھے اتنی بڑی سزا نہ دو۔ مجھ سے تعلق مت توڑو۔‘‘

’’میں تو تمہیں کب کی معاف کر چکی ہوں۔ رہی بات تعلق کی تو میں اتنے تنگ نظر انسان سے کوئی تعلق نہیں رکھ سکتی۔ حنان تم نے مجھے بہت ہرٹ کیا، خود ہی اخذ کر کے تم نے خود کو بھی اذیت میں رکھا اور مجھے بھی۔ تم ایک دفعہ مجھ سے پوچھ تو لیتے مگر نہیں تم نے خود ہی جرم عائد کیا اور خود ہی سزا بھی دے دی۔‘‘

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''وردہ پلیز معاف کر دو۔''

''حنان تم نے میرے چاچو کو ہی میرا لور بنا دیا اس سے زیادہ......''

''ایم سوری وردہ......! میں اپنی غلطی قبول کر رہا ہوں۔''

''پلیز......اور ویسے بھی تم نے کبھی اپنے کسی رشتے دار کے بارے میں بتایا ہی نہیں نہ ہی میں نے ملتے دیکھا اور اس دن اچانک ینگ ایج (چاچو) لڑکے کو دیکھا تو......''

''تو تم نے اتنا گھٹیا سوچ لیا۔''

''پلیز وردہ......پہلی اور آخری غلطی سمجھ کر معاف کر دو۔ میں شرمندہ ہوں آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔''

''او کے آئندہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔'' وہ کب اس سے تعلق توڑنا چاہتی تھی۔ ماں کے علاوہ ایک وہی تو تھا جسے وہ زندگی بھر ساتھ دیکھنا چاہتی تھی۔

حنان اس کا یونیورسٹی فیلو اور منگیتر تھا۔

''تھینک یو وردہ......تھینک گاڈ......'' اس کا انداز ایسا تھا جیسے عرصے بعد اس نے کھلی فضا میں سانس لیا ہو۔

''تھینک یو سے کام نہیں چلے گا۔ میری بس کا ٹائم اوور ہو گیا ہے مجھے گھر ڈراپ کر دو، امی جان پریشان ہو رہی ہوں گی۔''

''او کے جناب نوکری تے نخرہ کی۔''

''بدتمیز'' اس نے مسکراتے ہوئے اس کے بازو پر چپت لگائی اور اس کے ہمراہ پارکنگ ایریا کی طرف چل دی۔

☆......☆

گھر کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی اسے معمول سے ہٹ کر عجیب سے شور کا احساس ہوا تھا۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ لاؤنج میں آئی تو سامنے کے منظر نے اسے حیرتوں کے سمندر میں غوطے لگانے پر مجبور کر دیا تھا۔

سامنے ہی تینوں ماموں امی کے گرد بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ اسے ایک پل کو شدید غصہ آیا تھا۔ یہ وہی ماموں تھے جنھوں نے پچھلے 20 سالوں میں ایک دفعہ بھی پلٹ کر نہیں دیکھا تھا کہ بہن، بھانجی زندہ بھی ہیں کہ نہیں۔

وہ بہن جسے اس کے شوہر نے ایک عدد بیٹی کو جنم دینے پر سزا کے طور پر طلاق نامہ ہاتھ میں پکڑا کر گھر سے دربدر کر دیا تھا۔

بھائی علاقے میں اونچے لوگ تھے۔ جتنی عزت تھی وہ طلاق یافتہ بہن کی وجہ سے خاک میں مل جاتی۔ ناک کٹ جاتی ان کی۔ سو بھائیوں نے طلاق یافتہ بہن کو قبول نہیں کیا تھا اور بہن گھر کے خانساماں کی بہن کے گھر پناہ لینے پر مجبور ہو گئی تھی۔

اور آج یہی بھائی کس منہ سے آئے ہیں۔ اس کے اندر ابال اٹھ رہے تھے۔

''ارے وردہ...... وہاں کیوں کھڑی ہو اندر آجاؤ۔'' آج سے پہلے اس نے امی کو کبھی اتنا خوش نہیں دیکھا تھا۔ وہ آگے آئی سب نے اسے آج بھانجی کا عہدہ دے دیا تھا اور اس نے امی کی وجہ سے اپنے اندر اٹھتے ابال کو بہ مشکل ہی سہی دبا لیا تھا۔

کمپیٹیشن کسی پرائیویٹ چینل پر لائیو آن ایئر ہوا تھا۔ اس وقت ماموؤں کی یہاں موجودگی کی وجہ یہی تھی۔ امی کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کبھی اپنے بھائیوں سے جدا ہوئی ہی نہ ہو اور وردہ امی کی خوشی کے سامنے اپنے اندر اٹھتے ابال کو ہوا میں معلق ہوتے محسوس کرنے لگی تھی۔ اس کی ماں کو صبر کا پھل مل گیا تھا۔ بہن بیٹی کا مقام بھی......وردہ دل سے مسکرا دی تھی۔ اسے ونر پرائز تو گھر آ کر ملا تھا اپنوں کی صورت میں۔

☆......

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سلسلے وار ناولٹ

دیدۂ عبرت نگاہ

"میری زندگی میں بس ایک کتاب ہے
ایک چراغ ہے' ایک خواب ہے اور تم ہو!

Downloaded From Paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یہ کتاب اور خواب کی جو منزلیں ہیں میں چاہتا تھا تمہارے ساتھ بسر کروں
یہی کل اثاثہ زندگی ہے اسی کو زادِ سفر کروں
کسی اور سمت نظر کروں تو میری دعا میں اثر نہ ہو
مگر اس طرح کہ تمہیں بھی اس کی خبر نہ ہو
اس احتیاط میں ساری عمر گزر گئی
وہ جو آرزو تھی جس میں کتاب و خواب کے ساتھ تم بھی شریک ہو
وہیں مر گئی

آخری قسط

Downloaded From Paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

اس نفس نے بھی سوال اٹھائے ہیں
وہ سوال جن کا جواب میری کتاب میں ہے نہ خیال میں
میرے دل کے جادو خوش خبر کے رفیق!
تم ہی بتاؤ پھر کہ یہ کاروبار حیات کس کے حساب میں!
میری زندگی میں بس ایک کتاب ہے ایک چراغ
ایک خواب ہے اور تم ہو.....

''بہت دکھ ہے چچا کی موت کا..... یوں لگ رہا ہے جیسے' میں آج دوبارہ باپ کی نعمت سے محروم ہو گئی ہوں''۔
آج اشفاق صاحب کی موت کا تیسرا دن تھا' قرآن خوانی رکھوائی گئی تھی' فرحان بھی باپ کی موت پر گھر آیا تھا۔
اکبر نے اسے اشفاق صاحب کے جنازے میں کچھ دیر رہنے کی اجازت دی تھی' ان کی تدفین کے فوراً بعد وہ کسی بھی بات کی پرواہ کیے بغیر اسے گھر لے گیا تھا' وہ بہت دکھی تھی' بہت روئی تھی' باپ جیسے شفیق چچا کی موت پر اسے دکھ کی ان گھڑیوں میں ان کے گھر ہونا چاہیے تھا مگر اکبر نے کبھی کسی کے دل کی پرواہ کی کب تھی' آج بھی زبیدہ کے فون کرنے پر اکبر نے حرم کو منع کر دیا تھا مگر رومینہ نے حرم کا ساتھ دیا اور اکبر کو خوب ڈانٹ ڈپٹ کر حرم کو ساتھ لے کے چچا کے گھر لے آئی تھیں۔ آج اتنے عرصے بعد وہ اچانک گھر کے اندر کسی کام سے آنے والے فرحان سے ملی تھی۔ ان کی ملاقات ہمیشہ راہ چلتے اجنبیوں کی طرح دو پل کی ہوتی تھی'

''ہوں ساتھ چھوڑنے والے یونہی ساتھ چھوڑ دیتے ہیں' اپنے پیچھے رہ جانے والوں کی فکر کیے بغیر''۔ فرحان کی سرخ شکوہ کرتی آنکھوں میں کرب سمٹ آیا تھا۔ حرم تو ویسے بھی نظریں جھکائے مجرم کی طرح کھڑی تھی' اس کی بات پر مزید سر جھک گیا۔

''اچھا ہے یہ غلط فہمی رہے' کم از کم میرے بجائے اپنا سوچیں گے''۔

''حرم''۔ اچانک فرحان نے بوجھل لہجے میں اسے پکارا تھا۔ اس نے اک پل کو اسے دیکھا مگر فوراً نظریں جھکا لیں وہ دیکھ نہ پائی' بہت عرصہ پہلے میں تمہارے لیے ایک تحفہ لایا تھا جسے تمہاری گردن میں سجا دیکھ کر مجھے بے انتہا خوشی ہوئی تھی اور شاید غلط فہمی بھی' اب وہ چین کہاں ہے؟'' اس کے لہجے میں اداسی اتر آئی۔ اتنے اچانک اور براہ راست جملے پر حرم کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اور ہاتھ بے اختیار گردن پر جا رکھا۔

''وہ..... وہ شاید..... کھو گئی''۔ ادھر ادھر دیکھتے کوئی بہانہ نا بن پڑا تو یہ جملہ کہتے اس کی زبان لڑکھڑا گئی۔

''کک..... کھو گئی..... ہاں کھونے کی چیز تھی' اچھا ہوا جو کھو گئی''۔ وہ ہنستے ہوئے خود سے بولا۔ اس کی درد میں ڈوبی ہنسی کو اگر حرم نگاہیں اٹھا کر دیکھ لیتی تو دعا کرتی کہ وہ کبھی عمر بھر نہ ہنسے اور دیکھا تو فرحان نے بھی وہ جملہ کہتے حرم کو نہیں' تھا مگر نہ جان لیتا کہ حرم کی نگاہیں نم کیوں ہو گئی تھیں۔

''اللہ..... فرحان بھائی آج بھی چپ رہیں کچھ نہ کہیں..... میں کسی بھی انکشاف کی متحمل نہیں ہو سکتی''۔ اس کے دل نے چپکے سے التجا کی تھی۔

''اوہ تو پرانے آشنا مل رہے ہیں بھئی بہت خوب''۔ اکبر جو اندر حرم سے ملنے ہی آ رہا تھا' کوریڈور کے سرے پر ان دونوں کو اک ساتھ دیکھ کر ہمیشہ کی طرح بغیر لحاظ کیے بلند مسکراتی آواز میں بولتے ہوئے پاس آیا تھا' حرم جو اکبر کی آواز سن کر خوفزدہ ہوئی تھی اس کی بات نے شرمندگی سے زمین میں گاڑ دیا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اللہ! کیا اس شخص کو کبھی کسی کا لحاظ آڑے آئے گا''۔ فرحان نے البتہ اس کی بات کو گہرائی میں نہیں جانا تھا باپ کی جدائی اور حرم سے دوری نے دل کا درد مزید بڑھا دیا تھا۔

''غم مت کر، حرم کو تمہارے سوا کچھ یاد نہیں''۔ فرحان نے دل کا درد چھپاتے شکوہ کیا تھا۔

''ہاں...... ایسی بات ہے تو کبھی اس نے مجھے ایسا یقین دلانے کی کوشش کیوں نہ کی''۔ اکبر نے دل پر ہاتھ رکھ کر سر جھکائے آنسوں پیتی حرم کو دیکھا تھا۔

''اس سوال کا جواب میرے پاس نہیں''۔ فرحان نے کندھے اچکائے اکبر نے خاموشی سے حرم اور فرحان کا بغور جائزہ لیا تھا وہ چہروں سے اندر کا بھید پالینے میں ماہر تھا پھر کیوں ناں ان دونوں کی کیفیات سمجھ پاتا۔

''تم نے اب تک شادی کیوں نہیں کی؟'' اچانک اکبر نے پینترا بدلا۔ حرم کا دل اچھل کر حلق تک آچکا تھا۔

''جلد ہی کرلوں گا''۔ فرحان نے اپنی نظروں کو حرم کی سمت اٹھنے سے بمشکل روکتے اچانک سے یہ بات کہہ دی تھی اسے خود بھی سمجھ نہیں آیا تھا کہ اک پل میں اس نے یہ کیا کہہ دیا تھا۔

''کون ہے وہ؟'' اکبر حرم کو مزید کچھ کے لگانا چاہ رہا تھا' اک نظر اسے دیکھ کر مسکراہٹ لبوں میں چھپاتے فرحان کو دیکھا۔ یہی فیصلے کا لمحہ تھا قدرت یونہی سامان بنالیتی ہے ورنہ اس پل سے پہلے تک فرحان نے ایسی بات سوچی تک نہ تھی' یا شاید وہ حرم کو کچھ باور کروانا چاہتا تھا اسے بھی درد کا احساس دلانا چاہتا تھا۔

''صوفیہ...... میرے سامنے والے اپارٹمنٹ میں رہتی ہے''۔ بمشکل مرحلہ طے ہوگیا فرحان کے ماتھے پر پسینے کے قطرے ابھر آئے' ایک بے بس سا آنسو حرم کی پلکوں کی باڑ پھلانگتا اس کے قدموں میں گرا تھا۔

''کیا تھا جو وہ فرحان کے ساتھ اک پرسکون زندگی گزارتی اور اکبر کے نام کا سایہ تک نہ ہوتا اس کی زندگی میں''۔

''اچھا...... میں تو سمجھا تھا تمہیں کسی سے محبت ہے''۔ دل جلانے والی مسکراہٹ اس کے لبوں پر رقصاں تھی کسی کہتے ہوئے نظریں حرم پر گاڑ دیں' حرم نے تڑپ کر سر اٹھایا تھا اور التجائیہ اکبر کو دیکھا' جیسے منت کررہی ہو کہ مزید کچھ مت کہنا۔

''امی!'' اس سے پہلے کہ فرحان کوئی جواب دیتا حوریہ ماں کو تلاش کرتی بھاگتے ہوئے سامنے آئی تھی۔ اکبر اور حرم کے ساتھ کھڑے فرحان کو ٹکر ٹکر دیکھنے لگی۔

''امی یہ انکل کون ہے؟'' وہ فرحان کو دیکھتی انگلی اٹھا کر توتلی زبان میں بولی۔

''بیٹا یہ آپ کے ماموں ہیں...... ناکام عاشق ویسے بھی ماموں ہی کہلائے جاتے ہیں''۔ اکبر نے اپنی بات کے اختتام پر قہقہہ لگایا تھا۔ حوریہ اس کی بات تو نہیں سمجھی تھی مگر باپ کو ہنستا دیکھ کر وہ بھی جواباً ہنسی تھی' فرحان جو وہاں مزید ٹھہرنا نہیں چاہتا تھا کسی عزیز کی پکار پر فوراً وہاں سے کھسک گیا تھا۔

''تم...... میں تمہیں یہاں اس ناکام عاشق سے ملوانے نہیں لایا' آئندہ مجھے اس کے آس پاس نظر آئی تو وہ حشر کردوں گا کہ منہ چھپاتی پھروگی اپنا''۔ فرحان کے جاتے ہی اکبر نے انگلی اٹھا کر دانت پیسے تھے۔ حرم کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ اٹکا تھا۔

☆☆☆☆

اور پھر باپ کے چالیسویں کے بعد واپس جا کر اس نے صوفیہ سے شادی کرلی زبیدہ پر یہ اچانک خبر بجلی بن کر

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گری تھی' فرمانبردار گھر کے واحد کفیل بیٹے کی یہ نافرمانی انہیں اندر سے توڑ گئی' کیا کیا خواب دیکھ رکھے تھے کسی اونچے گھرانے کی حسین لڑکی کو پسند کر کے بہو بنا کر لائیں گی پل بھر میں خواب بکھر کر رہ گئے پہلے شوہر کی موت اور اب فرحان کی اپنی من مانی نے انہیں مزید تنہا اور خوفزدہ کر دیا تھا۔

بیٹیاں اپنے گھروں کی ہو چکی تھیں' شوہر کی موت نے مزید اکیلا کر دیا تھا علی تو پڑھائی میں مگن لاپرواہ سا لڑکا تھا ماں کی تنہائی یا درد کیا بانٹتا..... سوچا تھا اب فرحان کی شادی کر کے ان کے ساتھ بہو رہے گی' ہنستا بستا گھر جیسے پل بھر میں بکھر گیا تھا' ہر طرف سنسان خاموشی کاٹ کھانے کو دوڑتی' وہ قہقہے' سیماب سعدیہ کے جھگڑے' حرم کا ادھر سے ادھر کام کے لئے دوڑنا' اشفاق صاحب کا ساتھ' سب جیسے خواب تھا' خیال تھا۔

فرحان کا خاموش احتجاج اور ناراضی ماں سے مخفی نہ تھی مگر کان آنکھ بند کر کے یہ سمجھ رہی تھیں کہ وقت کے ساتھ ٹھیک ہو جائے گا' وہ فون کرتیں تو زیادہ تر خود ہی سوالات وغیرہ پوچھتی تھیں' وہ ہوں ہاں میں جواب دے دیتا' زبیدہ کچھ ضرورت کا مانگتیں تو اگلے ایک ہفتے تک پوری کر دیتا مگر وہ التفات اور محبت لہجے سے مفقود ہوتی' ان پر قیامت گزر رہی تھی' وہ بھی اک بار نہیں پل پل کی قیامت..... تین دن انہوں نے کچھ نہیں کھایا پیا تھا' بس روتی رہیں' ناراضی تک تو بات ٹھیک تھی مگر ماں کو اف تک نہ کرنے والا فرحان ان کی اجازت یا مرضی کے بغیر شادی کرے گا یہ دور دور تک تصور میں نہ تھا' وہ سر پیٹتی رہ گئیں اور اس کی ناراضی کا انتظار کرتے کرتے بے خبری میں ماری گئیں گئی' اب جتنا غم مناتیں کم تھا' اولاد کی ایسی بے اعتنائی کسی عذاب سے کم نہ تھی۔

☆☆☆☆

نہیں ہے بے یقینی تیرے ہونے سے
انکار بھی نہیں ہے تیری یکتائی پہ
یہ بھی اقرار ہے دل کو
کہ تو انجان نہیں
پھر کیوں یہ خاموشی؟
یہ کیسے ممکن ہے کہ
مجھ بندہ پر جو گزرے
ان تمام ظلمت شب و روز کا
تجھے حساب نہیں
سب کچھ تو ہے تیری قدرت میں
اے دو جہاں کے مالک
تیرے کن فیصلوں کے دو لفظوں کی
تاثیر سے بھی تو انکار نہیں
اب تو ہے میرے صبر کا پیمانہ لبریز
ہوں ادنیٰ بندہ بشر
بے صبرا و ناشکرا!

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

http://paksociety.com

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

www.paksociety.com

پھر کیوں اس دل بے قرار کی

تڑپ یہ چپ ہے
اگر ہے مصلحت پوشیدہ
اس راز سے تو پردہ اٹھا

''ہائے بدنصیب..... کیسی ناسمجھ تھی میں..... بیٹے کے دل کا ناسور نہ دیکھا بس اپنے دل کی سنتی رہی..... تمہیں بیٹے کا اس لئے ہونے ناں دیا کہ کہیں تیری حسین صورت دیکھ کر اپنی ماں بہنوں کو نہ چھوڑ دے مگر میری قسمت..... آج میں تنہا ہوگئی''۔ حرم کو گلے سے لگائے وہ سسک رہی تھیں۔

''آج پتہ چلا کہ اگر تم میری بہو ہوتیں تو میرا گھر کیسے آباد ہوتا' یہ تنہائی مجھے مار ڈالے گی' میری اپنے ہاتھوں سے کمائی ہوئی یہ تنہائی کی اندھیری قبر مجھے نگل لے گی' اپنے بچے کی صورت کو ترس جاؤں گی میں بدنصیب..... مجھ سا مفلس بھی کوئی ہوگا دوسرا؟'' اسے ہنوز گلے سے لگائے وہ دونوں ہاتھوں کو آپس میں مسلتے پچھتاوے سے زار و قطار رو رہی تھیں۔

''آج پتہ چلا حرم' تو میرے بیٹے کے بخت کا کیسا روشن ستارہ تھی' ہائے میں ماں نہیں دشمن ہوں' ڈائن ہوں' بیٹے کا دل اجاڑ ڈالا' میرے بیٹے کی زندگی سونی ہوگئی میری وجہ سے''۔ ان کا دھاڑیں مار مار کر رونا حرم کو اذیت میں مبتلا کر رہا تھا' جی چاہ رہا تھا کہ اتنا چیخ چیخ کر روئے پورا محلے کے تمام لوگ اس کے دل میں چھپے درد و غم کو جان لیں مگر وائے قسمت..... اس کی زندگی کا روگ اکبر' اس نام تک آ کر ہر سوچ پر ہر خواہش پر پہرے لگ جاتے' پیر مجبوری کی زنجیروں میں مقید ہو جاتے۔

''اکبر سن لے گا..... اکبر دیکھ لے گا..... اکبر جان سے مار ڈالے گا..... اکبر آسمان سر پر اٹھالے گا''۔

بے تحاشہ خوف..... اسی خوف کی وجہ سے پوری زندگی اکبر کی غلامی میں تیاگ دی' کبھی زبان کھولنے کی ہمت نہیں کی' اکبر آج بھی گھر پر اپنے کمرے میں سو رہا تھا' یہ اچھا تھا کہ فاصلہ زیادہ تھا ورنہ اس کے تو خواب میں بھی کان کھڑے رہتے تھے' روبینہ ڈرائنگ روم کے باہر اپنی مخصوص نشست تخت پر بیٹھی خاموش آنسو بہا رہی تھیں۔

''زبیدہ اگر تم حرم کا ساتھ دیتیں تو میں کبھی حرم کو اکبر کے لئے نہ مانگتی' سگی چچی ہو کر تم نے ساتھ نہ دیا تو میں پرائی عورت کیا مدد کرتی' جس سے بچاتی وہ تو میرا اپنا بیٹا تھا' کہاں بدنصیب کو چھپاتی' عزت سے اسی لئے رشتہ مانگا کہ بن ماں کی بچی کو میرا اپنا بیٹا بدنام ناں کر دے' یہ تو خدا بھی جانتا ہے اور حرم بھی گواہ ہے ہر برے بھلے میں' حرم کی ڈھال بن جاتی ہوں' زندگی تو گزر گئی مگر جب تک سانس ہے میں اکبر کو ہرگز یہ اجازت نہیں دوں گی کہ میری پھول سی بچی کے ساتھ کوئی زیادتی ہو' یہ سچ ہے بیٹیاں کانچ ہوتی ہیں میں خود بھی چار بیٹیوں کی ماں تھی اسی لئے حرم کے مجرم کو اس کا سائبان بنا دیا' اس کا دشمن نہ بننے دیا' کاش اکبر ایک اچھا انسان ہوتا''۔ وہ بھی روتے ہوئے ہاتھ مسل رہی تھیں' زندگی ختم ہو جاتی ہے مگر انسان کے کاش ختم نہیں ہوتے' کاش یہ ہوتا..... کاش وہ ہوتا..... کاش ایسا ہو جاتا..... کاش ویسا ہو جاتا..... کاش اے کاش.....

☆☆☆☆

''لطف صبح نشاط مجھ سے پوچھ
میں نے شام الم گزاری ہے''

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بیس سال کا عرصہ گزر گیا' لوگ کہتے ہیں پلک جھپکتے ہی گزر گیا کوئی حرم سے پوچھے ایک ایک منٹ جس کا سال کی مانند اور ایک گھنٹہ صدی کی مانند گزرتا..... خوف اور آنسو ہی تھے فقط مگر اب اس کے ساتھ اس کے خوبصورت بچے تھے جو جوان ہو چکے تھے' 2 سالہ عمیر اور عذیر شکل و صورت میں باپ پر گئے تھے مگر پڑھے لکھے نہایت شائستہ اور مہذب جوان' حرم کا فخر اور مان تھے' اس کی دعا قبول ہو گئی تھی وہ اکبر پر نہیں گئے تھے' حوریہ 23 سال کی حسین و جمیل لڑکی جو بالکل حرم پر گئی تھی' ظاہر باطن دونوں طرح اور دیکھنے والے ان دونوں کو بہنیں سمجھتے حرم آج بھی بالکل ویسی ہی حسین تھی' کم عمر دکھتی تھی۔

اس نے اپنی اولاد کو کبھی باپ سے بدظن کرنے کی کوشش نہیں کی مگر وہ ہوش سنبھالتے ہی ماں اور باپ کے درمیان واضح فرق کو سمجھ چکے تھے' اکبر سے کھنچے کھنچے رہتے' اکبر یہی سمجھتا رہا کہ شاید وہ حرم کے ساتھ زیادہ رہتے تھے وہ اکثر کئی کئی عرصہ کام کے سلسلے میں گھر سے باہر رہتا تھا' مگر حرم بغیر جانے ہی جانتی تھی اکبر کا لہجہ انداز اور حرم کی دب کر رہنے والی خاموش شخصیت نے اولاد کو اچھی طرح سے باور کروا دیا تھا کہ وہ کس کی طرف ہو کر رہیں' زبان سے نہ کہہ کر بھی وہ یہ سب کر رہے تھے۔

حرم اولاد کی فرمانبرداری پر ہر وقت اللہ کا شکر ادا کرتی' حوریہ قابل لائق فائق لڑکی تھی' گریجویشن مکمل کرنے پر اسے کافی جگہوں سے جاب کی آفر تھی' حرم اس کی شادی کروانے کا سوچ رہی تھی اسی لئے آگے پڑھنے کی اجازت نہ دی' فیصل کی اکیڈمی اب اسکول میں بدل چکی تھی اس کے بیٹے کافی محنتی تھے وہی اکیڈمی جہاں حرم کچھ عرصہ جاب کرتی آئی تھی وہاں سے کافی بار حوریہ کو ٹیچنگ کی آفر ہوئی تھی حرم اسے دور بھیجنا نہیں چاہتی تھی یہی وجہ تھی کہ اچھے رشتے کے آنے تک اسے اسکول جاب کی آفر پر مثبت جواب دیا تھا' حوریہ بہت خوش اور ایکسائیٹڈ تھی بات ہو جائے اکبر کی جو خود کو جنگجو کہلوانا پسند کرتا تھا' سارا زمانہ جو اس کی محبت میں نہیں بلکہ خوف میں پاس آتا تھا اس سے دب کر رہنے والے لوگ جو دوڑے دوڑے آتے تھے اکبر بھائی اکبر بھائی کی گردان کرتے رہنے والے آج جیسے اس دنیا سے اٹھا لئے گئے تھے..... کیوں؟ کیونکہ اکبر یعنی جنگجو کی رسی کو اللہ نے درازی کے بعد پکڑ میں لے لیا تھا' بڑے بڑے عہدوں کے مالک حضرات جو اسے گینگسٹر' ماسٹر مائنڈ تھا اب اور جانے کیسے کیسے ناموں سے پکارتے تھے آج گمنام ہو چکے تھے' دوسروں کی زندگی کو ناسور بنانے والا شخص اب خود ناسور بن چکا تھا' ہڈیوں کے کینسر نے پچھلے سالوں سے اسے بے انتہا اذیت میں مبتلا کر رکھا تھا خود کو اب اس اذیت سے نکالنے پر قدرت نہیں رکھتا تھا وہ چارپائی سے نہیں اٹھ سکتا تھا' بچے دور سے باپ کی اذیت اور بے بسی کو دیکھتے مگر پاس آ کر مانوسیت کا اظہار تک نہ کرتے' حرم ہی تھی پوری دنیا میں واحد انسان جو بے لوث خدمت کرتی تھی ہر طرح کی خدمت' بغیر کراہیت یا نفرت کا اظہار کئے خاموشی سے' کبھی کچھ نہ جتایا' باپ کے قاتل کا دل جیت لیا تھا حرم نے اپنی خدمت سے' وہ دن میں سو سو بار ہاتھ جوڑ کر معافیاں مانگتا' حرم سپاٹ چہرے پر سکون تاثرات سے کہتی تو یہی کہ میں آپ کو معاف کر چکی ہوں آپ میرے بچوں کے باپ ہیں"۔ اکبر زمین میں گڑ جاتا اس پل' اتنا بڑا دل' ایسا ظرف..... میں نے محبت نہیں دشمنی کی تھی' شاید مگر اب جب یہ بدلا لے سکتی ہے تو ایسی خاموشی ایسا ایثار اس کی آنکھیں نم ہو جاتیں' حرم کو دیکھ کر اسے رو بینہ یاد آتی وہ حرم سے بہت محبت کرتی تھیں اپنی وصیت بھی انہوں نے صرف حرم کے لئے کی تھی' پانچ اولادیں ان کو یاد نہیں تھیں مگر حرم کا انہیں خیال تھا۔

حوریہ تو پھر بھی پاس آ جاتی پانی پلا دیتی' مگر عمیر اور عذیر کبھی پاس نا آتے دور سے ہی اجنبیت سے حال احوال

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پوچھ لیتے' ماں سے کیسے لپٹ لپٹ جاتے' اب یہ سب دیکھ کر اسے یاد آتا سلطان صاحب سے وہ کتنی بدتمیزی کرتا تھا' ان کے دل پر کیا گزرتی ہوگی' سوچتا یہ بھی کم ہے اس کے کیے کی سزا کے طور پر یہ بھی کم تھا''۔ اکثر سوچتا حرم کو آزاد کردے اسے کہے اپنی مرضی کی زندگی بسر کرو' اب اکبر نام کا ناسور تمہارے اوپر مسلط نہیں' مگر ہمت نہ ہوتی وہ جانتا تھا حرم جیسی شریف عورت مرتو سکتی ہے مگر اب اس گھر سے نہیں نکل سکتی' یہاں اس کے بچے تھے' شوہر جیسا بھی تھا وہ اس کے نکاح میں تھی' یہ بات اسے تکلیف دے سکتی تھی' وہ آخر کس منہ سے یہ بات کرتا اب فرحان نے بھی شادی کرلی تھی اس کی حسین بیوی پیاری سی ایک بیٹی تھی اکبر کو چھوڑ کر وہ جاتی بھی کہاں چچا' چچی تو اب رہے نہیں تھے اکبر بہت بے بسی محسوس کرتا' کتنا ظلم کیا تھا اس نے حرم جیسی بیچاری لڑکی پر' اب جبکہ اسے احساس ہوگیا تھا' مداوا کرنا چاہتا تھا تو ممکن نہ تھا کیونکہ وہ تو خود اس کے رحم وکرم پر تھا' وہ چلی جاتی تو اکبر کا کیا ہوتا۔

''کاش میں چل پھر سکتا' اپنے ہاتھوں سے کچھ کرسکتا تو حرم کو اتنی خوشیاں دیتا کہ یہ مختصر سی خوشیاں پوری زندگی کے دکھ دھوڈالتیں مگر اے کاش.....''

☆☆☆☆

کس سے پوچھوں وہ کیا
شخص ہے جو مری
آرزوؤں کے جھرمٹوں میں ٹھہرے ہوئے
سارے چہروں میں بکھرا ہوا ہے مگر
خود بھی اپنے چہرے میں اترا نہیں
کس سے پوچھوں وہ کیا
نام ہے جو مری
دھڑکنوں کے مقدر میں مرقوم ہے
اور وہ کیا اجنبی ہے جو صدیوں سے میرے
خیالوں کے قریے میں آباد ہے
مگر میری صورت شناسا نہیں
کس کی آواز ہے!
جو مری روح میں نغمہ پرواز ہے!
کون بتلائے گا اس نگر کا پتہ

میں صوفیہ.....اسے پاکر ہواؤں میں اڑتی تھی' مجھے اس کی ہر شرط ہر ادا قبول تھی' خود پر نازاں' مگر وہ خزاں تھا میں اس پیارے شخص کو بہار کرنا چاہتی تھی لیکن وہ اسے ممکن نہ ہونے دیتا تھا' وہ بوٹ یا مشین' پیسہ کام بس یہی سب تھا' خواہشات' جذبات' مجھے اس پر کبھی کبھار حیرت ہوتی ہے' کیا کوئی انسان ایسا بھی ہوسکتا ہے' اتنا اجنبی کہ کبھی کبھار میں بھی حیرت زدہ سی پریشان ہوجاتی ہوں کیا یہ میرا گھر اور یہی میرا ہم سفر ہے؟ میرے ہنسنے پر حیرت سے سپاٹ چہرہ لئے مجھے دیکھنے والا جیسے کہہ رہا ہو واقعی اس میں ہنسی کی کوئی بات تھی میری بیٹی میری عینی رب کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے اگر وہ میری زندگی میں نہ ہوتی تو میں ہنسنا اور خواہش کرنا چھوڑ دیتی' اسے پاکر بھی میں نے اسے پایا

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نہیں ہے' کبھی اسے اپنی خوبصورت بیوی اور پیاری بیٹی کو محبت سے یا مسکراتے نہیں دیکھا جیسے وہ مہمان ہو' کوئی پرائی عورت' حیرت ہے بلکہ تعجب ہے کہ وہ اسے اپناتا بھی نہ تھا اور پرائی بھی نہ کرتا تھا۔

''حرم..... بک ہا..... وہ سگریٹ کے کش لیتا کھڑکی کے شیشے کے پار برستی بارش کو دیکھتے ہمیشہ کی طرح اس کی صورت کو کھوجتا اردگرد سے بے خبر تھا' ٹیبل پر کافی کا کپ رکھتی صوفیہ اس شخص کی پشت کو خودترحمی نگاہوں سے دیکھتی سیدھی ہوئی''۔ یہ اپنا ہے یا پرایا' شاید میں بھی اب بھولنے لگی ہوں''۔ وہ حسرت سے اپنے ہاتھوں میں پکڑے بڑے سگ کو دیکھا اور سوچا تھا۔

''کاش..... فرحان میں یہ کافی کا کپ آپ کے ساتھ مل کر انجوائے کرسکتی.....''

''اے کاش''۔ اور آنکھوں میں نمی لئے پلٹ گئی' سولہ برس کی حسین نیلی آنکھوں والی عینی بالکونی میں کھڑی سوچ رہی تھی' کاش میں اتنا اچھا موسم ممی اور ڈیڈی کے ساتھ مل کر خوشی سے گزارتی''۔

☆☆☆☆

آج وہ پھر رستے میں بیٹھا تھا اسے آتا دیکھ کر لبوں پر مسکراہٹ لاتے کھڑا ہوگیا' حوریہ کی ہتھیلیوں میں مارے خوف اور شرم کے پسینہ اتر آیا' وہ سر جھکائے کانپتی ٹانگوں سے نظریں جھکائے تیز تیز چل رہی تھی۔

''مست نظروں سے اللہ بچائے
ماہ جمالوں سے اللہ بچائے''

اسے دیکھ کر وہ نصرت فتح علی کے گائے گیت کا ستیاناس کرتے گانے لگا تھا حوریہ کی رہی سہی ہمت بھی جواب دے گئی' چلنا محال ہوگیا' وہ یوں رد دینے کو تھی جیسے ابھی پاؤں پسارے گلی کے بیچ بیٹھ کر رونا شروع کردے گی۔

''میری طرف دیکھ کر اک بار مسکرا تو دو ظالم' میں تمہاری محبت میں مر رہا ہوں اور تم ہو کہ میری جان نکالنے پر تلی ہو' شرمانا چھوڑ دو' کب تک یوں شرماؤ گی؟'' وہ اب پشت پر تھا' حوریہ کے آنسو زار و قطار بہنے لگے' قدم پوری قوت صرف کرتے گھر کی طرف گھسیٹنے لگے۔

بمشکل گھر پہنچ کر اس نے دروازے سے اندر قدم رکھے اور ساری فائل اور پرس وغیرہ تخت پر پھینک کر دھپ سے بیٹھتی منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی چیخیں دباتی بچوں کی طرح سسکنے لگی' ناک اور ہونٹ سرخ ہو چکے تھے' اندر کمرے میں موجود اکبر اور حرم نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا' یہ صرف ایک پل کا منظر تھا حرم سائیڈ ٹیبل پر پانی کا گلاس رکھ کر اٹھی اور تیزی سے بری طرح روتی حوریہ کے پاس آئی تھی۔

''کیا ہوا حوریہ..... بتاؤ؟ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے ناں بچے..... کسی نے کچھ کہا ہے..... تم رو کیوں رہی ہو؟ میری بات کا جواب دو' میرا دل بند ہو جائے گا''۔ حوریہ کو مسلسل روتے دیکھ کر اسے خود سے لپٹاتے کسی برے خیال کو ذہن سے جھٹکا تھا ایسا پہلی بار ہوا تھا' پریشان ہونا فطری امر تھا۔

''امی..... میں اور برداشت نہیں کرسکتی..... پچھلے ایک مہینے سے وہ میرے پیچھے پڑا ہے' امی مجھے بچالیں' میں مرجاؤں گی' وہ..... وہ بہت خطرناک انسان ہے' بہت بڑا بدمعاش..... آج وہ گلی میں مجھے دیکھ کر گانا گانے لگا تھا' اگر کوئی یہ سب دیکھ لیتا تو میرے بارے میں کیا سوچتا' امی مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے''۔ وہ ماں سے چمٹی روتے ہوئے بے حد خوفزدہ لگ رہی تھی۔ حرم کا ہاتھ دل پر پڑا تھا۔

''اللہ! یہ میں کیا سن رہی ہوں' تو جانتا ہے کہ یہ صرف اکبر کی نہیں میری بھی بیٹی ہے' اتنے دکھ ملے کبھی شکوہ نہ کیا'

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مگر اکبر کی پکڑ کرتے وقت یہ بھی تو سوچا ہوتا کہ حوریہ میری بیٹی ہے' میں صبر والی ہی سہی مگر اک بار پھر ایسا کچھ برداشت نہیں کر سکتی' ایسا ظلم نہ کر میرے رب''۔ حرم نے روتے ہوئے حوریہ کو بھینچا تھا' اندر یہ سب کچھ سنتا اکبر قیامت سے پہلے قیامت کے پل سے گزرا تھا اس ایک پل میں اس نے جانا کہ بیٹی کا مجبور و بے بس باپ ہونا کتنا کٹھن اور کتنا تکلیف دہ تھا' وہ اگر پہلا والا اکبر جنگجو ہوتا تو کسی مائی کے لال کی ہمت نہ تھی کہ اس کے گھر کے کسی فرد کو نظر اٹھا کر بھی دیکھتا۔ میں نے حرم کے باپ کو مار کر اسے اپنایا تھا تو کیا یہ بھی مجھے مار کر میری بیٹی کو..... نہیں..... خدا نہ کرے''۔ آنسو ضبط کرنے کی کوششوں میں گلے میں کچھ اٹکا تھا۔ شروع سے آخر تک کے مناظر حرم سے کی گئی ظلم و زیادتیاں آنکھوں کے آگے گھوم گئیں' اپنے باپ سے اور حرم کے باپ سے کی گئی بدتمیزی نئے سرے سے یاد آئیں تھی' حرم کے باپ کا قتل کا منظر اس کی روح کھینچ گیا۔ اس کمزور سی لڑکی نے اتنے دکھ کیسے برداشت کیے ہوں گے؟ اکبر نے دونوں ہاتھوں سے آنسو پونچھے تھے۔

☆☆☆☆

زور دار ٹھوکر سے دروازہ کھلا اور ہاتھ میں پستول پکڑے راجا اندر بے تکلفی سے داخل ہوا تھا' حوریہ جو باہر تخت پر بیٹھی کتاب پڑھ رہی تھی اسے دیکھ کر کتاب وہیں پھینکتی دوپٹہ سنبھالتی باپ کے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔

''امی..... امی..... وہ راجا''۔ حوریہ اتنا کہہ کر رونے لگی اور ان کے پیچھے چھپ گئی حرم نے دواؤں کی تھیلی رکھی اور خوفزدہ ہو کر حیران سے اکبر کو دیکھا' جو یکدم بہت بوڑھا دکھائی دینے لگا تھا۔

''مجھے دھوکا دے کر کیا سمجھتی ہے یوں چھپ کر بیٹھ جاؤ گی تو میں سب بھول جاؤں گا' میں نے تم سے کہا تھا میری ماں تمہارا ہاتھ مانگنے آئے گی اور مجھے خوشخبری سننی ہے' تمہارے گھر سے انکار آ گیا اور تم مزے سے بیٹھ کر کتابیں پڑھ رہی ہو''۔ وہ اندر داخل ہو کر حوریہ سے مخاطب تھا۔

لفظ ''دھوکا'' سن کر خوفزدہ سی حوریہ حیران رہ گئی تھی' راجا کی جرات اور ڈھٹائی نے حرم اور اکبر کو بھی ششدر کر دیا تھا اکبر نے نظریں ملنے پر نگاہیں جھکا لیں تھیں۔

''حوریہ میری بیٹی ہے مگر حرم کی بھی تو کچھ لگتی ہے' اللہ کی لاٹھی واقعی بے آواز ہے مگر قصوروار تو میں ہوں' حرم کا کیا قصور؟'' وہ یہ نہیں جانتا تھا قصوروار کو جب سزا ملتی ہے تو لپیٹ میں اردگرد کے سب افراد آتے ہیں صرف مجرم نہیں۔

''اب یہ چپ کا روزہ کب توڑو گی مہارانی صاحبہ' ہماری زندگی کا سوال ہے' تمہارے سامنے میری ماں کو انکار کر دیا گیا اور تم نے زبان تک کھولنا گوارا نہ کیا کہ ہم دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں' ہمیں جدا ناں کیا جائے''۔ اس کی حد درجہ ڈھٹائی نے حوریہ کا خوف اک پل میں اڑن چھو کر دیا۔

''محبت.....؟ کیا بکواس ہے یہ..... میں تم سے کوئی محبت وحبت نہیں کرتی''۔ وہ ماں کی پشت سے ایک پل کو سامنے ہوتی انگلی اٹھا کر طیش سے بولی۔

''الٹے ہاتھ کا ایسا جھانپڑ رسید کروں گا کہ ساری شرم و حیا بھول جاؤ گی' مانا کہ ماں باپ کے سامنے اقرار کرنے سے شرماتی ہو' مگر ایسی بھی کیا حیا کہ زندگی داؤ پر لگ جائے''۔ وہ ہاتھ الٹا کرتا دور سے جیسے تھپڑ رسید کرنے لگا تھا' حرم جیسے زمین میں گڑ گئی تھی کچھ ایسی ہی صورتحال حوریہ کی بھی تھی' اکبر بے بسی کی انتہا پر تھا آج اسے سعید صاحب کی بے بسی اور تکلیف کا صحیح معنوں میں احساس ہوا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''بس.....'' اکبر نے ہاتھ اٹھا کر پوری قوت سے اسے مزید گل افشانیوں سے روکا' حوریہ اور حرم سر جھکائے رو رہی تھیں۔

''اس طرح سے کسی کے گھر میں داخل نہیں ہوتے یہاں دو عورتیں رہتی ہیں''۔ وہ شریفوں کا گھر نا کہہ سکا' ٹھیک یہی الفاظ کبھی اسے بھی تو کہے گئے تھے۔

''اور کسی بات کا نہیں تو یہی لحاظ کر لو تمہارا باپ محسن میرا دوست ہوا کرتا تھا''۔ اکبر نے جیسے التجا کی تھی' وہ ٹوک بات کرنے والا کسی کی ناں سننے والا اکبر جنگجو آج دیکھنے لائق تھا اپنی بے بسی پر دھاڑیں مار مار کر رونے کو جی چاہا۔

''بس کر دیں انکل! آج آپ بوڑھے ہیں تو کیا ہوا جوانی آپ پر بھی گزری ہے' ڈنڈے کے زور پر آپ نے اپنا پیار حاصل کیا حرم آنٹی نے کیسی زندگی آپ کے ساتھ گزاری پورا محلہ بلکہ اب تو محلے کا بچہ بچہ اس کہانی کو جانتا ہے' آپ نے اپنی محبت سے شادی تو کر لی مگر یہ آج بھی آپ سے ڈرتی ہیں' اسی خوف نے انہیں آپ جیسے شخص کے ساتھ زندگی گزارنے پر مجبور کیے رکھا' ہونہہ..... آپ لیکچر دیں گے پہلے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں..... آپ کی طرح گینگسٹر نہیں ہوں' کالا دھندا نہیں کرتا' دو نمبری کام نہیں کرتا' اپنا کاروبار ہے' تھوڑی سی بدمعاشی کر لی تو ایسا کون سا گناہ ہے''۔ طیش میں آ گیا جوان خون تھا ناں اکبر کیا جواب دیتا' اللہ نے اسے اپنی لاٹھی مار کر بے آواز جو کر دیا تھا' حوریہ آخر بیٹی تھی چلا اٹھی کہاں تک برداشت کرتی؟ گھنیا کمینے' بے شرم انسان چپ ہو جاؤ' نفرت ہے مجھے تم سے مر جاؤ گی مگر تم سے شادی نہیں کروں گی' یہی ارمان لے کر اس دنیا سے گزر جاؤ گے میں تمہیں بددعا دیتی ہوں' ''راجا تڑپ کر تیزی سے اس تک آیا اور اس کا بازو دبوچتے لہرایا۔

''کسی خوش فہمی میں مت رہنا' مجھ سے بھاگ کر کہاں چھپو گی' آخر کو تمہیں میرے پاس ہی آنا ہے' تمہیں کسی اور کا ہونے نہیں دوں گا سمجھیں' اگر ایسا سوچا بھی تو اس پستول کی ساری گولیاں تمہارے سینے میں اتار دوں گا' راجا جو کہتا ہے وہ ہی کرتا ہے''۔ اکبر تڑپ اٹھا تھا۔ حرم پاس کھڑی تھی مگر خوف سے مزاحمت کی جرات نہ ہوئی اس کے ہاتھ میں پستول تھا کہیں غصے میں آ کر حوریہ کو کچھ کہہ دیتا تو وہ کیسے برداشت کرتے' عمیر اور عذیر بھی 8 ماہ کے کورس کے لئے باہر گئے ہوئے تھے کون تھا جو ڈھال بن جاتا؟ اپنی بات مکمل کر کے اس نے حوریہ کا بازو جھٹکے سے چھوڑ دیا' وہ بری طرح سے خوفزدہ تھی اور رو رہی تھی راجا کا دل پل میں پگھلا تھا۔

''آخر تم سمجھتی کیوں نہیں' میں تمہیں تکلیف نہیں دینا چاہتا مگر کیا کروں محبت میں مجبور ہوں' میری بات کیوں نہیں مان لیتیں' کیا کمی ہے آخر مجھ میں؟'' اس کی لجاجت بھرے جملے پر اکبر کو اپنی کہی یہی بات یاد آئی تھی وہ کہہ نہ سکا کہ کمی کیا تھی ایسی بات اس نے بھی حرم کو حاصل کرتے وقت کی تھی اور آج اسے اس سوال کا جواب ملا تھا۔

اسی پل اکبر نے فیصلہ کیا تھا کہ حرم کو مزید دکھ نہیں دے گا' اس تکلیف سے آج وہ اکبر کے کیے کی وجہ سے نہیں گزرے گی وہ کبھی حوریہ کو راجا کا ہونے نہیں دے گا ایک بار پھر ایک حرم اکبر کی بھینٹ نہیں چڑھے گی' حوریہ بے آواز روتی جا رہی تھی۔

''آنٹی میں آپ سے پہلی اور آخری بار منت کرتا ہوں میری ماں دوبارہ آئے گی اور آپ انہیں ہاں کہیں گی' آپ ایک شریف اور عزت دار خاتون ہیں' ایک برے انسان کے ساتھ چپ چاپ زندگی گزار دی' اپنی بیٹی کو بھی سمجھائیے کچھ..... وگرنہ میں کیا کر سکتا ہوں' آپ سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا''۔ انگلی اٹھا کر وارننگ دیتا وہ چلا گیا' حرم نے سکھ کا سانس لیا اور روتی ہوئی حوریہ کو سینے سے لگایا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

''حور یہ بیٹا اس کی بات ماننے کے سوا ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں' ہم مجبور ہیں''۔ کچھ پل کی خاموشی کے بعد حرم کی ناقابل یقین بات نے حوریہ کے ساتھ ساتھ اکبر کو بھی ششدر کر دیا تھا۔

''زبیدہ چچی بری سہی' مگر آج مجھے وہ سہی لگیں کبھی کبھار بندے کو نا چاہتے ہوئے بھی وہ کام کرنے پڑتے ہیں جو ناپسند ہوں''۔ حرم کی بات پر حوریہ ان سے الگ ہو کر دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔

''امی؟'' وہ بے یقین تھی۔

''اب تم ایک لفظ منہ سے نہیں نکالو گی' آج اس کی ماں آئے گی اور میں ہاں کر دوں گی''۔ وہ اپنی بات کہہ کر کرسی پر تھکی تھکی سی بیٹھ گئی تھی۔

بے بسی اتنی کہ کبھی خود پر بیتے وقت اتنی نا تھی جتنی آج ہوئی تھی جی تو چاہ رہا تھا خود کو اور حوریہ کو جان سے مار ڈالے' حوریہ منہ پر ہاتھ رکھتی کمرے سے بھاگی تھی' حرم رونے لگی' سسکیاں بے قابو ہونیں

''نہیں..... میں حوریہ کو حرم نہیں بننے دوں گا' میری بیٹی اس تکلیف سے نہیں گزرے گی جس سے تم گزری..... میں تمہیں مزید دکھی نہیں دیکھ سکتا' تمہارا کوئی تھا نہیں جو ساتھ دیتا' تمہیں میری دسترس سے دور کر دیتا' اتنے سال میرے ساتھ گزار کر بھی تمہاری آنکھوں میں انسیت یا محبت کا اک بھی رنگ نظر نہیں آیا' ناحق تم پر ظلم کیا' مجھے محبت ہی سہی' مگر تمہیں اپنانے کا طریقہ غلط تھا' تمہیں بھی حق تھا' اپنی من پسند اپنی من مرضی کی زندگی جینے کا' تمہاری بدقسمتی کے بیگے رشتے بھی تم سے لاپرواہ تھے سب سے بڑھ کر تمہاری خوبصورتی سے خار کھانے والی زبیدہ خالہ' میں نہیں چاہتا میری بیٹی ایک بے رنگ پھیکی زندگی گزارے' ہر پل خوف کی تلوار سر پر لٹکتی محسوس کرے ایک ناپسند شخص کی بیوی بن کر خاموشی سے زندگی گزارے' میری چاروں بہنوں میں سے جس کو صورتحال بتاؤں گا ہر ایک مدد میں پیش پیش ہوں گی' وہ آج بھی اپنے بھائی پر جان دیتی ہیں' میری بیٹی لاوارث نہیں' وہ راجا جیسے بدمعاش کے لئے نہیں بنی' ویسے تو ساری بہنوں کی اولادیں مجھے عزیز ہیں مگر میرا دل زیادہ فلک کے بیٹے نعمان کی طرف ہے وہ پڑھا لکھا سلجھا ہوا سمجھدار بچہ ہے' جذباتی بھی نہیں' ٹھنڈے دل و دماغ کا ہے' اسے بھی ساری صورتحال سے آگاہ کروں گا تو مان جائے گا کیونکہ سارے بچے جب ملتے ہیں تو نعمان اور حوریہ زیادہ تر قریب قریب رہتے ہیں ان کی کافی عادتیں اور باتیں ملتی جلتی ہیں' فلک نے کئی بار ذکر بھی کیا مگر میں ٹالتا رہا' میری بات کی دیر ہے بسر و چشم آئے گی بھائی کی پکار پر' پھر نعمان بھی کچھ مہینوں میں باہر سیٹل ہونے والا ہے' زندگی میں پہلی بار اکبر نے اسے سکھ دیا تھا' زندگی بھر لوگوں کو دکھ دینے والے شخص نے آج سکھ کا سانس دیا تھا وہ جو اندھیروں کی اتاہ میں لمحہ لمحہ اتر رہی تھی اچانک روشنی کے مینار تلے آ کھڑی ہوئی' ہر سو روشنی تھی جو اس کی اندھیری ذات پر برس رہی تھی اسے لمحہ بہ لمحہ روشن کرتی جا رہی تھی۔

☆☆☆☆

کھڑکی سے پورے چاند کو تکتے سفید دوپٹے میں اس کا حسین چہرہ آج بھی برسوں پہلے کی طرح روشن اور معصوم تھا' سعید صاحب کی برسی پر وہ انہیں یاد کرتے خاموش آنسو بہا رہی تھی' باپ کے قاتل' اپنے دکھوں کے مجرم کی بے لوث خدمت کرنے والی خوبصورت دل کی مالک حرم کیا ایک ناامید مایوس شخص کو امید بھرے جملے نہیں کہہ سکتی' جس سے ایک لاچار بوڑھا شخص ہمت پکڑے' موت سے ہنس کر ہاتھ ملائے جو قطرہ قطرہ آگے بڑھ کر اس کے ناتواں وجود کو اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے''۔ نم ہوتی آنکھوں سے بستر پر پڑے اکبر نے سفید دوپٹہ اوڑھے پرنور سی حرم کو دیکھا تھا آواز کی لڑکھڑاہٹ واضح تھی' حرم نے اس کی آواز پر سارے آنسو آنکھیں میچ کر گرا دیئے' اکبر اپنے

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاس کچھ فاصلے پر بیٹھی حرم کو دیکھتا رہا عجیب طرح کا سکون تھا جو رگ رگ میں پھیلتا جا رہا تھا۔ حرم کی آواز کچھ بھی پست ہو جاتی کبھی بہت مدھم کبھی آواز پر آنسو غالب آ جاتے' اس کے اندر کی تکلیف عیاں تھی وہ تکلیف دہ یادیں اکبر کچھ بھی کر لیتا حرم کی ذات سے مٹ نہیں سکتی تھیں' یادیں جنہیں صرف قبر ہی بھلا سکتی ہے انسان چاہے بھی تو بھلا نہیں پاتا' اور جب بندہ نوے سال کی عمر میں اسلام کی حالت میں آ جائے تو اللہ بندے کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف فرما دیتے ہیں اسے اپنے اہل بیت کے معاملے میں شفاعت کا حق دیتے ہیں اسے قبول فرماتے ہیں اور اس کا لقب اسیر اللہ فی الارض یعنی (زمین اللہ کا قیدی (ہو جاتا ہے' کیونکہ اس عمر میں پہنچ کر عموماً انسان کی قوت ختم ہو جاتی ہے کسی چیز میں لذت نہیں رہتی' قیدی کی طرح عمر گزارتا ہے۔ جب ارزل عمر کو پہنچتا ہے یعنی آخری وقت بڑھاپا وہ نیک اعمال جو وہ جوانی کی عمر میں کرتا تھا برابر نامہ اعمال میں لکھے جاتے ہیں اور اگر کوئی گناہ کر لیتا ہے تو وہ نہیں لکھا جاتا''۔ حرم چپ ہو گئی' اکبر کی آنکھیں بھر آئیں۔

''جوانی کی عمر میں بھلا میں نے کون سی نیکی کی تھی'؟ ایسی بے بسی' کتنا بدنصیب تھا میں باپ کی بددعائیں لیں' کتنا بدبخت تھا میں باپ کو ناراض کر دیا' جب باپ معاف نہیں کرتا تو اللہ بھی معاف نہیں کرتا' میں کتنا غافل تھا' کتنا غافل''۔ وہ ہاتھوں کی مٹھیاں بنائے پیشانی پر مارتا پچھتاوے کے آنسو بہانے لگا اسے بچوں کی طرح روتا دیکھ کر حرم اٹھی اور باہر جانے لگی۔

''حرم! اس نے خوفزدہ ہو کر یوں پکارا گویا وہ کمرہ نہیں گھر چھوڑ کر جا رہی ہو۔

''جی''۔ وہ اس کی سمت دوبارہ پلٹتی آہستگی سے بولی۔

''مجھے معاف کر دو' میں نے تمہارے ساتھ بہت برا کیا' تمہاری زندگی جہنم بنا دی تمہارے باپ کو مار ڈالا' مجھ بدنصیب کو معاف کر دو' مجھے اس تکلیف سے نجات دے دو' مجھے کسی پل سکون اور چین نہیں' خدا کے لئے مجھے معاف کر دو''۔ وہ ہاتھ جوڑے التجا کرتے سسک رہا تھا۔

''کتنی بار کہوں میں نے آپ کو معاف کر دیا''۔ وہ احساس و جذبات سے عاری آواز و انداز میں سرد سے لہجے میں کہہ کر دروازے کی سمت پلٹی۔

''یہ کیسی معافی ہے' مجھے سکون چاہئے' تم نے مجھے اب تک معاف نہیں کیا' تم صرف میرا دل رکھنے کو ایسے الفاظ کہتی ہو' تم نے اب تک وہ سب کچھ نہیں بھلایا' مجھے دل سے معاف کر دو''۔ وہ اسے دروازے کی سمت بڑھتا دیکھ کر گڑگڑایا۔

''آہ.....'' بے آواز روتی حرم نے آنکھیں صاف کر کے قدم آگے بڑھائے تھے اکبر کی آس کو وہ سمجھتی تھی مگر چاہ کر بھی وہ سب نہ بھلا پاتی' اکبر کے بندھے ہاتھ کھلنے کی خواہش میں بندھے رہ گئے تھے' کاش حرم ان بندھے ہاتھوں کو کھول کر اسے دل سے معاف کر دیتی' خدمت الگ بات تھی وہ اس کے نکاح میں تھی اس کی بیوی اس گھر میں اتنے برس رہنے والی مگر محبت ناممکن بات تھی' اکبر گناہوں کی چبھن لئے خود سے پل پل دور ہوتی حرم کو دیکھتا روتا جا رہا تھا اور اپنی زیادتیاں یاد کرتا جا رہا تھا' حرم اپنی خاکسر ہوتی جوانی اور زندگی کو سوچتی روتی جا رہی تھی' دونوں ہی اگر دیکھا جاتا تو اس وقت مظلوم تھے' وقت نے ظالم کو بھی مظلوم بنا ڈالا تھا۔

''آہ'' اللہ کی لاٹھی واقعی بے آواز ہوتی ہے' مگر اس کی لپیٹ میں ایک بندہ نہیں اس سے وابستہ لوگ بھی آتے ہیں کاش ناسمجھ انسان اس بات کو سمجھ سکتا تو دنیا گل و گلزار ہو جاتی۔

☆☆.....End.....☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

ردا کی ڈائری

سیدہ فرزین حبیب کی ڈائری سے

خوب صورت نظم

نہ چوڑیوں کی کھن کھن، نہ پائل کی چھن چھن
نہ گجرا نہ مہندی، نہ سرمہ، نہ اُبٹن
میں خود کو نہ جانے کہاں بھول آئی ؟؟
جو ڈیوڑھی سے نکلی تو بچے کی چیخیں
وہ چولہا، وہ کپڑے، وہ برتن، وہ فیڈر
وہ ماسی کی دیری، وہ جلدی میں بڑبڑ
نہ دیکھا تھا خود کو، نہ تم کو سنا تھا
بس اسٹاپ پر کھڑی اب سوچتی ہوں
کسے ساتھ رکھا، کسے چھوڑ آئی
میں خود کو نہ جانے کہاں بھول آئی ؟؟
وہ چبھتی نگاہیں، وہ آفس کی دیری
سیاہی کے دھبوں میں رنگی ہتھیلی
وہ باتوں کی ہیبت جو سانسوں نے جھیلی
وہ زہریلے رویے، وہ الجھی پہیلی
میری مٹھیوں میں سلگتی دوپہری
میں کی بورڈ پر انگلیاں چھوڑ آئی
میں خود کو نہ جانے کہاں بھول آئی ؟؟
تھکن بستروں پر پڑی اونگھتی ہے
نگاہوں کی گرمی تلک سو چکی ہے
ہر اک پل ہمیں اگلے دن کی پڑی ہے
مجھے یہ تسلی کہ خود جی سکوں گی
تمہیں یہ سہارا کہ ثروت بہت ہے
وہ فرصت کے دن میں کہاں چھوڑ آئی
میں خود کو نہ جانے کہاں بھول آئی ؟؟

مہرین کنول مینا کی ڈائری سے

خوب صورت نظم

نئے سال کے آغاز میں
تم نے مجھ سے کہا تھا ناں کہ
تنہا ہوں مگر پھر بھی
تمہارا ساتھ میں دوں گا
اپنے ہاتھ میری آنکھوں پر رکھ کر کہا تھا ناں کہ
بھری دنیا سے ٹکرا کر تمہارا ساتھ میں دوں گا
نہ بدلوں گا کبھی جیسے یہ موسم بدلتے ہیں
بدلتی رُتوں میں بھی تمہارا ساتھ میں دوں گا
میرا اعتبار کرنا میں لوٹ آؤں گا
تمہاری انہی باتوں سے مجبور ہو کر
تمہارا یقین کر بیٹھی
تمہیں اپنا مان کر
تمہارا اعتبار کر بیٹھی
مگر! اے دشمن جاناں

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تمہارے جھوٹے عہد و پیمان سے
تو یہ موسم اچھے نکلے، تم عہد کر کے نہیں لوٹے
اور یہ موسم پھر سے لوٹ آئے
نئے سال کے آغاز پر کہا تھا ناں کہ
کہ میں لوٹ آؤں گا
ابھی تک تم نہیں لوٹے، نیا سال لوٹ آیا ہے

شائقہ ایاز کی ڈائری سے

ایک غزل

خون آلود سال ختم ہوا
آدمی کا زوال ختم ہوا
تیرگی کا نقاب اتار آیا
چہرہ صبح کا نکھار آیا
آ رہی ہے بہار شاخوں پر
تتلیاں اڑ رہی ہیں پھولوں پر
جادو آواز کا جگانے لگے
گیت طائر خوشی کے گانے لگے
سب کی امیدیں سر اٹھانے لگیں
آرزوئیں مرادیں پانے لگیں
زندگی لوٹ آئی ہو جیسے
پھر کلی جگمگائی ہو جیسے
پھول کھلنے لگے ہیں باتوں کے
خواب ہنسنے لگے ہیں آنکھوں کے
کاش اس سال امن ہو جائے
جنگ دنیا کی دفن ہو جائے
مقتلوں کا رواج مٹ جائے
ظالمانہ سماج مٹ جائے
بھوک انسان کا نصیب نہ ہو
کوئی مفلس نہ ہو، غریب نہ ہو
عدل و انصاف کی حکومت ہو
عام انسان کی بھی عزت ہو
بادشاہ اور فقیر کوئی نہ ہو
ظلمتوں کا سفیر کوئی نہ ہو
کاش ہم کو شعور آ جائے
زندگی کا سرور آ جائے

کرن ناز کی ڈائری سے

ایک خوبصورت غزل

محبتوں کا کچھ تو صلہ دیجئے
کوئی دلنشیں بددعا دیجئے
ذرا میں کرتا ہوں اپنی مدد
ذرا آپ بھی آسرا دیجئے
در میکدہ عرش کا در نہیں
پھر اک مرتبان کھٹکھٹا دیجئے
زیاں ہے فقط اک نظر کا بھنور
فقیروں کی بستی بنا دیجئے
میرے حال پر مسکرا دیجئے
کسی دن سر شام ان کو عدم
سر راہ گلزار اک صدا دیجئے

فاطمہ ظہیر کی ڈائری سے

ایک نظم

اگر تم آئینہ دیکھو
تو خود سے نظریں چرا لینا
کہ اکثر بے وفا لوگوں کو
جب وہ آئینہ دیکھیں
تو آنکھیں چور لگتی ہیں

.....☆.....

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اشعار

سباسن گل ——— رحیم یار خان

اُن کے دیکھے سے جو آنکھوں میں نمی آتی ہے
دل کو لگتا ہے قیامت کی گھڑی آتی ہے
ڈوب جاتی ہے مسرت کی لہر پل بھر میں
غم کی ناؤ لب بام چڑھی آتی ہے

عائشہ نیازی ——— ربوہ

سال نو میں گلاب ڈھیروں کھلانے ہیں
روٹھے ہوئے دوست سارے منانے ہیں
بند آنکھوں میں جو چبھ رہے ہیں ریت کی طرح
پلکوں کو کھول کر آنسو سارے بہانے ہیں

حنا علی ——— ملتان

اب کے برس کچھ ایسی تدبیریں کرتے ہیں
مل کے اک شہر محبت تعمیر کرتے ہیں
کچھ خواب یقین کی سرحد پر آ پہنچے
آنکھ کھلنے سے پہلے ان کی تعمیر کرتے ہیں

نور بانو ——— کوئٹہ

منظر بدل گئے ہیں پس منظر بدل گئے
حالات اپنے شہر کے یکسر بدل گئے
موسموں کے بدلنے پر کبھی حیراں نہ ہوئے تھے ہم
اب سوچتے ہیں کتنے کیلنڈر بدل گئے

اریشہ ——— کمالیہ

پہلے سے خدوخال نہ پہلے سے ہیں خیال
ہم کتنا ایک سال کے اندر بدل گئے

نگہت توقیر ——— چیچہ وطنی

نئی رتیں نئے خواب ہیں اور چاہتوں کے سلسلے
سال نو کے سنگ ہیں تیری گلاب رفاقتوں کے سلسلے
کبھی دن بھر تجھے سوچنا کبھی رات بھر جاگنا
تیری یاد میں ہوں اور جنوری کی شاموں کے سلسلے

خولہ عزیز ——— پشاور

آج کل زباں پر وہی سردیوں کا موسم ہے
تمہاری ہاں پہ وہی سردیوں کا موسم ہے
درخت پر جو کبھی چوڑیوں سے ڈالا تھا
اس اک نشان پر وہی سردیوں کا موسم ہے

صبا سحر ——— ہارون آباد

کسی کو راس آئی بے وفائی
کسی کو کر دیا رسوا وفا نے

زرش خان ——— کوئٹہ

شاید کوئی خواہش روتی رہتی ہے
میرے اندر بارش ہوتی رہتی ہے

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مریم نواز ——— فیصل آباد

ابھی تو خشک ہے موسم بارش ہو تو سوچیں گے
کہ ہم نے اپنے ارمانوں کو کس مٹی میں بونا ہے

ثناء ——— کراچی

جس کی نظروں میں ہم نہیں اچھے
کچھ تو وہ شخص بھی برا ہو گا

دھنک ناز ——— کراچی

سمجھ رہے ہیں اور بولنے کا یارا نہیں
جو ہم سے مل کر بچھڑ جائے وہ ہمارا نہیں
سمندروں کو بھی حیرت ہوئی کہ ڈوبتے وقت
کسی کو ہم نے مدد کے لئے پکارا نہیں

صدف منیر ——— سرگودھا

ہر سمت کو پھیلی ہے محبت کی زمیں
دریا میرے اظہار کا کس سمت کو جائے
ابرار نئے سال کی دہلیز پر بیٹھے
تجھ کو ترے ماضی کا کوئی خواب سنائے

رابعہ منیر ——— سرگودھا

روٹھا تو شہر خواب کو غارت بھی کر گیا
پھر مسکرا کر تازہ شرارت بھی کر گیا
دل کا مگر اجاڑنے والا ہنر شناس
تعمیر حوصلوں کی عمارت بھی کر گیا

شازیہ گل ——— سبی

اک دن وہ ملا تھا مجھے بے رخی کے ساتھ
اس دن سے دل کا شہر برابر اداس ہے
دیکھی ہے اس کی آنکھ میں پہلی دفعہ نمی
یوں لگ رہا ہے جیسے سمندر اداس ہے

جورین عباسی ——— مری

جدا کر کے اسے خود سے میں گھر آ کر بہت رویا
جہاں جاتے تھے ہم دونوں وہاں جا کر بہت رویا
میں پہلے اس کا رونا سوچ کر ہنستا رہا پہروں
میں پھر اس کی ہنسی کو ذہن میں لا کر بہت رویا

خدیجہ رحمٰن ——— راولپنڈی

بات کھلنے پہ وہ لے بیٹھا پرانی رنجشیں
ایسا لگتا ہے کہ وہ مجھ سے خفا پہلے سے تھا

فرح تنویر ——— ملتان

تمہیں یاد بھی نہ ہو گا وہ جو کہہ کے دل لیا تھا
میرے بس میں کاش ہوتا جو سنا تھا بھول جاتا
نہیں تم سے کوئی شکوہ مگر ایک التجا ہے
جو بنا رہے ہو حالت کبھی آ کے دیکھ لینا

عابدہ ظہور ——— گلگت

پھر وہی غم ہے، وہی شام ہے، تنہائی ہے
زندگی پھر مجھے کس موڑ پہ لے آئی ہے
کون ہے میرے تخیل کی اڑانوں میں رواں
جس کی خوشبو میری نس نس میں سمٹ آئی ہے

عائی ایمان ——— ربوہ

آج پھر تیری یاد مانگی تھی
آج پھر وقت ہم کو ٹال گیا
تو دسمبر کی بات کرتا ہے
ہمارا تو سارا سال گیا

ریمل آرزو ——— اوکاڑہ

پرندوں کا بسیرا تھا جس شجر پہ وہ نہ رہا
اب کے قیامت کی طرح برسی ہے برسات

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس ماہ میں

اس ماہ کا قطعہ

عشق رب سے ہوا ہے مت پوچھو
بڑھ گیا ہے میرا جنوں کتنا
ذکر اللہ جب سے لب پر ہے
قریہ جاں میں ہے سکون کتنا

کلام: راؤ تہذیب حسین تہذیب۔ رحیم یار خان

اس ماہ کی معلومات

1۔ پاکستان کا تصور عظیم مفکر ڈاکٹر محمد علامہ اقبال نے پیش کیا تھا۔

2۔ پاکستان 14 اگست 1947ء کو معرض وجود میں آیا۔

3۔ پاکستان کے پہلے گورنر جنرل قائداعظم محمد علی جناح تھے۔

4۔ پاکستان کے پہلے وزیراعظم کا نام شہید ملت نوابزادہ لیاقت علی خان تھے۔

5۔ پاکستان کا نام چوہدری رحمت علی نے تجویز کیا تھا۔

6۔ پاکستان کا پہلا دارالحکومت کراچی بنا۔

7۔ پاکستان کے قومی پرچم کا انتخاب 11 اگست 1947ء کو ہوا۔

8۔ کراچی میں قیام پاکستان کے روز سب سے پہلے پاکستان کا پرچم علامہ شبیر احمد عثمانی نے لہرایا۔

9۔ چوہدری رحمت علی نے ''اب یا کبھی نہیں'' پمفلٹ میں پاکستان کا نام پیش کیا تھا۔ یہ پمفلٹ جنوری 1933ء میں شائع ہوا تھا۔

10۔ چوہدری رحمت علی کا کتابچہ ''اب یا کبھی نہیں''، نیشنل میوزیم کراچی میں محفوظ ہے۔

11۔ پاکستان کا رقبہ 746096 مربع کلومیٹر ہے۔

12۔ ریڈیو پر برصغیر کی آزادی کا اعلان گورنر جنرل لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے 3 جون 1947ء کو کیا۔

13۔14 اگست 1947ء کو قائداعظم محمد علی جناح سے پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کا حلف مسٹر جسٹس میاں عبدالرشید نے لیا تھا۔

14۔ پاکستان کی فوج کے پہلے سربراہ جنرل گریسی تھے۔

15۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے پہلی بار 5، 10 اور 100 روپے کے نوٹ اکتوبر 1948ء میں جاری کیے۔

16۔ قیام پاکستان کے بعد پہلی بار 2 روپے کا نوٹ مارچ 1949ء میں جاری ہوا۔

17۔ قائداعظم نے اردو کو پاکستان کی سرکاری زبان 24 مارچ 1948ء کو قرار دیا۔

18۔ 1956ء میں پاکستان کو اسلامی جمہوریہ قرار دیا گیا۔

ایم جے قریشی۔ ڈی آئی خان

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس ماہ کے اقوال

☆ جڑیں سلامت ہوں تو ٹنڈ منڈ درختوں پر بھی موسم بدلتے ہی پھول آ جاتے ہیں۔

☆ اپنے اندر روگ مت پالئے، اس دنیا میں آپ ایک ہی تو ہیں۔

☆ نئی بنیادیں وہ لوگ بھر سکتے ہیں جو اس راز سے واقف ہوں کہ پرانی بنیادیں کیوں بیٹھ گئیں۔

☆ نہ سے بات شروع ہو تو دامن ہی نہیں دل بھی تنگ ہوا جاتا ہے۔ پھر نہ دل میں جگہ ملتی ہے اور نہ دامن میں۔

☆ جو لوگ دلوں کو روگ لگا لیتے ہیں وہ کوڑھ کی طرح بڑھتے ہیں۔

☆ زخم لگتا ہے تو انسان تڑپ کر اپنی طرف مڑتا ہے۔ یہی وہ لمحہ ہوتا ہے جب کسی کو خود آگہی ودیعت کی جاتی ہے۔

☆ چہرے پڑھا کرو، یہ وہ کچھ بتاتے ہیں جو عادات اور رویے چھپاتے ہیں۔

☆ ہار جانا اذیت ناک سہی مگر اس سے زیادہ اذیت ناک خود کو ہر وقت ہار کی یاد دلانا ہے۔

فرزانہ شوکت۔ کراچی

اس ماہ سال نو کے لئے دعا

کاش!
کوئی آنکھ کبھی نم نہ ہو
کسی کی زندگی میں غم نہ ہو،
نہ ملے کبھی کسی کو ایسا زخم
جس کا کوئی مرہم نہ ہو،
فاصلے آنے نہ پائیں دلوں میں
رشتوں میں پیار کم نہ ہو،
نہ ہوں زندگی میں ایسے ساتھی
جن سے کہ اپنا بھرم نہ ہو،
الفتیں جوڑے رکھیں سب کو باہم
دلوں سے وفائیں ختم نہ ہوں،
نہ آئے زندگی میں کوئی ایسا سفر مسکان
اپنا کوئی پیارا جہاں، ہم قدم نہ ہو

مصباح مسکان رؤف

اس ماہ کا اقتباس

مسکراہٹ کی تاریخ

انسان مسکراتا ہے، ہنستا ہے اور قہقہہ بھی لگاتا ہے۔ اس سے اس کے اندرونی جذبات کا اظہار ہوتا ہے لیکن جذبات کا اظہار تاریخ میں مختلف اوقات اور زمانوں میں علیحدہ علیحدہ رہا ہے۔ کبھی جذبات کے اظہار کو معیوب سمجھا جاتا ہے اور کبھی اس کو اچھی علامت کے طور پر لیا جاتا ہے۔ یہی صورت مسکرانے کی ہے۔ کبھی یہ خوشی و مسرت کا اظہار ہوتی ہے تو کبھی اس سے انسان کے اندرونی رنج و غم کا اظہار ہوتا ہے۔ کبھی انسان کی مسکراہٹ بناوٹی اور مصنوعی ہوتی ہے جیسے سیاستدانوں کی جو عوام کے مجمع میں مسکرا کر ان کے سامنے اپنی شخصیت کو عوامی بنا کر پیش کرتے ہیں اور کبھی مسکراہٹ کاروباری ہوتی ہے کہ جب دکاندار مسکرا کر گاہکوں کا خیر مقدم کرتا ہے۔ یہی صورت حال اس وقت ہوتی ہے کہ جب کسی کا انٹرویو لیا جاتا ہے تو اس وقت دونوں جانب سے مسکراہٹوں کا تبادلہ ہوتا ہے۔ جب فوٹو کھینچوایا جاتا ہے تو خاص طور پر فوٹو گرافر ہدایت دیتا ہے کہ مسکرائیے کیونکہ اس کا خیال ہوتا ہے کہ مسکراہٹ سے شخصیت میں نکھار پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن جب مسکراہٹ کی تاریخ لکھی جائے تو اس میں مورخوں کو مشکلات پیش آتی ہیں۔ انہیں شعر و شاعری و ادب

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے مسکراہٹوں کے بارے میں تاثرات جمع کرنے پڑتے ہیں۔ پھر ماضی کے بارے میں ان کی معلومات تصویروں اور مجسموں سے ملتی ہیں کہ جن میں ماہرین فن نے اپنے شاہکاروں کی مسکراہٹوں کو ابدی بنا دیا ہے۔ اس موضوع پر Angus Trumble کی کتاب ''مسکراہٹ کی مختصر تاریخ'' قابل ذکر ہے۔ وہ مسکراہٹ کا ذکر کرتے ہوئے سب سے پہلے اس کی وضاحت کرتا ہے کہ جب بھی کوئی فرد مسکراتا ہے تو اس کے ذریعہ نا صرف اس کے جذبات کی عکاسی چہرے سے ہوتی ہے بلکہ اسے اپنے جسم کو کنٹرول بھی کرنا ہوتا ہے۔ اس عادت واطوار کو شائستگی سے منسوب کیا جاتا ہے۔

مسکراہٹ سے لوگوں کے رویے کا بھی پتہ چلتا ہے اگر پہلی ملاقات میں کوئی مسکرا کر نہ ملے اور چہرے پر سنجیدگی طارے رکھے تو اس صورت میں یہ تاثر ملتا ہے کہ یہ شخص سماجی معاملات میں سرد ہے اور اس میں گرمجوشی نہیں ہے۔ لیکن ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی شخص شرمیلا ہوتا ہے اور وہ ہر موقع ہر جگہ پر مسکرانا پسند نہیں کرتا۔

ہنسنے کے بارے میں جو عام روایات ہیں وہ یہ کہ کسی شخص کی کمزوری پر نہیں ہنسنا چاہئے، بے ہودہ مذاق پر بھی خاموش رہنا چاہئے، کسی کی موت کے موقع پر یا عبادت گاہ میں ہنسنا معیوب سمجھا جاتا ہے۔ لیکن ہنسی یا مسکراہٹ کی انسان کو ہمیشہ ضرورت رہی ہے۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ 1660ء میں انگلستان میں عورتیں ایسا ماسک چنتی تھیں جس کے چہرے پر مسکراہٹ ہوتی تھی۔

19ویں صدی میں ادب آداب کے بارے میں یورپ میں جو کتابیں چھپی ہیں ان میں خصوصیت سے ملازمین کیلئے ہدایات ہیں۔ ان میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ مالک اور ملازموں کے درمیان ایک فاصلہ ضرور ہونا چاہئے لیکن ایک شائستہ فرد کے لئے ضروری ہے کہ اگر وہ ان سے مسکرا کر بات نہ کرے تو کم از کم ان کے ساتھ اچھی زبان میں بات ضرور کرے مثلاً ''آپ کا شکریہ، مہربانی کہ آپ نے یہ کام کیا'' وغیرہ۔

جہاں تک ملازم عورتوں کا تعلق ہے تو ان سے مسکرا کر بات نہیں کرنی چاہئے، ملازم عورتوں کو بھی چاہئے کہ وہ مالکن کی تعریف یا اس کی خوشامد نہ کریں کیونکہ اس کی وجہ سے ان کے اور مالکن کے درمیان جو رشتہ ہے وہ کمزور ہو جاتا ہے۔

مسکراہٹ کے بہترین نمونے ہمیں یونان کے مجسموں میں ملتے ہیں جن میں عورتیں اور مرد مسکراتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان کی یہ مسکراہٹ کبھی غمگین ہے اور کبھی شرارتی، اس مسکراہٹ کی وجہ سے مونالیزا کی تصویر مشہور ہو گئی۔

مسکرانے یا قہقہہ لگانے کا تعلق طبقات سے بھی ہوتا ہے، مثلاً عام لوگ قہقہہ لگا کر ہنستے ہیں اور اپنے جذبات کا برملا اظہار کرتے ہیں جبکہ تعلیم یافتہ، مہذب اور طبقہ اعلیٰ کے لوگ محض مسکرانے پر اکتفا کرتے ہیں۔ بقول مصنف ''انگریز ہر چیز پر ہنستے ہیں سوائے ایک چیز کے، جب انہیں مالی نقصان ہو''۔

انگس ٹرومبل کہتا ہے کہ مسکراہٹ چاہے وہ اچانک ہو یا بناوٹی، شہوت سے بھرپور ہو یا شستہ، یہ دماغ میں کسی کیمیائی ردعمل کے طور پر پیدا ہوتی ہے، مسکراہٹ کے ذریعہ ہم خاموشی سے کوئی نہ کوئی پیغام دیتے ہیں۔

انگریزی ادب کے مشہور ادیب Samuel Johnson نے اپنی مشہور انگریزی ڈکشنری (1755ء) کو لارڈ چیسٹر فیلڈ کے نام انتساب کیا مگر

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس نے بطور شکریہ کوئی ایک لفظ جانسن سے نہیں کہا، اس لئے شکایتاً جانسن نے کہا کہ ”وہ مسکرایا تک نہیں“ اس پر چیسٹر فیلڈ کا کہنا تھا کہ ”ہنسنا جذبات کی گراوٹ کو ظاہر کرتا ہے، اس سے نا صرف چہرہ بگڑ جاتا ہے بلکہ ہنسنے سے ایسی آوازیں پیدا ہوتی ہیں کہ جنہیں برداشت نہیں کیا جا سکتا“۔ چیسٹر فیلڈ مسکراہٹ اور قہقہہ لگانے میں فرق کرتا ہے اور زور سے ہنسنا اس کے نزدیک تہذیب کے خلاف ہے۔ لیکن موجودہ زمانے میں نفسیات دانوں نے قہقہہ لگانے یا زور سے ہنسنے کو جذبات کے اظہار اور اندر کی گھٹن دور کرنے کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ اس لئے موجودہ زمانے میں ایسے بہت سے کلب یا جماعتیں ہیں کہ جہاں لوگ ایک جگہ جمع ہو کر زور زور سے ہنستے ہیں اور اس سے ان کی طبیعت ہلکی ہو جاتی ہے۔

مصنف اس پر بھی روشنی ڈالتا ہے کہ جب بہت سے مجسموں کا مطالعہ کیا گیا تو ان میں خصوصیت سے اولیاء اور بزرگوں کے مجسموں میں چہرے پر بڑی شاندار مسکراہٹیں نظر آئیں۔ جیسے گوتم بدھ کے مجسموں میں دانش مندی اور عقل مندی کی مسکراہٹ نظر آتی ہے جو روحانیت سے بھرپور ہے۔ یہ روایت عیسائیوں میں بھی ہے کہ ان کے ہاں مجسموں میں اولیاء اور فرشتے مسکراتے نظر آتے ہیں۔ اس کے برعکس حکمران لوگوں کے سامنے ہنسنے یا مسکرانے سے پرہیز کرتے تھے۔ جس طرح عبادت گاہوں میں زور سے ہنسنا معیوب سمجھا جاتا تھا اسی طرح سے بادشاہوں کے دربار میں ہنسنا بے ادبی تھی۔ اسی طرح اعلیٰ افسر اپنے ماتحتوں سے مسکرا کر نہیں ملتے۔ ان کے چہرے پر رعونت اور خشونت ہوتی ہے لیکن جب یہی لوگ برابری والوں سے ملتے ہیں تو کھل کر ہنستے اور قہقہے لگاتے ہیں۔ مسکراہٹ اور ہنسنے کے بارے میں جو رجحانات ہمارے ہاں رہے ہیں اس کی جھلکیاں ہمارے ادب میں موجود ہیں۔ ہمارے معاشرے میں بھی مسکرانے کو کئی طریقوں سے دیکھا جاتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی عورت کسی سے مسکرا کر بات کرے تو یہ تاثر لیا جاتا ہے کہ اس عورت میں شرم و حیا نہیں ہے اور کوئی لڑکی لڑکے سے ہنس کر بات کرے تو اسے فوراً محبت میں گرفتار ہونے کا الزام دے دیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر مبارک علی کی کتاب سے اقتباس

عمیمہ ظہیر۔ کراچی

اس ماہ کی قابل غور باتیں

☆ باوفا دوست، باوفا امانت اور باوفا شفقت مل جائے تو ان سے فائدہ اٹھاؤ۔

☆ بہت مبارک ہے وہ محبت جو سچی پر خلوص اور تمام تر مفادات سے بالاتر ہو۔

☆ کسی کام میں اپنی طاقت سے زیادہ زحمت نہ اٹھاؤ اور اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ نہ کرو۔

☆ غلطی خواہ کسی کی بھی ہو، اسے معاف کر دو کیونکہ معاف کرنا پیغمبروں کا شیوہ ہے۔

☆ سمندر کی گہرائی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے لیکن دل کی گہرائی کا نہیں۔

☆ اونچی چٹان پر بیٹھنے سے کوا، باز نہیں بن جاتا۔

ظفر زیدی۔ کراچی

اس ماہ کا لطیفہ

مریض: ”میں بہت خوش رہتا ہوں، نیند سکون سے آتی ہے، زندگی میں امن ہی امن ہے، ہر کام میں دل لگتا ہے، کوئی پریشانی نہیں، ایسا کیوں ہے ڈاکٹر صاحب؟“

ڈاکٹر: ”میں آپ کی بیماری سمجھ گیا ہوں جناب! آپ کی زندگی میں وٹامن She کی شدید کمی ہے“۔

بسمہ علی۔ سکھر

.....☆.....

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

حضور کریمؐ نے فرمایا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلیہ وسلم نے فرمایا:

''تم جائیدادیں نہ بناؤ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہاری رغبت دنیا میں بڑھ جائے گی''۔ (ترمذی)

سیدہ نورین۔ کراچی

مومن

مومن اس لئے پاک ہے کہ وہ کوئی ذاتی غرض وغایت نہیں رکھتا۔ وہ عطائے خداوندی کو رضائے خداوندی پر لگاتا ہے۔ (اشفاق احمد۔ زاویہ)

عانیہ نیازی۔ ربوہ

تو بھی

ہمارے ہاں شادیاں پسند کی کی جاتی ہیں جی ہاں گھر والوں کی پسند کی۔ بقول عطاء الحق قاسمی ہمارے ہاں شادی سے پہلے لڑکا لڑکی سے پوچھتے ہیں اگر وہ ایک دوسرے کو پسند کریں تو شادی کر دیتے ہیں، سننے والے نے پوچھا ''اگر وہ ایک دوسرے کو پسند نہ کریں تو؟'' کہا۔ ''تو بھی شادی کر دیتے ہیں''۔

نور بانو۔ کوئٹہ

قطعہ

رہنے دو

چائے، کافی کی بات رہنے دو
یہ تکلف کہاں ضروری ہیں
زندگی میں حیات ہو گر تو
ساری رسمیں جناب پوری ہیں

سہاس گل۔ رحیم یار خان

رعایا کا خیال

ملک شاہ کے عہد میں سلجوقیوں کی طاقت بام عروج پر تھی۔ ایک دن ملک شاہ طوس کی جامع مسجد میں نماز پڑھنے گیا، نماز سے فارغ ہو کر سجدے سے اٹھا تو اس نے اپنے وزیر نظام الملک طوسی سے پوچھا۔

''آپ نے نماز کے بعد کیا دعا مانگی؟''

وزیر نے کہا ''میں نے دعا مانگی کہ آپ اپنے بھائی کے مقابلے میں فتح یاب ہوں''۔

ملک شاہ نے کہا ''لیکن میں نے یہ دعا مانگی کہ اے اللہ! میں اور میرے بھائی دونوں میں سے جو بھی رعایا کا اچھی طرح خیال رکھے اور بہتر طریقے سے حکومت کر سکے اسے فتح نصیب کر!''

عائشہ مری۔ سبی

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

استقبال...!

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے شاگرد خاص حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا علمی مقام یہ تھا کہ آپ کو ''امیر المومنین فی الحدیث'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ایک بار آپ عراق کے شہر رقہ تشریف لے گئے یہ خبر سن کر پورا شہر حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کے استقبال کے لئے امڈ آیا۔ اتفاق کی بات کہ اسی وقت خلیفہ ہارون رشید اپنی بیوی زبیدہ کے ساتھ شہر کے دوسرے دروازے سے داخل ہوا مگر وہاں اس کے استقبال کے لئے رعایا میں سے کوئی ایک شخص بھی موجود نہیں تھا، صرف شہر کا حاکم اپنے ملازم کے ہمراہ حاضر تھا۔

ہارون رشید نے حاکم سے دریافت کیا ''آج یہ کیسا سناٹا ہے؟ کیا یہاں کے لوگ شہر چھوڑ کر چلے گئے ہیں؟''

حاکم شہر نے جواب دیا ''امیر المومنین اس وقت شہر کے دوسرے دروازے سے مشہور فقیہ اور محدث عبداللہ بن مبارکؒ داخل ہو رہے ہیں، تمام لوگ ان کے استقبال کے لئے دروازے کے سامنے جمع ہیں''۔

زبیدہ بھی حاکم شہر کا جواب سن رہی تھی فوراً ہی شوہر کو مخاطب کر کے بولی ''حضور والا! اسے کہتے ہیں حقیقی عظمت اور قدر و منزلت کہ کسی جبر کے بغیر عبداللہ بن مبارکؒ کی پیشوائی اور زیارت کے لئے پورا شہر راستے میں آنکھیں بچھائے کھڑا ہے اور ایک آپ ہیں کہ جب تک فوج اور سرکاری کارندے اپنے ڈنڈے اور ہتھیار نہ سنبھالیں اس وقت تک ایک آدمی بھی آپ کے استقبال کو حاضر نہیں ہوتا۔

ایس امتیاز احمد۔ کراچی

روشن کرنیں

1۔ انسان خود انمول نہیں ہوتا بلکہ انسان کا کردار اسے انمول بنا دیتا ہے۔

2۔ بارش کے پانی کا قطرہ سیپ اور سانپ دونوں کے منہ میں گرتا ہے یہ اپنا اپنا ظرف ہے کہ سیپ کے منہ میں موتی اور سانپ کے منہ میں زہر بنتا ہے۔

3۔ انسان کی فطرت ہے کہ وہ کسی بھی چیز کی صرف دو بار قدر کرتا ہے۔ (i) ملنے سے پہلے (ii) کھو دینے کے بعد۔

4۔ انسان اپنے اوصاف سے ہی عظیم ہوتا ہے، عہدے سے نہیں۔ کیونکہ محل کے سب سے اونچے مینار پر بیٹھنے سے کوا عقاب نہیں بن جاتا۔

5۔ سچ بول کر بے شک کسی کا دل توڑ دو مگر جھوٹ بول کر کسی کو خوش نہ دو۔

مہرین کنول۔ لیہ

وجود زن سے ہے...!

☆ دنیا میں سب سے زیادہ قابل تعریف بیوی وہ نہیں ہے جس کی شادی کسی عظیم شخص سے ہو بلکہ وہ ہے جو شوہر کو عظیم بنا دے۔

☆ ایک خوبصورت مگر غریب بیوی کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی عالیشان عمارت بغیر فرنیچر کے۔

☆ ایک ادیب کا قول ہے کہ میں اپنی تمام کتابیں بالائے طاق رکھ دوں گا اگر مجھے ایسی بیوی مل جائے جس کو یہ فکر ہو کہ میں کھانے کے لئے دیر سے گھر پہنچتا ہوں یا وقت پر۔

☆ لمبی عمر پانے کے لئے بیوی بے حد ضروری ہے اس لئے کہ آدمی کی آدھی پریشانیاں اور اس کا دو تہائی حصہ وہ بے چاری بھگت لیتی ہے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

☆ عورتوں میں سب سے اچھی بیوی وہ ہے جس کا شوہر اسے دیکھے تو خوش ہو جائے۔

☆ انسان کو خوش کرنے والی چیزوں سے دنیا بھری پڑی ہے مگر سب سے زیادہ خوشی پہنچانے والی چیز پرہیز گار اور پارسا عورت ہے۔ گھر اور مال وہ میراث ہے جو ماں باپ سے حاصل ہوتی ہے لیکن دانشمند بیوی نعمت خداوندی ہے۔

☆ اگر کوئی عورت اس حال میں مر جائے کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔

☆ مرد... صرف نصف مرد ہے، جب تک اس کی بیوی نہ ہو اور وہ گھر ویران ہے جس میں بچے نہ ہوں۔

☆ ہم میں سب سے اچھا وہ شخص ہے جو سب سے اچھا سلوک اپنی بیوی سے کرتا ہے۔

☆ جس قدر زیادہ اخلاق و محبت سے ایک مسلمان اپنی بیوی سے پیش آتا ہے وہ اتنا ہی زیادہ ایمان کا پختہ ہے۔

☆ بیوی سے محبت سے پیش آنا اور اس کے منہ میں لقمہ دینا بہترین فیاضی اور صدقہ ہے۔

☆ وہ بیوی سب سے بہتر ہے جو اپنے خاوند کو خوش کرے جبکہ وہ اس کی طرف دیکھے، اطاعت کرے، جب وہ اسے حکم دے اور اپنے اور مال کے بارے میں کوئی ایسا رویہ نہ اختیار کرے جو شوہر کو ناپسند ہو۔

☆ ایماندار آدمی اپنی بیوی سے ناراض نہ رہا کرے کیونکہ اس کی کوئی عادت ناپسند ہو تو کوئی قابل پسند بھی ہوگی۔

☆ بیوی کا امتحان غربت میں اور دوست کا مصیبت میں ہوتا ہے۔

ایس امتیاز احمد۔ کراچی

ذرا سوچیے!

ہمارا لباس 8 گز
ہمارا کفن صرف 2.5 گز
ہمارا گھر 400 گز
ہمارا اصل گھر (قبر) 2.5 گز
ہمارے ارادے 200 سال کے۔
مگر ہماری زندگی اک سوالیہ نشان۔
پیدائش کے وقت کان میں اذان دی جاتی ہے، نماز نہیں پڑھی جاتی۔
موت کے وقت نماز پڑھی جاتی ہے مگر اذان نہیں دی جاتی۔
یعنی یہ زندگی اذان سے نماز تک کا وقفہ ہے۔
مہرین کنول۔ لیہ

ذرا سوچیے

ہم مسجدوں میں نماز ادا کرتے ہیں
وہاں ہمیں وضو کے لئے پانی
روشنی کے لئے لائٹس
جنریٹر، کارپٹ
ہوا کے لئے پنکھے وغیرہ فراہم کیے جاتے ہیں
تاکہ ہمیں نماز پڑھنے میں آسانی ہو۔
اس کے بدلے ہم مسجد کو ماہانہ کیا دیتے ہیں۔
10 روپے، 20 روپے اور زیادہ سے زیادہ 50 روپے۔
بس۔
جبکہ ہم ٹی وی 500 روپے
اور
انٹرنیٹ 1000 روپے سے 1500 روپے کی فیس ہر ماہ باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں۔
ذرا سوچیے!
مسلمان کا پیسہ کہاں خرچ ہو رہا ہے۔
ثوبیہ جواد۔ ڈی آئی خان

☆.....☆.....☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

http://paksociety.com

پاک سوسائٹی پر مُوجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد	صائمہ اکرام	عُشنا کوثر سردار	اشفاق احمد
نمرہ احمد	سعدیہ عابد	نبیلہ عزیز	نسیم حجازی
فرحت اشتیاق	عفت سحر طاہر	فائزہ افتخار	عنایت اللہ التمش
قُدسیہ بانو	تنزیلہ ریاض	نبیلہ ابر راجہ	ہاشم ندیم
نگہت سیما	فائزہ افتخار	آمنہ ریاض	مُمتاز مُفتی
نگہت عبدُاللہ	سباس گُل	عنیزہ سید	مُستنصر حُسین
رضیہ بٹ	رُخسانہ نگار عدنان	اقراء صغیر احمد	علیمُ الحق
رفعت سراج	اُمِ مریم	نایاب جیلانی	ایماے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ، حناء ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ، سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دسترخوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی، جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

ذرا پیرس کہنا

نیا سال

نیا سال آیا ہے
اور ایسے سمے
نیلے امر کو چھوتی
میری نگاہیں
تمہارے لئے
خوشیوں کی
دعائیں مانگ رہی ہیں
اور کہہ رہی ہیں
مبارک
صد مبارک
ہو
تمہیں
یہ سال نو
یہ سال نو
نگہت اکرم

نیا سال

اب کے برس کی ہواؤں سے کہنا
میں نے اپنے آنچل میں اپنی محبت کے گلاب
پھیلا دیئے ہیں
اب کے برس کی بارشوں سے کہنا
کہ میں نے اپنی پکی جھونپڑی کی چھت پر
سوکھے پتوں کا سائبان بچھا دیا ہے
اب کے برس کی بہاروں سے کہنا
کہ اب وہ گزریں تو میرے
چھوٹے سے گھر سے
خزاں کے سارے موسموں کو سمیٹ
کر لے جائیں
کیونکہ اب میرا دامن
خوشیوں سے چور ہے

فرزانہ شوکت

نظم

روٹھی رُت کا ملال نہیں
کہ محبتوں کے ساگر سوکھ گئے
پھولوں کے بے رنگ ہونے کا ملال نہیں
کہ خوشبو کے پروانے روٹھ گئے
ملال تو بس ایک تمہارا ہے
کہ تم نے اک البیلی لڑکی کا
دل دکھایا ہے
خوابوں کے دیس میں رہنے والی
اک نازک سی ملکہ کا خواب چرایا ہے
دشت فراق کا منظر تم میری آنکھوں میں

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

قید کر کے پوچھتے ہو
میری رسائی کا سایہ تم نے
کہاں پہ پایا ہے۔ پر
میں، میں اک بات پوچھتی ہوں کہ
میری ذات کو تم نے دکھوں کا
نشانہ کیوں بنایا ہے؟
کہ میری ذات کو دکھوں کا
نشانہ کیوں بنایا ہے
تم نے کیوں اک نازک سی ملکہ کا
خواب چرایا ہے

آسیہ مظہر چوہدری

جفا کا شور باقی ہے

جہاں خوابوں کی مٹی تھی
وہاں اب موت بستی ہے
جہاں گلشن مہکتے تھے
وہاں پت جھڑ کا ڈیرہ ہے
جہاں چشمے سے بہتے تھے
وہاں اب خشک سالی ہے
جہاں چاہت کے نغمے گونجا کرتے تھے
اب اس آنگن دل میں
سسکیوں کا راج ہے کب سے
جہاں تم نے وفا کی قسم کھائی تھی
وہاں اب تو
جفا کی داستان کا شور باقی ہے
تمہاری بے وفائی کا
جفا کا شور باقی ہے

سباس گل

غزل

کرچیاں روح میں اتر آتی ہیں
خوابوں سے آنکھوں کو بچا رکھنا
اظہار سے محبت کم ہو جاتی ہے
ہونٹوں پر دبی دبی بات رکھنا
کرے کوئی تم سے برا سلوک
دل میں نہ اس کے خلاف ملال رکھنا
بدلتے موسم تیرے مزاج کو نہ بدل دے
سب موسموں میں اپنا خیال رکھنا
زمانے کی نظر بہت خراب ہے سحر
گرم و سرد سے محفوظ اپنا کردار رکھنا

شہلا گل سحر صالح

نظم

کسی کی دید کی خاطر
کبھی جو تم ترسو
تمہیں احساس ہوگا یہ
حال دل نہ کہنے میں
اذیت ہی اذیت ہے
ابھی انجان ہوناں تم
بہت حیران ہوناں تم
مگر یہ ہی حقیقت ہے
محبت مار دیتی ہے
محبت مر نہیں سکتی

سیدہ عروج فاطمہ

نظم

چودھویں کے چاند نے کہا مجھ سے

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بتا تو کس کو سوچتا ہے
تیری نظریں کس کو کھوجتی ہیں
تیرے دل میں کون رہتا ہے
میں نے مسکرا کے دیکھا
بس اتنا بتایا اس کو
یہ یاد جو مجھ کو آتی ہے
ساجن کی یاد دلاتی ہے
بے چین یہ مجھ کو کر جاتی ہے
میرے دل میں ویرانیاں بھر جاتی ہے
دن رات یہ مجھ کو تڑپاتی ہے
یہ سن کے وہ اداس ہوا
اور میرے لئے غم خوار ہوا
اور دھیرے سے یہ کہنے لگا
نہ دینا تو اب اس کو صدا
اس دور کی چلی اب ایسی ہوا
اب اپنا نہیں کوئی یہاں
غم نہ کھانا فکر نہ کرنا
میں تو تیرے ساتھ ہوں چلتا

ماریہ یاسر

غزل

میں گہری نیند اب سونا چاہتی ہوں
تیرے خواب پلکوں پر میں سجانا چاہتی ہوں
ہجر کے بعد وصل کا جانِ جاں اپنا لطف ہے
تجھے کھو کر میں پھر سے پانا چاہتی ہوں
بہت رہ لئے وحشتوں کے ان حصار میں صنم
اب کوئی نغمہ جاں فزا گنگنانا چاہتی ہوں
پتھر کہتے ہیں مجھے یہ بے رحم زمانے والے
چل کوئی دے زخم نیا میں رونا چاہتی ہوں
جب تم میرے ہو تو پھر یہ فاصلے درمیاں کیوں؟
آؤ پاس بیٹھو ذرا تجھے خود میں سمونا چاہتی ہوں
جہاں ہر طرف خوشیوں کا ہو بسیرا بخاری
میں مکاں کوئی ایسا کہیں بنانا چاہتی ہوں

مریم شاہ بخاری

نظم

یارب!
جوڑ دے میری
زندگی سے
میری تقدیر کے اس لکھے کو
جس کی اب تک ہوئی نہیں
اس زندگی میں ابتدا

زروہ وصمان

نظم

تو ہی مٹا دے
میرے ہاتھوں سے
سبھی ان لکیروں کو
جو ہر آسانی کو
مشکل میں بول دے

زروہ وصمان

غزل

کسی کی عنایتوں نے یہ دن دکھائے ہیں
میرے اپنے بھی یوں پھر سے پرائے ہیں
کھل کے برستا نہیں آج یوں ابر بھی
ہم زمانے کے ہاتھوں سے ستائے ہیں
فریب دینا ان کا ہے معیار زندگی
حسن والوں نے ہم پہ ستم کئی ڈھائے ہیں
بچھڑ جائیں تو مڑ کے دیکھتا نہیں کوئی بھی
یاروں کی باتوں نے کیا کیا گل کھلائے ہیں
دامن پہ لگے داغ دیکھتا کوئی نہیں جاوید
شرارے بھی پھول بن کے پھر جگمگائے ہیں

محمد اسلم جاوید

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تم ہو...

ہوائیں جب چلتی ہیں
تو لگتا ہے ہر آہٹ پر
تم ہو...
تنہا جو بیٹھتے ہیں
تو لگتا ہے ہمارے ساتھ
تم ہو...
دنیا کی بھیڑ میں جب نکلتے ہیں
تجھے ڈھونڈتے
تو لگتا ہے ہر چہرے میں
تم ہو...
دسمبر کی وہ ٹھنڈی
شاموں میں ہم بیٹھتے ہیں
تو لگتا ہے ان ٹھنڈی شاموں میں
تم ہو...
چاندنی راتوں میں بیٹھ کر چاند کو تکتے ہیں
تو لگتا ہے اس چاند میں
تم ہو...
اے جانِ فضا کیوں دور ہو ہم سے
ہمیں تو لگتا ہے ہماری ہر سانس میں
تم ہو...

فضا رحمٰن

غزل

محبت پاگل ہے میرے شہر میں
ایک عاشقوں کا جنگل ہے میرے شہر میں
سلگ اٹھتی ہے شام چتا کی طرح
کیا کوئی بھٹکی ہوئی آتما ہے میرے شہر میں
شہر کا شہر شمشان گھاٹ بن چکا ہے
اتنے عاشق مرے ہیں میرے شہر میں
پھولوں کے لئے کوئی جگہ نہیں باقی
اتنے پتھر ہیں میرے شہر میں
اب کوئی سپنا کسی آنکھ میں نہیں ہوتا
اتنے ٹوٹے ہیں دل میرے شہر میں
ہر شخص نے گھر میں آئینے سجا رکھے ہیں
اتنے اکیلے ہیں لوگ میرے شہر میں
گلی گلی پوچھا پتہ اس کا
مگر نہیں صنم آشنا میرے شہر میں
کچھ سحر زدہ سا ہے ہر ایک شخص
کیا کوئی آسیب ہے دیش مکھ میرے شہر میں

عامر عزیز

غزل

لیڈران قوم ایسے بے ریا پیدا کریں
اس وطن میں پیار و الفت کی فضا پیدا کریں
اس جہاں میں بھی بھلا ہو اُس جہاں میں بھی بھلا
دل میں رتی بھر جو ہم خوف خدا پیدا کریں
قتل و غارت میں کمی ہو گی یقیناً بالیقین
قوت برداشت، دل میں حوصلہ پیدا کریں
آؤ مل کر بات دیں ہم غربت و افلاس کو
آؤ مل کر گنج ہائے بے بہا پیدا کریں
جو بچا لائے ہماری کشتیاں گرداب سے
ایسا کوئی باصفا ہم ناخدا پیدا کریں
ہم بھی ہو جائیں خدائے پاک کے نورِ نظر
اپنے اندر کوئی تو ایسی ادا پیدا کریں
روک سکتے ہیں گناہوں کے قمر طوفان کو
دوستو ہم اپنی آنکھوں میں حیا پیدا کریں

ریاض حسین قمر

☆.....☆.....☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

سندیسے

عطیہ مری ــــــ سبی

ڈیئر صالحہ آپی اور دیگر ردا اسٹاف السلام علیکم! سب سے پہلے ردا کی بے حد مشکور ہوں جس نے ہمیں ایک فیملی جیسا پلیٹ فارم دیا۔ انداز کی بے ساختگی اور ہلکی پھلکی تحریریں ہمیں ردا کے توسط سے ملتی ہیں۔ ہر ماہ ردا کا انتظار رہتا ہے۔ مجھے ردا کے تمام سلسلے پسند ہیں۔ سلسلے وار تو سبھی پسند ہیں میرے موسٹ فیورٹ ناولز تم میرے ہو کے رہو، جو رگ جاں سے قریب تھے، میں محبت اور تم میں آبگینہ پسندیدہ کردار ہے۔ کتابوں اور رسالوں کی شروع سے ہی رسیا ہوں اس لیے میڈیکل کی ٹف اسٹڈیز سے ٹائم نکال کر پڑھ لیتی ہوں، سوچا اس مرتبہ تبصرہ بھی کرلوں۔ آپی ایک ریکوئسٹ ہے مستقل سلسلوں میں رائٹرز کے انٹرویو کا سلسلہ بھی شامل کریں تاکہ اپنے فیورٹ رائٹرز کو جاننے کا موقع ملے۔ دعاؤں میں یاد رکھیے اور اپنا بے حد خیال رکھیے گا۔ آخر میں ردا ٹیم کو میرا پرخلوص سلام۔ میری اللہ سے دعا ہے کہ ردا دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے، آمین۔

سیدہ مون بخاری ــــ سرگودھا

پیاری آپی صالحہ محمود السلام علیکم! رب کائنات آپ کو سلامت رکھے، آمین۔ دسمبر کا شمارا دلکش سرورق کے ہمراہ موصول ہوا۔ نہایت خوشی ہوئی۔ ''موسم ہجر'' کی اشاعت نے سیروں خون بڑھا دیا۔ تعاون کا بے حد شکریہ۔ باقی تحریریں بھی اچھی تھیں۔ البتہ ''موسم ہجر'' کا فیصلہ آپ کے ہاتھ ہے۔ سلسلے وار کہانیاں بھی اچھی جا رہی ہیں۔ گزشتہ شماروں میں سے کسی ایک میں شامل پیاری آپی صالحہ جانی کا انٹرویو اور افسانہ بہت پسند آیا۔ کیا بات ہے آپ کی۔ پیاری آپی مبالغہ آرائی سے کام نہیں لے رہی ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ میری زندگی بہت مصروف ہوتی جا رہی ہے۔ مدرسہ اور کالج، چھوٹی بڑی دیگر مصروفیات اپنا ہوش بھی نہیں رہتا۔ میں ہر ماہ شمولیت اختیار نہیں کرسکتی۔ میری مجبوریوں کا یقین کرلیجیے۔ بہر حال میرے لیے ردا اور ردا سے منسلک تمام خواص و عام بے حد اہم ہیں اور جو لمحات ردا کے سنگ اور ردا کے لیے کچھ تحریر کرتے گزریں وہ بھی نہایت طمانیت کا باعث ہیں۔ مجھے ردا فیملی کا فرد سمجھتے ہوئے میری غیر حاضریوں سے درگزر کیجیے گا۔ کوتاہیوں سے چشم پوشی کیجیے گا کہ گھر کا دروازہ افراد خانہ کے لیے ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔ بھلے دن میں آئیں یا رات، خواہ ہفتہ بعد آئیں یا چند ماہ بعد اور کچھ پردیسی تو سال میں لوٹتے ہیں۔ گھر سے دور رہنے کی اذیت تو ساتھ رہتی ہے لیکن مجبوریاں بھی دامن گیر رہتی ہیں۔ پیاری آپی میں فرسٹ ایئر کے امتحان میں فرسٹ ڈویژن لے کر کامیاب ٹھہری ہوں۔ اپنا خیال رکھیے گا۔

زاہدہ ہاشمی زاہی ــــ کراچی

قابلِ احترام اور سوئیٹ صالحہ آپی السلام علیکم! بعد از سلام خیریت کی طالب خود بخیریت احوال دیگر یہ ہے کہ آپ سب سے ملاقات کو دل بے قرار رہتا ہے اور ردا کا انتظار مجھے پہلی تاریخ سے ہو جاتا ہے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس بار بہت لیٹ ردا ملا۔ خیر جلدی جلدی بے صبری سے ردا کا مطالعہ کیا سب سے پہلے ٹائٹل پر نینا بتول کی خوب صورتی نے متاثر کیا۔ زبردست میک اپ کے ساتھ ہیئر اسٹائل بھی لشکارے مار رہا تھا۔ واہ جی اور بیوٹی پارلر کمال کرتے ہیں آپ سب سے اجازت چاہوں گی زندگی رہی تو پھر ملاقات ہوگی۔ تمام ردا رائٹرز و قارئین کو اور سوئیٹ صالحہ اور نورین آپی کو دعاؤں کے ساتھ زاہی کا سلام اور نیا سال بہت مبارک۔

مریم شاہ بخاری ـــــ سرگودھا

السلام علیکم! خدا تعالیٰ سے آپ کی خوشیوں اور کامیابیوں کے لیے دعا گو ہوں۔ امید ہے مزاج بخیر ہوں گے۔ ردا نہایت تیزی سے ترقی کی منازل طے کرتا ہوا قارئین کے دلوں میں گھر کرتا جارہا ہے۔ یقیناً یہ آپ کی محنت و لگن کا منہ بولتا ثبوت ہے اور ہماری پیاری نامی گرامی رائٹرز کے تو کیا ہی کہنے۔ ان کی تعریف تو ممکن ہی نہیں۔ ایسے میں جہاں سینئرز رائٹرز نے اپنا رنگ جمایا ہے وہیں پر نیو رائٹرز کی تحاریر نے بھی ردا کے چارم میں مزید اضافہ کیا ہے اور اس کے لیے صالحہ آپی آپ کے شکر گزار ہیں ورنہ ہم کیا ہماری بساط کیا؟ ردا باقاعدگی سے حاضری لگوانا تو ممکن نہیں لیکن باقاعدگی سے پڑھتی ضرور ہوں، اس میں شائع ہونے والی ہر تحریر زبردست ہے۔ اچھا آپی جی اب اجازت دیجیے زندگی رہی تو پھر ملیں گے۔ سب کو سلام و دعا۔

عانیہ نیازی ـــــ ربوہ

السلام علیکم آپی! آپ کو رائٹرز اور تمام قارئین کو میری جانب سے نئے سال کی بہت بہت مبارک باد۔ اللہ کرے کہ آنے والا سال ہم سب کے لیے خیر و برکت اور بہت سی خوشیاں لے کر آئے، آمین۔ اب آتی ہوں ردا پر تبصرے کی جانب تو جناب مکمل ناول کی بات ہو یا سلسلے وار ناولز کی ہر طرف بہار ہی بہار نظر آتی ہے۔ لکھنا اپنے آپ میں ایک باکمال صفت ہے اور اگر اس میں معاشرتی، معاشی اور اخلاقی رنگ بھی شامل ہو تو وہ یقینی طور پر اپنے قاری پر گہرا اثر چھوڑتا ہے۔ پھر وہ مکمل ناول ہو یا ایک مختصر سا افسانہ اگر اس میں سوچ کی گہرائی ہو تو ہم کئی پل تک اسے سوچتے رہ جاتے ہیں۔ اس سال بہت سی رائٹرز نے بہت اچھا لکھا۔ ''چل اڑ جا اب تیری باری'' ایک باکمال تحریر تھی جو بہت سے لوگوں کو ہمت اور حوصلے کی مثال دے گئی۔ ''تیری چاہ پیا'' فریدہ فرید نے اپنے مخصوص ادبی انداز میں بہت پیارا ناول لکھا اور ناموں کی خوب صورتی دل لبھا گئی۔ عائشہ الیاس کی تحریر بھی باکمال ہوتی ہے اور ایسے ہی افسانوں میں بہت سے افسانے بہت ہی زبردست اور اعلیٰ معیار کے تھے۔ سلسلے وار میں تمروش کو پھر سے دیکھ کر بہت اچھا لگا اور ان کا یہ سلسلہ وار بھی نہایت دلچسپ انداز میں آگے بڑھ رہا ہے۔ شازیہ جی تو پھر شازیہ جی ہیں، آتی ہیں اور چھا جاتی ہیں۔ روشانے عبدالقیوم کے ناول میں تمام تر ہمدردیاں حرم کے ساتھ ہیں کہ وہ بہت مشکل حالات سے گزری ہے۔ ریحانہ آفتاب بہت ٹائم بعد آئیں مگر اچھا لکھ رہی ہیں ان کے قلم کی روانی ان کی تحریر میں صاف نظر آتی ہے، ویل ڈن۔ شاہ کنول کی تمام تحاریر ہی اچھی تھیں اور نئے آنے والے بھی بہت اچھا لکھ رہے ہیں۔ تمام لوگوں کو ایک بار پھر نئے سال کی خوشیاں بہت بہت مبارک ہوں۔ خوش رہیے۔

نوشین مدثر ـــــ لاہور

سوئیٹ آپی ڈھیروں پیار اور سلام لیے ہم سندیسے کی محفل میں حاضر ہیں۔ موسم سرما اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ جلوہ افروز ہے اور ہم بھی کمبل میں گھسے ٹھٹھرتے ہاتھوں ردا میں سندیسہ لکھنے کی اپنی سی کوشش کر رہے ہیں۔ اس بار مکمل ناول دونوں اچھے تھے مگر ناولٹ دونوں اچھے سے بھی بہت اچھے تھے۔ سباس گل اور مریم شاہ دونوں نے بہت اچھا

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

لکھا۔ سلسلے وار ناولز میں قمروش آپی کا ناول مجھے بہت اچھا لگ رہا ہے۔ پھر اس بار قمروش آپی کا ناول کا ٹرن کا اتنا کم کیوں بلکہ غائب کیوں؟ آپ نے ناول میں وہی پہلو تو اچھا لگتا ہے (ہا ہاہا)۔ روشانے عبدالقیوم کا سلسلے وار ناول بھی حقیقت کے قریب ہے اور حرم اور اس کے تایازاد کا کردار بہت اچھا لگ رہا ہے۔ مجھے شازیہ مصطفیٰ کے ناول میں رمضہ اور فہرو والا پورشن دلچسپی لیے لگا۔ افسانوں میں دسمبر کے حوالے سے اتنے افسانے دیکھ کر دل خوشی سے بھر گیا اور سبھی افسانے بہت اچھے تھے۔ خاص کر ایقان علی، سیدہ فرزانہ حبیب، شہلا گل سحر، حورینہ سعد، زنیرہ کے افسانے بہت اچھے تھے۔ مستقل سلسلوں میں اشعار، ردا کی ڈائری، ذرا پھر سے کہنا، سندیسے، پیغام میرے پسندیدہ سلسلے ہیں۔ سب کی شرکت انہیں اور زیادہ دلچسپ و دلکش بنادیتی ہے۔ نئے سال کی آمد آمد ہے۔ میری دعا ہے کہ ردا یونہی اپنی کامیابی و ترقی کا سفر جاری وساری رکھے، آمین۔

گیتی آراء ــــــــ کراچی

پیاری آپی اور نورین السلام علیکم! بعد از سلام آپ سب کو عید میلادالنبی کی دلی مبارک باد۔ اللہ ہم سب کو ایسی ہزاروں ساعتیں دیکھنا نصیب کرے اور اب بات ہو جائے ماہ دسمبر کے ردا کی۔ 8 دسمبر کو ردا کیا ملا کہ تن سے من تک خوشی کی ایک لہری دوڑ گئی۔ سب سے پہلے تو سرورق کی مینا بتول کا بالا دل میں اتر گیا۔ ''گوشہ آگہی'' کی دلچسپ خوبصورت باتوں کے سحر سے نکلے تو آگے چل کر ''ردائے جنت'' کی ایمان افروز باتیں دل میں اترتی چلی گئی۔ آگے چل کر سباس گل اپنے دلچسپ ناولٹ ''مجھے اعتبار ہے'' میں بڑی خوب صورتی سے ''اعتبار محبت'' کے معنی سمجھا گئیں۔ شمائلہ ولعباد ''بکھیرنے سے پہلے'' میں نئی جنریشن اور بگڑتی نسل کو ایک اچھا سبق دے گئیں۔ ایک اچھی سبق آموز تحریر تھی۔ ایقان علی اپنے منفرد انداز میں اپنی منفرد تحریر ''شکر الحمدللہ'' میں خدائے بزرگ و برتر کی ہزاروں نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہمیں سکھلایا۔ ''چند دن دسمبر کے'' مہرین کنول نے مری کی خوب صورت وادی میں کیا گھمایا کہ ہمارا دل بھی یکدم برف کی اس وادی میں گھومنے کو مچل اٹھا۔ ''وہ رت وموسم جو روٹھ گیا'' میں زندگی تنویر خلیل کے خوب صورت لفظوں کے چناؤ اور لفظوں کی حسین جادوگری اور ہم کو ایک لمحے کو بھی اپنے حصار میں جکڑ لیا۔ روگ محبت، گر، دم توڑتی آرزوئیں، دسمبر پھر لوٹ آیا ہے۔ دسمبر کی ایک شام میں، دونمبر اچھی تحریریں تھیں۔ سب نے قلم کے ساتھ خوب انصاف کیا۔ ''ردا کی ڈائری'' کے بھی انتخاب اچھے تھے۔ ''اشعار'' میں ایمن کا انتخاب لاجواب رہا۔ ''اس ماہ میں'' ہمیشہ کی طرح بے مثال رہا۔ خاص کر اس ماہ کی مہکتی کلیاں، کام کی باتیں، محبت لاجواب تھے۔ ''خوشبو'' بھی ہمیشہ کی طرح اپنی مثال آپ رہا۔ ''ذرا پھر سے کہنا'' کی سبھی نظمیں غزلیں اچھی رہیں۔ خاص کر ماریہ یاسر، ایس امتیاز، شہلا گل سحر، یاسمین آفریدی کی نظم غزلیں۔ ''سندیسے'' میں افشاں علی کی شمولیت اتنے دنوں بعد دیکھ کر خوشی ہوئی۔ ''دوستوں کے نام پیغام'' میں امینہ روف، مصباح مسکان روف کے ڈھیروں دعائیہ کلمات اچھے لگے بلکہ بہت اچھے لگے۔ اللہ تمہیں بھی ہر موڑ پر کامیاب کرے، آمین۔ ''کچن'' میں تکہ بوٹی، چکن تکا، سینڈوچ، ٹماٹو سوپ، لاجواب پکوان تھے۔ ''سنگھار'' میں بالوں کی حفاظت سے متعلق ٹپس بہترین رہی۔ اب اجازت باقی ردا ابھی زیر مطالعہ ہے۔ آخر میں آپی، نورین اور تمام قارئین کو ہماری طرف سے نئے سال کی دلی مبارک باد۔ اللہ آپ سب کو ایسی ہزاروں خوشیاں دیکھنا نصیب کرے، آمین۔

رابعہ افضال ــــــــ کراچی

سال نو کی ٹھنڈی بھیگی پرنم فضا میں اپنا محبت میں

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بھیجےگا سلام الفت قبول ہو۔ میری تمام پیاری سکھیوں کو محترم صالحہ آپی کو اور تمام ردا اسٹاف کو۔ پہلے بات ہو جائے دسمبر کی۔ دسمبر مائی فیورٹ سال کا آخری مہینہ جس کی راتیں ٹھنڈی اوس میں بھیگی چاند کو روشنی سے منور دل کو گداز کرتی مجھے کسی اور ہی جہاں میں پہنچادیتی ہیں۔ دسمبر کی سرد ٹھنڈی راتوں میں کافی پینا اور مونگ پھلی کھانے کا اپنا ہی مزہ ہے جو دسمبر اپنے ساتھ ہی لے جاتا ہے۔ اب بات کرتے ہیں دسمبر کے شمارے کی۔ ٹائٹل گرل کے روپ میں نینا بتول اچھی لگیں۔ ''سرگوشیاں'' پڑھ کر بہت مزہ آیا۔ ''ردائے جنت'' بھی ہمیشہ کی طرح بہت اچھا تھا۔ سلسلے وار ناولز میں قمروش شہک کا ناول بہت خوب صورتی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ شازیہ مصطفیٰ کا ناول بھی زبردست جارہا ہے۔ روشانے عبدالقیوم کا ناول بھی اچھا جارہا ہے۔ مکمل ناول میں ریحانہ آفتاب اینڈ رضوانہ آفتاب دونوں نے ہی بہت اچھا لکھا۔ ناولٹ میں سباس گل اپنے انداز تخاطب کی بدولت چھا گئیں۔ مریم شاہ بخاری کا ناولٹ بھی بہت اچھا لگا۔ اب بات ہو جائے افسانوں کی۔ سب ہی نے بہت خوب لکھا۔ شائلہ ولعباد، ایقان علی، مہرین کنول، زندگی تنویر خلیل، زنیرہ، عائشہ انصاری، سید فرزانہ حبیب، ماریہ یاسر، شہلا گل سحر، حورینہ سعد، آسیہ مظہر چوہدری سب ہی کی تحریریں بہت اچھی تھیں۔ ماریہ یاسر اینڈ شہلا گل سحر آپ کے افسانوں کے نام مجھے بہت اچھے لگے۔ ''ردا کی ڈائری'' میں عائشہ کی ڈائری سے دسمبر کے حوالے سے نظم بہت اچھی لگی۔ اشعار سب ہی بہترین تھے۔ ''اس ماہ میں'' اس ماہ کی غزل ملک جواد نواز کا انتخاب بہت اچھا لگا۔ ''خوشبو'' میں لکھا ہر لفظ ہی بے مثال تھا۔ ''ذرا پھر سے کہنا'' میں سب کا کلام ہی بہترین تھا۔ ''سندیسے'' میں سب ہی دوستوں نے خوب رونق لگائی۔ فریدہ فرید، صبا عبدالغنی کہاں غائب ہیں بھئی بہت کمی محسوس ہوتی ہے، سندیسے کی محفل میں اپنے قلم سے چار چاند لگا دیا کریں جی۔ ''دوستوں کے نام پیغام'' میں سب ہی کے پیغام بہت اچھے تھے۔ ''کچن'' میں موجود ہر ڈش ہی مزیدار ہوتی ہے۔ ''سنگھار'' بھی بہترین تھا۔

آنسہ احسان اللہ ـــــ کھاریاں

ماہ دسمبر کا ردا ڈائجسٹ ہنستا مسکراتا ہزاروں رنگ بکھیرتا 9 دسمبر کو ہمارے گھر کی دہلیز پر اپنا قدم رکھ چکا تھا۔ ہمیشہ کی طرح ''گوشہ آگہی'' کا ہر لفظ دل میں اتر گیا۔ ''ردائے جنت'' دل و دماغ کی شمعیں روشن کر گیا۔ اب تشریف کا ٹوکرا لاتے ہیں افسانوں کی طرف افسانوں میں شائلہ ولعباد، ایقان علی، مہرین کنول، سیدہ فرزانہ حبیب، ماریہ یاسر، شہلا گل سحر، حورینہ سعد کے افسانے بہت پسند آئے۔ ناولٹ میں ''مجھے اعتبار ہے'' سباس گل پسند آیا۔ مکمل ناول میں ''کوئی تیری خاطر'' رضوانہ آفتاب کا بہت پسند آیا۔ سلسلے وار ناول میں ''دیدہ عبرت نگاہ'' روشانے عبدالقیوم بہت اچھا جارہا ہے۔ مستقل سلسلوں کی طرف آتے ہیں۔ ''ردا کی ڈائری'' میں ایم جے قریشی بیسٹ رہے۔ ''اس ماہ میں'' نور بانو کوئٹہ، ملک [illegible] ڈی آئی خان، شائقہ ایاز لیہ اور سحر مبین آف دی ملتھو رہے۔ ''خوشبو'' میں تمام دوستوں نے بہت خوب لکھا لیکن ایم جے قریشی کا آرمی پبلک اسکول پشاور کے شہید بچوں کو خراج عقیدت بہت پسند آیا۔ ''ذرا پھر سے کہنا'' میں ماریہ یاسر نمبر لے گئیں۔ ''سندیسے'' سبھی بہنوں نے بہت خوب صورت اور اپنے اپنے انداز سے لکھے۔ ''دوستوں کے نام پیغام'' میں شائقہ ایاز کا پیغام اچھا لگا۔ ''کچن'' سے بہت کچھ سیکھا۔ میری طرف سے میری فرینڈز عائشہ نسیم، اسماء، ثانیہ عارف، فرحت پروین، طیبہ صدیق اور مریم کو ڈھیر ساری دعائیں۔

......☆......

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

دوستوں کے نام پیغام

پیاری صالحہ آپی اور ردا دوستوں کے نام

یقین ہے آپ سب مزے میں ہوں گے۔ آپ تمام لوگوں کو میرا محبت بھرا اسلام قبول ہو۔ آپی میں تقریباً ایک سال سے ردا سے دور ہوں مگر ردا سے دور رہنا میری مجبوری ہے۔ میں چاہ کر بھی ردا کے لیے ٹائم نہیں نکال پا رہی تھی۔ وجہ میں آپ تمام لوگوں کو بتانا چاہوں گی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک بے حد کیوٹ بیٹی سے نوازا ہے بس اس میں ہی لگی رہتی ہوں۔ کچھ خبر نہیں ہوتی ہے کہ کب رات ہوتی ہے اور کب دن، ماشاء اللہ میری بیٹی اس ماہ آٹھ ماہ کی ہو جائے گی۔ میری بے بی کا نام ایشل فاطمہ ہے۔ میرے پورے گھر والوں کی جان ہے۔ ایشل میں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ آپ سب سے اپیل ہے کہ میری بے بی کے لیے دعا کریں کہ اس کا نصیب اچھا ہو۔ آمین۔ آپی آپ ہیں، ہی آل دا بیسٹ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و تندرستی سے نوازے رکھیں اور ردا کی تمام دوستوں کو میرا بہت بہت پیار اور بہت ساری دعائیں۔

افسانہ آفتاب کاوش۔ کراچی

برادر منہد مری کے نام

ڈیئر برادر ایم منہد مری تیرہ جنوری کو تمہاری برتھ ڈے ہے۔ بہت بہت مبارک ہو۔ یہ سال اور آئندہ آنے والا ہر سال تمہارے لیے بے حد و بے شمار خوشیاں لے کر آئے۔ تمہارے دل کی ہر مراد پوری ہو۔ تمہارا رزلٹ شاندار آئے۔ کامیابیاں تمہارے قدم چومیں، بیسٹ آف لک۔ Best of Luck۔ اینڈ ڈیئر عروۃ الوثقیٰ تمہیں تمہاری 2nd برتھ ڈے بہت بہت مبارک ہو، God Bless you۔ نیکسٹ منتھ آنے والے ملائکہ، مون اور اپسرا کو ایڈوانس میں Happy Birthday اینڈ پوری فیملی کو سلام دعائیں۔

عائشہ مری۔ سبی

دوستوں کے نام

عزیز دوستو! السلام علیکم! پیاری ثناء کنول، رابعہ افضال خان، ملالہ اسلم، رامین ناز اور دیگر ساتھیوں کیا حال احوال ہیں آپ کے؟ دعا ہے کہ آپ سب خوش و خرم رہیں، آمین۔ رابعہ جی آخر ہم آن موجود ہو گئے ناں؟ جناب اچھا دوست وہی ہوتا ہے جو مجبوریوں کو سمجھے مگر ہم آپ کو بھولے نہیں ہیں اور نہ آپ کو بھولنے کی اجازت دیں گے۔ مائی سوئیٹ ہارٹ مجھ جیسے لوگ گھڑی کی سوئیوں کی رفتار کے حساب سے چلتے ہیں اور ہانپ جاتے ہیں۔ کوئی یقین نہیں کرتا تو نہ کرے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس دنیا میں ہم سب بے یقینی کا شکار ہیں۔ شاہ کنول جی آپ نے میرے نام شعر لکھا تھا۔ بہت خوشی ہوئی۔ بھئی آئی ایم لکی ناں۔ کوئی تو ہے جو میری گفتگو کا رسیا ہے۔ کیا میں اور کیا میری گفتگو؟ یہ سب آپ کی محبت ہے۔ آپ سب خود بہت اچھے ہیں اور رابعہ میری برتھ ڈے اکتوبر میں نہیں اگست میں ہوتی ہے۔ ویسے Wish کرنے کا شکریہ۔ آخر میں عزیز از جان قاری محمد عثمان غنی قادری (پیارے مان بابا جانی) کو سلام و دعا کے بعد عرض کرتی ہوں کہ "باندھے ہاتھوں کی میری لاج نبھائے رکھنا" خدا آپ کی حفاظت کرے، آمین۔ بہت پیارے بھائی شجاعت علی اور آپی سکینہ کو شادی کی مبارک باد۔ خدا نظر بد سے بچائے۔ پیارے بھائی مبشر کا شکریہ جو کہانیاں اور خط پوسٹ کرواتے ہیں۔ فرزانہ شوکت، ثریا کوثر، زرینہ خان، اقراء اقبال، ردا فاطمہ، نسیمہ عندلیب، مسرت بی بی اور کلاس سیکنڈ ایئر کی تمام طالبات کے لیے نیک تمناؤں کا اظہار۔ ڈیئر خالدہ احمد خان آپ کا بھی شکریہ۔ قابل احترام مس صباء بشیر، مس روبینہ ضیاء، مس عابدہ پروین کے لیے ڈھیروں دعائیں اور بہت سا پیار۔ خدا میرے تمام اساتذہ کرام اور ہم مکتب دوستوں کو سلامت رکھے، آمین۔ خدا آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔ اپنا خیال رکھیں۔

حافظہ مون بخاری۔ سرگودھا

دوستوں کے نام

نیا سال شروع ہو رہا ہے اور نئے سال کی شروعات پر میری طرف سے صالحہ آپی، نورین ملک، فریدہ فرید، صبا عبدالغنی، ثناء اللہ دتہ، شہلا گل سحر، ماریہ یاسر، افشاں علی، شازیہ مصطفیٰ، قمروش شہک، روشانے عبدالقیوم، سباس گل، مہرین کنول، حافظہ مون بخاری اور جن کے نام رہ گئے معذرت کے ساتھ، سب کو میری طرف سے بہت بہت نیا سال مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو ڈھیروں خوشیاں دکھائے اور آپ سب کی تمام جائز حاجات پوری کرے، آمین۔

رابعہ افضال خان۔ کراچی

شازیہ مصطفیٰ اور قمروش کے نام

آپی آپ دونوں میری فیورٹ رائٹرز ہیں۔ مجھے آپ لوگوں کو پڑھنا بہت اچھا لگتا ہے۔ میری دعا ہے کہ آنے والا سال آپ دونوں کے لیے بہت خوشیاں اور کامیابیاں لے کر آئے، آمین۔

نوشین مدثر۔ لاہور

علیشہ ملک کے نام

مائی ڈیئر اینڈ لولی سسٹر علیشہ تمہیں 2 جنوری پر تمہاری برتھ ڈے، بہت بہت مبارک ہو۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بہت خوشیوں بھری زندگی عطا کرے، جو چاہو وہ پاؤ اور سدا خوش آباد رہو، آمین۔

شائلہ ملک۔ کراچی

دعا کے نام

مائی لولی اینڈ سوئیٹ سسٹر! تمہیں میٹرک میں شاندار کامیابی پر ڈھیروں مبارک باد۔ تم رو میں اپنے نام پیغام دیکھ کر حیران تو ضرور ہو گی مگر یہ سرپرائز ہے تمہارے لیے تمہاری اس شاندار کامیابی پر تم مجھ سے ایک سوٹ تو لے چکی ہو مگر اپنے فیورٹ رو میں اپنے نام پیغام دیکھ کر تمہیں یقیناً بہت خوشی ہو گی۔ خدا کرے کہ تم ایسے ہی زندگی کے سفر میں کامیابیاں سمیٹتی رہو سدا خوش اور مسکراتی رہو، آمین۔

رطابہ علی۔ کراچی

.....☆.....

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کچن

سبزیوں کا مزے دار سوپ

اجزاء:

آلو	:	آدھا کلو
گاجر	:	ایک پاؤ
شلجم	:	ایک پاؤ
پیاز	:	ایک عدد
پودینہ	:	تھوڑے سے پتے
مکھن	:	چائے کا ایک چمچہ
پانی	:	تین پاؤ
تیزپات	:	دو عدد
نمک	:	حسب ضرورت
سیاہ مرچیں	:	حسب پسند
دودھ	:	آدھا کلو
دھنیا	:	حسب ضرورت

ترکیب: آلو، گاجر، شلجم اور پیاز چھیل لیں اور ان کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرلیں۔ پودینہ صاف کر کے دھولیں اور باریک کتر لیں۔ ایک دیگچی میں مکھن گرم کریں اور اس میں آلو، پیاز اور پودینہ ڈال کر پانچ منٹ تک فرائی کریں۔ سبزیاں ہلکی سی نرم ہو جائیں گی، بقیہ سبزیاں شامل کر کے مزید پانچ منٹ اور تلیں پھر پانی شامل کرلیں۔ تیزپات، نمک اور سیاہ مرچ پیس کر ڈال دیں، ابال آجائے تو آنچ دھیمی کردیں اور ڈھکن سے ڈھانپ کر پندرہ سے بیس منٹ پکنے دیں۔ سبزیاں گل جائیں تو تیزپات کو نکال کر پھینک دیں۔ سوراخ دار کفگیر سے کھانے کے دو بڑے چمچے کے برابر سبزیاں نکال کر کچل لیں۔ اب بقیہ سبزیوں اور ان کے شوربے کو گرینڈر پر باریک پیس کر یکجان کرلیں اگر گرینڈر نہیں ہے تو کفگیر کی مدد سے کچل لیں پھر باریک چھلنی میں چھان لیں اور سوپ میں دودھ شامل کر کے چمچہ سے اچھی طرح ملائیں پھر سوپ چھان لیں۔ مکھن ڈال کر کالی مرچ چھڑکیں، مزے دار سوپ تیار ہے۔ یہ چھ افراد کے لیے کافی رہے گا۔

آلو اور پنیر کا سوپ

اجزاء

آلو	:	دو عدد (درمیانے سائز)
پیاز	:	آدھی کٹی ہو
نمک	:	چائے کا ایک چمچہ
پانی	:	آدھی پیالی
دودھ	:	دو پیالی
کارن فلور	:	کھانے کا ایک چمچہ
کالی مرچ	:	چائے کا ایک چوتھائی چمچہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پنیر : ایک پیالی
دھنیا : چند پتے

ترکیب: آلو اور پیاز چھیل لیں۔ انہیں ٹکڑے کر کے ابال لیں اور بعد میں ان دونوں کا بھرتہ بنالیں۔ آدھی پیالی دودھ لیں، اس میں کارن فلور ڈال کر اچھی طرح ملائیں، باقی بچا ہوا دودھ آلو کے بھرتے میں ڈال دیں۔ کڑاہی لے کر اس مرکب کو پکائیں اور چلاتی رہیں، ایک وقت آئے گا کہ ان میں بلبلے بننے لگیں گے، تب نمک اور کالی مرچ اس میں شامل کرلیں اچھی طرح پک جائے تو اتار لیں۔

چائنیز سوپ

اجزاء:

چکن (بون لیس) : آدھا کلو
کارن فلور : کھانے کے تین چمچے
پیاز : ایک عدد (باریک کٹی ہوئی)
انڈے : دو عدد (صرف سفیدی)
کالی مرچ : چائے کا ایک چمچہ
چائنیز نمک : کھانے کا ایک چمچہ
ہری مرچ : دو عدد
سویا ساس : کھانے کا ایک چمچہ
نمک : حسب ذائقہ

ترکیب: مرغی کے پیس اچھی طرح دھولیں۔ ایک ساس پین میں مرغی، باریک کٹی ہوئی پیاز، سیاہ مرچ، نمک اور پانی ڈال کر یخنی تیار کریں۔ گوشت گل جائے تو یخنی چھان کر الگ نکال لیں۔ ابلی ہوئی بوٹیوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرلیں۔ ایک پیالی پانی میں کارن فلور کو اچھی طرح سے حل کریں۔ یخنی میں کارن فلور کا آمیزہ اور چھوٹے چھوٹے گوشت کے ٹکڑے ڈال کر دھیمی آنچ پر چند منٹ تک پکائیں۔ جب سوپ آپ کی پسند کے مطابق گاڑھا ہو جائے تو انڈے کی سفیدی ملا دیں اور چمچہ سے سوپ میں خوب اچھی طرح مکس کریں، مزے دار چائنیز سوپ تیار ہے۔

پالک کا سوپ

اجزاء:

پالک : آدھا کلو (پتے الگ کرلیں)
نمک : حسب ذائقہ
ڈبل روٹی کے سلائس : دو عدد (چھوٹے ٹکڑے کرلیں)
چکن کی یخنی : دو پیالی
کالی مرچ کٹی ہوئی : چائے کا آدھا چمچہ
تازہ کریم : حسب ضرورت

ترکیب: پالک کے پتے اچھی طرح دھو کر ہلکی آنچ پر ابال لیں۔ دس منٹ بعد اتار کر ٹھنڈا کرلیں جب ٹھنڈا ہو جائے تو بلینڈر میں پیس لیں۔ دیگچی میں یخنی کے ساتھ ڈال کر دوبارہ پانچ منٹ کے لیے پکائیں جب ابال آجائے تو نمک ڈال دیں، جب پیش کرنا ہو تو گرم کر کے پیالے میں ڈال دیں۔ اوپر تلے ہوئے سلائس کے ٹکڑے ڈالیں کریم اور کالی مرچ ڈال کر پیش کردیں۔

عربین سوپ

اجزاء:

سفید لوبیا : سوا پیالی (ایک گھنٹہ بھگوئیں)
مغز بادام : ایک پیالی (چھیل کر پیس لیں)
لہسن : پانچ جوے (پسا ہوا)

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

زیتون کا تیل : کھانے کے دو چمچے
ڈبل روٹی : دو سلائس
نمک : حسب ذائقہ
پودینہ : چند پتیاں یا حسب ضرورت
سفید زیرہ : کھانے کا ایک چمچہ
کالی مرچ : کھانے کا ایک چمچہ

ترکیب: لوبیا کو ابال لیں، جب گل جائے تو چھلنی میں ڈال کر پانی نکال کر رکھ لیں۔ پسے ہوئے باداموں میں پسا ہوا لہسن، اچھی طرح ملا دیں۔ لوبیا کے پانی میں زیتون کا تیل ملائیں۔ لہسن اور بادام والا آمیزہ شامل کر کے خوب پکائیں۔ جب گاڑھا ہونے لگے تو لوبیا، نمک، پسا ہوا مصالحہ اور پودینے کے پتے شامل کر کے پیالی میں ڈالیں اور نوش کریں۔

چکن اور مشروم سوپ

اجزاء:
چکن کے ٹکڑے : سینے کے دو عدد
(ابال کر چھوٹی بوٹی کر لیں)
مرغی کی یخنی : تین پیالی
مکھن : کھانے کا آدھا چمچہ
مشروم : ایک ٹن
(باریک کاٹ لیں)
نمک : حسب ذائقہ
میدہ : کھانے کا ایک چمچہ
دودھ : ایک پیالی
کالی مرچ کٹی ہوئی : چائے کا آدھا چمچہ
تازہ کریم : آدھی پیالی

ترکیب: سب سے پہلے ایک دیگچی میں مکھن گرم کریں جب گرم ہو جائے تو میدہ ڈال کر ہلکا سا بھون کر دیگچی اتار لیں۔ پانچ منٹ بعد دودھ ڈال دیں پھر سے ہلکی آنچ پر رکھ کر لکڑی کے چمچے کے ساتھ چلاتی رہیں۔ جب گاڑھی ہو جائے تو نمک ڈال کر اتار لیں۔ وائٹ ساس تیار ہے، اب ایک الگ دیگچی میں چکن بوٹی اور یخنی ڈال کر پانچ منٹ کے لیے پکائیں پھر اتار کر وائٹ ساس ملائیں۔ جب پیش کرنا ہو تو سوپ گرم کریں۔ کریم اور مشروم ڈال کر کالی مرچ ملا دیں۔ گرم گرم پیش کریں اس سوپ میں آپ تازہ مشروم بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

دال کا مزے دار سوپ

اجزاء:
مسور کی دال : ایک پیالی
پیاز : ایک عدد
ٹماٹر : دو پیالی (پیس لیں)
چاول : آدھی پیالی
نمک، سیاہ مرچ : حسب ذائقہ
ہرا دھنیا، ہری مرچ : حسب ذائقہ

ترکیب: پیاز کو باریک کاٹ کر گھی میں ہلکا براؤن کر لیں پھر مسور کی دال اور چاول (پہلے دھو کر رکھ لیں) ڈال کر چھ پیالی پانی میں ملائیں اور ان سب اشیاء کو آدھے گھنٹے تک پکنے دیں۔ جب پانی چار پیالی رہ جائے اور دال گل کر ملائم ہو جائے تو ٹماٹر کا رس اور نمک ملا کر چند منٹ دھیمی آنچ پر پکائیں۔ سوپ گاڑھا ہونے لگے تو سیاہ مرچ، ہرا دھنیا اور ہری مرچ کے بیج نکال کر باریک باریک کٹی ہوئی ڈال دیں اور گرم گرم پیش کریں۔

.....☆.....

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سنگھار

موسم سرما کا بیوٹی پلان

نمک کے استعمال سے آپ کی جلد معمولی پھوڑے پھنسیوں سے محفوظ رہے گی یعنی صرف ایک منٹ کی محنت سے آپ نہ صرف اپنی جلد کی خوب صورتی کو برقرار رکھ سکتی ہیں بلکہ اس میں مزید نکھار بھی پیدا کر سکتی ہیں۔

جلد کی حفاظت

سردیوں میں جلد کی دیکھ بھال ایک اہم مسئلہ ہے جو خصوصی توجہ کا طالب ہے۔ اس موسم میں اکثر خواتین جلد کے خشک ہونے کی شکایت کرتی ہیں۔ بیسن میں لیموں کے پسے ہوئے چھلکے اور دودھ ملا کر دن میں ایک مرتبہ اس سے منہ دھوئیں، ٹماٹر کا لوشن تیار کرنے کے لیے تازہ پکے ہوئے ٹماٹروں کا رس نکال لیں اور اس میں برابر مقدار میں لیموں کا عرق ملائیں۔ روزانہ رات کو یہ لوشن اپنے چہرے پر لگائیں لیکن یاد رہے کہ لوشن روزانہ نیا اور تازہ تیار کریں۔ اس کے استعمال سے جلد چند ہی دنوں میں نکھر جائے گی۔

گاجر کا ماسک بھی جلد کی حفاظت کے لیے نہایت مفید ہے۔ گاجروں کو پیس کر ان کا رس نکال لیں۔ اس میں دودھ اور انڈے کی زردی ملا کر روزانہ اس ماسک کو چہرے پر لگائیں اور 15 منٹ بعد دھو لیں۔ یہ ماسک روئی کی مدد سے چہرے پر لگائیں اور پھر چہرہ ساکت رکھیں۔ ورنہ جھریاں پڑ جائیں گی۔ یہ ماسک چہرے کی خشکی دور کر کے جلد کو چمکدار بناتا ہے۔ اس کے علاوہ جھریوں اور کیل مہاسوں سے نجات کے لیے چقندر کا رس لیں۔ انہیں اچھی طرح مکس کریں اور روزانہ پئیں۔ اس کے استعمال سے بہت جلد چہرے سے داغ، دھبوں، کیل مہاسوں اور جھریوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ تازہ دہی چہرے پر لگانے سے جلد کی خشکی دور ہوتی ہے۔ مکھن کا استعمال بھی خشک جلد کو ملائم کرتا ہے۔ پیشانی کی شکنیں دور کرنے کے لیے خالص زیتون کے تیل کی آہستہ آہستہ مالش کریں۔

گردن کی حفاظت

اکثر خواتین چہرے کو حسین اور دلکش بنانے کے لیے ہزاروں جتن کرتی ہیں لیکن گردن کو نظر انداز کر دیتی ہیں۔ سردیوں میں گردن کی صفائی اور خوب صورتی کا خاص خیال رکھیں۔ آٹے میں دودھ اور لیموں کا عرق ملا کر گردن پر لیپ کر لیں۔ 15 منٹ بعد ٹھنڈے یا نیم گرم پانی سے دھو ڈالیں۔ یہ عمل ہر قسم کی جلد کی حامل خواتین کر سکتی ہیں۔ جس کے نتیجے میں دلکش نتائج سامنے آئیں گے۔ خصوصاً خشک جلد کی حامل خواتین بالائی میں تھوڑا سا شہد ملا کر ہفتے میں دوبارہ گردن پر لگائیں اس سے جلد ملائم ہو جائے گی۔

ہاتھ، بازو اور کہنیاں

سردیوں میں ہاتھ، بازو اور کہنیوں کی حفاظت بھی لازمی ہے، ورنہ یہ کھردرے اور بے رونق ہو جائیں گے۔ عموماً پانی کے ساتھ کام کرنے سے ہاتھ کھردرے اور سخت ہو جاتے ہیں۔ سردیوں میں ہاتھوں کو زیادہ دیر پانی میں نہ رکھیں۔ کپڑے اور برتن دھوتے ہوئے

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

ہائی کوالٹی پی ڈی ایف

ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ

کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ

ایڈ فری لنکس

ڈاؤنلوڈ اور آن لائن ریڈنگ ایک پیج پر

ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

Click on http://paksociety.com to Visit Us

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety

پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1

پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براؤزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بُک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بُک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-

http://paksociety.com

چڑے کے دستانوں کا استعمال کریں کام کے ختم ہوتے ہی ہاتھوں اور بازوؤں کو تولیہ سے خشک کرلیں اور اچھی طرح سے کولڈ کریم لگائیں تاکہ جلد پھٹنے سے محفوظ رہے۔ بادام کے چار دانوں کو تھوڑے سے دودھ میں مکس کرلیں اور یہ آمیزہ سونے سے قبل روزانہ ہاتھوں پر ملیں اس سے ہاتھ نرم وملائم ہوجائیں گے۔ سردیوں میں شہد، گلیسرین اور لیموں کا عرق برابر تعداد میں ملا کر کہنیوں، بازوؤں پر لگانے سے حیرت انگیز نتائج حاصل ہوں گے۔

ہونٹ

موسم سرما میں سرد ہواؤں کے باعث ہونٹ بے رونق اور خشک ہوجاتے ہیں۔ ان پر لائنیں نمودار ہوجاتی ہیں جو مشکلوں سے ختم ہوتی ہیں اور اکثر اوقات تو ہونٹ پھٹ بھی جاتے ہیں جو بہت تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔ گائے کا کچا دودھ روزانہ ہونٹوں پر لگائیں، اس سے ہونٹ نہیں پھٹیں گے اس کے علاوہ بالائی میں نمک ملا کر ہونٹوں پر ملنے سے ہونٹ سرخی مائل ہوجاتے ہیں۔ سردیوں میں ہونٹوں پر ویزلین یا چیپ اسٹک کا استعمال کریں۔

پاؤں کی حفاظت

موسم سرما میں پاؤں عموماً کھردرے اور سخت ہوجاتے ہیں۔ ایڑھیاں پھٹ جاتی ہیں جو چلنے میں دشواری کا سبب بنتی ہیں۔ رات کو سوتے وقت پاؤں پر بکری کا کچا دودھ ملیں۔ صبح دھو کر اچھی سی کولڈ کریم لگائیں اور سوتی جرابیں پہن لیں۔ اس سے پاؤں دوبارہ ٹھیک ہوجائیں گے۔ جرابوں کے استعمال سے پاؤں گندگی سے بھی محفوظ رہتے ہیں۔ اس عمل کے دوران پاؤں کو ٹھنڈی ہوا نہ لگنے دیں یہ عمل چند بار کرنے سے ہی آرام آجائے گا۔ زیتون کے تیل میں لیموں کا رس ملا کر مالش کرنے سے پاؤں ملائم ہوجاتے ہیں اس کے علاوہ ویزلین کے استعمال سے بھی پاؤں پھٹنے سے محفوظ رہتے ہیں۔

آلو کا استعمال

چہرے کی حفاظت کے لیے آلو بہترین ہے۔ آلو کے استعمال سے جلد ملائم ہوجاتی ہے۔ ایک کچلے آلو کے باریک قتلے کاٹ کر گردن اور ہاتھوں پر ملیں۔ یا کدوکش کر کے چہرے اور گردن پر لگائیں اور پندرہ بیس منٹ بعد ٹھنڈے پانی سے دھولیں۔

گھریلو ٹوٹکے

☆ اگر الٹیاں بند نہیں ہورہی ہوں تو ہری مرچوں کے بیج نکال کر پانی سے نگل لیں۔ جلد ہی الٹیاں رک جائیں گی۔

☆ اگر ہچکیاں آرہی ہوں تو تھوڑا سا نمک چاٹ لیں اور اگر اس سے بھی بند نہ ہوں تو پانی پی لیں۔

☆ جوتے سے پاؤں پر پڑ جانے والے آبلوں پر اگر انڈے کی سفیدی لگائیں اور پنکھے کی تیز ہوا میں فوراً خشک کرلیں۔ تو یہ جلد ہی ختم ہوجائیں گے۔ گلیسرین بھی مفید ہے۔

☆ برف کھانے سے دانت کمزور اور حساس ہوجاتے ہیں۔ کم سے کم برف کا استعمال کریں۔

☆ اَن چھنا آٹا کھانے کے لیے بے حد مفید ہے۔ یہ جلد اور آسانی سے ہضم ہوجاتا ہے۔

☆ پیاز تلتے وقت چمچہ کم سے کم چلائیں۔ پیاز جلد ہی براؤن گولڈن ہوجائیں گے۔

☆ اندرونی چوٹ لگ جائے تو ہلدی دودھ میں ملا کر پئیں۔

☆ ناخن بڑھانے کے لیے صبح نہار منہ ایک دو گلاس پانی پئیں۔ سارا نظام بھی ٹھیک رہے گا اور ناخنوں میں بھی مضبوطی آجائے گی۔

☆ میلے ناخنوں کی صفائی کے لیے ایک پیالی میں ایک چمچ لیموں کا رس ملالیں اور انگلیوں کو اس میں 10,15 منٹ تک ڈبولیں۔ ناخن بالکل صاف اور چمکدار ہوجائیں گے۔

.....☆.....

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY